
الحمد للہ المنعم المنان کہ درین زمان سعید قرآن فہمی و آوان مسرت اقران
جلد 1
کتاب آیات محکمات
جواب آیات بینات
تصنیف علیہ العبد الضعیف ابی الفضل اکمل شوق دہلوی غفرلہ
ہر سہ رسالہ در مطبع جلیلی سید الحرمین حسن صاحبین ادام اللہ اقبالہم علی رغم الاعادی والحاسدین
باہتمام احقر العباد زاہد احمد جواد مالک و
مہتمم مطبع
در نظامی پریس کانپور سید المطبوعہ طبع گردید

فہرست مضامین آبات بینات جلد اوّل

مسئلۂ فضیلت صحابہ

نمبر	صفحہ	عنوان
۱	۱	دیباچہ
۲	۶	قول صاحب آیات بینات کہ مذہب آبائی چھپایا گیا ہے بلکہ ایسی تحقیق پر
۳	۷	مذہب سلسلہ اعتراض کی نسبت حقیقت پر مبنی
۴	۸	اسلام میں تشتت کے اسباب امور
۵	۹	قولہ ہم بعد تحقیق بہ سنت چھپایا گیا
۶	۱۰	آپ نے سلسلہ پر بہتان باندھے ہیں
۷	۱۰	حقیقت فرقہ اثنا عشریہ
۸	۱۳	سبب ضعف فرقہ
۹	۱۴	مطاعن صحابہ موجب توہین ہیں
۱۰	۱۶	الزام تصانیف علمائے امامیہ کو متہم کرنے میں۔ کتب امامیہ سے جواب
۱۱	۱۷	صاحب تحفہ دیگر علماء میں سے لیتے ہیں کتب امامیہ کا جواب

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۲	۱۹	علمائے امامیہ کی توہین
۱۳	۲	قول صاحب تحفہ کی تردید
		قول ثقات کا سلسلہ پر الزام ہونا
۱۴	۲۱	شبہ مالک بن انس کا تحفہ سے
		تحفہ کا مفتریانہ
۱۵	۲۲	فضیلت بیت بنت رسول
۱۶	۲۴	صاحب تحفہ کا قول کہ سنت سے ثابت
		نہیں ہے سے انکار کیا۔
۱۷	۲۵	تردید قول متذکرہ بالا
۱۸	۳۰	اخبار فریق میں بنی ہاشم کی توہین
۱۹	۳۰	احادیث درباره فضیلت بنی ہاشم
۲۰	۳۱	خواجہ حسن نظامی صاحب کا الفاروق پر
		اعتراض۔
۲۱	۳۲	صاحب تحفہ کا عذر مسطورہ۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۲۲	۴۷	محدثین اہلسنت نے رسولؐ کے فضائل اور اصحاب کے مطاعن لکھے ہین۔
۲۳	۴۲	اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین۔
		مسئلہ فضیلت صحابہ
۲۴	۴۵	قولہ در ذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام ہے۔
۲۵	۴۶	مذکورہ بالا بیان کا بطلان اور مختلف فیہ مسائل۔
۲۶	۵۲	رسالہ علم الکلام مؤلفہ شمس العلماء شبلی نعمانی دربارہ عقائد اہلسنت۔
۲۰	۵۵	عقائد مندرجہ رسالہ مذکور خلاف آیات الٰہی ہین
۲۸	۵۸	عقائد فرقہ مذکور دربارہ صفات ثبوتیہ وسلبیہ باری تعالیٰ
۲۹	۵۸	اختلاف فریقین دربارہ بعثت انبیا۔
۳۰	۵۸	مسئلہ رویت باری تعالیٰ۔
۳۱	۶۰	اختلاف دربارہ امامت
۳۲	۶۱	اختلاف فریقین دربارہ عصمت انبیاء وائمہ علیہم السلام
۳۳	۶۳	علمائے اہلسنت کا پیغمبر خدا کے اقوال مین تفریق کرنا
۳۴	۶۶	یہ تفریق باعث زوال حرمت بخاری شریف ہوئی
۳۵	۶۶	شبلی صاحب کا بیان کہ اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین اور انکا احادیث کی تحقیق وتنقید کرنا اصحاب کو حدیث بیان کرنے پر زدوکوب کرنا۔ اور حضرت ابوبکر کا اپنی بیع کی ہوئی حدیثین جلانا۔
۳۶	۷۰	راویان صحیح بخاری مین نواصب وخوارج بھی داخل ہین۔
۳۷	۷۵	مسائل فروعی مذہب اہلسنت۔
۳۸	۷۷	امام ابوحنیفہ کے فقہی مسائل پر علماء اہلسنت کے اعتراضات۔
۳۹	۷۷	شبلی صاحب کا بیان کہ فن فقہ حضرت عمر کا ساختہ وپرداختہ ہے
۴۰	۷۸	شبلی صاحب کا بیان کہ قرآن مجید مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین لہذا قیاس سے کام لیا گیا۔
۴۱	۷۹	قول متذکرہ بالا کی تردید۔ اور قیاس فی المذہب کی مذمت
۴۲	۸۴	وجہ شہرت امام ابوحنیفہ۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۴۳	۸۷	مسئلہ فضیلت صحابہ پر سند پر بہ انزاع نہ رہا یا نہ رہا ہے۔
۴۴	۸۸	اہل اسلام صرف تین کہ یہ کہے گئے ہیں کہ صحابہ کے
۴۵	۸۹	صاحب تحفہ کا قول کہ جو مذہب شیعہ میں کے اختلاف ہے، باطل ہے اور جو اسے انکار کرے وہ گمراہ ہے
۴۶	۹۰	صحابہ کا حدیث تقلین سے اشرف اختلاف
۴۷	۹۱	احکام خدا اور رسول میں تغیر و تبدل کرنا
۴۸	۹۲	یہ تغیر بدعت ہے۔
۴۹	۹۴	اہلسنت کا عمل ہے سنت کے اقوال پر
۵۰	۹۵	اقوال علمائے اہلسنت اہلبیت سے ان کے دین کی یہ حدیث میں
۵۱	۹۹	کتب صحاح وغیرہ میں اہلبیت کا ذکر حدیث نہیں ہیں
۵۲	۹۵	علمائے اہلسنت حدیث تقلین سے اشرف کہتے ہیں
۵۳	۱۰۰	علامہ ابوبکر بن شہاب کا قول کہ کتب صحاح میں خوبی سے آیات تطہیر لی ہیں مگر اس سے نہ تو حدیث ہی لی اور نہ انکو تابعین ہی میں شمار کیا
۵۴	۱۰۲	خدائے امت کا ہادی امام آل محمد ہی کو کیا ہے۔
۵۵	۱۰۳	شیعہ صحابہ کبار کی فضیلت کے معتقد ہیں۔
۵۶	۱۰۳	خطبات جناب امیر المومنین و حضرت سید الساجدین درباره فضیلت صحابہ کبار

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۵۷	۱۰۷	اہلسنت کل صحابہ کو عادل جانتے ہیں۔
۵۸	۱۱۱	ما بہ النزاع صرف بعض صحابہ ثلثہ سے اور ان کو اہلسنت تمام صحابہ کو افضل و کامل ایمان جانتے ہیں
۵۹	۱۱۱	روایات سابق ایمان صحابہ ثلثہ کتب صحاح وغیرہ میں
۶۰	۱۱۳	اقوال علمائے کرام اہلسنت کہ ما بے تحریر و ثبت رسول اللہ میں مراجعت کی
۶۱	۱۱۶	جناب نبلی سابق کے نزدیک واقعہ قرطاس کی بے غباری
۶۲	۱۱۹	نبلی سابق کے بارہ میں تنقیح
۶۳	۱۲۲	صاحب تحفہ کا واقعہ کو تسلیم کرنا اور عدم خلیفہ ثانی کی تحسین آفرین۔
۶۴	۱۲۳	انشاء اللہ بارہ تحریر وصیت
۶۵	۱۲۶	وصیت کے وقت آنحضرت کے پاس اصحاب کا شور و شغب کرنا۔
۶۶	۱۳۰	صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف کرنا اور رسول اللہ کا عتاب فرمانا۔
۶۷	۱۳۲	علمائے اہلسنت کی مشاجرات و نزاعات صحابہ سے چشم پوشی
۶۸	۱۳۴	مطاعن انتخاب خلیفہ صاحب سوم و امیر المومنین حضرت عائشہ مندرجہ محرم نامہ

Presented by Ziaraat.Com

		عنوان
۶۹	۱۳۵	علمائے اہلسنت کے نزدیک من نافق دقاتل مقتول تحت جبہ برتر ہین
۷۰	۱۳۷	اقوال علمائے اہلسنت کہ جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی اُسنے خدا و رسولؐ سے جنگ کی۔
۷۱	۱۴۲	اہلسنت منکرین خلافت و اہل بغی حضرت ابوبکر کو تو کافر اور واجب القتل سمجھتے ہین مگر اہل بغی و منکرین خلافت جناب امیرؑ کو پروانہ جنت دیتے ہین۔
۷۲	۱۴۴	مذہبی تعصب مین کون مبتلا ہے۔
۷۳	۱۴۷	قول امام غزالی کہ حضرت نے حدیث غدیر کو تسلیم کرکے پھر اس سے صرف ہوگئے۔
		پہلی دلیل
۷۴	۱۵۰	قول صاحب آیات بینات کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نبوت کا اظہار کیا تو سب اقربا حضرتؐ کے دشمن ہوگئے
۷۵	۱۵۱	تردید بیان اور غار حرا مین وحی نازل ہونا حضرتؐ پر و حضرت خدیجہؑ کا ایمان لانا۔ کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالبؑ کا رسول اللہؐ کی حمایت اور اسلام مین اعانت کرنا
۷۶	۱۵۶	حضرت ابوطالبؑ کا آنحضرتؐ کو شعب ابوطالبؑ مین لیجانا
۷۷	۱۵۸	اور شب ہجرت کا ہمراہ جانا اور احوال کا شف
		حضرت ابوطالبؑ کی محبت اور حمایت

		عنوان
۸۰	۱۶۰	رسول اللہؐ کے زمانہ تکلیف مین حضرت ابوبکر وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین رہنا۔
۷۹	۱۶۱	دیمک کا بحکم الٰہی صحیفہ چاٹنا۔
۸۰	۱۶۲	اقوال علمائے اہلسنت دربارہ ایمان حضرت ابوطالبؑ
۸۱	۱۶۹	آنحضرتؐ کا حضرت ابوطالبؑ کے جنازہ کے ہمراہ ہونا اور دعائے مغفرت فرمانا۔
۸۲	۱۷۰	حضرت ابوطالبؑ اصحاب ثلثہ کے مقابل
۸۳	۱۷۲	حضرت خدیجہؑ کا آنحضرتؐ پر اپنا مال نثار کرنا۔
۸۴	۱۷۴	ابوجہل کا آنحضرتؐ کو ایذا دینا اور حضرت حمزہؓ کا انتقام لینا اور ایمان لانا۔
۸۵	۱۷۵	حضرت جعفرؑ وغیرہ اصحاب کا حبشہ کو ہجرت کرنا اور حضرت جعفرؑ کے وعظ پر بادشاہ کا ایمان قبول کرنا۔
۸۶	۱۷۷	احادیث دربارہ القاب صدیق اکبر و فاروق اعظم و سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام
۸۷	۱۸۷	جناب امیرؑ کی سابق الاسلامی پر اعتراض اور اسکی تردید
۸۸	۱۹۳	ولادت جناب امیرؑ بخانہ کعبہ
۸۹	۱۹۵	حدیث حضرت فاطمہؑ بنت اسد آمادہ جناب امیرؑ کی فضیلت مین۔
۹۰	۱۹۶	حضرت عمر کا رسول اللہؐ کے قتل کرنیکے لئے آنا و اسلام لانا

Presented by Ziaraat.Com

نمبر	صفحہ	عنوان
۹۱	۲۰۳	اس روایت کی بے اعتباری کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کیلئے رسول اللہ نے دعا کی تھی۔
۹۲	۲۰۷	قولہ ابتدائے بعثت مین اصحاب کے اسلام لانیکا کوئی قوی سبب ہوگا
۹۳	۲۰۸	ایمان اور اسلام مین فرق۔
۹۴	۲۰۸	ابتدائے بعثت مین اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید
۹۵	۲۱۰	اصحاب مومنین صحاب منافقین کے اسلام لانیکے اسباب
۹۶	۲۱۱	آیات و روایات نسبت جواز تقیہ۔
۹۷	۲۱۴	اصحاب ثلثہ رضؓ کے اسلام لانیکے اسباب۔
۹۸	۲۱۹	قولہ اصحاب کا ایمان لانے نخالفت آنحضرت کے سبب تھا اور بعد اسلام لانیکے وہ دین سے پھیر گئے۔
۹۹	۲۲۰	مذکورۂ الا کا بطلان۔ صحاب جو ابتدائے بعثت مین اسلام لائے تھے اکثر معراج شریف کی تکذیب کیوجہ سے مرتد ہوگئے
		دوسری دلیل
۱۰۰	۲۲۶	قولہ خلفاء راشدین مہاجرین و انصار کا قدم بقدم اپنے پیغمبرؐ کے چلنا۔ اور جس شے کو دخل نہ دینا اور اعلاء کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا۔
۱۰۱	۲۲۷	خلفاء راشدین مہاجرین و انصار کا انبیاء قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث صحابی کی حرص ہونے کے بارے مین

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۰۲	۲۳۰	اصحاب مومنین کا اعلاء کلمۃ اللہ مین رسول اللہ کی مدد کرنا
		جہاد مین بصدق شوق جانفشانی و فرائض بجا ادا کرنا۔
۱۰۳	۲۳۰	آیات الٰہی ان کی فضیلت مین۔
۱۰۴	۲۳۱	آیات الٰہی ان اصحاب کی نسبت جو بہادری سے جی چراتے تھے۔
۱۰۵	۲۳۲	خدا پاک کا رسول اللہ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے اور انکی قبر پر کھڑے ہونے سے منع کرنا۔
۱۰۶	۲۳۴	اصحاب کا وقت جان نثاری جی جانین بچانا۔
۱۰۷	۲۳۵	اصحاب کا غزوہ احد سے فرار ہونا۔
۱۰۸	۲۳۸	اصحاب کا بعد غنیمت پر ہجوم کرنا اور اموال غنیمت لوٹنا
۱۰۹	۲۴۱	مہاجرین انصار کا حضرت پر خیانت اور بدظن ہونیکا اتہام کرنا۔
۱۱۰	۲۴۳	نزول آیہ شریفہ در بارۂ اصحاب منافقین و تفسیر امام رازی
۱۱۱	۲۴۴	امام بخاری کا اس آیت کو ذوالخویصرہ صحابی کے حق مین بتانا۔ اور حضرت عمرؓ کا حضرت سے اسکے قتل کی اجازت چاہنا
۱۱۲	۲۴۶	بروایت صحیح مسلم اصحاب کا تقسیم مال مین آنحضرت پر اعتراض کرنا
۱۱۳	۲۴۷	روایات مندرجہ سیرت النبی مولفہ شبلی سے ثابت کہ اصحاب مال غنیمت پر حریص تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۶	۲۷۶			
۱۲۷	۲۸۰			
۱۲۸	۲۷۹			
۱۲۹	۲۸۳			
۱۳۰	۲۸۴			
۱۳۱	۲۸۵			
۱۳۲	۲۸۸			
۱۳۳	۲۹۵			
۱۳۴	۲۹۶			
۱۳۵	۲۹۰			
۳۰	۳۰۱			
۱۳۶	۳۰۲			
۱۳۸	۳۰۹			

		عنوان
۱۴۰	۳۱۱	حضرت نوح حضرت [illegible] علام کی بدت
		پچیز معدودے چند ایمان نہیں لائے۔
		تیسری دلیل
۱۴۱	۳۱۴	قولہ آنحضرت کے کمالات معجزات فصاحت قرآن مجید
		اور مخالف ذرائع سے لوگ ایمان لائے۔
۱۴۲	۳۱۵	آنحضرت کی ولایت اور قرآن مجید کی فصاحت
		پر بھی لوگ ایمان لائے جو کہ منصف تھے۔
۱۴۳	۳۱۸	معجزات کا شرف [illegible]
		[illegible]
۱۴۴	۳۱۸	[illegible]
		[illegible]
۱۴۵	۳۱۹	جناب امیرؑ کا [illegible]
		[illegible]
۱۴۶	۳۲۱	قولہ خدا کی غرض بعثت نبوی سے بر طبق اصول اہلسنت
		حاصل ہوئی اور بر بنائے اصول امامیہ باطل۔
۱۴۷	۳۲۲	امامیہ ہی کے اصول سے خدا کی غرض حاصل ہوتی نہ کہ اہلسنت کے اصول سے

		عنوان
		[illegible]
	۳۲۳	[illegible]
۱۵۰	۳۲۳	[illegible]
۱۵۱	۳۲۴	قولہ [illegible] اصحاب یمین میں داخل نہ تھے تو آنحضرتؐ
		[illegible] نے تعلیم و ہدایت پائی اور کس نے ایمان پھیلایا
۱۵۲	۳۴۳	نفس رسالت و صحابہ یمین کے باعث اسلام پھیلا
۱۵۳	۳۴۳	اقوال [illegible]
		[illegible]
۱۵۴	۳۴۹	[illegible]
۱۵۵	۳۴۹	[illegible]
۱۵۶	۳۵۰	[illegible]
		امیر علیہ السلام
۱۵۷	۳۵۲	جناب امیرؑ کی ہدایت سے اہل مین شرف باسلام ہوئے
۱۵۸	۳۵۶	صحابہ جمیع اہلسنت پر لفظ "مومن" صادق نہیں آتا۔
۱۵۹	۳۵۷	احادیث و اقوال دربارہ نقص ایمان اصحاب ممدوحین
۱۶۰	۳۵۸	صحابہ کا حالت نماز میں مستورات پر نظر ڈالنا۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۶۳	۳۵۹	اصحاب کا نماز جمعہ سے فرار ہونا۔
۱۶۴	۳۶۲	حضرت عمرؓ اثنار نمازمین انتظام ملک سوچتے تھے۔ اور پولیٹکل امورمین خطبے پڑھتے تھے
۱۶۵	۳۶۳	نمازمین جناب امیرؑ کی محویت
۱۶۶	۳۶۴	حضرات ابوبکر و عمرؓ کا رسولؐ اللہ کے آگے شور و غل کرنا۔ اور آیہ عتاب کا نزول۔
۱۶۷	۳۶۷	قولہ شیعہ انھین اصحاب کبار کو منافق بتاتے ہین جنھون نے ایمان پھیلایا۔
۱۶۸	۳۶۸	تردید قول
		چوتھی دلیل
۱۶۹	۳۷۰	قولہ اصحاب سلئے افضل ہین کہ رسولؐ اللہ کی زیارت اور دیدار سے مشرف ہوتے رہے۔
۱۷۰	۳۷۱	یہی قول شاہ عبدالحق دہلوی کا بھی ہے کہ آنحضرتؐ کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسی فضیلت ہے جسکو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچ سکتا۔
۱۷۱	۳۷۱	اصحاب سے تو وہ لوگ افضل ہین جو بعد زمانۂ رسالت پیدا ہوے۔ اور ایمان لائے۔ اُن کو آنحضرتؐ نے اپنا بھائی فرمایا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۷۲	۳۷۳	رسول خداؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم لوگ اصحاب ہو اور جو لوگ بغیر دیکھے ہمارے ایمان لائینگے وہ ہمارے بھائی ہین۔
۱۷۳	۳۷۵	اسمار بنت عمیسؓ کو حضرت عمرؓ پر فضیلت۔
۱۷۴	۳۷۵	حضرت ابوبکر یہود کو آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک نہ بتا سکے
۱۷۵	۳۷۷	قولہ اصحاب آنحضرتؐ کے غم اور خوشی مین شریک اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ناصر رہے۔
۱۷۶	۳۷۸	تردید قول بالا۔
۱۷۷	۳۸۰	جناب امیر علیہ السلام کو اصحاب پر فضیلت۔
۱۷۸	۳۸۳	اصحاب ثلثہؓ کا آل رسولؐ کی غلامی پر فخر کرنا اور اسکو ذریعۂ نجات سمجھنا۔
۱۷۹	۳۸۷	حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ جو علیؑ کو تمام خلقت سے بہتر نہ سمجھے وہ کافر ہے
۱۸۰	۳۸۷	حضرت آدمؑ نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمدؐ مصطفیٰ صلعم نبی ہیں اور علیؑ حجت سے قائم کرنیوالے
۱۸۱	۳۸۸	آیات الٰہی و تفاسیر مفسرین اہلسنت آل رسولؐ کی شان مین۔
۱۸۲	۴۱۰	احادیث دربارہ فضیلت جناب امیرؑ

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۸۰	۴۲۹	مناظرہ حمزہ اور حجاج بن یوسف
۸۳	۴۳۲	اصحاب۔ علما۔ نے اپنا سکہ جمانے کے لئے آل رسولؐ کے درجے اور مرتبے گھٹائے۔
۱۸۴	۴۳۷	فضیلت حسب ذیل حدیثون اور آیۂ [illegible]
۸۵	۴۵۶	فضیلت ذوی القربیٰ دلائے کونین کی شان میں
		حسب ذیل
۸۶	۴۵۸	قرابۃ کی فضیلت پائی ورزگی ایں ہمہ کہ انمین کبھی کوئی باعمل مذہب جاری نہوا
۱۸۷	۴۵۹	ان مقدس مقامات کی پاکی و بزرگی ثابت کرنیوالی حدیثون سے
۱۸۸	۴۵۷	اعمال اسلف کا ان پاک جگہون کو شرف اور کعبے کی تعظیم کرنا
۱۸۹	۴۵۹	حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کو پاک کرنا اور بنی آدم کا کفر و شرک کرنا۔
۱۹۰	۴۶۰	بعثت نبوی کے بعد تین سال تک بیت اللہ صنم خانہ رہا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۹۱	۴۶۲	یزید کے عہد خلافت مین مکہ و مدینہ کی تعظیمی
۹۲	۴۶۳	ابتک ان پاک جگہون مین مذہب باطلہ جاری ہین۔
۹۳	۴۶۳	مکہ و مدینہ خزن شرک و کفر رہے۔
۹۴	۴۶۶	بعد وفات رسولؐ بدعات۔ آل رسولؐ کی بیحرمتی۔ اور فتنہ و فساد کی بنیاد انھین متقدمہ مقامات مین ہوئی۔
۹۵	۴۶۷	اعتقاد اصحاب کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کا ہونیکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔
۹۶		اہل مکہ و مدینہ کے عقاید حلفیہ نامہ کے بارہ مین اور اکثر فرقون کا خلیفہ ثانی کی بیعت نہ کرنا۔
۹۷	۴۷۰	خلیفہ صاحب دل سے خلافت کے بارہ مین جناب امیر علیہ السلام کی گفتگو۔
۹۸	۴۷۱	استخلاف حضرت عمر سے اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی
۹۹	۴۷۲	بنت رسول اللہ ان حضرات سے ناراض تھین۔
۲۰۰	۴۷۳	حضرت عثمان کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کے خیالات

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۰۲	۴۷۳	حضرت عثمان کا قتل ہونا۔ اصحاب کا نماز جنازہ نہ پڑھنا۔
۲۰۳	۴۰۶	اہل مکہ و مدینہ کے عقاید سے خلافت خلفائے ثلثہ کا باطل ثابت ہے۔
۲۰۳	۴۷۷	قولہ اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے۔
۲۰۴	۴۷۸	ان جگہوں کے بسنے والے سب کے سب گمراہ تھے
۲۰۵	۴۸۰	قولہ ان پاک جگہوں میں ایک مومن کا بھی گذر نہ ہوسکے۔ نہ کوئی مومن بغیر غسب وہاں جا سکتا ہے۔
۲۰۶	۴۸۰	ان پاک جگہوں میں مومنین رہتے ہیں اور علانیہ حج و زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔
۲۰۷	۴۸۱	منافقین و ضالین کو ان پاک جگہوں میں رہنے سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔
۲۰۸	۴۸۴	قولہ خدا گمراہوں سے ہے اور اپنے رسولؐ کے گھر کو پاک کیوں نہیں کرتا۔
۲۰۹	۴۸۵	خداوند تعالیٰ عاصیوں کو فوراً سزا نہیں دیتا مگر جسکو چاہے۔ حضرت ہودؑ۔ حضرت موسیٰؑ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۱۰	۴۸۸	حضرت نوح کی امتوں اور قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کو فوری سزا دی۔
۲۱۱	۴۸۸	قولہ جو دین مکہ و مدینہ میں پیغمبر خدا کے وقت میں تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب اللہ کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے۔
۲۱۱	۴۸۹	بعد رحلت رسول صلعم دین و مذہب میں فتور واقع ہوئے اور مذہب اسلام میں زوال ہونے لگا۔
۲۱۱	۴۹۰	نواب محسن الملک کے کلام کی نقل تنزل اسلام پر اور یہ کہ امامت باعث زوال اسلام اور کشت و خون ان کا اسلام ہوئی۔
۲۱۱	۴۹۱	تردید قول اور جناب امیر علیہ السلام کی امامت
۲۱۲	۴۹۲	حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پانا۔
۲۱۳	۴۹۳	رسول اللہ کا اعلان رسالت کے ساتھ اس امامت کا اعلان فرمانا۔
۲۱۷	۴۹۳	رسول اللہ حضرت علیؑ کی امامت و اطاعت تا وقت رحلت عام و خاص کو آگاہ فرماتے رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر	صفحہ	عنوان
۲۱	۴۹۴	صحاب حضرت علیؑ کی امامت تسلیم کرکے پھر بیعت توڑ گئے
۲۱۷	۴۹۵	قول امام فخرالدین رازی کہ صحابہ رشوت دیکر
		پہلے جنگ جمل کی بنیاد ڈالی
۲۰۱	۴۹۸	حضرت عثمانؓ کا قول بروایت قلمزنی میں سلمے
		مزاحم ہوا کہ حضرت علیؑ کی خلافت باحکم
		تحریرات۔
۲۱۹	۴۹۹	خلافت خلفائے ثلثہ کی سب امت
		لسٹ نون ملا سلام سے
۲۲	۵۰۵	قولہ برکہ بیعت سے مراد
		کہ ساتھ مرے جہاں کے رہے وہ نون
۲۲	۵۰۶	بنی ہاشم آل عبا میں وہ میں کے سوا
		ہیں جسد سب ہو رہا حق باقی ہے
۲۲۱	۵۰۷	خدا نے پاک نے آل رسول کو سب سے تار فرمایا
۲۲۰	۵۱۰	قولہ جماعتیں نصب حقوق ملکیت کے تعلق
		امامیہ میں کرتے ہیں اگر وہ سچ سمجھی جائیں تو
		ان سے مہاجرین و انصار اور کل صحابہ ہی
		کا سلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔
۲۲۴	۵۱۳	جناب امیرؑ بیعت کے لئے تب کیا گیا۔

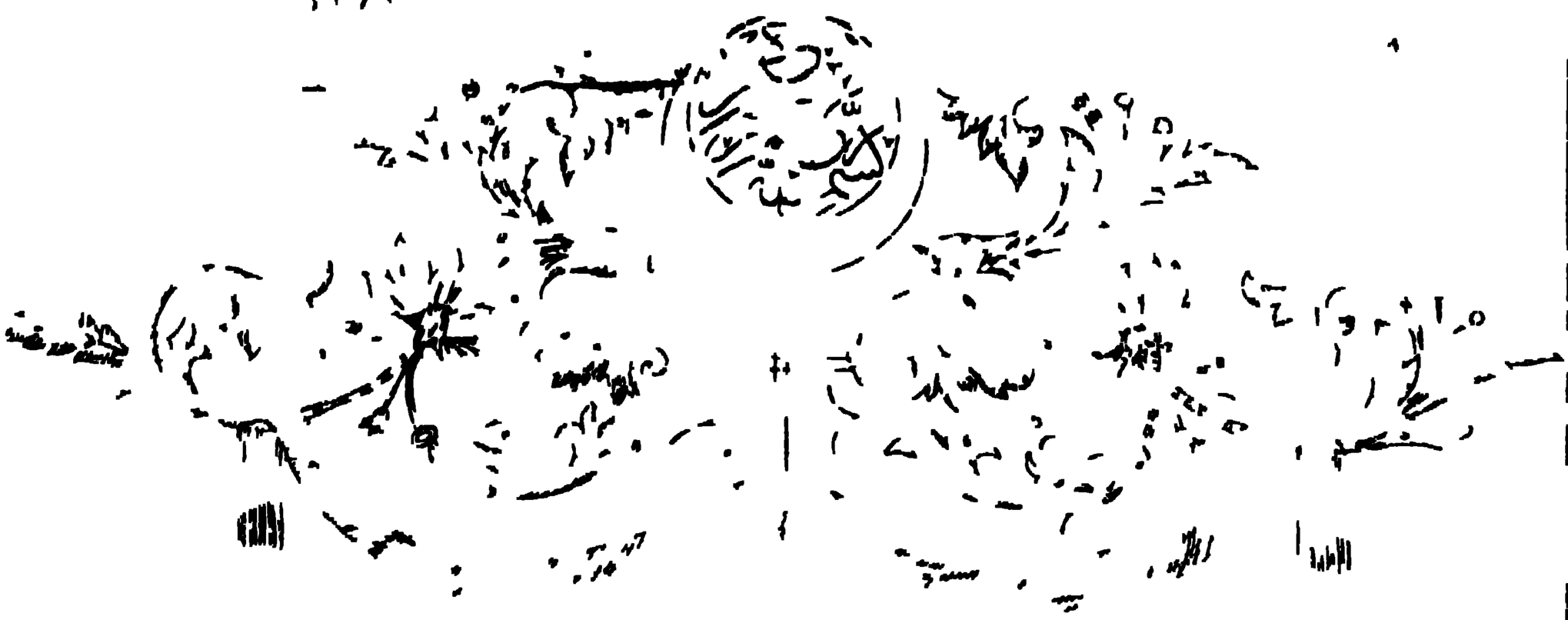
نمبر	صفحہ	عنوان
۲۲۵	۵۱۴	اُن حباب کا روضہ رسول پر آنا حضرت ابوبکر و
		عمر کا خناب سیدہؑ کی حضرت میں حاضر رہنا اُن
		معصومہ کا اپنی ناراضی ظاہر کرنا
۲۲۱	۵۱۶	اقوال علماء اہلسنت جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاطمہؑ برحق و حورت ہے
۲۲۰	۵۱۹	رسول اللہ کی وصیت جناب امیرؑ سے
۲۲۳	۵۲۳	بعد شہادت سیدہ عذرا سلام پر ظلم ہوئے۔
۲۲۶	۵۲۴	حضرت فاطمہؑ کا وصی رسول سے شکوہ کرنا
۲۲۳	۵۲۵	اقتباس مخزن مسائل جنگ جمل
۲۲۳	۵۲۸	جناب امیرؑ کی وصیت و شہادت حضرت
		رسول میں کی مرحمت سے پیر تیر ملی ہو تیار
۲۳۱	۵۳۳	حضرت ترجمہ صاحب ان واقعات کو علط بتانا
		امام میں پر جناب عدل کا اتہام
۲۳۳	۵۳۳	کتب حدیث و سیر اہلسنت سے شاہ صاحب
		کے کلام کی تردید
۲۳۱	۵۳۵	شاہ صاحب کا بیان کہ امیر علیہ سلام نے
		حضرت عائشہ کے کی حفاظت چاہی تھی
۲۳۵	۵۳۵	تردید قول شاہ صاحب
۲۳۰	۵۳۶	حضرت عائشہ کا بضعہ رسولؐ میں حضرت عثمان کو دفن کی جانا

Presented by Ziaraat.Com

		عنوان	صفحہ
۲۳۷	۵۳۰	علماء اہلسنت کے قول سے تاحب کا بیان نامعتبر ثابت ہوا۔	۲۴۲
۲۳۸	۵۴۰	وصی رسولؐ اور بنت رسولؐ پر جو ابتدا جور و جفا کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہونچا۔	۲۴۵
۲۳۹	۵۴۰	سرسری ذکر ان مظالم کا جو بعد شہادت امام حسینؑ المجرم پر ہوئے	۲۴۵
۲۴۰	۵۴۵	یزید نے ابن عبداللہ بن عمر کے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ حسینؑ تو منتیف تھا وہ قتل ہوئے۔	۲۵۰
۱	۵۴۶	یزید کے اشعار۔	۲۵۱
۲۴۳	۵۴۷	شبلی صاحب کے نئے بنی ہاشم پر	۲۵۱
۲۴۰	۵۴۸	امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین اور قتل امام حسینؑ کے الزام سے بری کرتے ہین۔	۲۵۱
۲۴۴	۵۵۱	قول مولوی نذیر احمد صاحب کہ حسینؑ نے ملا کی ہوس سے یزید کی بیعت نہین کی۔	۲۵۱
۲۴۷	۵۵۰	شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے قول سے مترشح ہے کہ حسینؑ کی شہادت رسولؐ اللہ کی شہادت ہے	

عنوان	صفحہ
احادیث بابت پیشین گوئی واقعہ کربلا۔	۲۵۴
قول شاہ صاحب حسینؑ بول اللہ کے فرزند	۲۵۵
قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور مکہ و مدینہ مین اسکی بدعتین۔	۲۵۸
بعد واقعہ شہادت حسینؑ خون برسنا وغیرہ وغیرہ	۲۶۰
قول ملا تفتازانی کہ یزید کو برا کہنے سے اسکے اوپر دائمی تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے	۲۶۴
قول امام غزالی کہ مشاجرات اصحاب و قتل حسینؑ کے ذکر سے اصحاب پر طعنہ زنی انکے بغض کا پتہ ملتا ہے۔	۲۶۷
جناب شاہ صاحب نواب حسن امساک و جناب شبلی صاحب کے اقوال سے بطلان مذہب اہلسنت و اجماعت ثابت ہے۔	۲۶۷
ہدایت و نصیحت۔	۲۷۱
تمت	

Presented by Ziaraat.Com



الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و
خاتم النبیین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین
المنتخبین واصحابہ المکرمین اما بعد اقول من ہیچمدان امیر حسن ابن سید ضامن علی صاحب غفرالہ ذنوبہما اپنے
برادران اسلامی کی خدمات دینیات میں عرض پرداز ہے کہ جناب مستغنی عن الالقاب برادر بزرگ جناب مولوی
سید مہدی علی صاحب قبلہ المخاطب بہ نواب محسن الملک مرحوم نے اپنا خاندانی اور آبائی مذہب امامیہ اثنا عشریہ
ترک کرکے اپنی کسی خاص مصلحت سے مذہب اہلسنت جماعت اختیار کرلیا تھا۔ اور بعد تبدیل مذہب ایک کتاب
مسمّٰی بہ **آیات بینات** جسمیں بدانست خود مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ابطال اور مذہب اہلسنت کی حقانیت
کا اثبات نہایت شد و مد کے ساتھ کیا ہے تالیف فرمائی تھی جو بعد اشاعت ان سنات کی نظر میں بڑی قدر و
منزلت سے دیکھی گئی حوام الناس کی زبان پر بھی کلمہ خاکہ شیعوں کا مذہب خود انہیں کی کتب باطل کردیا ہے
چونکہ جناب ممدوح نے وجہ تبدیل مذہب یہ تحریر فرمائی ہے کہ۔۔

میں نے دونوں مذاہب کے اصول پر غور کرنے کے بعد مذہب اہلسنت و الجماعت کو مطابق
کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے اور مذہب امامیہ کو اسکے خلاف پاکر مذہب اہلسنت الجماعت کو اختیار کیا
لہذا میں نے اسکو بہت ذوق و شوق سے پڑھا اور ان دلائل عقلی و شواہد نقلی کو جن کی بنا پر جناب موصوف نے

Presented by Ziaraat.Com

بجاے خود مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے سچا بتایا ہے۔ نظر تعمق سے دیکھا۔ لیکن دو چار ہی ورق پڑھنے سے یہ امر منکشف ہو گیا کہ جناب ممدوح راہ تحقیق مین صراط مستقیم سے کوسوں دور ہے ہین اور علماے کرام و فضلاے عظام و مجتہدین متقدمین اہلسنت کے کلام و اقوال پر پردہ ڈال کر علماے متاخرین کے ہمرنگ ہو گئے ہین۔ اور روایات و احادیث غیر معتبرہ سے استدلال کر کے اپنی لسانی اور جادو بیانی سے خار کو گل اور گل کو خار سے تعبیر کر کے گلشن مضامین کو نو بنو شگوفون اور رنگ برنگ پھولون سے زینت دے کر برادران اہلسنت کو ایک سبز باغ دکھا کر نہال کر دیا ہے جسکو پڑھکر اور سنکر اُن کے دل و دماغ ایسے شگفتہ ہوے کہ پھولون نہ سماے حالانکہ کتاب کہ نفس تحقیق سے قطعاً مبرا اور اصل مقصد سے از ابتدا تا انتہا عرا ہے اس صورت مین ہمارے بھائیون کا باغ باغ ہونا مثل اُس پیاسے کے ہے جسکو سراب پر پانی کا دھوکا ہوا ہو۔ جیسا کہ خداے عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ	اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے اعمال ایسے ہین جیسے کہ
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ	چٹیل میدان مین چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (پ ۱۸-ع ۱۱)	کرتا ہی یہانتک کہ جب اسکے پاس پہنچتا ہی تو اسکو کوئی چیز نہین پاتا"

پس خوش بیانی اور طلاقت لسانی اور چیز ہے اور دعوے کا ثبوت شے دیگر ؎

معنی کی فکر چاہیے صورت سے کیا حصول　　کیا فائدہ ہے موج اگر ہو سراب مین

اگرچہ ارباب علم و فضل کی نگاہ مین اس کتاب کی وقعت و منزلت جیسی کچھ ہوگی ظاہر ہے مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ مبادا اُس کے دیکھنے اور سننے سے عوام کالانعام کے عقاید پر بُرا اثر پڑے لہذا بفحواے شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　وگر خاموش بنشینم گناہ است

مین نے قصد کیا کہ جناب بھائی صاحب مرحوم و مغفور نے جو محض اپنی تحریر و تقریر کے زور سے بظاہر مذہب اہلسنت و الجماعت کو اچھا اور سچا بتایا ہے اُس کی اصل حقیقت کا انکشاف خود انھین کی کتب معتبرہ سے

Presented by Ziaraat.Com

کردون ۔ نیز احکام خدا و رسول کا جاہلون اور ناواقف بندون تک پہنچانا بہترین اعمال بلکہ جملہ واجبات ہی

کما قال اللہ تبارک وتعالی ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و اور تمہین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگونکو) نیک کامون

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ط کیطرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کامون سے منع کرے اور

واولئک ھم المفلحون د پ ۴ ۔ س ال عمران ع ۱۱ ۔ ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچین گے

اگر ہدایت و نصیحت سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو گویا کل اشخاص ہدایت یافتہ ہوگئے کما قال اللہ تعالی

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا تو گویا اُسنے کل آدمیون کو

پ ۶ س مائدہ ع ۴

زندہ کردیا

چنانچہ کافی اور تفسیر حیاشی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ۔

"سب سے افضل عمل یہ ہے کہ شخص کسی کو کسی سیدھی راہ پر سیدھا آتے دیکھے تو جاکے اُسکو کہے کہ کوئی

آدمیون کو راہ راست پر لے آیا (مقبول ترجمہ)

اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہے کہ

"حق سبحانہ تبارک تعالی نے حضرت موسی کو وحی کی کہ اے موسی اگر ایک شخص کو جو ہلاک ہوگیا

ہدایت کی راہ بتادو تو یہ عمل تمہارا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے ۔

اگرچہ مین اس قابل نہ تھا کہ اس بارِ گران کو اُٹھا سکتا مگر بندے عزوجل کی توفیق اور اُسکی مدد پر بھروسہ

کرکے اس دریائے ناپیدا کنار مین شناوری کرتا ہون اور اُسکے فضل و کرم سے متوقع ہون کہ ساحل مراد پر پہنچونگا ۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٹھا

ہرچند کہ اس سے پہلے علم مناظرہ مین بہت سے رسالے اور کتابین تالیف ہوچکی ہین جو ایک سے ایک بہتر ہے

مگر افسوس کہ اس زمانے مین بسبب انحطاط علوم عربی و فارسی عوام الناس عموما اور طلبا خصوصا اُن کے سمجھنے سے

Presented by Ziaraat.Com

قاصر ہین۔ اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے مضامین زبان اُردو مین لکھے جائین اور اُن کی ترتیب و توضیح اس نوع سے کیجائے جو قریب الفہم ہو۔ نیز طرز بیان درشت و سخت نہ ہو۔ اگرچہ اس تالیف سے میرا مقصود اپنے ناواقف بھائیون کی حفاظت ہے، لیکن اگر غیر مذہب کے اصحاب بھی اس کو ملاحظہ فرامین تو مذہبی تعصب چھوڑکر انصاف کی نظر سے اُن روایات و احادیث و تفاسیر پر جو کتب مقبولہ اہلسنت و الجماعت سے درج کئے گئے ہین غور کرین تو ان حضرات پر مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوجائے گا کہ جس مذہب کو اپنے زعم باطل سمجھے ہوئے ہین وہ حق سے کسقدر دور ہے۔ اور ابتک یہ وہ دانستہ کس غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ گر بعد امتیاز حق و باطل بھی راہ راست اختیار نہ کرین تو سمجھنا چاہیے کہ وہ آیہ کریمہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء ط قلیلا ما تذکرون ۔	۔۔۔ جو کچھ تمھارے رب کے پاس سے تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو۔ خدا کو چھوڑکر اور یارون کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

سے اعراض کرکے مصداق آیہ شریفہ:۔

انا وجدنا اٰبائنا علیٰ امۃ، وانا علیٰ اٰثارھم مقتدون ۝	ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انھی کے نشانات کی پیروی کرینگے۔

اپنے بزرگون ہی کی تقلید کرتے ہین۔ اور اپنے انھین علما ہی کی نصیحت پر چلتے ہین جو خلاف احکام صادر ہدایت کرتے ہین۔

اگرچہ **آیات محکمات** کا بہت سا حصہ بھائی صاحب مرحوم کے زمانہ حیات ہی مین منضبط ہوچکا تھا اور مرحوم سماعت بھی فرما چکے تھے۔ مگر بوجہ عدم الفرصتی اسکی تکمیل نہوسکی۔ اس عرصہ مین جسقدر اجزا تیار ہوئے ہین انکا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکی تکمیل مین ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ مگر چونکہ میرے عزیز و اقربا۔ اور دوست و احباب **آیات محکمات** کے منظر عام پر آنیکے ایک مدت دراز سے مشتاق ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر

Presented by Ziaraat.Com

اجزا اس وقت تیار ہیں دو ماہ تک ان کے مانگنے والے جاویں۔ لہٰذا حصہ اول ہدیہ ناظرین ہے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات متعاقب باقی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کیے جاویں گے حق جانہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس حقیر و ناچیز کے تئیں کو قبول فرما کر کتابوں کو بخشدہ فرماوے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ حرر

محمد رسالۃ الاسعاد

قال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَحَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ خدا نے جل جلالہ نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنا محبوب پیغمبر بھیجا اور اپنا خاص کلام اسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اسکے باطن مین کیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک و کفر کی تاریکی سے نکالکر ہمارے دلون کو نور ایمان سے روشن کیا۔ پر ایمان اور اسلام ایک ایسی اسکی نعمت ہے کہ ہم اسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان اکثر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے بھر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جن کی نسبت ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پر ہر لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ کو ناجی سمجھنا چاہیے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقاد کو مسلمہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور ممکن نہین ہے کہ جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور ہوا کو دخل نہ دے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے۔ ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور سوائے مجادلے اور مکابرے کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مقتدون کہتا ہو وہ بے شک اپنی گمراہی مین پڑا رہے گا اور اپنے دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

اے بحر کرم گوہر مطلوب عطا کر — تو نون کہ مرے گریہ یعقوب عطا کر

جو سن مین یوسف ہو وہ محبوب عطا کر — زریں زبان ذہن خوش اسلوب عطا کر

جب نثر کروں گوہر مطلب نظم آئے

یہ نہ در مضمون سے ابیات نظم آئے

الحمد للہ علی احسانہ فرقہ ناجیہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ صراط مستقیم پر ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقاً حق جانتا ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقاً حق جاننا بہ تقلید ہے نہ بہ تحقیق عقلی اور آیات قرآنی و احادیث نبوی پر مبنی ہین جسکی تشریح کرائے ہوئے ہی بنا پر وہ اپنے آپ کو ناجی و نجات یافتہ سمجھتا ہے لیکن جبکہ اس مذہب اصول دین کا تقلید آبا پر منحصر ہی ہے تو فرقہ شیعہ امامیہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ وانا علی اثارھم — بتحقیق ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو

مقتدون ط اپ ۲۵ - س زخرف ع ۲ — انھین کے قدم بقدم چلے جائینگے

کا مصداق نہین ہوسکتا البتہ یہ قول فرقہ اہلسنت والجماعت پر صادق آتا ہے اسلئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد ان حضرات کی پیروی پر ہے جنھون نے قرآن و حدیث کی بیجا تاویلات پر دین و مذہب قائم کیا تھا حالانکہ ایسے لوگون کی تقلید مین ضلالت ہے نہ کہ ہدایت۔ چنانچہ حسب عقیدہ اہلسنت آپنے کل امت کو صلوٰۃ مین داخل کرلیا حالانکہ نہ تو کل امت خیر امت ہے اور نہ وعدہ مغفرت الٰہی مین شامل اسلئے کہ اس امت مین ناکثین۔ ضالّین۔ فاسقین۔ فاجرین۔ منافقین ظالمین بھی شامل ہین۔ بلکہ بیشتر تو ایسے بدترین ہین جنکی نظیر امم سابقہ مین بھی نہ مل سکے گی۔ اس صورت مین وہ لوگ حسب احکام خدا و رسول مستوجب شماتت و ملامت ہین نہ کہ مستحق رحمت و مغفرت۔ قولہ تعالیٰ:۔

Presented by Ziaraat.Com

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم — بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین۔

اسلام مین تفرقے کیون ہوے

اگر آپ کو تحقیق حق مطلوب ہوتی تو اول اس امر کی طرف توجہ فرماتے کہ جب بعد بعثت رسالت نبوت آفتاب دین اسلام کمال پر پہونچکر اپنے نور سے تمام عالم کو روشن اور منور کر چکا اس کی تکمیل مین حق سبحانہ وتعالی نے آیہ کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ — آج مین نے تمھارا دین تمھارے کام کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ ۶ س ۵ ع ۱) — پوری کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

نازل فرما چکا تو پھر کیا سبب ہوا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی اس دین برحق مین صرف زوال اور انحطاط ہوا بلکہ بقول آپ کے جسکو ہم بھی مانتے ہین ایسا تفرقہ پڑا کہ اہل اسلام مین بہتر فرقے گمراہ ہوگئے۔ پس جو شخص اپنے پن اور صاف دل سے صرف نجات کی امید پر خدا کی کتاب دیکھے اور تعصب عناد کو دخل نہ دے تو ممکن ہی نہین کہ وہ اس گتھی کو نہ پہونچے اور حق و باطل مین امتیاز نہ کر سکے جیسا کہ باری تعالی فرماتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم — اور جو ہمارے دین کے بارے مین کوشش کرینگے ہم ان کو ضرور

سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (پ ۲۱ س عنکبوت ع ۷) — اپنا راستہ دکھلا دینگے اور اللہ ضرور نیکی کرنے والونکے ساتھ ہے

ہان جو شخص حقیقت مین سچائی کا طالب ہی نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور مجادلے اور مکابرے کے سوا اسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین ہی کو تقلیدًا سچ جانتا ہو اور جسکا انا وجدنا آبائنا کے سوا دوسرا وظیفہ نہ ہو اور اپنے علما ہی کے اقوال کو بمنزلہ آیت وحدیث سمجھتا ہو وہ بیشک جہالت وضلالت مین پڑا رہے گا اور کبھی اپنے دل کو باطل عقیدون سے پاک وصاف نہ کر سکے گا چنانچہ ہم انشاء اللہ کتب اہلسنت سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ ثابت کرینگے کہ بہتر فرقون کی گمراہی کے باعث کون حضرات ہوے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اپنے بھائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون کے دو مذہب زیادہ جاری ہین ایک اہل سنت والجماعت دوسرا امامیہ۔ دونون اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہین۔ ہزارون کتابین تالیف ہوگئین اور صدہا رسالے تحریر ہوگئے مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُسپر قائم رہا۔ بہت کم ایسے ہین جنھون نے حق پر نظر کرکے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خداے عزّ وجل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین اُن چند آدمیون مین سے ہون جنھون نے اپنی نجات کی اُمید پر دونون مذہب کے اُصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب المسنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اِسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے اور تمام کنبے و قبیلہ سے جدا ہونے مین کچھ کسی کا لحاظ و خیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو بفحواے ع برعکس نہند نام زنگی کافور کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چھوڑ کر سچا مذہب اہل سنت والجماعت کا اختیار کیا۔ چونکہ میرے عزیز و اقربا اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہین اور مجھے گمراہ جانتے ہین اسلیئے مین اُنپر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہون جنھون نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون جنکے سبب سے مین نے مذہب اہل سنت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا اِسی واسطے مین یہ رسالہ اہلسنت والجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا کرے کہ میرے اور بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ دین اللّٰھمّ اٰمین

(آیات بینات صفحہ ۳)

Presented by Ziaraat.Com

اقول

آپنے مذہب امامیہ اختیار کیا

امامیہ کا اپنے مذہب کو حق اور اپنے آپ کو ناجی سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ وہ بعنایت ایزدی سب حدیث شریف مسلمہ فریقین

مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها — میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہین جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا

نجی ومن تخلف عنها غرق وهوٰی — اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق اور ہلاک ہوا ۔

کشتی نوح مین سوار ہین جسکی ملامتی مین کچھ شک نہین ہوسکتا ع

چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

البتہ وہی لوگ غرق ہوے اور ہونگے جنھون نے ناخدائے اسلام کے حکم کے خلاف سفینۂ نجات سے کنارہ کیا اور اپنے قصور فہم سے پسر نوح کی طرح کسی پہاڑی کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا ع

ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت — دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست

پس اگر آپ تحقیق کرتے اور دونون مذاہب کے اصول پر غور فرماتے تو ایسے مذہب کو سچا نہ بتاتے جو سراسر کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے خلاف ہے ع

"برعکس نہند نام زنگی کافور"

حقیقت تحفہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی عقیدے کی تحقیق مرکوز خاطر تھی اور نہ کسی اعتقادی مسئلہ کی تطبیق ۔ بلکہ مسلحتاً محض خاتم المحدثین فاضل اجل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے عقاید کی تقلید اور آیات بینات کی تالیف سے تحفۂ اثنا عشریہ کی تائید مقصود تھی جسکی دلچسپ حقیقت جناب مولوی سید محمد حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی خلف الصدق جناب فخر الحکماء نے اپنے مفید اور قابل قدر رسالہ ردالتحفہ جلد اول مین مفصل تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے :۔

Presented by Ziaraat.Com

تحفہ اثنا عشریہ اصل مین خواجہ نصراللہ کابلی کے صواعق کا ترجمہ ہے جو اتفاقاً شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ لگ گیا تھا کیونکہ اس زمانہ مین نہ چھاپہ خانہ تھا نہ ذرائع نشر کتب و اخبار۔ اسی لئے شاہ صاحب نے اس کتاب تحفہ کی بدولت بہت کچھ شہرت و عزت حاصل کی مگر جب یہ ازفاش ہوا کہ اس کتاب کے مصنف وہ نہ تھے بلکہ مترجم ہین تو وہ عزت نہ رہی چنانچہ اسی زمانہ مین اسکے متعلق سوال و جواب ہوئے جو فتاوائے عزیزی جلد اول مین درج ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ تا ۳۱ طبوعہ مجتبائی دہلی۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ

کتاب صواعق واقعہ در رد شیعہ رافض نظام الدین اللہ تعالیٰ ابطالہ است یا نہ بلکہ مصنف نصراللہ کابلی ست بلکہ تصنیف شریف در آمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرق و تصنیف آن و تصنیف جناب افادت مآب کہ تحفہ اثنا عشریہ ست چیست معاندان این دیار خصوصاً روافض خذلہم اللہ تعالیٰ بطریق ژاژخائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب میکنند کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق مولفہ ست ہرچند این معنی ما خلصان و فدویان الاطائل معلوم میتماید و از جملہ بدیہی البطلان است و ہر کس کہ از مایہ علم آگہی داشتہ باشد این خبر را از حکی عنہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان این نا کسان را بسیار تنگ کردند لہذا این العبد مرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ۔

کتاب صواعق واقعہ در رد شیعہ تصنیف نصراللہ کابلی ہے یا نہین بلکہ مصنف نصراللہ کابلی ہی ہے یا نہین اگر ملاحظہ سے شریف درآمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرق تصنیف آن و تصنیف جناب افادت مآب کہ تحفہ اثنا عشریہ ست چیست معاندین علی الخصوص رافضی تحفہ کی نسبت بطریق سفاہت و بیہودہ گوئی بہت کچھ جو چہ میگویان ژاژخائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب میکنند کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق مولفہ ست ہرچند کہ بعض مخلصون اور فدویون کو یہ سوال لاطائل معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی مایہ علم سے آگاہی رکھتا ہو اس خبر کو نقل کفر سے مخالف جانے گا مگر چونکہ بعض اشخاص نے مجھے بہت تنگ و مجبور کیا لہذا یہ امر حضرت کی سمع خراشی کا باعث ہوا۔

خلاصۂ جواب شاہ صاحب

وقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ از کتابہائے
اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب
اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسید این ہر سہ قسم
کتب در وقت تالیف تحفۂ اثنا عشریہ موجود بودند در آن وقت
ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر افتادہ بہمان ترتیب
درین کتاب کلام واقع شد و چند ابواب مثل بحث تولا
و تبرا و حدیث تثلیث و مسئلۂ انکار نبوت باب مطاعن
کہ در آن نبود این ابواب افزودہ شد پس این کتاب
را ترجمۂ آن کتاب گفتن محض بظاہر ترتیب آن نمیتواند شد
و نیز اگر تامل کنند روافض را ہرگز جائے طعن نیست
زیرا کہ این کتاب اگر ترجمۂ صواقع است آخر اثبات مذہب
اہلسنت و رد مذہب روافض می نماید آنہا را چہ کار زان
کہ تفتیش کنند کہ این گوینده کیست جواب باید داشت
و این طعن جواب نمی تواند شد آرے بعض اہلسنت
کہ آنہا را بشہرت این کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد
بجوش آمدہ میخواہند کہ نسبت باین فقیر درمیان نماند
جواب سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب
نمی کند و فخر خود نمی خواہد

تحفۂ اثنا عشریہ کی تصنیف کے وقت مذہب
شیعہ و سنی دونون فریق کی کتابین جو ایک دوسرے
کے رد مین تھین تین قسم کی فراہم کرکے موجود رکھی
گئی تھین چونکہ صواقع کی ترتیب بہت پسند آئی
لہذا اسی ترتیب سے یہ کتاب لکھی گئی اور چند ابواب
مثل بحث تولا و تبرا و حدیث تثلیث و مسئلہ انکار نبوت
و باب مطاعن جو صواقع مین مذکور نہ تھے تحفہ مین بڑھائے
گئے پس اسکو محض ترتیب بظاہر صواقع کا کہنا
درست نہین ہے اور اگر تامل و غور کرین تو رافضیون کو
ہرگز موقع طعن زنی کا نہین ہے کیونکہ اگر تحفہ اثنا عشریہ
صواقع کا ترجمہ بھی ہے تو آخر اس سے مذہب اہلسنت کا سچا
ہونا اور رافضیون کا مذہب جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان
لوگون کو اس سے کیا کام ہے جو اس بات کی جستجو کرین کہ اسکا
مصنف کون ہے انکو جواب لکھنا چاہئے اس طعن سے تو
دیا جا چکا ہے کہ فقیر اس کتاب کا دعوی نہین کرتا اور نہ اپنی شہرت و منزلت چاہتا ہے
اسکا جواب نہین ہو سکتا ہان اس کتاب سے جو شہرت فقیر کو
حاصل ہوئی اس سے بعض اہلسنت کو بھی رشک و حسد ہوا
اور چاہتے ہین کہ اس فقیر کا نام نہ ہو مگر اسکا جواب پہلے

Presented by Ziaraat.Com

مقصود فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید — البتہ فقیر کی غرض رفع اوہام طالبان ثواب

برادران اولی الالباب وطالبان راہ صواب بود — کو راہ راست دکھانا تھی سو بحمد اللہ وہ

بالحمدللہ کہ حاصل شد — حاصل ہوگئی

بہرحال کسی کی تصنیف وتالیف سے ہوئی زمانا توشاہ صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ہی نے اسکو شایع کیا ہے جسکی اشاعت کا باعث یہ تھا کہ جب دولت مغلیہ کو زوال اور سلطنت برطانیہ کا تسلط ہوا تو شیعہ اپنے عقائد مذہب کو جنھین بوجہ جور وستم معاندین ومخالفین وقت پوشیدہ رکھتے تھے اس عہد ہمایون مین بلاخوف وخطر ظاہر کرنے لگے

رہے آباد وہ ستیاد یارب بنے دیدی ہے — چمکنے کی اجازت بلبلون کو گلستانون مین

ان مین بالاعلان اشہد ان امیرالمومنین وامام المتقین علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کے نعرے عام طور پر بلند کرنے لگے اور محافل میلاد مین مناقب ومراثی مجالس عزا مین مصائب آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آنحضرت کی رحلت کے بعد بعض اصحاب دل کے ماتھے پہونچے تھے بالاے منبر بیان کرنے لگے جب ان حالات اور واقعات کو ان لوگون سے فرقون نے سنا جو حق پسند لوگ بھی مائل بہ تشیع ہونے لگے تو جناب شاہ صاحب یہ رنگ اور مذہب حق کی طرف عام رجحان دیکھکر گھبراے بالآخر اپنے مذہب کی بقا اور بندگان خدا کو راہ راست سے روکنے کے لیے صواعق ملا موصوف کو نئے لباس مین آراستہ کرکے شایع کیا اور تالیف کا سبب یہ تحریر فرمایا۔

غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ — اس رسالہ کے لکھنے کا مقصود اصلی یہ ہے

آن ست کہ درین بلاد کہ ما ساکن آنیم و درین زمان — کہ ان دنون اس شہر مین جس مین کہ ہم مقیم ہین

کہ ما درانیم رواج مذہب اثنا عشریہ وشیوع آن بدے — مذہب شیعہ جید پھیل رہا تھا اور روز بروز ترقی پر تھا

اتفاق افتاد کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس — شاذ ونادر ہی کوئی گھر ایسا ہوگا جس مین ایک دو آدمی

Presented by Ziaraat.Com

ازان خانہ بآن مذہب متہم ہست باشند و راغب این
عقیدہ نشوند لیکن اکثر از جاہیہ علم تاریخ و اخبار خود
عاطل و از احوال اصول اسلاف خود بیخبر و غافل
می باشند و ہرگاہ کہ در محافل و مجالس با اہل سنت
دائما مت گفتگوی نایند کج می گویند و فتر گر بہ
ی ا ندحبۃ للہ بر این رسالہ پرداختہ شد تا در
وقت مناظرہ از جادہ خود بیرون نروند و اصول خود را
منکر نشوند۔

اس مذہب کے پابند اور اس عقیدے کی طرف مائل
نہون لیکن اکثر لوگ کتب تاریخ اور اپنے بزرگون کے
احوال و اصول سے غافل و بیخبر ہین اور جسوقت جلسون
اور مجلسون مین اہلسنت کے ساتھ مباحثہ ہوجاتا ہے تو یہ
لوگ اُسکے جواب مین عاجز ہوکر بسر دیا جواب دینے
لگتے ہین اور کھسیانے ہوکر کلمات نازیبا و نامناسب
زبان پر لاتے ہین پس خدا کی خوشنودی کے لئے یہ
رسالہ لکھا گیا تاکہ مناظرہ و مباحثہ کے وقت اپنے جادہ سے
باہر اور اپنے اصول سے منکر نہون۔

(تحفہ مطبوعہ خزالمطابع صفحہ ۱)

پس تالیف فرمائی وجلوہ نمائی سے حضرت نے بلاامتیاز حق و باطل نور کو ظلمت و ظلمت کو نور بتانا اور گویا تمام کو مذہب شیعہ اختیار کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ کہنے کو تو یہ کہ

دین رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ
و بیان اصول ایشان و ادلہ آنکہ عاید ایشان میشوند
و کتب معتبرہ ایشان منقولہ بہ نباشند

اس رسالہ مین یہ التزام رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ
اور اُسکے اصول اور جو الزامات کہ اُنپر عائد ہوتے ہین انکے
بیان کرنمین اُنھین کی مستند کتابون سے تمسک کیا جائے۔

لیکن بطور مجادلہ و مکابرہ لفظ (گویند) قائم کرکے خود ہی مضمون آفرین بنے۔ اور خود ہی اُسکو علماے شیعہ کیطرف منسوب کیا۔ پھر آپ ہی اُسکو رد بھی فرمانے لگے۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ — خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد

چنانچہ مطالب مندرجہ تحفہ مذکور اول سے آخر تک اس امر پر شاہد ہیں کہ حضرت نے ناحق و ناروا مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو جھوٹا اور باطل ثابت کرنے مین خلاف واقعات ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہیں اُن

طلاع تحفہ کے موحد امام ہاری ۔

احادیث نبوی و تفاسیر و روایات کو جو اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کی فضیلت میں سنو! اور جناب امیرالمومنین امام المتقین۔ قاتل المشرکین یعسوب الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے منقبت میں خصوصا خود انھیں کے مذہب کے کتب معتبرہ و مقبولہ میں درج میں اکثر کو جھوٹا اور جو خلفا ثلثہ کی مذمت میں بلکہ حاد و منصب وضع کی گئی تھیں ان کو سچا بتایا۔ اور ان احادیث و تفاسیر و روایات کی صحت سے بوسب اقوال علمائے کرام و ائمہ عظام اہلسنت اکثر اصحاب ممدوحین کے نقص ایمان کی بات ہیں اس طرح انکار کیا کہ کسی راوی کو جھوٹا بتا دیا کسی مورخ کو مفتری۔ اور کسی مفسر و محدث کو رافضی کہدیا۔ حالانکہ وہ سب ثقات اہلسنت سے ہیں اور اگر کسی امر صریح انکار نہ کر سکے تو اس کو ضعیف اور مجہول بتا کر بیجا تاویلات اور توجیہات کر کے

اُن برائیوں اور مذمتوں کا الزام شیعوں پر رکھدیا مثلاً تحفہ میں فرماتے ہیں:۔

"باب ہم در مطاعن خلفا ثلثہ و دیگر صحابہ کرام و ام المومنین عائشہ صدیقہ شیعہ کتب ۔۔۔ آوردہ اند و آن مطاعن را از کتب اہل سنت نسبت بخود ثابت نمودہ اند (صفحہ ۲۰۲)

یعنی مطاعن یہ ہے کہ شیعہ خلفائے ثلاثہ و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو مسلمان و بنا بر رہتے ہیں کتب اہل سنت میں ان کی برائی مطلق نہیں ہے۔ حالانکہ اصحاب ممدوحین اور بعض ازواج رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف میں روایتیں کتب صحاح وغیرہ میں کثرت سے درج ہیں نظر تحقیق ملاحظہ فرمائیں تو ظاہر ہے کہ محدثین مفسرین محققین متقدمین اور فضلاء اہلسنت نے ان کی نسبت سخت اور ناسزا و ناروا روایتیں حدیثیں اپنی اپنی کتابوں میں درج کر کے ان کے ایمان و اسلام پر کیسے کیسے داغ لگائے ہیں اور ان کل مطاعن کا منبع و مبدا اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری و صحیح مسلم میں جو احادیث معائب صحابہ سے مزین ہیں از انجملہ یہ حدیث کثرت سے مشہور ہے:۔

قال عبداللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض

(عبداللہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچوں گا)

Presented by Ziaraat.Com

لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا هوی بست — جہنم کی طرف لیجائینگے اُن کو دیکھکر مین بارگاہ ایزدی مین عرض

لاناولهم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی — کرونگا کہ تو میرے اصحاب ہین ارشاد ہوگا کہ یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے

فیقول لاتدری ما احدثو بعدك — تمھارے بعد دین مین بدعتین کین اور مرتد ہوگئے۔ (دیکھو مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ۱ باب الحشر ص۳۳۰ و انجاح ص۴۵۱)

یہ حدیث بالفاظ مختلف کنز العمال مسند امام احمد حنبل اور جمع بین الصحیحین وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے تحفہ مین اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے بھی تسلیم کی ہے اور یہ دلچسپ فقرہ لکھکر "ہیچ کس از اہلسنت آن جماعت اصحاب نیندیشند و تقدح نوبی در بزرگی ایشان نیست" گریز کر گئے ہین چنانچہ اس کا مفصل ذکر دوسری جلد مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ جواہر بہائی معدن سے اور یہ گوہر گرانمایہ اسی مخزن سے شیعون کے ہاتھ لگے ہین لیکن جناب شاہ صاحب بقول حافظ شیرازی ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اپنے امام محمد اسماعیل البخاری و دیگر محدثین کرام اور فقہاء عظام کو تو پردہ مین چھپایا اور علماے امامیہ کو نشانہ تیر ملامت بنایا۔ یہ جو کچھ مین نے عرض کیا اس کا حال معزز ناظرین پر میری اس تالیف سے روشن ہوجائے گا کہ آیا اصحاب ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامیہ نے بدنام کیا ہے یا بموجب ؎

"اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست"

خود ہواخواہان اصحاب نے جو اُن کی مدح و ثنا مین ہمہ وقت رطب اللسان ہین غرض حضرت قدس سرہٗ نے بقول حافظ ؎ (کتب امامیہ سوت تحفہ)

شاہد دلربائے من میکند از برائے من — نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد مضامین کو اس حسن سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس اُمید پر شیعون کے سامنے پیش کیا کہ اسکے مضامین دلفریبا یک حسین کی طرح دلربائی کرینگے لیکن علماے کرام و حامیان دین و اسلام (جو آستانۂ شریعت پر

Presented by Ziaraat.Com

متمکن ہین کیا متاثر ہوسکتے تھے۔ آخر اُسکے شایع ہوتے ہی ع

این گریبان گرفت وآن دامن

ایک ایک لفظ کو خود کتب احادیث وتفاسیر معتبرہ ودیگر کتب مقبولہ اہلسنت والجماعت سے اس طرح رد کیا کہ کسی نے تو باب الٰہیات اور نبوت کا جواب دیا اور کسی نے مطاعن صحابہ کا۔ چنانچہ اصل تحفہ بہ بارہ باب مین لکھا گیا تھا اُسکے ہر باب کا کافی وشافی جواب ایک ایک جلد مین علامہ دہلوی جناب حکیم مرزا محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے کتاب نزہۂ اثنا عشریہ کی بارہ جلدون مین تحریر فرمایا۔ جناب علامہ محمد قلی خان صاحب اعلی اللہ مقامہ نے باب اول کا جواب سیف ناصری مین باب دوم کا تقلیب المکائد مین باب ہفتم کا برہان السعادت مین باب دہم کا تشیید المطاعن کی تین جلدون مین۔ اور باب یازدہم کا مصارع الافہام مین۔ اور جناب مفتی محمد عباس صاحب اللہ مرقدہ نے باب ہفتم کا جواب (جو امامت سے متعلق اور ایک اہم مسئلہ منجملہ مسائل اختلافیہ مابین سنی وشیعہ ہے) جواہر عسکریہ مین۔ اور جناب غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب نے باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات مین۔ باب ششم کا حسام الاسلام مین باب ہشتم کا اسیاف النصرۃ مین باب دوازدہم کا ذوالفقار مین اور جناب سلطان العلما سید محمد رضوان مآب نے خاص بحث فدک کا جواب طعن الرماح مین بحث متعہ کا بارقۂ ضیغمیہ مین جسکا کچھ بے سروپا جواب مولوی رشید الدین خان صاحب سنی المذہب نے شوکت عمریہ لکھا تھا۔ اِدھر سے بھی جواب اُسکا فوراً ضربت حیدریہ دیا گیا تھا اور سب سے آخر زمانے مین عالی جناب امام المتکلمین۔ رئیس المناظرین مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ نے باب امامت کا جواب عبقات الانوار کی تیس جلدون مین جنمین سے دس جلدین شایع ہوچکی ہین نہایت مدلل ومفصل تحریر فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہ جملہ کتب مذکورہ ایسی لاجواب ہین کہ جناب شاہ صاحب قدس سرہ سے لیکر آجتک محدثین ومتکلمین اہلسنت سے کسی کو اُن کے جواب مین قلم اُٹھانے کی ہمت نہین ہوئی حالانکہ خود جناب شاہ صاحب کے

Presented by Ziaraat.Com

زمانۂ حیات ہی مین کتاب نزہتہ اثنا عشریہ تصنیف ہوچکی تھی جس کو حضرت بھی ملاحظہ فرما چکے تھے مگر اِس خیال سے کہ "جامہ ندارم دامن از کجا آرم" خاموش ہوگئے۔ کیونکہ حق کا جواب کیا دے سکتے تھے چنانچہ جناب شاہ صاحب کا خط موسومہ حکیم شریف خان صاحب بطلب کتاب مذکور آج تک کتاب رجال مین درج ہے اور وہ یہ ہے :-

قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق	تحقیق مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل مدقق و محقق مرزا
المحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالی قد کتب	محمد سلمہ اللہ تعالی نے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین کوئی کتاب لکھی ہے
علی وجہ الرد والبحث علی التحفہ الاثنا عشریہ	مین چاہتا ہون کہ آپ کی وساطت سے وہ کتاب طلب کیجاے
ان اتفق طلب مرتوماتہ ومطالبتہ بوساطتکم	اُمید ہے کہ آپ اِس امر مین کوشش بلیغ
فالمامول ان تبذلوا فی ذالک الجھد (رد التحفہ صفحہ ۱۲)	فرماین گے۔

اس تحریر سے جناب علامہ دہلوی کی جلالت قدر کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے کہ جن علماء کرام امامیہ کو شاہ صاحب نے علم تاریخ اور احوال اصول اسلاف سے بیخبر و غافل بتایا تھا آخر خود حضرت ہی نے جناب ممدوح کو فاضل و کامل مدقق و محقق کے خطابات دیئے۔

آپکے بعد جناب مولوی حیدر علی صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی تقلید مین کتاب منتہی الکلام (جس مین آل رسول علیہم الصلوۃ والسلام کی عظمت و مرتبت پر حملے کیے گئے ہین) بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھی جسکا رد کتاب استقصاء الافحام سے بہت شرح و بسط سے کیا گیا۔ لیکن اُسکا جواب بھی اہلسنت سے کچھ نہ بن پڑا۔ اِس صورت مین مناسب تو یہ تھا کہ ہمارے سنّی بھائی مناظرہ کرکے سیدھی راہ کو بالعکس ثابت کرنے کے لئے سعی نہ فرماتے مگر افسوس ہے کہ اُن سے چپ بھی نہین بیٹھا جاتا اور اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر تالیفات و تصنیفات بے سروپا سے شیعون کے مذہب پر بے نتیجہ حملے کرتے ہین اور جب شیعون کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پاتے ہین تو بفحواے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بُرا بھلا کہنے لگتے ہین اور عدالتون مین استغاثے دائر کرتے پھرتے ہین لیکن الحمد للہ کہ اِس دور مین ہر فرقہ اپنے مذہب مین آزاد ہے اِسلئے وہ استغاثے خارج کردیے جاتے ہین۔ پس ہمارے علماے اعلام و فضلاے کرام کے وہ معقول و منقول جوابات اور اُن کے مقابلہ مین علماے اہلسنت کا یہ سکوت ہمارے علماے کرام کے تبحر علم اور عبور و تحقیق مذہب پر بخوبی دال ہے۔ اِس صورت مین ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے متکلمین امامیہ کی لاعلمی و بیخبری کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ کہانتک درست ہے۔ شاہ صاحب جو جاہین فرمائین مگر حق تو یہ ہے کہ اگر علماے کرام امامیہ (خداے پاک اُن کے درجات عالی کرے) صراط مستقیم اور شریعت رسول کریم کو خارزار ضلالت سے پاک وصاف نہ کرتے تو زمانۂ غیبت جناب صاحب الزمان علیہ السلام مین بقاے مذہب حقہ اثنا عشریہ محال تھی جیسا کہ جناب قدس مآب مفتی محمد عبّاس صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہین:۔

در احتجاج طبرسی از جناب امام نقی علیہ السلام　　کتاب احتجاج طبرسی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول

منقول است کہ آنجناب فرمودہ علماے کہ بحضرت　　ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ہمارے علما جو ہمارے شیعون کو معرفت

صاحب الزمان علیہ السلام راہ می نمایندہ و بحجج آلہی　　امام زمان علیہ السلام کی حاصل کراتے ہین اور براہین و شبہات سے

دین متین را نگاہ میدارند و ضعفاے بندگان خدا　　دین متین کی حفاظت کرتے ہین اور ضعیف الاعتقاد بندگان خدا

را از دام شیاطین میرہانند زمانۂ غیبت صاحب الزمان　　کے دلون کو دام شیاطین سے چھڑاتے ہین زمانۂ غیبت امام علیہ السلام مین

علیہ السلام اگر باقی نمی ماندند ہر آئینہ ہمگی مردم از　　موجود نہ ہوتے تو تمام لوگ سنی دین حق سے پھر جاتے اور ذرا بھی

دین ہدی برہم می گشتند و راہ ارتداد پیش میگرفتند بلکہ بسا　　نہ رہتے لیکن علماے وقت غیبت شیعون کے دلون پر اس طرح

زمان و لہاے شیعہ را بدست میگرفتند مثلیکہ کشتی بانان کشتی　　حاوی ہوگئے ہین جس طرح ناخدا کشتی کے قبضہ مین رہتی ہے کہ جدھر

را میگردانند آنہا نزد خدا صاحب فضل و شرف اند　　چاہے اسکو چلائے اور جدھر لے جائے علما بھی خدا نخواستہ اسی طرح حق مین

تسدیق نبی

غرض تحفہ کی تالیف سے بفضلہ تعالی مذہب امامیہ کا تو کچھ نہین بگڑا البتہ اسکی بدولت مذہب اہلسنت والجماعت کی پوری قلعی کھل گئی اور اُن کے پیشواؤن کی حالتین جو مخفی تھین طشت از بام ہوگئین ۔ چنانچہ مین اپنی ہی حالت عرض کرتا ہون کہ خاص اصحاب نے جو بدسلوکیان اپنے پیغمبر کے خلیفہ وصی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارہ جگر اونسی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھین یعنی قصد احراق بیت الشرف بنت رسول و جبر و تعدی بغرض بیعت و ضبطی فدک و میراث و سقط جنین وغیرہ وغیرہ جنھے ان کے باور کرنے مین بہت ہی پس و پیش تھا اور خیال کرتا تھا کہ وہ اصحاب کبار جنھون نے حسب اعتقاد اہل سنت سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی ان حضرت صلعم کے سفر و حضر مین جلیس و انیس رہے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا الصلوۃ والسلام اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مراتب و مدارج سے خوبی واقفیت رکھتے تھے ۔ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر آگ و زنار یان لیکر جلانے کیونکر آئے ہونگے اور ان بدعتون کے مرتکب کس طرح ہوے ہونگے لیکن جب بنظر تحقیق واقعات مطالعہ کتب اہلسنت و الجماعت کی ضرورت واقع ہوئی اور اُن مین کتاب تحفہ اثنا عشریہ بھی نظر سے گذری اور آئین بشیر و نذیر رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلانے کی توجیہ مین شاہ صاحب دہلوی کا یہ کلام دیکھا کہ

این خانہ ایں وقت یکساں با بود کہ خانہ حضرت	یہ ڈرانا اور دھمکانا اُن اشخاص کو تھا جو
زہرا الملجا و پناہ ہر ساکنش خانیت آنستہ درین جا جمع نیشدند	دولتسرائے جناب فاطمہ کو اپنی جاے پناہ سمجھ کر جمع
و فتنہ و فساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت	ہوے تھے اور فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے تھے اور
خلیفہ اول بکمکشہا و مشورہ ہاے فساد انگیز قصد	اپنے مشورہ ہاے فتنہ انگیز سے خلیفہ اول کی خلافت
کردند (تحفہ ص ۳ مطبوعہ فخر المطابع)	کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے ۔

اسوقت حضرت شاہ صاحب کے ایمان و عقائد کے جوہر کھلے اور لفجوا ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

Presented by Ziaraat.Com

بیت بیت
ت رسولؐ

خطمتؑ منزلت مین حقسبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر — ایسے چراغ ایسے گھرون مین ہے جن کی نسبت خدا نے حکم
فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال — دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے اور اس کا نام لیا جائے جنمین
(پ ۱۸ س نور ع ۵) — صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہین۔

تفسیر قمی مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن گھرون سے مُراد انبیاکے گھرانے ہین اور جناب علی مرتضٰےؑ کا گھرانا انھین مین داخل ہے اور کافی مین منقول ہے کہ قتادہ نے انھین حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ مین بہت سے علما کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب اسطرح مضطر نہین ہوا جس طرح حضور کے سامنے ہوتا ہے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو کہان ہے تو اُن گھرون کے سامنے ہے جنکی تعظیم کیے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو تو وہان ہے اور وہ وہ ہین۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤن واللہ آپنے سچ فرمایا بے شک ان بیوت سے مُراد مٹی اور تھپ کے مکان نہین ہین قول مترجم۔ یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین مین اول درجہ کا مفسر ہے

(مقبول ترجمہ صفحہ ۵۶۵)

مفسرین اہلسنت نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

عن انس وبریدۃ رضی اللہ عنہما قال — انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
قال رسول اللہ صلعم فی بیوت اذن اللہ — کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ بالا
الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول — آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا رسول اللہ کین
اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر — گھرون سے مراد ہے آپنے فرمایا انبیا کے گھرون سے۔
ھذا انبیت منھا واشار الی بیت — حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!
علی وفاطمہؑ۔ قال نعم — یہ گھر یعنے جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انھین گھرونمین سے ہے

Presented by Ziaraat.Com

من افاضلها۔ (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی درالمنثور وارتج المطالب ص۵۔

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان بلکہ انسے فتنہ ہے۔

بالفرض اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ بمطابق توجیہ شاہ صاحب جناب خلافت مآب کا مقصود صرف دھمکانا اور ڈرانا ہی تھا تاہم اس تہدید وتخویف کا یہ اثر ہوا کہ ان کے خلیفہ اور جانشین کو یہ جرأت وہمت ہوئی کہ کربلا مین خانۂ زہرا کو بے خوف وخطر جلوا دیا۔

مومنو اغور کرو جا ہے یہ انصاف کی اب ۔۔۔ ماں امت کو جس گھر کا ہو یہ پاس وادب

یعنے دخل ہو جبتک نہ کرے اذن طلب ۔۔۔ گھر وہ کیا انکے رسول کا نہ تھا ہائے غضب

[illegible]

[illegible]

کرنا تھا وہ کان یہ کوئی نصف بتلائے ۔۔۔ جسمین خوف وخطر قتل شبیہ در آئے

خانۂ دہر مین جس گھر کا ہو یہ مرتبہ بانے ۔۔۔ آیت ذرہ بنی باقی ہے وہ یون لٹجائے

بیٹھنے کی بھی غریبون کو نہ جا دین ناری

کرکے تا اج ستم آگ لگا دین ناری

افسوس جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے حضرت عمر کی ان آیات بینات جو کچھ فرمایا اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ جناب خلیفہ صاحب موصوف کے اس فعل کو مستحسن سمجھ کر بلکہ شاہ صاحب رسول مقبول اور نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کی فضیلت ومنقبت مین تین حصہ قرآن نازل ہوے ایک ذرے سے مشابہ ٹھہرا کر ان خاسان خدا کی شان مین وہ الفاظ لکھے ہین جنکو ذرا بھی ایمان والا کا ورد ہوگا وہ ان کو دیکھکر اوسنکر الامان۔ الامان پکارے گا۔ جناب موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے۔

چون روز فتح مکہ بحضور آنحضرت صلعم نمودند چون فتح مکہ کے دن آنحضرت صلعم کو مبتلا کیا

بیان کی تائید میں خلاف اس معاہدہ سے آ

واللہ لا نصلی الا ما کتب اللہ لنا قسم بخدا ہرگز نماز نہ پڑھینگے بجز اسکے جو کہ خدا نے

ما ہرگز نماز نخواہیم خواند الا انچہ مقرر کردہ است خدا تعالیٰ مقرر کی ہے اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ مین ہین

برائے ما انما انفسنا بید اللہ یعنی دلہائے ما دست اگر وہ ہم کو نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھتے

خداست اگر او توفیق نماز تہجد میدادی میخواندیم پس آخر آن حضرت صلعم اُن کے مکان سے

آنحضرت از خانۂ ایشان بازگشت تحفہ ص۲۹۵ مطبوعہ فاروقی دہلی چلے آئے۔

ردِ اوّل

حالانکہ راویان حدیث جن کی روایات سے بخاری شریف کو زینت دی گئی ہے۔ بیشتر طبقۂ نواصب و خوارج سے ہین اور خود اکابر علمائے اہلسنت حق پسند اُن کو اور اُن کی روایتون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین اور امام صاحب پر جرح و قدح کرتے ہین۔ نیز اپنے اسناد فریق مخالف کے سامنے پیش کرنے اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہین جیسا کہ خود حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

مقدمات و مخاذی آن دلائل می باید کہ یہ ضرور ہے کہ جو دلائل ما نیہ کی طرف سے

مسلمہ الثبوت اہلسنت ہم باشد زیرا کہ غرض از پیش کئے جائین وہ ایسے ہون جنکو اہلسنت بھی قبول

اقامت دلائل الزام بر اہلسنت ست و الا ہر گبے کرین اسنادے کہ خود در اقامہ کردنے بر اہلسنت

کہ عوعو کند در کوچہ خود شیر غران ست و روایات الزام بکتاب و نہ ہر کتابے کہ در خانہ خود

شیعہ و اصول آنہا کہ در ابواب سابقہ بتفصیل گذشت ہوتا ہے۔ لہذا شیعون کے اصول و انکی روایتون کو

اہلسنت بجوے نمیخرند۔ تحفہ ص اہلسنت ایسے سے کبھی قبول نہین لیتے۔

مین حضرت قدس سرہ کے اس لعن طعن سے درگذر کرکے "قالوا سلما" پر عمل کرکے عرض کرتا ہون کہ ایسطرح شیعہ بھی مقام الزام مین اسناد بخاری شریف اور جمیع کتب اہلسنت کو "بجوے نمی خرند" سبحان اللہ اس عابد کو نماز شب نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین جسکے نماز پڑھنے کی تصدیق آیہ شریفہ

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون (عبادت کی وجہ سے) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

وبالاسحار هم یستغفرون — س الذاریات — اور پچھلے کو اپنے مغفرت کی دعائین کرتے تھے۔

سے ہوتی ہے۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرماتا ہے:۔

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون — حاصل یہ کہ ہماری آیتون پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہین جو

ربھم خوفا وطمعا ہ — راتون مین اپنے بستر ونسے اُٹھتے اور خدا سے خوف ویاکیساتھ دعا کرتے ہین

تفسیر صافی مین اس آیت کی تفسیر معصوم علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے کہ "یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور اُن کی تابعین کی مدح مین نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بزرگوار اول شب مین آرام کرتے تھے جب دو تہائی رات گذر جاتی تھی تو پروردگار عالم کی جناب مین حاضر ہونے کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے تھے اور اسکی نعمتون کی طرف رغبت اور اسکے عذاب سے خوف اسکی بخشش کی طمع رکھتے ہوئے مناجات و دعا مین مصروف ہوتے تھے۔ اسی امر کو پروردگار عالم خبر کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ اسکے معاوضہ مین اسنے ان لوگون کو اپنی جوار رحمت مین ساکن کیا۔ اپنی جنت مین داخل کیا خوف سے امن دیا اور اُن کے دلون سے دہشت کو زائل فرمایا"۔

افسوس کہ اُس تہمت گذار پر الزام رکھتے ہین جسنے سجدۂ خالق مین اپنی جان دی۔ جس نے کبھی بتون کو خود سجدہ کیا نہ اپنی ماں کو کرنے دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا — حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ والدہ جناب امیر علیہ السلام

دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حامل بہ — اپنے ایام حمل مین جسوقت ہبل کے پوجنے کے لئے جاتین اور

علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی — سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیر اُنکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور

علیا (تذکرہ خواص الامہ ارجح المطالب) — سجدہ کرنیسے اُن کو روکے رہتے لہذا علیؑ نام رکھا گیا۔

اور روایات اہل ایمان مین یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد قصد بھی سجدۂ اصنام کا نہ کرتی تھین لیکن جناب امیرؑ محض قرب اصنام سے مانع ہوتے تھے۔ اس عابد کے نماز نوافل کی حالت باعتبار تعداد رکعات

Presented by Ziaraat.Com

یہ تھی کہ لوگ ہر شب ایک ہزار تلبیہ دن سے زیادہ کی آواز سنا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب کے بیان کی تردید خود انھین کے علمائے کرام کے اقوال سے ہوتی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"ترجمہ ربنا بخدا شرح حال مرتضیٰ علیہ است السلام ہر شب کہ اکثر و اغلب اوقات او بوظائف وعبادات میگذشت تا حدیکہ ہر شب آواز تکبیرۃ الاحرام رخلوت او باستماع خادمان عتبہ علیا اش میرسید"

تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۲ مطبع نولکشور

جناب امیر المومنین علیہ السلام اپنے عابد تھے کہ بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نے دین میں تغیر و تبدل کر دیا تھا تو حضرت یہی ان کو یاد دلایا کرتے تھے جیسا کہ کتاب وسیلۃ النجات مولفہ مولوی محمد بین صاحب لکھنوی فرنگی محل مین ہے

بعد از رحلت خاتم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیارے از سنن اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت و از بدعت سنت را دیافت حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام از ایشان اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیار یاد میدہانید۔

اس کی تائید مین ہم ایک روایت بخاری شریف سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت انس سے مروی ہے کہ جو امور
قال ما اعرف شیئا مما کان علی عھد	رسول اللہ صلعم کے عہد مین تھے اُن مین
رسول اللہ صلعم قیل الصلوٰۃ قال	سے اب میں کچھ بھی نہین پاتا۔ صحابہ نے
الیس صنعتم ما صنعتم فیھا۔ اخرجہ	کہا نماز تو ہے انس نے جواب دیا کہ تم
البخاری والترمذی تلخیص الصحاح	لوگون نے نماز مین بھی کیا کچھ خیانت تفرقات
جلد اول۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۲۵	نہین کیے ہین۔

محققین اہلسنت معترف ہین کہ بعد جناب ساتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرد بشر متہجد۔ متزہد۔ عابد۔ ساجد۔ متورع اور خاشع مثل آنجناب کے نہین ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ایک شاعر کا

قول ہے ؎

ھوالبکّاء فی المحراب لیلا ھوالضحاک فی یوم الحراب

یعنی وہ جناب خوف خدا سے اسقدر گریہ و بکا کرتے تھے کہ ہاتھ و پاؤن سرد ہوجاتے تھے لوگون کو

گمان ہوتا تھا کہ آپ فوت ہوگئے ۔

ابن ابی الحدید جو علمائے کرام معتزلہ سے ہین جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی عبادت کا حال

اس طرح تحریر فرماتے ہین۔

" قیل قد یبسط نطع بین الصفین لبلاۃ الھریر فیصلی علیہ والسھام وقعت

بین یدیہ ومرت علی صماخیہ بملب اوشمالا فلا یرتاع لذلک ومازاله حتّٰی

فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) ۔ روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر مین (یعنی) دونون صفون کے

آپکے لئے نطع (فرش چرمی) بچھائی گئی تھی آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپکے سامنے سے آتے

تھے اور آپکے کانون کے پاس ہوکر اسنے بائین نکل جاتے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف

نہین فرماتے تھے اور اپنے مقام سے نہ کھڑے ہوتے تھے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ

نہ ہوجاتے جناب امیر علیہ السلام کی کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔

وکانت جبینہ کثفنۃ البعیر لطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک

طول سجود سے مثل زانوے شتر کے ہوگئی تھی ۔ نماز کے وقت آپ ایسا استغراق ہوتا کہ مطلق ماسوٰی کا

ہوش نہین رہتا تھا یہان تک کہ آپکو اپنے جسد عنصری سے بیخبری ہوجاتی تھی۔

چنانچہ مولوی جامیؒ تحفۂ ابرارمین نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے

ہین اور وہ یہ ہے :-

شیر خدا شاہ ولایت علی صیقل ہر شرک خفی و جلی

Presented by Ziaraat.Com

روزِ اُحد چون صف هیجا گرفت — تیرِ مخالف به تنش جا گرفت

غنچه پیکان بگلِ او نهفت — صد گل محنت ز گلِ او شگفت

روی عبادت سوی محراب کرد — پشت بدرد سر اصحاب کرد

خنجر الماس چو تیغ آختند — چاک به تن چون گلشن انداختند

غرقه بخون غنچهٔ زنگار گون — آمد ازان گلبن احسان برون

گل گل خونش بسلسلے چکید — گفت چو فارغ ز نماز آن پدید

کاین همه گل بیستهٔ پای من — ساخته گلزار تمنای من

شورت سالش چو درآمد باز — گفت که سوگند به دانای راز

کز الم تیغ ندارم خبر — گرچه زنم نیست چو دارم تبر

(اسد اللہ الغالب یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ صفحہ ۱)

ترجمہ۔ حضرت علی شیر خدا اور شاہ ولایت ہین۔ ظاہری اور باطنی ترک کے صیقل کیہوے ہین۔ احد کی لڑائی کے دن جب آپ کمان کی لڑائی مین مصروف تھے لشکر مخالف کے تیر آپ کے جسم اطہر مین پیوست ہوگئے تیر کی انی (بھال) کا نیچہ نیچے کل جسم مین تھا سیکڑون زخمون کے ہوے آپ کے کل نے جسم پر کھلے۔ عبادت کے واسطے آپ کی طرف رُخ کیا۔ پشت مبارک تکلیف کی حالت مین اصحاب کی جانب کی۔ زہر آلود تیر کو نکل نے کھینچا۔ آپ کے تن اطہر سے پاک کل کی طرح زخم کھلگئے۔ آپکا جسم خون سے سنے ہوے گل غنچہ زنگار گون ہو رہا تھا۔ اس سے احسان کی شان برآمد ہوی۔ کل خون سے لال بھبوکا پھول (قطرۂ خون) آپ کی جانماز پر ٹپکے۔ جب نماز سے فارغ ہوے فرمایا یہ پھول میرے پاؤن کے نیچے کیسے بکھرے ہوے ہین کہ جس سے میری جانماز گلزار بن گئی ہے حبیب متال

اصحاب نے عرض کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجکو تیغ کی تکلیف سے مطلق خبر نہین - اگرچہ مجھ سے

زیادہ خبردار کوئی نہین -

الفاروق میں ہی اتہم کی توثیق

شاہ صاحب نے تحفہ مین اہلبیت اطہار علیہم السلام کی توہین اور مذہب اثنا عشریہ کی تہجین کی ہے اسیوجہ سے اکثر اہلسنت بھی اسکو پسند کرتے ہین اور اسکو مرتبے اور درجہ مین بخاری شریف سے کم نہین سمجھتے - یہی رنگ حضرت کے مقلدین و معتقدین کا ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلکر اپنی تالیفات و تصنیفات مین آل رسول اور اقربا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر و تذلیل کو شعار ایمان سمجھتے ہین - جیسا کہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق والمامون وغیرہ مین بہت کچھ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین سوء ادب کر کے پہنچایا ہے - چنانچہ الفاروق حصہ اول مین ضمن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ و دیگر اہلبیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ

"اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اسیوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا"

اسی طرح المامون کے صفحہ ۴۵ مین رقمطراز ہین کہ

"خلیفہ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی - جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام پرزور بغاوتین جو اسکے عہد مین ہوئین وہ اسی مقدس خاندان کی اشاعت کی بدولت ہوئین - تاہم اسنے ہمیشہ درگذر کیا -

احادیث بنی ہاشم کی شان مین

اس موقع پر ہم دو چار حدیثین در باب فضائل بنی ہاشم کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین :-

پہلی عن طلحہ بن مصرف قال کان یقال بعض بنی ہاشم نفاق اخرجہ ابوبکر بن یوسف البھلول

طلحہ بن مصرف راوی ہین کہ زمانہ صحابہ مین کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بعض علامت نفاق ہے -

(از سوانح عمری حضرت علیؑ مولفہ مولوی سید اللہ صاحب امرتسری صـ۲۳)

Presented by Ziaraat.Com

دوسری عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ — حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

علیہ وسلم یا معشر بنی ھاشم والذی — صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے گروہ بنی ہاشم

بعثنی بالحق بشیرا لتصدقن بکلمتی — اس ذات پاک کی قسم جس نے مجکو حق کے ساتھ

الجنۃ ما بدأت بکم احد اخر احمد — بشارت کیلئے بھیجا ہے تم کو جنت کے دروازہ کی زنجیر

فی الجنۃ باب احد الذی — پر سوا تمہارے ہرگز تمھا سے سوا اور کسی سے اندر داخل

(ایضاً ۱۲۲) — کرے تو غلط نہیں کرونگا۔

تیسری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت — ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ

قال جبرئیل علیہ السلام قلبت الأرض — علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ

مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بنی اب — میں نے مشرق اور مغرب سے زمین کو الٹا ہے لیکن

افضل من بنی ھاشم اخرجہ احمد فی المناقب — بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا

(ایضاً)

بھائیو ان احادیث کو ملاحظہ فرماؤ اور جناب شبلی صاحب کی تحریرات پر غور کرو اگر جناب موصوف کے ان اقوال سے بنی ہاشم کے ساتھ ان کی مودت و محبت پائی جاتی ہے تو بتاؤ کیا ایسی تالیفات سے آل رسول اور اعزا و اقربا احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تہجین اور احادیث نبوی کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ حضرات جو دعویدار محبت و مودت اہلبیت ہیں وہ ان کتب و رسائل کو جو اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت سے مملو ہیں سر پر رکھتے ہیں اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مصنفین کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں لیکن جو حضرات انصاف پسند ہیں اور جنکے دل بے جا تعصب سے پاک و صاف ہیں وہ ان کتابوں کو چشم حقارت سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولوی خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنی تالیف یزید نامہ کے صفحہ ۱۲ میں جناب شبلی نعمانی

Presented by Ziaraat.Com

کی تالیفات الفاروق وغیرہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین :-

اصل مین تلامذۂ شبلی کو محرم نامہ کے خلاف یون غصہ آیا کہ محرم نامہ مین علامۂ شبلی کو ہیبت کی پیغمبری کرنے والا لکھا گیا تھا۔ لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے جس سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہین کہ علامۂ شبلی کی عالمانہ تحریرون نے نہایت خوبصورتی سے بنی فاطمہ کو مفسد جریص اور تاریخ دیانت کا بانی مبانی قرار دیا ہے۔ گو پیرایہ لکھنے کا ایسا گہرا اور حکمتانہ ہے کہ معمولی نگاہ کو اسکا حس بھی نہین ہونے پاتا کہ علامہ نے کس فرقہ کے خنجر پر اگر اس کا اثر کمزور صعفون اور رشتہ کسن کم استعداد جوانون پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بنی فاطمہ سے نفرت کرنے لگتے ہین خاص کر آج کل کے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان جو حضرت علی کو نعوذ باللہ نالائق خانہ پرداز اور کنبے والون کی حمایت کرنے والا سمجھتے ہین اور کہتے ہین۔ کہ ان سب کی معلومات کی بنیاد علامہ شبلی کی تاریخی کتابین ہین الفاروق و المامون وغیرہ کتب کو اگر کوئی شخص بے تعصبی سے خیال کرکے پڑھے گا تو اس کا دل خود بخود قبول کرے گا کہ مین نے محرم نامہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا ہے۔

غرضکہ تصدق خوبی مین یہ دو ایک جملے مین نے اپنے بیان کی تائید مین بطور نمونہ نقل کیے ہین ورنہ ابتدا سے انتہا تک کل کتاب کا یہی رنگ ہے۔

طرز مناظرہ

اب جناب شاہ صاحب قدس سرہ کا طرز مناظرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے کہ خدا پاک تو ارشاد فرماتا ہے :-

پہلی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

(پ ۱۴- س نحل- ع ۱۶)

تم اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے لوگون کو بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو تو اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری آیت ولاتجادلوا اهل الکتاب الا بالتی ہے ۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ

احسن پ ۲۰ س عنکبوت ۔ تا شتہ الخ ۔ جو یہ ہے

بخلاف ان احکام پاک کے سنت مذموم شیعیان علی رابتعالب کہ تیعیار عبداللہ بن سبا
کے نام سے جو ایک کافر یہودی تھا ملقب فرماتے ہین حالانکہ بروے عقاید نامیہ وہ دعوی خدائی تھا جسکو
جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام نے آگ جلوکی وجہ سے تین دن قید رکھا اور جب اُس نے اپنے
عقاید باطلہ سے انحراف نہ کیا تو اُسکو آگ مین جلوا دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین یہ روایت ہے :۔

عن عبداللہ بن تہ یلب العبسی ۔ عبداللہ بن ثریب العامری اپنے والد سے ناقل ہین کہ

عن ابیہ قال فی علی بن ابی طالب ۔ جناب امیر علیہ السلام سے لوگون نے بیان کیا کہ بیان سجد کے

فیہ ان ۔ بنا فقود ۔ ب امسح ۔ ۔ ۔ یہ کرتا ہے بات نہیں سمجھتا یہ خیال کرتا ہے کہ

برعمور انک رہبرف ۔ عہ ۔ عقارہم ۔ آپ کے نانا نے بنا نہ برنے تو اپنے ساتھ بلوا کر کہا کہ تم ہلاک

ہ کہ ۔ موم قرانف ۔ وحسب ۔ ۔ ۔ ہو جاؤ کہ اب وہ سب کہنے لگے اب ہمارے

ارف ۔ ف ولکم ۔ عاصیکم ۔ ۔ ۔ بنا نہ اب تین دن آپ ہمارے رازق ہین آپ نے

ہ ۔ ۔ ۔ کتب ۔ ۔ ۔

فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما — میرے پاس لے آؤ اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی

قال الا انه قال انکم ضالون مفتونون — اور آپنے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلی کہی تھی مگر اُسکے ساتھ

فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوه فقالوا — یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو اُنھون نے پھر بھی انکار کیا

له مثل ذلك القول فقال لهم والله لئن — تیسرے روز پھر لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے

قلتم لاقتلنکم باخبث قتلة فابوا الا — فرمایا کہ اگر تمنے پھر وہی بات کہی تو مین تم کو نہایت بری حالت

ان یتموا علی قولهم فخدلهم اخدودا — سے قتل کرونگا اُنھون نے پھر اِنکار کیا اور اپنی بات پر ثابت

بین باب المسجد والقصر واوقد فیه نارا — رہے۔ آپنے اُنکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر

وقال انی طارحکم فیها او تتبعون فابوا — اس مین آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ مین تم کو

فقذفهم فیها فخرج الذی فی المنص — اس گڑھے مین ڈالدونگا وہ لوگ اپنی ہٹ پر اڑے رہے

(ارجح المطالب صلا)

آپنے ان کو آمین ڈلوادیا۔

علماے کرام شیعہ نے اثبات اصحاب کی نسبت جو مطاعن کتب صحاح سے لیکر پیش کیے ہین حضرت اُن کا جواب دینے سے پہلے علماے کرام شیعہ کی شان مین یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین :۔

باید دانست کہ بعد از تتبع و استقرا — جاننا چاہیئے کہ بعد ملاحظہ کتب و تلاش بسیار

معلوم شد کہ در عالم ہیچ کس نبودہ است الا از — معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جس پر

زبان بدگویان و عیب جویان بطعن و قدح — بدگویون نے زبان درازی اور عیب جویون نے نکتہ چینی

او جاری شد بلکہ حرف در جناب کبریا الہی ست — نہ کی ہو۔ حتی کہ خدا پر بھی بہتان کیا ہے۔ اور

و معلوم ست کہ معتزلہ بتقریب انکار — معتزلہ نے عصمت انبیا سے انکار کر کے

عصمت انبیا ہیچ پیامبرے را از ابتدائے — از حضرت آدمؑ تا جناب ختم الانبیاءؐ

حضرت آدم تا حضرت پیغمبر ما نگذاشتہ اند کہ — کسی کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ صغیرہ و کبیرہ سے

Presented by Ziaraat.Com

بجناب ایشان نسبت نہ کردہ لیکن بر عاقلان
پوشیدہ نیست کہ این ہمہ عوعوسگان
نسبت بہ نور افشانی ماہ است اصل نقص
منزلت آن بزرگان می کند

متہم نہ کیا مولیان متقلا سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہی ہے جیسے چاند
کی روشنی دیکھکر کتے بھونکنا شروع کر دیتے ہین
لہذا اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کی

(تحفہ صفحہ ۲۰۱)

یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ امامیہ خاک پر سجدہ کرتے ہین اور خاک کو بے معنے کہ ظاہر سمجھتے ہین حضرت قدس سرہٗ اس خاک پاک کی توہین اخذ کرتے ہین کہ

البتہ از سجدہ کردن بر خاک احتراز
ندارند و در نہادن بجبہ خاک بر مقام سجدہ
ابا مہ بسیار راہ می یابد از آنکہ مہر نہادن
خاصہ کفار و منافقین ست چنانچہ سعرے
البتہ این مضامین را بہ نظم آوردہ اند شیخے
گفتہ است

البتہ خاک پر سجدہ کرنے سے پرہیز
نہین کرتے ہین مگر اس مین بہت توہمات
ہیں خصوصاً رکھنا کفار و منافقین سے خصوصاً
سے ہے چنانچہ شعرائے اہلسنت نے
اس مضمون کو اس طرح نظم کیا

ز

ازبغض وحسد دل پاک است
دین شیشۂ صاف تر ز افلاک بہ است
بر مہر نماز میگذارد شیعی
یعنے کہ دہان سگ پر از خاک بہ است

ہمیشہ بغض وحسد سے دل کو پاک رکھنا اچھا ہے
کہ یہ آئینہ نہ افلاک سے بہتر ہے
مہر پر شیعہ سجدہ کرتے ہین
یعنے کتے کا منہ پر از خاک اچھا ہے

اسی طرح یہ رباعی بھی در نقل کفر کفر نہ باشد تحریر فرماتے ہین :-

حق شیعہ ترا بگویم تا چند ۔ گر عاقلی این نکتہ ترا بس ہستند

خاک کہ کند سُنّی از و استنبا ۔ اینہا ہر ند و سجدہ بروے بکنند

اب ناظرین غور کریں کہ مناظرہ کے متعلق اللہ بس شاہ صاحب اور جناب شاہ صاحب جو عمدۃ المناظرین زبدۃ المتکلمین افتخار المفسرین خاتم المحدثین اور حافظ قرآن ہین کس طرح خداوند متعال کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور اپنی عقیدت کا اظہار کس حسن سے فرماتے ہین کہ اس خاک پاک کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کا خون ملا ہوا ہے جس مطہر زمین کی سرخ مٹی حضرت جبرئیل نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اس مٹی کو کس کلوخ سے تشبیہ دیتے ہین خدا جانے شاہ صاحب توصیف مین میری زبان تاصہ ہے ۔

آفاقیان دیدہ ام ہمہ بتان دیدہ ام ۔ بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آخر اسی تحفہ کی بدولت جناب شاہ صاحب نہ صرف آپ ہی بلکہ اپنے ہمسروں نیز اپنے خلفا کی بدنامی کے باعث ہوے ۔

قصہ مختصر کہ ہمکو صرف اپنے الفاظ سے جناب شاہ صاحب کا یہ ارشاد کہ حسبۃ للہ تعالی باین رسالہ پرداختہ شد صادق نہین آتا بلکہ جو مقاصد انہون نے اس تالیف کے تھے وہ شیعون سے مخفی نہین ہین ۔

بوے یوسف کرد بینا دیدہ یعقوب را ۔ ورنہ این بادِ صبا چشمِ کسے بینا نہ کرد

عالیجناب! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس تالیف سے بجز اسکے کہ مذہب اہلسنت و الجماعت کا پردہ فاش ہو اور علماے اہلسنت کا تعصب ظاہر ہو اور اکثر صحابہ کے بیان و اعمال کے حالات الم نشرح ہون اور کچھ حصول نہ ہوگا کیونکہ جب خود جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی غرض سے خدا تعالی کے عادل ہونے اور انبیا و مرسلین علیہم السلام کی عصمت سے انکار کیا اور قیدیان بدر سے

فدیہ لینے پر آیۂ کریمہ

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم — اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہوگی ہوتی تو جو یہ تم نے لیا ہے

فیما اخذتم عذاب عظیم (پ ۱۰ س انفال ع ۹) — اُسکے بارے مین تمپر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔

اور دیگر آیات عتاب آمیز کا مورد محبوب خدا شاہ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا (معاذ اللہ من ذلک) اور جناب خلافت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خاطر آیۂ وافی ہدایہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا — اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہین کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے

وحی یوحی (پ ۲۷ س النجم ع ۱) — نہین ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

کی تفسیہ اسطرح کی کہ "جمیع اقوال پیغمبر صلعم باطل ہے بدلیل عقلی ونقلی" اور طرح طرح کی خطائین جناب رسول ختمی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام واصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب (نعوذ باللہ من ذلک) منسوب کرین جنکا ذکر آیندہ موقع ومحل پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان ہمہ اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے مین قاصر اور عاجز رہے۔ شاہ صاحب تو درکنار خود حضرت کے خلفا بھی جنھون نے اپنے عہد خلافت مین اپنی ذات سے فضائل منسوب کرنے کی غرض سے جھوٹی حدیثین بنانے کے حصہ مین واضعان حدیث کو بیشمار جاگیرات مناصب ومراتب عطا کئے اور احادیث فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے چھپانے اور مٹانے مین اور صدہا احادیث معاذ اللہ اہبت اطہار کی طرف نسبت دینے کے لیے وضع کرانے کی فکر مین ہمہ تن مصروف وکوشان رہے جیسا کہ تواریخ اہلسنت مثل تاریخ ابو الفدا۔ وتاریخ مسعودی وتاریخ ابو الفدا وطبری وغیرہ وغیرہ مین ہے کہ امیر معاویہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بے شمار وضعی حدیثین بنوائین۔ ان تمام احادیث کو اپنی سلطنت کے تمام حصون مین بھیجکر تاکیدی حکم جاری کیا کہ

حاشیہ: آل سعود کے دادا ابن سعود کو بھی یہ لکھنے مین

جمعہ کو ان احادیث کا وعظ کیا جائے اور طلبہ کو ان کا درس دیا جائے۔ آخر رفتہ رفتہ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل گم ہوتے گئے اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بزرگیوں کا چرچا ہوتا گیا اور شیخ ابو جعفر اسکافی اور ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ بنی اُمیہ کے زمانہ خلافت مین لوگون کو انعام واکرام دے کر اصحاب ثلاثہ اور خلفاے بنی اُمیہ کی فضیلت اور آل رسول اور اولاد بتول کی مذمت مین بے شمار احادیث وضع کرائی گئین حتیٰ کہ تقریباً سو برس تک علیؑ اور اولادؑ پر مسجدون مین بالاے منبر تبرے ہوتے رہے جیسا کہ تاریخ الخلفا، امام جلال الدین سیوطی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:-

کان بنو امیۃ یسبون علی بن	بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبون مین
ابی طالب فی الخطبۃ فلما ولی عمر	حضرت علی کی شان مین بے ادبی کیا کرتے جب عمر
بن عبد العزیز ابطلہ وکتب الی نوابہ	بن عبد العزیز حاکم بنا تو اُسنے اپنے عمال اور
بابطالہ وقرء مکانہ ان اللہ	حکام کے نام فرمان جاری کئے کہ ایسا نہ کیا جائے
یامر بالعدل والاحسان الایہ	اور بجائے اُن نا ف ادب الفاظ کے حکم دیا کہ
فاستمرت قراءتہا فی الخطبۃ الی الان	یہ آیت پڑھی جائے ان اللہ یامر بالعدل
صفحہ ۱۶۰ تاریخ الخلفا مطبوعہ محمدی لاہور سنہ ۱۳۰۹ھ و سنہ ۱۸۹۲ء	والاحسان الخ

چنانچہ اِس کی تعمیل ہوتی چلی آئی لیکن مفسدون اور فتنہ پردازون کو خاندان رسالت و نبوت سے ایسی قلبی عداوت تھی کہ اُن کے فضائل ومراتب کا سننا تو درکنار اُن کے مداحین و منسوبین پر طرح طرح کی تکالیف کو روا رکھتے تھے۔ اور آل رسول کی مودت وعقیدت رکھنے کے جرم مین ان کو برسون مقید کرتے تھے اور انواع واقسام کے ظلم وستم کے ساتھ ہلاک کرتے تھے۔ مگر بفحواے آیۂ کریمہ

Presented by Ziaraat.Com

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم	وہ تو یہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور اپنے منھ سے بجھا دین
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۵	اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون
پ ۲۸ ۔ س الصف ۔ ع ۱	کو برا لگے ۔

گل مُراد شگفتہ نہ ہوا ۔ چنانچہ احمد بن حنبل نے مسند مین لکھا ہے کہ " لوگون نے حضرت علیؑ کی بزرگیون کو عداوت کیوجہ سے بہتیرا چھپایا بلکہ آپ کی مذمت مین نہایت کوشش کی مگر پھر بھی حضرت کے فضائل کی کثرت حیرت انگیز ہے

لیک جبکہ ایسا ارادہ کرکے بڑے بڑے شناور اس دریاے ناپیدا کنار سے بفحوائے ؎

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار ۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

عبور نہ کرسکے تو شاہ صاحب کیا اور اُن کی سعی کیا ۔ بلکہ جسقدر نور خدا کے بجھانے مین سعی و اہتمام کیا گیا اُسیقدر اُن خاصان خدا کا نام روشن اور نور حقیقت کا دریا موجزن ہوتا گیا ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ۔ ہر آنکس لف زند ریشش بسوزد

گو باد مخالف چلا کی ۔ مزاحمت ہوا کی ۔ مگر خاص و عام کی نظر مین اُن کی توقیر و منزلت یہ بڑھی کہ خداے پاک نے ان کے فضائل و مناقب خود انھین کے مخالفین اور معاندین کی زبان اور قلم سے ظاہر کرادیے اور ان کے دشمنون اور حاسدون کے معائب و مثالب کی روایتین ۔ حدیثین ۔ اور تفسیرین ۔ انھین کے محدثین و مفسرین و متکلمین اور خاص امام محمد اسمعیل بخاری و مسلم نیسابوری کے قلم سے لکھوادین ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست

حالانکہ کسی اہل مذہب سے جو کہ اپنے پیشواؤن کی بزرگیون اور فضیلتون کا معتقد ہو اُس سے اُن کے معائب کی روایات کی توقع رکھنا یا جس کسی کے معائب کا وہ معتقد ہو اسکے فضائل کے اقرار کی

Presented by Ziaraat.Com

اُمید رکھنا بیجا ہے لیکن خدائے پاک نے اپنی حجت تمام کرنے کی غرض سے اہلسنت کو مجبور کر دیا کہ انھوں نے اپنے اصحاب و حین کی برائیون کو خود ہی روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جناب قبلہ و کعبہ صوارم مین تحریر فرماتے ہین :۔

ہرچند از اہل مذہبے کہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضائل آن شخص دشتن بیجاست وہمچنین بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماً لحجۃ قلوب مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام را چنان مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بناء بر تقرب سلاطین بنی عدی وتیم وبنی امیہ اخبار فضائل آنہا را بسیار وضع نمودہ اند چون در دونگر را حافظہ نباشد بمان مخالفین از غایت نافہمی باعجاز جناب امیر المومنین بازنہ مثالب اصحاب ثلثہ واتباع ایشان را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء ومحدثین ایشان چنین احادیث واخبار را در کتب مصنفات خود مندرج فرمودہ اند

ہرچند کسی اہل مذہب سے کہ جو کسی شخص کے مطاعن کی روایت کرے۔ اُس سے اُسی شخص کے فضائل کے روایت کی توقع لینا بیجا ہے۔ اور اسی طرح اسکا عکس خلاف توقع واُمید ہوگا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حجت کے یوراکرنے کی غرض سے جناب علی مرتضی کے دشمنون کے دلون کو ایسا مسخر کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ انکو بنی عدی وتیم واُمیہ کے بادشاہون سے تقرب حاصل تھا بہت سی روایات انکے فضائل مین وضع کین اور چونکہ جھوٹے کو کہی ہوئی بات یاد نہین رہتی اسلئے جملہ مخالفین نے اپنی نہایت ناسمجھی سے جناب امیر علیہ السلام کے اعجاز سے اصحاب ثلاثہ اور اُنکے تابعین کے معائب بیان کیے ہین اور اُنکے علماء اور محدثین نے اپنی حدیثون اور روایتین اپنی اپنی کتابون اور تصنیفون مین درج کی ہین

پس آپ جناب شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی وغیرہ کے کلام کو صحیح باور کرکے انھین کی طرح جھوٹی روایتون اور وضعی حدیثون سے مذہب اہلسنت والجماعت کو اپنی سحر بیانی سے سچا بتانے کی سعی کرینگے تو ہم بھی اُنھین کے اقوال سے بلکہ کل محققین ومحدثین اہلسنت بالخصوص جناب امام بخاری ومسلم کی زبان قلم سے اُن کا باطل ہونا اسلامی دنیا پر ثابت کر دینگے جس سے

Presented by Ziaraat.Com

منکشف ہوجائے گا کہ خدا کے نزدیک کون ہدایت پر ہے اور کون ضلالت مین بیسا کہ خدا فرماتا ہی۔

ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھوفی ضلال مبین ط پ ۲۰ س قصص

میرے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ اسکی طرف سے کون دین حق لیکر آیا ہی اور کون صریح گمراہی مین پڑا ہے۔

واضح ہو کہ اِس تالیف سے مجھے اپنے بھائیون کا دل دکھانا یا مجادلہ و مکابرہ کرنا یا اصحاب کرام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہین ہے بلکہ مہذبانہ و مودّبانہ طریقہ سے اپنے بھائیون کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اسناد جو اصحاب کرام کے 'امنوا وعملوا الصالحات کے منافی ہین پیش کرکے گویا ان کی تصویر ان کو دکھانا چاہتا ہون۔ لہذا جو روایتین وحدیثین بغرض تردید کتب اہلسنت سے نقل کی جائین گی اگر وہ فی نفسہ سخت اور مکروہ ہون تو اُن اسناد کے پیش کرنے مین بموجب ارشاد جناب شاہ صاحب :۔

درین رسالہ انچہ در باب مطاعن صحابہ و ازواج خیر الانام مذکور شود لازم آید کہ راقم این حروف را ازان بری الذمہ شناسند و فارغ العہدہ انکارند زیرا کہ اصل کلام درین رسالہ مبنی بر اُصول اہلسنت و روایت ایشان ست

اس رسالہ میں جو کچھ دربارہ مطاعن اصحاب کرام وازواج مطہرات ذکر کیا جائے اُس سے مجھے بری الذمہ سمجھین۔ کیونکہ اصل کلام اس رسالہ مین اہلسنت کے اُصول اور اُن کی روایات پر مبنی ہے۔

مجھے معذور سمجھین۔ اِسلئے کہ وہ اسناد و روایات بعینہ انھین کی کتب سے ماخوذ ہین ؎

حافظ بخود نپوشید این خرقہ مے آلود ۔۔۔ اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

اگر اسپر بھی ہمارا ایسی روایات کا نقل کرنا اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا ناگوار خاطر ہو تو بقول سعدی ؎ "ہر کس از دست غیر ناله کند ۔۔۔ سعدی از دست خویشتن فریاد" حضرت پیر و مرشد ہی کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ تحقیق حق سے گریز کرتے ہین

المختصر اگر برادران اہلِ سنت کو واقعی تحقیق حق منظور ہوتی تو تحفہ کے روشن جوابات اُنکے لئے چراغ ہدایت تھے لہذا علما و فضلا و اہلسنت پر لازم تھا کہ اُن جوابات کو ملاحظہ فرماتے اور شاہ صاحب کے سوالات اور علماے امامیہ کے جوابات پر کافی غور کرتے تاکہ حق و باطل مین تمیز ہوجاتی اور اس تیرہ سو برس کے قضیہ کا اِس طرح فیصلہ ہوجاتا کہ یا باثبات حقیت مذہب اہلسنت ہمکو اپنے مذہب مین شامل کرلیتے یا خود مذہب حقہ اثنا عشریہ مین داخل ہوجاتے۔ مگر اِس سے اُنھون نے گریز کیا۔ کیونکہ تحفہ کے جوابات دیکھنے اور سُننے سے اُن کے پیشواؤن کے کارنامے اور بدعنوانیان طشت از بام ہوتی تھین اور مذہب بھی رخصت ہوتا تھا۔ بنا برین یہ سمجھ کر کہ ؎

جانتا ہون ثواب طاعت وزہد　　پر طبیعت ادھر نہین آتی

خاموش ہورہے۔ چنانچہ کتاب لاجواب عبقات الانوار کے متعلق جناب مولوی مرزا عابد علی بیگ صاحب قزلباش اپنی مفید تالیف الموسوم بہ "ایاتِ جلی فی شان مولانا علی" مین یہ حکایت تحریر فرماتے ہین کہ:-

"مولوی مقرب علی صاحب رئیس جگراؤن نے مجھ سے فرمایا کہ مقام گجرات و پنجاب مین میرا قیام تھا۔ ایک عالم اہلسنت سے راہ و رسم ہوگئی وہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز عبقات الانوار پر اُن کی نظر پڑی اُسکے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کیا مین نے کتاب حوالہ کردی دیکھتا کیا ہون کہ دوسرے روز کتاب بغل مین لئے چلے آتے ہین۔ مین نے پوچھا کہ آپ اِس کتاب کا مطالعہ فرماچکے وہ بیچارے سیدھے سادے سنّی مسلمان فرمانے لگے "حضرت! مجکو معلوم ہوگیا یہ کتاب ایسی ہے جس کو پڑھکر آدمی سُنّی نہین رہ سکتا۔ لہذا مین اُس کو واپس لے آیا ہون اب نہ پڑھونگا"

پس یہ تیرہ سو برس کا جھگڑا بروز فردا عادلِ حقیقی ہی مٹائے گا جیساکہ خود ارشاد

Presented by Ziaraat.Com

فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون ۵ (پ ۱ س بقرہ) — پس اللہ ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا جن مین اُن کو اختلاف ہی۔

اِس صورت مین مصنفین و مولفین اہلسنت کا سیکڑون کتابین اور ہزارون رسالے تصنیف و تالیف کرنا واقعی بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالنے پر مبنی ہے جس کا مواخذہ اُن سے ضرور ہوگا۔ قولہ تعالی :۔

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون (پ ۲۰ س عنکبوت ع ۱) — یہ لوگ اپنے (گناہ کے) بوجھ تو یقینی اُٹھائین ہی گے اور اپنے بوجھون کے ساتھ انھین گمراہ کیا) اُنکے بھی اُٹھائینگے۔ اور جو جو افترا پردازیان یہ لوگ کرتے رہے قیامت کے دن اُنسے ضرور بازپرس ہوگی

غرض حقیقت مذہب اہلسنت و الجماعت کی نسبت آپکے دلائل عقلی وشواہد نقلی وہی ہونگے جو تحفہ اور منتہی الکلام وغیرہ مین مذکور ہین اور جنکو علمائے کرام شیعہ رد کر چکے ہین اور مین بھی بعون اللہ تعالی ایات بیّنات کی بدولت قند مکرر کے طور پر اُن کی توضیح و تشریح کرتا ہون۔

الحمد للہ کہ مین نے اپنی تحقیق مین مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو مطابق کلام الٰہی و احادیث نبوی سچا اور مذہب اہلسنت والجماعت کو جھوٹا پایا۔ خدا کرے کہ میرے سُنّی بھائی جو اپنے کو ہدایت یافتہ اور ہم کو گمراہ جانتے ہین اِس کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ صدق نیت شرط ہے خدا توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اچھا ہو اور بہت اچھا ہو کہ اب بھی اپنے عقائد کی اصلاح کرین اور صراط مستقیم اختیار فرمائین وما علینا الا البلاغ

اور یہی دعا میری اپنے سب بھائی بھتیجون اور کل مومنین و مومنات کے بارے مین ہے کہ اپنے ایمان و عقائد پر قائم رہین اور الحمد للہ وہ پاک عقیدہ یہ ہے

نوشتہ بر در فردوس کاتبانِ قضا — نبیؐ رسول ولیعہد حیدر کرارؑ

مدینان منشین حافظا! تو لا کن نجات خویش طلب کن بجان بہشت و چہار

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۵

حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و شکر اس امر پر کرتے ہین کہ اُس نے ہم کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائی اگر وہ ہماری ہدایت ۔ فرماتا تو ہم راہ راست پر نہوتے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

ای اللہ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر

Presented by Ziaraat.Com

قال

یہ سب پر ظاہر ہے کہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اُن کو بُرا سمجھتے ہین بلکہ جس طرح پر اہلسنت ان کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل و ایمان و اسلام مین سب سے بہت اور کامل جانتے ہین اوسی طرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتیٰ کہ کافر و مرتد کہتے ہین پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جسپر دونون مذہب کی حقیت اور بطلان کا مدار ہے۔ یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا ثابت قدم رہنا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ سنیون کا مذہب حق اور شیعون کا مذہب باطل۔ اور اگر برخلاف اسکے ان کا کافر و مرتد ہونا [illegible] معلوم ہوا تو شیعون کا مذہب سچا اور سنیون کا مذہب جھوٹا۔ اب ہم اول صحابہ کے فضائل بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جو مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کہتے ہین دین گے آیات بینات صفحہ ۳

شاہ اسمٰعیل صاحب
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
صحابہ کی عدالت و
ولی

اقول

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

Presented by Ziaraat.Com

مبنی علی القرأتین المشهورتین فی قوله — ابن کثیر اور حمزہ اور ابو عمر اور عاصم

وارجلکم فقراء ابن کثیر وحمزة وابو عمر — نے روایت ابوبکر مین ارجلکم کے لام کو

وعاصم فی روایة ابی بکر بالجر عنه — زیر پڑھا ہے۔

تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۶ طبوعہ مصر)

اسی طرح رفع نجاست کیلئے حسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی مخصوص ہے اور اسی سے طاہر کرنے کا حکم ہے جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہین :-

" پاک کرنے والا پانی ہے دوسری چیز اس کے قائم مقام نہین ہوسکتی ،

اور تفسیر فتح العزیز جلد سوم صفحہ (۳۳۴) مین ہے۔

ہمان بزرگ (یعنی جبرئیل علیہ السلام) بعد — حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان

از تعلیم این آیات پائے خود را بر زمین زد و چشمہ — آیتون کو پڑھانے کے بعد زمین پر اپنا قدم مارا

آب روان پیدا شد آنحضرت را طریقۂ طہارت و — تو پانی کا چشمہ نکلا اور پانی سے آپ کو طریقۂ طہارت

وضو و استنجا بیاموخت۔ — وضو و استنجا سکھایا۔

بخلاف اسکے حضرت عمر استنجا بجاے پانی کے ڈھیلے سے کیا کرتے تھے جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین :-

وروی ابوبکر عن یسار بن نمیر — یعنی ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے

کان عمر اذا بال مسح ذکره بحایط — کہ جب حضرت عمر پیشاب کرتے تھے دیوار یا پتھر سے

او بحجر ولم یمس الماء (ازالۃ الخفا) — پونچھتے تھے پانی سے پاک نہین کرتے تھے۔

اسی بنا پر اہل سنت بھی ڈھیلا استعمال کرتے ہین۔

اسی طرح مسئلہ میراث مین شیعہ حسب آیۂ کریمہ :-

Presented by Ziaraat.Com

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر — تمہارا اللہ لوگون کو تمہاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا

مثل حظ الانثیین (پ۴۔ س نسا۔ ع۱) ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

اولاد انبیا علیہم السلام کو ان کے مال کا وارث ٹھہرانے ہین لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کے اِس قول کے بموجب

عن ابی بکر الصدیق قال قال — حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ — فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گروہ

وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث — انبیاء کسیکے وارث ہوتے ہین نہ دوسرے لوگ ہمارے مال کے

ما ترکنا صدقۃ — اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ تصدق ہے۔

اس وراثت کے منکر ہین شیعہ خلفاء کے اس عمل کو جو اُنھون نے خلاف حکم خدا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میراث پدری سے محروم کر دیا تھا۔ خلاف حق سمجھتے ہین اور اہلسنت اپنے خلیفہ صاحب کے حکم کو عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ اس کی مفصل بحث جلد دوم مسئلہ میراث انبیا مین کی جاے گی انشاء اللہ المستعان۔

اب فرمائیے کہ "حَسْبُنَا کِتَابُ اللہ" کہنے والون نے بیٹی کو باپ کے ترکہ سے آیا کتاب خدا کی بنا پر محروم کر دیا تھا یا اپنی خاص مصلحت و حکمت کی وجہ سے۔ اس بارے مین اہلسنت فرمان الٰہی پر چلتے ہین یا اپنے خلیفہ صاحب کے حکم پر۔ پس یہ سب اختلافات اِس سبب سے ہین کہ ائمہ اثنا عشر کے احکام پر عمل نہین کیا جاتا جو بحکم خدا و رسول اوصیا اور خلفاے برحق ہین اور سب کی شریعت شریعت مصطفوی ہے۔

اِسی طرح مسئلہ جبر و اختیار مین بھی اختلاف ہے یعنی امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ

لا جبر ولا تفویض بل امر — نہ تو افعال عباد مین بالکل جبر ہے اور نہ بالکل تفویض بلکہ

بین الامرین — انھین دو کے درمیان مین ایک امر ہے۔

یعنی بندہ ایسا صاحب اختیار نہین ہے کہ خدا کی قدرت اور اُسکے اختیار سے باہر ہو جائے نہ ایسا ناچار و مجبور ہے کہ کچھ کر ہی نہ سکے اور اسکے ہر فعل کا فاعل خداے پاک ہی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہے اُسکے ہر فعل نیک و بد کا فاعل خدا ہے اور بندون کے جمیع افعال بارادت الٰہی واقع ہوتے ہین اور خیر۔ شر۔ معصیت۔ ہدایت۔ ضلالت شرک و ایمان بحکم الٰہی ہین بلکہ مشکوٰۃ شریف مین تو یہان تک ہے کہ خدا بندے کو دوزخ یا جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس سے اعمال بھی ویسے ہی کراتا ہے وہ روایت یہ ہے:۔

وعن مسلم بن یسار قال سئل عمر	مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر
بن الخطابؓ عن ھذہ الایۃ واذ	بن الخطاب سے اِس آیت کے متعلق (جب
اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم	پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی اولاد
ذریتھم الی آخر الایۃ قال عمر	پیدا کی) استفسار کیا تو جواب دیا کہ مین نے سُنا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ اسی آیت کے بارے مین کسی نے رسول اللہؐ
وآلہ وسلم یسال عنھا فقال	سے سوال کیا تھا اُن حضرت نے فرمایا بتحقیق
ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظھرہ	جب آدم کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی پشت پر
بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ	داہنی جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُنکی
فقال خلقت ھؤلاء للجنۃ	اولاد خلق کی تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے اِن کو
وبعمل اھل الجنۃ یعملون	جنت کیلئے اور اہل جنت کے سے اعمال کرنیکیلئے پیدا کیا ہے پھر اُنکی
ثم مسح ظھرہ فاستخرج منہ ذریۃ	پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُن کی اولاد
فقال خلقت ھؤلاء للنار	پیدا کی تو فرمایا کہ مین نے اِنکو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے،

Presented by Ziaraat.Com

وبعمل اهل النار يعملون فقال — اور یہ لوگ دوزخیون کے مانند اعمال کرینگے پھر

رجل فبما يعمل يا رسول الله فقال — ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کس واسطے عمل

رسول الله صلعم ان الله اذا خلق — کرتا ہے فرمایا بتحقیق خداوند عالم جب بندے کو

العبد للجنة استعمله بعمل اهل — جنت کے واسطے خلق کرتا ہے تو اس سے اہل جنت

الجنة حتى يموت على عمل من — کے کام کراتا ہے یہانتک کہ وہ اسی عمل

اعمال اهل الجنة فيدخل به الجنة — پر مرتا ہے پس اس کو بسبب ان اعمال کے خدا

واذا خلق العبد اسنعمله بعمل — بہشت عطا کرتا ہے اور جب بندے کو دوزخ

اهل النار حتى يموت على عمل من — کیلئے خلق کرتا ہے تو اس سے اعمال اہل دوزخ

اعمال اهل النار فيدخل به النار — کے کراتا ہے یہانتک کہ وہ جب ان اعمال پر

رواه مالك والترمذى وابوداؤد — مرتا ہے تو انھین اعمال کے وجہ سے اس کو

مشكوة شريف باب الايمان بالقدر — دوزخ مین ڈالتا ہے

فصل دوم (صفحہ ۵۴ اشعۃ اللمعات و صفحہ ۴۰ مظاہر حق جلد اول) (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۲)

اور اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم سے اس باب کی فصل اول مین صاحب مشکوۃ نے نقل کی ہے:-

عن عبد الله بن عمر قال — عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا

قال رسول الله صلى الله عليه وآله — فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وسلم ان قلوب بنى آدم كلها بين — کہ سب بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون کے

اصبعين من اصابع الرحمن كقلب — بیچ مین ہین مثل قلب واحد کے پھیرتا ہے ان کو

واحد يصرفه كيف يشاء ثم قال — جس طرح چاہتا ہے - پھر کہا

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم خدایا دلون کے پھیرنے والے ہمارے دلون کو

مصرف القلوب صرف قلوبنا علی اپنی طاعت کیطرف پھیر

طاعتك (رواہ مسلم) (روایت کی ہے مسلم نے) (از مشکوۃ باب ایمان بالقدر)

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین۔

الذی اتفق علیہ اصحابنا یعنی امر متفق علیہ درمیان ہمارے اصحاب کے

العبد غیر فاعل بالاستقلال و یہ ہے کہ بندہ باستقلال خیر و شر کا فاعل نہین ہے بندون

افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ کے افعال اختیاری صرف قدرت خدا سے واقع ہوتے ہین

بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس لقدرتھم اور بندون کی قدرت کو اسمین بالکل تاثیر نہین ہے

تاثیر فیھا بل اللہ سبحانہ بلکہ خدا نے اپنی یہ عادت جاری کی ہے کہ بندون

جری عادتہ بانہ یوجد فی العبد مین قدرت اور اختیار کو پیدا کرتا ہے۔ پس

قدرۃ واختیارا فیکون فعل بندون کے افعال بلحاظ ایجاد و احداث کے

العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا خدائے تعالیٰ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہین اور

الی اٰخرہ بندون کے مکسوب ہین۔

امام موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ آیۂ کریمہ "ربما یود الذین کفروا" کی تفسیر اس سے بھی بڑھ کر کی ہے اور وہ یہ ہے:۔

استدل اصحابنا بھذہ الایۃ ہمارے علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ

علی ان اللہ تعالی یصد عن الایمان خدا بندون کو ایمان لانے سے روکتا ہے اور مکلف کے

ویفعل بالمکلف ما یکون لہ مفسدۃ ساتھ ویسا عمل کرتا ہے جس سے اسکا دین فاسد اور

فی الدین۔ برباد ہو جائے (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۷۵ مطبوعہ مصر)

Presented by Ziaraat.Com

نیز امام موصوف آیہ کریمہ

من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ — جس سے اُس دن (عذاب) ٹل جائے یقینی اُس پر

ذلك الفوز المبین (پ۔ س انعام ع ۲) — خدا کی رحمت ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

کی تفسیر ان الفاظ مین کرتے ہین :۔

المسئلة الثانية دلت الاية على — یہ آیت اِس پر دلالت کرتی ہے کہ انسان تو

ان الطاعة لاتوجب الثواب والمعصية — عبادت کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور

لاتوجب العقاب (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۲۵) — نہ گناہون کے سبب سے عذاب کا

رسالہ علم کلام

اِس موقع پر کچھ خلاصہ عبارت جناب شمس العلما شبلی نعمانی کے رسالہ علم الکلام سے بھی نقل کیا جاتا ہے جسکے ملاحظہ سے اہل سنت کے مذہبی مسائل کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

(۱) یہ عجب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہ ہاے اسلام سے تعداد مین زیادہ ہے اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے مگر علم کلام مین اشعریہ کے مقابلہ مین ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اِس عدم شہرت کا یہانتک اثر ہوا کہ آج اکثر علماے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہین ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علماے حنفیہ نے علم کلام مین بہت کم تصانیف کین۔ اِس فن مین جسقدر مشہور و معرکۃ الآرا کتابین ہین وہ شافعیہ کی تصنیفات ہین جو عموماً اشعریہ تھے۔ اِس علم کلام کے جو مہمات مسائل ہین اور جو اشعریون کے نزدیک سنت اور اعتزال مین حد فاصل ہین۔ ان کو ہم اس مقام پر امام غزالی و رازی و اشعری کے اصل الفاظ مین لکھتے ہین :۔

(۲) انہ یجوز علی اللہ سبحانہ ان یکلف الخلق مالا یطیقون ✽ — خدا کو جائز ہے کہ انسان کو ایسے کام کی تکلیف دے جو اُس کی طاقت سے باہر ہے

خلافا للمعتزلۃ	اور معتزلہ اسکے خلاف ہین
(۳) ان اللہ عزوجل یلام الخلق وتعذیبھم من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب لاحق خلافا للمعتزلہ	خدا کو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے بغیر اسکے کہ انکا کوئی پہلا جرم ہو یا ان کو ثواب لاحق ملے معتزلہ اسکے خلاف ہین۔
(۴) انہ تعالی یفعل بعبادہ ما یشاء فلا یجب علیہ رعایۃ الاصلح بعبادہ	خدا اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے کرے اسکے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام کرے جو مخلوقات کے لئے مناسب ہے۔
(۵) ان معرفۃ اللہ سبحانہ وطاعتہ واجبۃ بایجاب اللہ وشرعہ لا بالعقل خلافا للمعتزلہ	خدا کا پہچاننا اور اسکی طاعت واجب ہے شرع کی رو سے نہ عقل کی رو سے معتزلہ اسکے خلاف ہین

یہ عقائد انھین عبارتون کے ساتھ احیاء العلوم امام غزالی مین مذکور ہین۔

(۶) قال اصحابنا دلت الایۃ علی انہ تعالی لا یراعی مصالح الدین والدنیا۔ (تفسیر کبیر) (وآیۃ) ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا (سورۂ مائدہ)	ہمارے اصحاب (اشاعرہ) اس بات کے قائل ہین کہ آیت قرآنی سے ثابت ہو کہ (خدا تعالی دین و دنیا کی مصلحتون کا لحاظ نہین رکھتا) اور یقیناً بہتون کے کفر و سرکشی اس کلام سے جو تجھپر نازل کیا گیا ہے بڑھ جائے گی۔
(۷) ان البنیۃ لیست الشرط فی الحیوۃ فالنار علی ما ھی علیہ یجوز ان یخلق اللہ الحیوۃ والعقل والنطق فیھا وعند المعتزلۃ ذلک غیر جائز	زندگی کے لئے کوئی جسم یا خاص بناوٹ شرط نہین مثلاً خدا آگ مین عقل اور زندگی و گویائی پیدا کر سکتا ہے۔ معتزلہ اس کے خلاف ہین

Presented by Ziaraat.Com

لا تؤیخذنا ۔ عبدنی ۔ الخ — آدمی کے افعال مین قدرت کا کچھ دخل نہین

یہ عقائد تمام کتب عقائد مین مذکور ہین یہ وہ عقائد ہین جو اشعریہ کے ساتھ مخصوص ہین کسی سوا اور عقائد بھی ہین جنکو امام غزالی نے احیاء العلوم کے شروع مین نقل کیا ہے اور ہمارے کتب متون زرد التحفہ صفحہ ۱۴ تا ۱۵

غرض اہلسنت کے یہ عقائد ہین جو ان مین سے ایک کا بھی منکر ہوگا وہ یقیناً اپنے سچے مذہب سے خارج ہوجائے گا حالانکہ عقائد مذکورہ بالا صریحاً احکام الٰہی کے خلاف ہین جیسا کہ حق تعالیٰ جا بجا اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

یہ عقائد خلاف آیات قرآنیہ

(۱) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ — خدا کسی شخص کو اسکی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہین دیتا

(۲) ومن یرد فیہ بالحاد بظلم — اور جو شخص مسجد مین کسی پر ظلم کا ارادہ کرتا ہے

(۳) ومن یعمل من الصالحات — اور جو شخص نیک عمل کرنے والے کا مرد ہو

(۴) [illegible] — [illegible]

(۵) والیوم لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (پ ۲۳ ع ۳۶) — آج کسی شخص پر ذرہ بھر ظلم نہین کیا جائیگا اور تم کو جو کچھ بدلہ دیا جائیگا وہ تمہارے اعمال کا ہی بدلہ ہوگا

(۶) ومن یعمل من الصالحات وہو مؤمن فلا یخاف ظلما ولا ہضما — اور جو شخص نیک عمل کرے اور وہ مومن ہو تو وہ نہ تو ظلم سے ڈرے گا نہ حق تلفی سے

(۷) موازینہ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی ما کانوا بآیاتنا یظلمون — اور جسکے اعمال کے ترازو بھاری ہونگے تو وہ لوگ مراد کو پہنچنے والے ہونگے اور جنکے اعمال کے ترازو ہلکے ہونگے تو یہ وہ لوگ ہونگے جنہون نے اپنا نقصان کیا ہوگا اس لئے کہ ہماری آیتون کے ساتھ بے انصافی کرتے تھے

(۸) وما ظلمناہم ولکن کانوا ہم الظالمین (پ ۱۳ ع ۱۰) — اور ہمنے انپر کوئی ظلم نہین کیا لیکن وہ اپنے حق مین آپ ظالم ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اِسی قسم کے متعدد آیات الٰہی اِس بات پر شہادت دے رہی ہین کہ بندے بروز قیامت اپنے اعمال کی جزا وسزا پائینگے اور خدا کسی پر ظلم نہین کرتا۔ پس ایسے عقائد سے کہ جسسے خدائے عزوجل کا غیر عادل ہونا سمجھا جائے شیعہ پناہ مانگتے ہین۔

غرض مذہب امامیہ مین عدل باریتعالیٰ عین اصول دین سے ہے لیکن مذہب اہلسنت مین اس قسم کے عقائد سے خدا ظالم ٹھہرتا ہے (نعوذ باللہ منہا)

اِسی سلسلہ مین صفات سلبیہ باریتعالیٰ کے متعلق ان کے جو عقائد ہین وہ بھی نقل کیئے جاتے ہین

صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے۔

(۱) عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ینزل ربنا تبارك وتعالی كل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر فیقول من یدعونی فاستجیب له ومن یسألنی فاعطیته ومن یستغفرنی فاغفرله (بخاری جلد اول باب الدعاء والصلوٰة)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اُتر کر کھڑا رہتا ہے۔ یہانتک کہ جب ایک تہائی رات رہجاتی ہے تو فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا مین اس کی دعا کو قبول کرونگا اور جو مجھ سے طلب کریگا وہ عطا کرونگا اور جو استغفار کرے گا مین اسکو بخشدونگا۔

اور یہی روایت مشکوۃ شریف مین بھی موجود ہے دیکھو صفحہ ۸۷ جلد دوم مطبوعہ لاہور ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب۔

(۲) یا امة محمد ما احد اغیر من الله (کتاب الغیرۃ صفحہ ۱۶۳)

یعنی خدا سے زیادہ کوئی غیرت مند نہین ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ

(۳) قالت فقدت رسول الله صلعم لیلة فاذا هو بالبقیع فقال انت تخافین ان یحیف الله علیك ورسوله قلت یارسول الله انی ظننت انك اتیت بعض نساءك فقال ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم وکلب (جلد ۲ صفحہ ۲۰)

ایک شب مین نے رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر پر نہ پایا دیکھا تو جنت البقیع مین ہین حضرت نے فرمایا کہ تم گمان کرتی ہو کہ خدا و رسول تم پر جیف وظلم کرتے ہین عائشہ نے کہا کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اپنی کسی زوجہ کے یہان تشریف لیگئے ہین حضرت نے فرمایا خداوند عالم شب نصف شعبان کو آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور بموے سگ وگوسفند سے زیادہ لوگون کو بخشتا ہے۔

اہلسنت کی صحاح مین یہ بھی ہے کہ

(۴) یضع الجبار قدمه فی النار فتقول قط قط بعزتك و کرمك۔

جب خداوند عالم آتش جہنم مین اپنا پاؤن ڈالیگا تو جہنم کہے گا بس بس قسم ہے تیرے عزت وکرم کی اسی قدر کافی ہے۔

دوسری روایتون مین یہ بھی ہے کہ

(۵) یقول لجهنم هل امتلأت وتقول هل من مزید حتی یضع رب العزة فیها قدمه فتقول قط قط (ردالتحفہ جلد اول صفحہ ۲۲-۳۳-۳۴)

کہ خدا جب جہنم سے دریافت کریگا کہ تیرا پیٹ بھر گیا یا اور کچھ چاہیئے تو وہ کہتا جائے گا اور چاہیئے اور چاہیئے یہان تک کہ خدا اس مین اپنا پاؤن ڈالے گا اسوقت جہنم کہیگا بس بس

الحمد للہ کہ شیعیان علیؑ ایسے عقاید سے کہ جن سے خدا تعالی کا مجسم اور اس کی ذات مین کسطرح کا نقص وعیب ہونا لازم آئے محفوظ ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

عقائد درباره صفات ثبوتیه بلبیه

شیعہ صفات ثبوتیہ باری تعالیٰ کو عین ذات جانتے ہین اور اہلسنت خارج عن الذات۔

امامیہ کے نزدیک اللہ جل شانہ نے براہ فضل وکرم انبیاء کا مبعوث کرنا اپنی ذات پاک پر واجب فرمالیا ہے۔ اس لئے کہ جب تک وہ اپنے بندون کو راہ حق نہ بتائے اور اپنی حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک کسی کو جنت عطا کرنا اور کسی کو دوزخ مین ڈالنا صریح خلاف عدل ہوگا اور یہ شایان شان ربوبیت نہین ہے جیسا کہ ان آیات پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

اختلاف متعلق بابت انبیاء

(۱) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۲)

جبتک ہم رسول بھیجکر حجت تمام نہ کرلین کسی کو اس کے گناہ کی سزا نہین دیتے۔

(۲) ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی (پ ۱۶ س طہ ع ۱۰)

اور اگر ہم اُن کو اس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم کی پیروی کرتے۔

لیکن علمائے اہلسنت اسکے بھی خلاف ہیں جیسا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے ہین۔

دین عقیدہ خللے وفسادے کہ ہست ظاہر وبعید است چہ ہیچ چیز از رذمہ باری تعالیٰ واجب نیست ومرتبۂ الوہیت شایان آن ندارد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۶۶)

اس عقیدے مین جو خلل وفساد ہے وہ ظاہر ہے اسلئے کہ خدا پر کوئی چیز واجب نہین ہے اور ہرگز یہ امر اس کی شان معبودیت کے لائق نہین

مسئلہ رویت

مسئلہ رویت باریتعالیٰ مین اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کما القمر فی لیلۃ البدر یعنی ہم اپنی آنکھون سے اسطرح خدا کو دیکھینگے جیسے چاند کو چاندنی رات مین دیکھتے ہین) اور شیعہ اس رویت کے قطعاً مخالف ہین اور اس آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہین:۔

Presented by Ziaraat.Com

فلما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحنک تبت الیک وانا اول المومنین ۵

(پ ۹ س اعراف ع ۱۷)

درجب موسیٰ ہمارے پاس آئے اور انکے پروردگار نے انسے باتین کین موسیٰ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا دے کہ مین تجھے دیکھون فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھوگے لیکن پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو آیندہ تم مجھے دیکھ لوگے پس جب تجلی پروردگار اُسکا پہاڑ (والون) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے پھر جب ہوش مین آئے کہنے لگے تیری ذات منزہ ہی مین تیرے حضور مین توبہ کرتا ہون اور مین اہل زمین سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لایا ہون کہ تو دیکھا نہین جا سکتا سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہون

مفسرین امامیہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر اپنی عنوان کی ہے۔

"انا اول المومنین۔ تفسیر شیخ البیان مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یون منقول ہین کہ تیرا ان لوگون سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لائینگے اور اس بات کی تصدیق کرینگے کہ تو ان آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور نہ کبھی دیکھا جائیگا۔

عیون اخبار الرضا مین جو حدیث ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اللہ سے کیا وہ اپنا نہین دیکھتے۔ تو کہ حضرت سے یہ سوال کر بیٹھے امام نے فرمایا کلیم اللہ بیشک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن جب قومون گذرا تھا کہ جب انہی کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو انھون نے آکر بیان کیا اگر لوگون نے اس کا یقین نہین کیا اور کہہ دیا جب تک ہم خود اپنے کانون سے سن نہ لینگے اسوقت تک ایمان نہ لائینگے وہ لوگ تعداد مین ستر لاکھ تھے جب حضرت موسیٰ نے اُن مین سے ستر آدمی منتخب کر لئے اور انھین لے کر طور سینا پر گئے دامن کوہ مین تو اُن کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے خدائے تعالیٰ نے ایک درخت مین قوت گویائی پیدا

Presented by Ziaraat.Com

کردی تھی اب لوگون کی جرأت یہان تک بڑھ گئی کہ صاف اُنھون نے کہدیا کہ جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھینگے ہرگز ایمان نہ لائینگے پس بڑے بول کے سبب اُن پر بجلی گری وہ سب کے سب مرگئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا! بنی اسرائیل مجھپر الزام رکھینگے کہ تیرا دعوے غلط ہے اسوجہ سے تونے اُن سب کو قتل کرادیا خدائتعالیٰ نے پھر اُن کو زندہ کردیا۔ اُنھون نے موسیٰ سے کہا اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کرلیتا۔ حضرت موسی نے فرمایا ایہاالناس! خدا آنکھون سے نہین دیکھا جاتا وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اُنھون نے کہا جب تک آپ سوال نہ کرینگے ہما! ایمان لانا ناممکن ہے حضرت موسیٰ نے کہا خدایا تونے انکا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ جو کچھ یہ کہتے ہین تم سوال کرو ہم اُنکے جہل کے سبب تم سے مواخذہ نہ کرینگے یہ اطمینان ہونے پر موسیٰ نے وہ جرأت کی تھی جسکا ذکر اُس آیت مین ہے۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۰۰)

مسئلہ امامت

اب مسئلہ امامت پر غور فرمایا جائے کہ آیا بعد انقضائے زمانۂ نبوت نصب امام واجب ہے یا نہین؟ اور اگر ہے تو خدا پر ہے یا بندون پر؟ مذہب امامیہ مین امامت اُصول دین مین داخل ہے اور بدلیل قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ امام کو منصوص من اللہ سمجھتے ہین نیز عصمت کو شرائط امامت سے جانتے ہین۔ بخلاف اِسکے اہلسنت کے نزدیک امامت نہ اُصول دین سے ہے۔ اور نہ امام کا معصوم ہونا لازم ہے۔ بلکہ اس کا دارومدار اجماع پر قرار دیتے ہین کہ امت جس کو چاہے خلیفہ یا امام بنالے اور اگر کسی پر بوجہ اسکی ناقابلیت کے اجماع ممکن نہو لیکن وہ اگر اپنی قوت وطاقت سے لوگون پر قابو پاجائے تو اس کو بھی امام کہتے ہین جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہین۔

اہلسنت والجماعت امام شخصے را گویند کہ مسلط باشد بر مردم بطوع وتسلیم یا بقہر وغلبہ (مسایل ص۹)

ان قاضی صاحب کو شاہ صاحب نے رسالۂ بستان المحدثین مین بیہقی وقت بتایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جو ایک بڑے عالم جید اہلسنت سے تھے۔ اور عصمت امام تو ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہے۔ اور نہ خطا و معصیت اور فسق و فجور مانع امامت و خلافت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین یہ حدیث ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر — یعنی ہر نیکو کار و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔

اور اسی کو کتب عقائد مین برابر نقل کیا ہے شرح عقائد نسفی صـ۱۱۵ مطبوعہ شوکت اسلام لکھنو۔ بلکہ خاتم المحدثین کے نزدیک تو امام کا منصوص من اللہ ہونا باعث فتنہ و فساد ہے جیسا کہ تحفہ کے باب ہفتم متعلقہ امامت صفحہ (۱۱۴) مین فرماتے ہین۔

اگر بتامل نظر کنیم معلوم می توانیم کرد کہ — بشرط غور ہم یہ معلوم کر سکتے ہین کہ خدا
نصب امامت از جانب خدا متضمن مفاسد — کی طرف سے امام کا تعین ہونا بڑے فتنہ و فساد
بسیار ست۔ — پر مشتمل ہے۔

سبحان اللہ چند خود غرض لوگ۔ خلاف احکام خدا و رسول جس فاسق و فاجر کو چاہین اپنا امام بنالین۔ یا قابو پاکر خود بخود زبردستی کوئی امام بن جائے وہ تو موجب امن و امان ہو اور جو منصوص من اللہ ہو وہ باعث وقوع فتنہ و فساد سمجھا جائے

اختلاف در بارہ عصمت انبیاء و ائمہ

اس کے برعکس شیعہ انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی نسبت بھی ان کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من المہد الی اللحد معصوم ہین اور حسب آیہ کریمہ

ان اتبع الا ما یوحی الی۔ — تم کہو مین وہی کہتا ہون جو مجھپر وحی کی جاتی ہے

آنحضرت کے ہر حکم کو خدا کی طرف سے سمجھ کر امتثال حکم کو اپنے اوپر واجب و لازم جانتے ہین۔ اہلسنت نہ ائمہ اطہار کو معصوم جانتے ہین نہ انبیاء علیہم السلام کو یہانتک کہ اشرف الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی انکا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت سے پہلے چالیس سال کی عمر تک

اپنی قوم کے دین پر رہے نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ

ووجدك ضالاً فهدى — اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود کو پہونچایا۔

کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :-

فاعلم ان بعض الناس ذهب — آگاہ ہو کہ بعض لوگون کا قول ہے رسول اللہ

الی انه کان کافرا فی اول الامر — ابتدا مین کافر تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی

ثم هداه الله وجعله نبیا قال — اور نبوت کا درجہ دیا اور کلبی قائل ہین کہ ووجدك

الکلبی ووجدك ضالا یعنی فی — ضالا سے مراد یہ ہے کہ تم کو گمراہ لوگون مین

قوم ضلال فهداك للتوحید — کافر پایا پھر موحد بنایا اور توحید کی ہدایت کی اور

وقال السدی کان علی دین — سدی قائل ہین کہ رسول اللہ چالیس سال تک

قومه اربعین سنة — اپنی قوم کے دین پر رہے۔ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۰۲ مطبوعہ مصر

اور مولوی عبد العلی صاحب اہلسنت کے یہان بحر العلوم کہے جاتے ہین اس فرقہ کو جو عصمت انبیا کا قائل ہے بدعتی و رافضی بتاتے ہین جیسا کہ شرح مسلم الثبوت صفحہ (۳۶۹) جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین تحریر فرماتے ہین اس کی نقل یہ ہے :-

ولا تسمع الی قول من یقول ان — یعنی تم انکا کہنا نہ سنو جو یہ کہتے ہین کہ انبیا

الانبیاء کیف خطئونی فی احکام الله تع — کیونکر خطا کر سکتے ہین تبلیغ احکام خدا مین کیونکہ یہ

فان هذا القول صدر من شیاطین — قول انکا ہے جو اہل بدعت و روافض سے ہین کیا

اهل البدع کالروافض وغیرهم الم تر — تم نہین دیکھتے کہ اہل حق سنت و الجماعت کے جو قاطع

اهل الحق من اهل السنة والجماعة القامعین — بدعت ہین کہ شر خطا کو انبیاء پر جائز

للبدعة الکثرهم یجوزون علی الانبیاء الخطاء — جانتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

کہ نظم فی ساری بدر من سید العالم صلی جیساکہ اسارے بدر کے بارے مین خود

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔

اور علامہ قوشجی کے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر مجتہدین کے ایک مجتہد تھے

اقوال رسولخدا مین تفریق

(یہ قول آگے نقل ہوگا)

عالیجناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ صرف آیات قرآن جو آنحضرت اُمت کو سُناتے تھے وحی ہین نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول پیغام خدا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی ہوتا تو خود آنحضرت پر خدا انھا عتاب کیون فرماتا جیسا کہ کئی جگہ قرآن مجید مین ہے جناب ممدوح کے ارشاد کی نقل یہ ہے ملاحظہ ہو۔

جمیع اقوال پیغمبر وحی ست پس باطل پیغمبر کی ہر بات کا وحی سمجھنا دلیل عقلی و نقلی سے باطل ہے دلیل عقلی تو یہ کہ ہر صاحب فہم

ست ہم بدلیل عقلی و ہم بدلیل نقلی اما عقلی پس یہ ظاہر ہے کہ رسول نے معنی پیغام پہنچانے مین

نزد ہر عاقل ظاہر ست کہ معنی رسول رساندہ پس رسول پر اس قدر ذمہ داری ہے کہ رسول

پیغام ست و چون اضافت خدا کرد یم رساندہ پر وحی آتی ہو اُسکے معنی سے خدا کا

پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت پیغام ہم کو پہنچانا نہ یہ کہ ہر کلام پیغام خدا

ہمین قدر داخل ست کہ بسوے او وحی آمدہ باشد ہے اور آیہ وما ینطق عن الھوی کی تصریح

وبواسطہ او پیغامی از جانب خدا بابرسد نہ آنکہ جسکے معنی یہ ہین کہ رسول اللہ بموجب وحی کلام کرتے

ہر قول او پیغام خدا باشد و آیہ وما ینطق ہین نہ اپنی خواہش نفس سے) صرف قرآن کی حد

عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صریح خاص تک ہے نہ کہ اس سے زیادہ یعنی آیات قرآن کے علاوہ جو کچھ

بقرآن ست بدلیل علمہ شدید القوی نہ عام در رسول کا ارشاد ہو ان آیات کا تعلق نہین ظاہر ہے کہ اگر رسول

جمیع اقوال پیغمبر و این امر دشمن ست کہ اگر کسے را

بادشاہے یا امیرے رسول خود کردہ بجانب ملکے — بادشاہ یا امیر کسی کو اپنا رسول مقرر کرکے کسی

بفرستد ہرگز مردم آن ملک بجمیع اقوال آن رسول — ملک کو بھیجے تو اس ملک کے لوگ اس سفیر کی ہر بات کو

یا از جانب آن بادشاہ و آن امیر نخواہند دانست — بادشاہ یا امیر کی جانب سے تصور نہ کرینگے اور دلیل نقلی

اما نقلی پس برائے آنکہ اگر اقوال آنحضرت تمام — یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی سب باتیں بمنزلہ وحی خدا

وحی منزل من اللہ می شد در قرآن مجید — ہوتیں تو قرآن مجید میں آنحضرت کی بعض باتوں پر کیوں

چرا بہ بعضے اقوال آنحضرت عتاب میفرمود حالانکہ — عتاب فرماتا۔ حالانکہ چند مقامات میں آنحضرت پر

در جا با عتاب شدید نازل شد عفا اللہ عنک — سخت عتاب نازل ہوا ہے جیسا کہ آیۂ عفا اللہ عنک

لم اذنت لہم قولہ تعالی ولا تکن للخائنین — میں ہے کہ خدا تم کو معاف کرے تم نے ان کو کیوں

خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا — اجازت دی قولہ تعالی اور نہ تم خیانت کرنے والوں

رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون — اور خصومت کرنے والوں کی طرف سے خدا سے طلب آمرزش

انفسہم الی آخر الایۃ و در اذن دادن مگر نبتن — کرو اور بے تحقیق خدا غفور و رحیم ہے اور جو ایک دوسرے سے

فدیہ از بندیان بدر این شدت چرا — خیانت کرتے ہیں ان سے جدال نہ کرو۔ قیدیان بدر

واقع میشد کہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم — سے فدیہ لینے کی اجازت دینے پر اتنا تشدد کیوں ہوتا

فیما اخذتم عذاب عظیم — (اگر خدا پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو جو کچھ تمنے لیا اسکی بابت تمپر

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۶) — ضرور سخت عذاب نازل ہوتا)

جناب شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب اور ان کے مرید رشید شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تفریق کرتے ہیں جیسا کہ الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۹۰ میں ہے جسکی نقل یہ ہے :-

"سب سے پہلا یہ مرحلہ تھا کہ آنحضرت سے جو اقوال و افعال منقول ہیں وہ کلیۃً مسائل کا ماخذ ہو سکتے ہیں یا ان میں کوئی تفریق ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ میں

Presented by Ziaraat.Com

ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے جو افعال و اقوال مروی ہین اُن کی دُو قسمین ہین - ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہین اُن کی نسبت خدا کا ارشاد ہے کہ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (یعنی پیغمبر جو چیز تم کو دے وہ لو اور جس چیز سے روکے اُس سے باز رہو) دوسری وہ جن کو منصب رسالت سے تعلق نہین چنانچہ اُن کے متعلق خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رای فانما انا بشر (یعنی مین آدمی ہون اسلئے جب مین دین کی بابت کچھ حکم دون تو اُسکو لو - اور جب اپنی راے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون -

شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب مین جو فرق بتایا ہے اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہین کرسکتا اِس تفریق مراتب کے موجد در اصل حضرت عمرؓ ہین

غرض یہ توجیہات و تلبیسات خاص صحابہ کی خاطر کی گئی ہین کہ کسی نے تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو مثل ایک بشر کے سمجھا کسی نے اِس مہبط وحی الٰہی کو مجتہد جانا - کسی کا قول ہے کہ جیسے ہم بشر ہین ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہین - بلکہ شبلی صاحب کے بیان سے تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلعم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ

"حضرت عمر کو اِس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب اُنھون نے دخل دیا تو آنحضرت نے اُسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی بلکہ متعدد معاملات مین حضرت عمر کی راے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعون پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی راے کی تائید کی - قیدیان بدر - حجاب ازواج مطہرات - نماز بر جنازۂ منافق ان تمام معاملات مین وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی راے کے موافق آئی - (الفاروق) صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم

بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب علامۂ قوشجی جناب رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

مثل دوسرے مجتہدون کے ایک مجتہد بتاتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب ایک پیغام رسان اور فرائض نبوت و رسالت صرف اسی پر محدود کرتے ہین۔ کہ

ذمۂ رسالت ہمین قدر داخل ست کہ	رسالت کی خصوصیت مین صرف اسیقدر ہے
بسوے او وحی آمدہ باشد و بواسطۂ او پیغامے از جانب خدا برسد نہ آنکہ ہر قول پیغمبر قول خدا باشد۔	کہ اسپر وحی نازل ہوتی ہو اور اسکے توسط سے ہم تک خدا کا پیغام پہونچے نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول خدا کا قول ہو۔

تو پھر بخاری شریف کو کس بنا پر اصح الکتب بعد کلام الباری کا خطاب دیا گیا ہے حالانکہ اسمین تو کل اقوال رسول اللہ ہی سے منسوب کیئے گئے ہین نہ کہ خدا سے اور وہ بھی اس صورت سے کہ زید سے روایت ہے کہ اس نے بکر سے اور بکر نے عمرو سے اور عمرو نے خالد سے اور خالد نے فلان سے اور فلان نے فلان سے یہ ارشاد آنحضرت کا سُنا تھا اور جب آنحضرت کے احکام مین مذکورۂ بالا تفریق قرار دیگئی تو جناب خاتم المحدثین کے قول سے بخاری شریف کی سب حدیثین ہموُا اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث وماترکناہ صدقۃ خصوصًا۔ ناقابل عمل ثابت ہوئین اور حضرت ابوبکر رضہ کا ایک ایسی حدیث بیان کرکے جو قرآن کی آیت کے بھی بالکل خلاف تھی جناب سیدہ ؑ سے فدک چھین لینا کیونکر جائز ہوا۔ پس اہلسنت نے بخاری شریف کو جو اپنے مذہب کا محفوظ قلعہ سمجھ رکھا ہے وہ شاہ صاحب کے قول کی بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے ؎

ناز م کہ بار قیبان دامن کشان گذشتی — گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اگرچہ شاہ صاحب کے بیان سے حدیثون کی کوئی مرتبت و عظمت باقی نہین رہی مگر اس پر بھی ہم ایک ایسی معتبر سند پیش کرتے ہین جس سے اہل سنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان کو بجز اسکے کوئی چارا ہی نہین ہے کہ بخاری شریف کی حرمت و منزلت سے دست بردار ہون۔ یعنے اہلسنت نے محض اپنا مذہب قائم رکھنے کی غرض سے اُس کو کتاب خدا کے ہم پایہ بنا رکھا ہے۔ ورنہ

اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین

اُن کے خلفا حضرت ابوبکر و عمرؓ تو اپنے اپنے عہد خلافت مین اپنے مساعی جمیلہ اور توجہات مخصوصہ اِس امر خاص پر مبذول رکھتے تھے کہ کوئی صحابی قرآن کے سوا حدیث کا نام بھی زبان پر نہ لائے بلکہ اِس معاملہ مین ان کو یہان تک جدوجد تھی کہ جو کوئی حدیث بیان کرتا اُس کو دُرّے لگاتے اور قید کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے مین جو کچھ شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین رقم طراز ہین اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اُمید ہے کہ اسکو تعمق نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔

سب سے بڑا کام جو حضرت عمر نے اِس فن کے متعلق کیا وہ حدیثون کی تنقید اور فن جرح وتعدیل کا ایجاد کرنا تھا۔ آج کل بلکہ مدت مدید سے یہ حالت ہے کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کردیجاتی ہے گو صحیح نہ ہو اسکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہوجاتا ہے اسی بنا پر یہود یون کی تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین محدثین نے اتنا کیا کہ جرح وتعدیل کی روک ٹوک سے تعمیم کو روک دیا لیکن جب کسی راوی کی تعدیل ان کے نزدیک ثابت ہوجاتی تھی تو پھر ان کو زیادہ جستجو نہین ہوتی۔ اسکے ساتھ قرن اول کی نسبت اُنھون نے یہ عام کلیہ قائم کرلیا کہ کسی روایت مین ضعف کا احتمال نہین ہوسکتا۔ لیکن حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اُن سے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے وہ احادیث کی جانچ مین مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانۂ مابعد مین پیدا کئے۔ ایک دفعہ ابوموسی اشعری ان سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے طور پر کہا اَلسَّلامُ عَلَیْکُم۔ ابوموسیٰ حاضر ہے حضرت عمرؓ اسوقت کسی کام مین مصروف تھے اِسلئے متوجہ نہ ہوسکے۔ کام سے فارغ ہوچکے تو فرمایا ابوموسی کہان ہین وہ آئے تو کہا تم کیون واپس چلے گئے۔ اُنھون نے کہا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو اگر اسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس روایت کا ثبوت دو ورنہ مین تم کو سزا دونگا ابوموسی اشعری صحابہ کے پاس گئے اور

Presented by Ziaraat.Com

حقیقت حال بیان کی چنانچہ ابو سعید نے آکر شہادت دی کہ مین نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے
حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو فرمایا مین نے ایک
روایت سُنی ہے اُس کی تصدیق کرنی چاہی - فقہ کا ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جس عورت کو طلاق
بائن دیجائے اُس کو عدۃ کے زمانہ تک نان و نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہین قرآن مجید مین ہے
اسکنوا ھن من حیث سکنتم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملنا چاہیئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ
خود ایک لازمی چیز ہے - فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تھین اُن کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن
دی وہ آنحضرت کے پاس گئین کہ مجکو نان و نفقہ کا حق ہے یا نہین - اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا نہین - فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر نے کہا کہ ہم
قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین کہ اُس کو حدیث یاد رہی کہ نہین
حضرت عمر کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ روایت مین خواہ مخواہ کمی و بیشی ہو جاتی ہے اسلئے
روایت کے بارے مین سخت احتیاط شروع کی اسکے متعلق اُنھون نے جو بندشین کین آجکل
لوگون کو اُنپر مشکل سے یقین آسکتا ہے اِسلئے مین اِس موقع پر خود کچھ نہ لکھونگا بلکہ بہت بڑے
بڑے محدثون نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو نقل کر کے ترجمہ کر دونگا -

علامہ ذہبی جن سے بڑھ کر اُن کے بعد کوئی محدث نہین گذرا اور جو حافظ بن حجر
بخاری وغیرہ کے شیخ الشیوخ ہین تذکرۃ الحفاظ مین حضرت عمر کے حالات مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر
اِس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ
سے کم روایت کرین تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہو کر قرآن کو یاد کرنے مے غافل نہ ہو جائین
قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ہم کو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے
اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ مین کیون تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہون لوگون نے کہا کہ ہماری عزت

Presented by Ziaraat.Com

بڑھانے کو فرمایا کہ ہان لیکن اِسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام مین جاتے ہو
جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تم اُنکو حدیثون
مین نہ پھنسا لینا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمھارا
شریک ہون پس جب قرطہ وہان پہونچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے اُنھون نے کہا کہ
عمر نے ہم کو منع کیا ہے ابوسلمہ کہتے ہین کہ ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ مین بھی اسطرح
حدیثین روایت کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجکو دُرّے سے مارتے حضرت عمر
نے عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر۔ ابومسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت سی
روایتین کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کا خود مقصد اُنھین کی تصریح سے ظاہر ہو سکتا ہے مورخ
بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین روایت کی ہے لوگون نے ان سے
(حضرت عمر سے) کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص
لحدثتکم بہ (یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی وبیشی ہوجائیگی
تو مین حدیث کرتا) مورخ مذکور نے اِس روایت کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور اُسکے رواۃ
یہ ہین۔ محمد بن سعد۔ عبدالمجید بن عبدالرحمٰن الحمانی۔ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہ۔ موسیٰ
بن طلحہ۔ ابوالحوّ مکیہ حضرت عمر کو اپنی نسبت جو ڈر تھا وہی اورون کی نسبت بھی ہونا چاہئیے تھا
اِس خیال کی تصدیق اس سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود جو مقامات علمی مین
حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے یعنی وہ روایت
مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے
مین بے پروائی نہ کرین محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے یہان تک
کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے۔ حضرت عمر کو روایت کے بارے مین جو احتیاط

Presented by Ziaraat.Com

تھی اگرچہ اُنسے پہلے بھی اکابر صحابہ کو تھی۔ جیساکہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنسے احادیث کے باب مین احتیاط کی وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ علامۂ موصوف نے حاکم سے یہ بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کی تھین لیکن پھر اُن کو آگ مین جلا دیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو لیکن حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط احتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حدیثین کم روایت کی گئین لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ تھین اُن کے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہوگئی لیکن اعتماد وحق کا وہ پایہ نہ رہا۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت سچ لکھا ہے:۔

ہرچند کہ جمیع صحابہ عدول اند در روایت	ہرچند کہ کل صحابہ عادل ہین۔ اور
ہمہ مقبول وعمل بموجب انچہ بروایت	اُن سب کی روایتین مقبول اور واجب العمل
صدوق ازالیشان ثابت شود لازم ما دمیان	مین بشرطیکہ اُن کی صحت ثابت ہو مگر
انچہ از حدیث وفقہ در زمن فاروق اعظم	زمانہ عمر فاروق مین جو کچھ حدیث وفقہ
بود وانچہ بعد وے حادث شدہ فرق	کا حال تھا اور جو اُن کے بعد احداث ہوے
مابین السموات والارض ست۔	اُن مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲)

بھائیو! شبلی صاحب کی اِس روایت کو جس کے راوی وہ اصحاب ہین جو امام محمد اسمعیل بخاری کے بھی پیشوا وامام تھے پڑھو۔ اور غور کرو کہ جب خود آپ کے خلفاء جو آپ کے حسب عقیدہ فلک اسلام کے شمس وقمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وگوش اور محرم اسرار خفی وجلی تھے جن کی راست پر اللہ جل شانہ نے متعدد آیتین نازل فرمائین ان اصحاب کبار کی بیان کی ہوئی حدیثون کی

راویان صحیح بخاری مین وضع وراج کی ہین

صحبت مین جو شب و روز اپنے پیغمبر کی صحبت مین رہے۔ نمازون اور جہادون مین شریک اور خلوت و جلوت مین انیس و جلیس۔ سفر مین ہمرکاب۔ حضر مین ہم کلام جنھون نے بلا واسطہ خود صاحب شریعت سے تعلیم و ہدایت پائی۔ اور بلا واسطہ مصحف ناطق سے علم قرآن حاصل کیا شک و شبہہ کرین۔ حضرت عمر اُن جلیل القدر اصحاب کو حدیث بیان کرنے سے روکین۔ اِس جرم مین اُن کو محبوس کرین۔ دُرّے لگائین خود افضل الصحابہ حضرت ابوبکرؓ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین اور حضرت عمرؓ جنکا سینہ مخزن علوم و فنون سمجھا جاتا ہے اپنی زبان مبارک سے مسئلہ کے جواب دینے مین یہ عذر کرین کہ

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت مین مجھ سے کچھ کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا"

تو محل استعجاب ہے کہ امام محمد اسمعیل بخاری نے دو سو چھتیس برس کے بعد اُن لوگون کی بیان کی ہوئی حدیثون پر کیونکر اعتبار کر لیا جو اپنے پیغمبر اور اپنے خلفا کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوے تھے نہ ان اصحاب کبار اور تابعین کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ تھے بلکہ راویان احادیث بخاری شریف اکثر وہ لوگ ہین جو بعہد امیر معاویہ صاحب و عہد عبدالملک خلفا بنی امیہ وضع حدیث پر مامور کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اِس صورت مین امام صاحب موصوف نے چھ لاکھ حدیثون مین سے انتخاب کر کے صحیح بخاری مرتب کی اور راویان حدیث مین اُن لوگون کو بھی شامل کر لیا جو اُس زمانہ مین خوارج و نواصب مشہور تھے جیسا کہ جناب فاضل جلیل محمد بن عقیل جو مشاہیر علماے حیدرآباد سے ہین اپنے نصائح کافیہ مین ایک طولانی روایت ان احادیث کی شان مین تحریر فرماتے ہین ہم اُسکا خلاصہ بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ حدیثون کے راوی جنکے کلام سے امام بخاری نے حدیثین اخذ کی ہین کس درجے اور مرتبے کے تھے۔ نیز اُن کے ایمان تو ایمان بلکہ اسلام کی کیا حالت تھی:۔

الاتری ان من روایۃ الصحیح غیر
الذی عددھم من الصحابۃ واصطلحوا
علی تعدبلھم مروان بن الحکم
(الفائل) للحسن بن علی انکم اھل بیت
ملعونون وعمران بن حطان الخارجی
القائل الابیات المشھورۃ یثنی بھا
علی اشقی الاخرین ابن ملجم
ویثلب الامام علی بن ابی طالب
وحریز بن عثمان الرجبی الذی نقل
عنہ صاحب التھذیب انہ کان
ینقض علیا وینال منہ ثم قال اسمعیل
بن عیاشی عادلت حریز بن
عثمان من مصر الی مکۃ فجعل
یسب علیا ویلعنہ وقال ایضا
سمعت حریز بن عثمان یقول ھذا
الذی یرویہ الناس عن النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال
لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ حق ولکن اخطأ السامع

کیا تم نہین دیکھتے کہ منجملہ راویان صحیح بخاری
کے علاوہ اُن صحابہ کے جن کو یہ لوگ عادل سمجھتے
ہین مروان بن حکم بھی ہے جس نے جناب امام
حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اُن اہلبیت سے
ہو جو (معاذ اللہ) ملعون ہین (قرآن مین شجرۂ
ملعونہ بنی امیہ کے بارے مین نازل ہوا ہے)
اُنھین مین عمران بن حطان خارجی بھی ہے
جو اُن اشعار کا قائل ہے جن مین ابن ملجم (ملعون)
کی تعریف اور جناب امیرؑ کی مذمت کیگئی ہے
اُنھین مین حریز بن عثمان رجبی بھی ہے جسکی
نسبت (تہذیب التہذیب) ابن حجر عسقلانی
مین ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی تنقیص کرتا اور (معاذ اللہ)
گالیان دیا کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیاشی کہتے
ہین کہ ہم مصر سے مکہ تک اُس کے ساتھ رہے۔
وہ جناب امیرؑ کو (معاذ اللہ) گالیان دیتا اور لعنت کرتا
تھا۔ وہی اسمعیل بن عیاشی حریز بن عثمان سے روایت
کرتا ہے کہ اُسنے کہا کہ جو لوگ یہ روایت کرتے ہین
کہ حضرتؐ نے فرمایا علی منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ یہ صحیح تو ہے لیکن سننے والے کو دھوکا ہوا

Presented by Ziaraat.Com

قلت فما هو قال انما هو انت بمنزلة قارون من من موسٰی وذکر الازدی ان حریز بن عثمان روی ان النبی صلی الله علیه واله وسلم لما اراد ان یرکب جاء علی بن ابیطالب فحل حرام البغلة لیقع النبی صلی الله علیه واله وسلم وقیل لیحیی بن صالح لم لا تکتب عن حریز فقال کیف اکتب عن رجل صلیت معه الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرة وقال ابن حبان کان یلعن علیا بالغداة سبعین مرة وبالعشی سبعین مرة فقیل له فی ذلك فقال هو القاطع روس اباءی وامثال هؤلاء الرواة کثیرون ولاکن هؤلاء الثلاثة مروان وعمران وحریز عنوان ومثال لا نهم من رواة صحیح البخاری الذی قالوا عنه اصح کتب الحدیث و

مین نے کہا سننے مین کیا غلطی ہوئی کہا وہ اِن الفاظ مین ہے انت منی بمنزلة قارون من موسٰی آزدی کہتے ہین کہ حریز بن عثمان نے یہ روایت کی ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ خچر پر سوار ہون تو جناب امیر نے آکر اس کی باگ اس غرض سے کھولدی کہ حضرت گر پڑین یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا تو حریز کی حدیثین کیون نہین لکھتا تو اُسنے کہا کہ مین کیونکر ایسے شخص سے روایت کرون جسکے ساتھ مین نے سات برس نماز صبح پڑھی اور دیکھا کہ وہ مسجد سے جبتک جناب امیرؑ پر ستر مرتبہ لعنت نہین کر لیتا باہر نہین نکلتا تھا۔ اور ابن حبان کہتے ہین کہ ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ شام لعنت کرتا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا انھون نے ہمارے باپ دادا کے سرون کو تن سے جدا کیا ہے ایسے راویان حدیث بہت کثرت سے ہین ہمنے بطور مثال وعنوان ان تینون نامون کو پیش کیا ہے۔ ایک مروان دوسرے عمران بن حطان تیسرے حریز بن عثمان کیونکہ یہ سب راویان صحیح بخاری سے ہین جسکی نسبت دعوی کیا جاتا ہی کہ تمام کتب احادیث مین وہ سب سے زیادہ صحیح ہے

Presented by Ziaraat.Com

قال الذهبی فی ترجمۃ المصعبی انہ انصر اھل الزمان للسنۃ وانہ شم قال ولکنہ یضع الحدیث وقال فی ترجمۃ الجوزجانی انہ من الحفاظ الثقات وکان یتحامل علی علی و فیہ انحراف عنہ (فھؤلاء) من الثقات الذین یحتج بھم فی دین اللہ لا واللہ ثم لا واللہ

امام ذہبی ترجمۂ مصعبی مین کہتے ہین کہ وہ اپنے زمانہ مین بقاے سنت کے لیے بڑا ناصر تھا حالانکہ جیسا وہ تھا۔ ویسا ہی تھا چنانچہ کہنا پڑا کہ یہ ضرور ہے کہ جھوٹی حدیثین بنایا کرتا تھا اور ترجمۂ جوزجانی مین کہا کہ وہ حفاظ ثقات سے تھا مگر جناب امیرؑ کا دشمن تھا اور اُن سے منحرف تھا۔ پس دیکھو کہ یہ وہ ثقات ہین جن کی حدیثون سے دین خدا مین احتجاج کیا جاتا ہی لا واللہ ثم لا واللہ

روایت مذکورہ مین عمران بن حطان کے وہ اشعار جن مین اُسنے ابن ملجم کے محاسن بیان کیے ہین تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون ؎

یاضربۃ من تقی ما اراد بھا ... الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

انی لاذکرہ حینا فاحسبہ ... اوفی البریۃ عند اللہ میزانا

یعنی کیا اچھی ضربت ہی ایک مرد متقی کی (ابن ملجم) جس سے کوئی غرض اُسکے سوا اِس کی نہ تھی کہ صاحب عرش برین کی خوشنودی حاصل کرے مین جب اُسے یاد کرتا ہون تو ساری خلق سے اُسکے ثواب کا پلہ خدا کے نزدیک بھاری پاتا ہون۔ (منقول از آیات بینات حصہ ۲ صہ ۴)

بھائیو! کیا یہ بات توجہ کے قابل نہین ہے کہ جن راویان حدیث کے ایمان و اسلام کا یہ نگ و ننگ ہو جن حدیثون کی نسبت جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے محقق و محدث یہ فرمائین۔

"انچہ در بیان از حدیث و فقہ در زمن فائق اعظم رض بود و انچہ بعد از وے حادث شدہ فرق مابین السموات والارض ست۔

اور خود جناب افضل الصحابہ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مستبعد سمجھکر جلا ڈالین با این ہمہ آپ
اُسی بخاری شریف کی حدیثون پر ایسا ایمان لائین کہ اپنے خلیفہ صاحب کے قول

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ — ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے۔

کو تو اصل ایمان سمجھین اور خدائے عزّوجل کے فرمان واجب الاذعان

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ — خدا تم لوگون کو تمھاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

سے باوجود ادعا، حسبنا کتاب اللہ انحراف کرین۔ قولہ تعالیٰ۔

ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم (پ ۲۶۔ س محمد ع ۳) — یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہوا اسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین اور جس مین خدا کی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو خدا نے بھی انکے اعمال برباد کر دیئے۔

مسائل فروعی

القصہ یہ مختصر ذکر تو اُن اختلافات کا تھا جو اُصول دین مین تھے اب فروع دین مین بھی دو چار مسائل پیش کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائین۔

(اوّل) واعلم انہ لیس الکلب نجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر — کتا نجس العین نہین ہے یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اگرچہ بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے توضیح کی ہے پس اس صورت مین اسکا بیچنا اور اُجرت پر لینا

Presented by Ziaraat.Com

ویضمن ویتخذ جلدہ مصلی — یا دینا سب جائز ہے اس کی کھال کی جانماز اور

ودلوا ولو اخرج حیا ولم یصب — ڈول بنا سکتے ہین اور اگر کتے کو زندہ نکالا ہو در انحالیکہ

فیہ الماء لا یفسد ماء البئر و — منھ تک پانی نہ پہونچا ہو تو کنوے کا پانی نجس نہین ہوتا

لا الثوب بانتفاضہ ولا بعضہ ما لم یر یقہ — اور اسکے پھوریری لینے سے کپڑا نجس نہین ہوتا جبتک کہ اس کا

ولا صلوۃ حاملہ ولو کبیرا۔ — لعاب دکھائی دے اور اگر اسکو گودمین لیکر نماز پڑھین

(رد المحتار شرح در المختار صفحہ ۱۳۹) — تو نماز باطل نہین ہوتی۔ اگرچہ بڑا ہو

جناب شاہ صاحب بھی تحفہ مین یہی تحریر فرماتے ہین۔

آرے نزد ابو حنیفہ بر پوست مدبوغ کلب — ہان ابو حنیفہ کے نزدیک بھی کتے کی کھال

کہ رطوبت آن باستعمال ادویہ و مصالحہ بالکلیہ — پر جو دباغت کی گئی ہو اور جسکی رطوبت

رفتہ باشد جائز ست — مصالح اور دواسے بالکل دور ہوگئی ہو نماز پڑھنا

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ فخر المطابع) — جائز ہے۔

(دوم) واذا ذبح ما لا یوکل لحمہ طھرہ — جس حیوان کا گوشت کھانا حرام ہے ذبح کرنے

جلدہ ولحمہ سوی ادمی والخنزیر۔ — سے اس کا گوشت اور پوست پاک ہے آدمی و

(ہدایہ صفحہ ۴۸ مطبوعہ کلکتہ) — سور کے سوا۔

(سوم) وفی الخانیہ فی معنی قولہ ان — خانیہ مین ہے کہ بخاری مین جو یہ حدیث

اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم — آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزون کو خدا نے

علیکم کما رواہ البخاری ان ما — حرام فرمایا اسمین شفا نہین ہے تو مراد اس سے یہ ہے

فیہ شفاء لا باس بہ کما — کہ جن چیزون مین شفا ہی وہ حرام نہین ہین جیسا کہ

یحل الخمر للعطشان فی الضرورۃ — حلال ہے شراب پیاسے کے لئے۔

Presented by Ziaraat.Com

وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التنجیس فقال لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ للشفاء جاز للاستشفاء بالبول ایضا (شرح ردالمختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۵)

اسی طرح صاحب ہدایہ نجاست کے بارے مین اس بات کے قائل ہین کہ اگر کسی کو رعاف آئے (یعنے نکسیر پھوٹے) اور سورۂ فاتحہ کو بغرض حصول شفا خون یا پیشاب سے پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے۔

اور یہ روایت (فتاوی قاضی خان جلد چہارم مطبوعۂ مطبع نولکشور لکھنؤ صفحہ ۳۶۴) وفتاوی عالمگیری جلد پنجم مطبوعۂ دہلی صفحہ ۱۲۴ (ردالمختار مطبوعۂ دہلی جلد اول صفحہ ۱۴۰) مین بھی بالفاظ مختلفہ پائی جاتی ہے۔

(چہارم) اذا عقد علی محرم من النسب والرضاع ووطی فی ھذا العقد لا یجب الحد عند ابی حنیفہ بل یعزر (ہدایہ صفحہ ۴۹۶)

اگر کوئی شخص عمداً یا قصداً اپنی ماں بہن بیٹی یا کسی محرمۂ شرعی سے نکاح کرے تو اُس پر حد لازم نہین آتی بلکہ تنبیہ و تادیب کردی جائے گی

امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات

ایسے ہی صدہا مسائل فقہیہ ہین جنکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب منخول مین امام ابوحنیفہ رح کو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے تو شریعت کو اُلٹ دیا۔

اگرچہ اس قول سے امام صاحب موصوف مورد طعن و تشنیع ہوگئے ہین لیکن الفاروق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کے موجد تو حضرت عمر رض ہین اور ائمۂ اربعہ نے اُنھین کی تقلید کی ہے چنانچہ اِس فن خاص مین شبلی صاحب نے حضرت عمر رض کی جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اُس کی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

فن فقہ حضرت عمرؓ کا ساختہ و پرداختہ ہے

فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے اِس فن کے متعلق اُن کی قابلیت اور فضیلت کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتوی دینا اُس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔ لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" ہے عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام علم عرب کا ایک پلہ مین رکھا جائے اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قائم ہین سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہے؟ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۴)

اگرچہ شمس العلماء اپنے مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عمر فاروق کے علم کا پلہ کل عرب سے بھاری بتاتے ہین مگر جناب خلیفہ صاحب موصوف کا معیار علم اور جناب شمس العلماء کی صداقت بیانی خود حضرت عمر کے اِس قول سے بخوبی روشن اور ہویدا ہوتی ہے جو کتب السنت مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے۔

"جناب امیر شیخین کو کثرت امور شریعت مین غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ کثرت حضرت عمر لولا علی لھلك عمر (یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کا وجود نہوتا تو یقیناً عمر ہلاک ہو جاتا) اور اعوذ باللہ من معضلہ لیس فیھا ابوالحسن (پناہ مانگتا ہون اللہ سے ان مسائل دشوار مین کہ جس مین ابوالحسن نہ ہون) اور لا ابقانی اللہ بعدك یا علی (اے علی آپکے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے" فرمایا کرتے تھے"۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۴۰)

شمس العلماء رقمطراز ہین:۔

فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین ان کی تعداد کئی ہزار تک

قرآن مجید مین تمام جزئیات کے نہین ہین

پہونچتی ہے اور ان تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے زمانہ اور حالات کی ضرورتون سے جدید قاعدہ بکثرت وضع کئے جو آج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین برخلاف اسکے امام شافعیؒ کو یہان تک کدہے کہ تریب نوج تعیین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی آنحضرت کے اقوال کو تشریعی جانتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول کے قول کے سامنے کسی کے قول وفعل کی کچھ اصل نہین۔ فقہ کی توسیع اور تمام ضروریات سنہ کے لئے اسکا کافی ہونا قیاس پر موقوف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین اس لئے ضرور ہے کہ ان جزئیات کے فیصلہ کرنے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیا جائے اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنے امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل سب قیاس کے قائل ہوے ہین۔ اور ان کے مسائل کا بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جسنے ڈالی وہ عمر فاروق ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۰-۱۹۴)

تردید قول

شبلی صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ:-

"قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین۔

خدا و رسولؐ کے احکام کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید مین کوئی چیز فروگذاشت نہین ہوئی جس پر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(پہلی آیت) ما فرطنا فی الکتاب من شئ — ہم نے اس کتاب مین کچھ کمی نہین کی۔ (پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴)

(دوسری آیت) لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۵ — ہم نے کوئی رطب و یابس اس کتاب مین متروک نہین کیا۔

(تیسری آیت) تبیانا لکل شئ۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی امر کلی وجزئی نہین چھوڑا جو زبان مبارک سے نہ فرمایا ہو۔ بلکہ خود اُسپر عمل کرکے بتا دیا۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

لوگ علے العموم جاہل ہین اُنھون نے اپنے دین کے بارہ مین دھوکہ کھایا ہے اللہ نے اپنے نبی کو اُسوقت تک نہین اُٹھایا جب تک دین کو کامل نہ کر دیا۔ اور اُنپر پورا قرآن نازل نہ کر دیا جس مین ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس مین خدائے تعالیٰ نے حلال وحرام اور حدود واحکام اور اُن سب چیزون کو جن کی لوگون کو ضرورت ہوتی ہے پورا پورا بیان فرما دیا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شی (مقبول ترجمہ)

شمس العلماء شبلی نعمانی نے جس قیاس کو مستحسن مانا ہے اس کی مذمت خود انھین کے علماء کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ

"اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔

اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی جو اُمور فقہ مین قیاس اور رائے کو دخل دے گی جس سے اِسلام گویا منہدم ہو جائے گا۔ اِسکے متعلق کتب صحاح وغیرہ مین بہت روایات اور احادیث ہین منجملہ اُن کے چند اس جگہ نقل کی جاتی ہین:۔

(اول) عن جابر قال رسول اللہ صلعم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف منقول از مجمع البحرین ص۵۲۴)

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تمسک اور عمل کے لئے قرآن وحدیث ہے اور بجز اسکے جو کچھ اختراع کیا جائے وہ محدثات اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دوم وبحدیث عوف بن مالک الاشجعی عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ

عن النبی انہ قال ستفترق امتی علی رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت ستر فرقہ سے زیادہ

بضع وسبعین فرقۃ اخرھا علی امتی متفرق ہوگی اور اُسمین بدترین وہ فرقہ ہے

قوم یقیسون الامور برائھم فیحللون جو قیاس کرے اور جس نے قیاس کیا اس نے

الحرام ویحرمون الحلال (مقدمہ ہدایہ از حلال کو حرام اور حرام کو حلال

مولوی عبدالحی لکھنوی ایضا صفحہ ۵۲ کیا۔

سوم فاعلم ان الائمۃ الطاھرین آگاہ ہو کہ ائمہ طاہرین رائے اور قیاس کو دین مین حرام

یحرمون الرأی والقیاس ولھذا المادخل جانتے تھے لہذا جب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

ابوحنیفۃ علی جعفر بن محمد علی ماحکاہ کے پاس آئے جیسا کہ امام شعرانی نے لواقح الانوار مین بیان

الشعرانی فی اللواقح قال لہ بلغنی انک کیا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا مین نے

تقیس لاتقس فان اول من قاس سُنا ہے کہ تم قیاس سے کام لیتے ہو قیاس نہ کیا کرو دین مین،

ابلیس (دراسات اللبیب صفحہ ۳۲ ایضاً) کیونکہ اول جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا (یعنی اپنے اور آدم کے معاملہ مین)

چہارم وکان الامام جعفر الصادق حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

رحمہ اللہ تعالی یقول من اعظم فرماتے تھے کہ بدترین فتنہ اس اُمت مین وہ

فتنۃ یکون علی الامۃ قوم یقیسون قوم ہوگی جو اُمور دین مین اپنی رائے

فی الامور برایھم فینھدم الاسلام سے قیاس کرے گی۔ پس دین منہدم

بذلک (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) ہو جائے گا۔

ایضا صفحہ ۵۲

پنجم وانما سموا اصحاب الرای اور وہ اس لئے اصحاب الرائے کہلائے

Presented by Ziaraat.Com

لان عنایتھم بتحصیل وجہ من القیاس والمعنی المستنبط من الاحکام و بناء الحوادث علیھا وربما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار وقد قال ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ھذا رایی و ھو احسن ما قدرنا علیہ (ظل ونخل ص۳)

کہ اُن کے امام اعظم! بے قیاس جلی کو حدیث خبر واحد پر مقدم کرتے تھے پس رد کرنا حدیث رسول اللہ کا اور ترجیح دینا اپنی رائے کو گویا شریعت رسول کو ناسخ ومنسوخ کر دینا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ میری رائے ہے اور وہ بہتر ہے کہ جسکو معین کیا ہمنے یعنی جو ہمارا خیال ہے وہ بہتر ہے۔

ششم وقال امام الشعرانی ان عذر ابی حنیفہ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث الصحیحۃ فی زمنہ قال العلامہ احمد بن عبدالسلام فی کتاب رفع الملام بعد ما عد جملۃ من الاحادیث التی لم تبلغ الخلفاء الاربعۃ الراشدین وبلغت غیرھم من الصحابۃ (دراسات اللبیب)

اور امام شعرانی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے کثرت سے قیاس کرنے کا یہ سبب ہے کہ (مسائل مین) اُن کو صحیح حدیثین نہین ملین۔ علامہ احمد بن عبدالسلام نے کتاب رفع الملام مین اُن حدیثون کو گن کر بتایا ہے کہ جو خود خلفاء راشدین تک نہین پہونچین اور دوسرے صحاب کو ملین (ایضاً صفحہ ۵۲۷)

جناب مولانا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔اے۔ ترجمان دارالترجمہ دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ نے ایک مفید رسالہ نصوص الحکم در بیان معنی اُصول واخبار تالیف فرمایا ہے اُس مین بحوالہ کتب السنت وآیات واحادیث اِس امر کو بہ تشریح وتوضیح ثابت کیا ہے کہ اُمور دین مین کتاب خدا وسنت رسول اللہ واقوال ائمہ معصومین سے احکام حاصل کرنا چاہیین۔ جائز الخطا انسانون کی رائے قیاس پر عمل کرنا حرام ہے۔ جناب ممدوح اِس رسالہ مین ایک موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ:۔

اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بجز وحی کے فتویٰ نہ دیتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے کہ جب حضرت سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی اور اُسکے باب مین نزول وحی نہوتا تھا تو آپ وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت سے روح کے باب مین سوال کیا گیا تو آپنے سکوت فرمایا جب تک یہ آیت نازل نہوئی "قل الروح من امر ربی" (کہدو روح میرے خدا کا حکم ہے) اسی طرح حضرت جابر سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوے اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے حضرت ابوبکر بھی ہمراہ تھے حضرت جابر غش مین پڑے تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور آب وضو اُن پر ڈالا حضرت جابر ہوش مین آگئے۔ حضرت جابر نے دریافت کیا کہ مین اپنے مال کو اپنے وارثون مین کس طرح تقسیم کرون پس آنحضرت نے حضرت جابر کو کوئی جواب نہین دیا جب تک کہ آیت میراث نازل نہوئی۔ قرآن مجید مین متعدد آیتین قیاس وظن کی مذمت مین موجود ہین منجملہ اُنکے یہ ہین:۔

(۱) لاتقف مالیس لك به علم ط (پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ع ۴) — جس بات کا تجھے علم نہین اُس کی پیروی نکر۔

(۲) ومایتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لایغنی من الحق شیئا (پ ۱۱۔ س یونس ع ۴) — اور اُن مین سے اکثر تو بس اپنے گمان پر چلتے ہین (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ مین ہرگز کچھ بھی کام نہین آسکتا۔

(۳) مالھم بہ من علم الا اتباع الظن ج (پ ۶۔ س النساء ع ۲۲) — ان کو علم نہین ہے فقط گمان کی پیروی کرتے ہین۔

(۴) قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان یتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (پ ۸۔ س انعام۔ ع ۸) — تم اُن سے کہدو کہ تمھارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمین نکال کر دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہین ہو مگر اٹکل پچو باتین بناتے ہو

Presented by Ziaraat.Com

(۵) یاایھاالذین اٰمنوا اجتنبوا من الظن — اے ایمان لانے والو پرہیز کرو گمان سے

ان بعض الظن اثم (پ۲۶-س الحجرات ع ۲) — تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہے۔

(۶) ان یتبعون الا الظن وما تھوی — یہ لوگ گمان اور خواہش نفس کی پیروی

الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدے — کرتے ہین اور تحقیق ان کے رب کی طرف سے

(پ۲۷ س النجم-ع ۱) — ان کے پاس ہدایت آچکی ہے

سبب شہرت امام ابوحنیفہؒ

غرض خدا و رسولؐ نے ہم کو علم و یقین حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور ظن و قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن کوکب برج خلافت ظاہری و مہ و ماہ فلک اسلام حضرت عثمانؓ نے بقول شبلی صاحب ظن و قیاس کا طریقہ جاری کیا اور تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے اور منجملہ ائمہ اربعہ جناب امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اِس طریقہ کو کمال عروج پر پہونچا دیا جس کی وجہ سے اجتہاد کا پایہ پایا اور اسقدر فروغ حاصل کیا کہ دیگر ائمہ کی شہرت کے چراغ ٹمٹمانے لگے اُن کے شہرۂ آفاق ہونیکے متعلق جناب نواب مولوی سید امداد امام صاحب اپنی بے بہا اور قابل قدر کتاب مصباح الظلم مین امام صاحب موصوف کے حالات تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ

امام صاحب نے اپنے اجتہادات مین قیاس کو زیادہ دخل دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول امام غزالی آپ کو علم حدیث مین بہت کم دخل تھا یہی وجہ ہے کہ آپنے کوئی کتاب علم فقہ مین نہین تصنیف فرمائی یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے صحیح نہین ہے بلکہ آپ امام علیہ السلام کے مخالف تھے اگرچہ امام صاحب دو تین سال امام علیہ السلام کے پہلے پیدا ہوئے تھے اور وفات بھی امام علیہ السلام کے دو تین سال بعد ہوئی ہے گویا پورا زمانۂ حیات آپکو امام علیہ السلام کے ساتھ گذرا ہے مگر کسی طرح کی ارادت امام برحق کے ساتھ نہین رکھتے تھے۔ مدمقابل کی حیثیت سے امام برحق کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپکے فروغ کی وجہ

Presented by Ziaraat.Com

یہ ہوئی کہ منصور خلیفۂ وقت کو جناب امام علیہ السلام سے دلی عناد تھا یہان تک کہ امام عالی مقام
مسموم ہوکر شہید ہوئے منصور نے امام اعظم صاحب کے اجتہادات رائج ہونے مین کوئی کوشش
اُٹھا نہین رکھی چنانچہ جو کوئی امام برحق علیہ السلام سے کسی مسئلہ کو دریافت کرتا تو خلیفۂ مذکور
ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا بخلاف اُس کے جو کوئی امام اعظم کی طرف رجوع ہوتا تو اُس کو ایک
اشرفی انعام دیتا تھا۔ امام اعظم صاحب کے دربار خلافت مین رسائی ہونے کی سرگذشت یہ ہے
کہ جب آپ خلیفۂ وقت کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کس سے علم حاصل کیا
آپنے جواب دیا کہ عمر بن خطاب۔ علیؑ ابن ابی طالب۔ عبداللہ بن عباس کے ذریعہ سے اور
آخر مین یہ فرمایا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے منصور اس فقرے سے بھڑک اُٹھا
آخر امام صاحب کے مذہب کو روز بروز نمایان ترقی نصیب ہوتی رہی۔ امام صاحب کا پہلی ہی حاضری
مین خلیفۂ وقت کو اپنا مرید بنا لینا آپ کی کمال ہوشیاری و دانائی پر دلالت کرتا ہی انتہی
شاید اسی وجہ سے آپ کی عظمت اور منزلت قائم کرنے کے لئے احادیث فضیلت بھی وضع
کی گئین جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ مولوی عبدالحی لکھنوی مین ہے۔

قال النبی صلعم ان آدم	فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی	کہ حضرت آدم نے میرے وجود پر فخر کیا اور مین اپنی
اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ	اُمت کے اُس شخص پر فخر کرتا ہون جس کا نام نعمان اور
ھو سراج امتی وروے ایضا	کنیت ابو حنیفہ ہی کہ وہ میری امت کا چراغ ہے
قال النبی صلعم انّ	اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے
سائر الانبیاء یفتخرون بی	فرمایا کل انبیاء میرے سبب سے فخر کرتے ہین۔ اور مین
وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ	ابو حنیفہ کے سبب سے۔ جسنے اُسکے ساتھ محبت کی

Presented by Ziaraat.Com

فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی وقال ابن الجوزی ان ھذہ الاخبار موضوعۃ واتفق معہ الحافظ الذھبی والحافظ السیوطی والحافظ ابن حجر العسقلانی وشیخ قاسم الحنفی (از مجمع البحرین صفحہ ۵۳۰)

اُسنے مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ مگر بقول ابن جوزی یہ حدیثین جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہین۔ حافظ ذہبی حافظ سیوطی ابن حجر عسقلانی اور شیخ قاسم حنفی نے ابن جوزی کے ساتھ اتفاق کیا ہی (یعنی یہ سب ایسی حدیثون کو خلاف واقعہ سمجھتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ جو فریق کتاب وسنت سے قطع نظر کرکے اپنی راے اور قیاس پر عمل کرے۔ باریتعالی کو ظالم سمجھے۔ خطا کو اُس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرے۔ خلافت و امامت کے لئے اپنا ہی انتخاب مستحسن اور موجب امن و امان بتائے۔ خدائے علیم وحکیم کے انتخاب کو بُرا اور باعثِ فتنہ وفساد ٹھہرائے۔ ہرکس وناکس کو وارث نبی قرار دے پیغمبر خدا کے اقوال واحکام مین جس کے نفس طاہرہ پر آیہ شریفہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحٰی (پ۲۷ س نجم)

اور وہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے ہی نہین۔ یہ تو بس وحی سے جو بھیجی جاتی ہی۔

شاہد ہے تفریق کرے۔ اس نور خدا اور ہادی دین کو قبل از بعثت گمراہ بتلائے اُس محرم اسرار الٰہی کی تجویز پر اپنی خلفاء کی راے کو ترجیح دے۔ آیات عتاب آمیز کا مصداق معاذ اللہ رسول مقبول صلعم کو قرار دے۔ خلاف راے رسول اللہ حضرت عمر کی راے کے موافق نزول وحی کا معتقد ہو۔ خدا کی جسمانیت ورویت کا قائل ہو۔ کتے کی کھال پر اور اس کو گود مین لے کر نماز پڑھنا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی راے وقیاس کو دخل دے کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتائے تو کیا ان اختلافات عظیم پر بھی مذہب اہلسنت والجماعت اور مذہب امامیہ مین فقط ایک مسئلہ

Presented by Ziaraat.Com

فضیلت صحابہ ہی کا اختلاف ہے ؟ کیا انھین اصول و فروع پر بمصداق ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

"آپ نے مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی و احادیث رسالت پناہی کے سچا پایا ہے ؟ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسئلہ فضیلت صحابہ

اب ہم ان مسائل سے قطع نظر کرکے مسئلہ فضیلت صحابہ کی طرف جس کو آپ نے مابہ النزاع قرار دیا ہے رجوع کرتے ہین ۔

واضح ہو کہ آپنے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہر عقیدے کی تحقیق اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب رسول سے کرنا ضرور ہے ::

تو یہ فرمائیے کہ آپنے کس کتاب خدا اور کس حدیث رسول اللہ سے مسئلہ فضیلت صحابہ کی تحقیق کرکے ان دونون مذاہب کی حقیقت و بطلان کا انحصار اس پر کیا ہے ۔ یہ تو اہلسنت کی ایجاد ہے کہ انھون نے برخلاف احکام خدا و رسول ؐ ۔ ہادی برحق کو چھوڑ کر اصحاب کو اپنا خلیفہ و پیشوا بنایا ورنہ خدا و رسول ؐ نے تو امور دین اور احکام شریعت مین کہین بھی اُن کا حوالہ نہین دیا قولہ تعالیٰ ۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا	یہ تو بس صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور
انتم و اٰباءکم ما انزل اللہ بھا	تمہارے باپ دادا ؤن نے گڑھ لئے ہین خدا نے
من سلطن ط ان یتبعون الا الظن	تو اس کی کوئی سند نازل نہین کی یہ لوگ تو
وما تھوی الانفس ج ولقد جاءھم	بس اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چل
من ربھم الھدی ۵	رہے ہین حالانکہ اُنکے پاس اُن کے پروردگار کی
(پ ۲۷ - س النجم - ع ۱)	طرف سے ہدایت بھی آچکی ۔

Presented by Ziaraat.Com

پس اگر صحابہ اچھے تھے تو مستوجب غفران ورضوان ملک منان اور اصحاب الجنۃ ہین اور بُرے تھے تو اصحاب النار فبشرھم بعذاب الیم مین داخل ہین لیکن اُن کی فضیلت سے مذہب اہلسنت والجماعت کی سچائی یا اُن کی منقصت سے مذہب امامیہ کے جھوٹے ہونے کو کیا علاقہ قول تبارک وتعالیٰ۔

تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون

یہ لوگ (اپنے وقت مین) ہو گزرے جو اُنھون نے کیا وہ اُن کے لئے۔ اور جو تم نے کیا وہ تمھارے لئے۔ اور وہ جو کچھ کر گذرے تم سے اُسکی پرسش کچھ نہین ہوگی۔

پ ۱ س بقرہ ع ۱۶)

بلکہ تحقیق طلب تو یہ مسئلہ ہے کہ بعد رحلت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کا ہادی ومقتدا منصوص من اللہ کون ہے وکس کی اطاعت وپیروی خدا نے ہم پر واجب کی ہے؟ کس کی مودّت ومحبت دلیل صدق ووفاق ہے اور کس کی عداوت وخصومت دلیل کفر ونفاق۔ پس جس مسئلہ پر نہ صرف ان دونون بلکہ کل مذاہب کی حقیت یا بطلان مین امتیاز منحصر ہے الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ وہ مسئلہ تمسک بالثقلین یعنی قرآن اور عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہونا ہے نہ کہ مسئلہ فضیلت صحابہ۔

ال سلام حقیت علیہ تابع کتاب کئے ہیں

پس اگر موافق مذہب امامیہ قرآن وعترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفترض الطاعۃ ہونا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ شیعون کا مذہب حق اور سنیون کا مذہب باطل اور اگر بخلاف اسکے نعوذ باللہ معلوم ہوا تو سنّیون کا مذہب سچّا اور شیعون کا مذہب جھوٹا ہے۔ لہذا ہم اول اسی مسئلہ کو ثابت کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو باطل کرینگے۔ پھر مطاعن صحابہ پر علماء اہلسنت نے جو پردہ پوشی کی ہے اُس کی پردہ دری کرینگے۔

Presented by Ziaraat.Com

جاننا چاہیئے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کُل امت کو قرآن مجید اور اہلبیت اطہار سے تمسک و اتباع کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قرآن اور صحابہ سے اور وہ احکام یہ ہین ۔

(۱) قال رسولُ اللہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تم مین دو چیزین بزرگ و گران قدر چھوڑے جاتا ہون خدا کی کتاب اور اپنی عترت اگران دونون کے ساتھ متمسک رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہرگز یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق وھویٰ

فرمایا رسول اللہ نے میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس مین سوار ہوا نجات پائی اور جس نے اُس سے انحراف کیا وہ غرق اور تباہ ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

یہ وہ معتبر احادیث مسلمہ و مقبولہ فریقین ہین کہ جن کی جناب خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی نہ صرف تصدیق و توثیق کی ہے بلکہ منکر حدیث ثقلین کو خارج از اسلام اور گمراہ بتایا ہے اور جو مذہب کہ ان دونون عظیم القدر چیزون کے خلاف ہو اُس کو غیر معتبر اور جھوٹا ٹھیرایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین۔

صاحب تحفہ اس مذہب کو جھوٹا بتاتے ہین جو حدیث ثقلین کے خلاف ہو

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود

جاننا چاہیئے کہ باتفاق شیعہ وسنی یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Presented by Ziaraat.Com

انی تارك فیکم الثقلین ما ان	مین تمہارے پاس دو چیزین گران قدر چھوڑے
تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی	جاتا ہون اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو ہرگز
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ	میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور ہر ایک دونون مین ایک
وعترتی اھلبیتی پس معلوم شد کہ در مقدمات	دوسرے سے بزرگتر ہے اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت
دینی واحکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین	ہین۔ پس ہمکو رسول خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی
دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہب	یعنی ان دونون اعظم القدر چیزون کے سپرد کیا ہے پس
کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عملیہ و	جو مذہب ان دونون چیزون کے مخالف ہو وہ احکام
عملاً باطل و نامعتبر ست و بر لہ کفار بزرگ	شریعت مین عقیدتاً اور عملاً باطل و غیر معتبر ہے اور جو ان
بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست	ان دونون عظیم القدر چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ
(تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فخر المطابع)	اور دین سے خارج ہے۔

حدیث ثقلین کا جواب

جناب شاہ صاحب کی اس تصریح و تشریح سے نہ صرف مسئلہ فضیلت صحابہ کا نرہباء منبثا ہوگیا بلکہ خود صحابۂ کبار کا تمام امت سے افضل و اعلے اور ایمان و اسلام مین کامل ہونے کے عوض صراط مستقیم سے پھر جانا ثابت ہوا کیونکہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب ہی سے تو مخاطب ہوکر (انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ) ارشاد فرمایا تھا اور یہی تو فیکم ہے جسمین قیامت تک تمام امت داخل اور مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصحاب نے بمقابلہ حب دنیا اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے وقت وفات گمراہی سے بچانے کے لیے جب بغرض تحریر وصیت ان سے ارشاد فرمایا۔

ایتونی بدوات وقرطاس اکتب لکم	یعنی دوات و کاغذ حاضر کرو کہ مین تمہارے لئے
کتابا لن تضلوا بعدی	ایک نوشتہ لکھدون تاکہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

تو اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ اِس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اور اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ (یعنی ہمکو خدا کی کتاب کافی ہے) پس محض حسبنا کتاب اللہ کہنا اِس امر پر دلالت کرتا ہی کہ جناب خلیفہ صاحب ممدوح منجملہ ان دوگر انقدر چیزون کے عترت رسول اللہؐ سے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین دست بردار ہو چکے تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم کو انکی اطاعت و متابعت کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اپنی راے پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسند شریعت پر اُمت کے حاکم بن بیٹھے اور عترت رسول کو اپنا محکوم و تابع سمجھنے لگے۔ یہی نہین بلکہ طرح طرح کے رنج دینے لگے۔ (جن کی تفصیل آگے ہوگی)

احکام خدا و رسولؐ مین تغیر

اب رہی کتاب خدا، اُسکے ساتھ یہ عمل کیا گیا کہ احکام آلہی مین اپنے قیاس و راے کو دخل دیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا جیسا کہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد رسالت و نبوت حلال تھے اُن کو اپنی راے سے منسوخ کیا۔ اگرچہ یہ اُمور بتفصیل اسکے اسناد کے ساتھ ہم آیات محکمات کی جلد دوم مین انشاء اللہ مفصل لکھینگے مگر اس جگہ ایک دو روایتین بغرض اطمینان ناظرین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اول	قال عطاء قدم جابر بن عبداللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسألہ القوم عن اشیاء ثم ذکر المتعۃ فقال نعم استمتعنا عہد رسول اللہ وابی بکر وعمر (صحیح مسلم جلد اول ص۴۱۱)	جابر بن عبداللہ سے لوگون نے متعہ کے بارے مین سوال کیا۔ اُنھون نے کہا ہم لوگون نے بعہد رسول اللہ و ابوبکر و عمر متعہ کیا تھا۔
دوم	عن ابن عباس سمعت عمر یقول واللہ انی لانہاکم عن المتعۃ وانہا لفی کتاب اللہ	ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمنے عمر کو یہ کہتے ہوے سُنا قسم خدا کی مین تم کو اُس متعہ سے منع کرتا ہون جو کتاب اللہ مین ہی

Presented by Ziaraat.Com

ولقد فعلها رسول الله یعنی العمرة بالحج باب — اور رسول اللہؐ نے اُس کو کیا ہے یعنے عمرہ

التمتع من کتاب مناسك الحج (صحیح نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶) — حج کے ساتھ۔

سوم — فصل فی اولیات عمر قال — یعنی سب سے پہلے جس نے اپنے لئے

العسکری هو اوّل من سمی امیر المومنین — امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ عُمر ہین

واول من کتب التاریخ من الهجرة واول — تاریخ کی ابتدا یوم ہجرت سے اُنھون نے کی

من اتخذ بیت المال فاول من سن — سب سے پہلے بیت المال اُنھون نے ہی

قیام شهر رمضان واول من عس باللیل — مقرر کیا۔ تراویح کو اُنھون نے ہی سب سے پہلے جاری

واول من عاقب علی الهجاء واول من ضرب — کیا۔ رات کو مخفی گشت لگانے کی ابتدا ان سے

فی الخمر ثمانین جلدة واول من حرم المتعة — ہوئی۔ ہجو کرنے والون پر اُنھون نے عقاب کیا

واول من نهی عن بیع امهات الاولاد — شرب خمر پر دُرّہ زنی انھین کی ایجاد ہے متعہ کو

واول من جمع الناس فی صلوة الجنازة علی — سب سے پہلے انھون نے ہی حرام ٹھہرایا۔ ام ولد

اربعة تکبیرات الی اٰخرہ — کی بیع سے انھون نے ہی منع کیا اور نماز جنازہ

(تاریخ الخلفا سیوطی صہ ۹۳) — مین چار تکبیرون کی ایجاد ان سے ہی ہوئی

تغیر بدلت ہے — اِس قسم کی متعدد روایتین ہین جن کو بوجہ طوالت ترک کرکے اب ہم یہ امر دکھانا چاہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

یاایّها الذین اٰمنوا لاتحرموا — اے ایمان والو! جو پاک چیزین تمھارے لئے حلال

طیبات ما احل الله لکم ولا — کی گئی ہین اونکو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے

تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین۔ — زیادہ نہ بڑھو۔ کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والون کو یقینًا

(پ ۶ - س المائدہ ع ۱۲) — دوست نہین رکھتا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور خدا نے اپنے اور اپنے پیغمبرؐ کے احکام مین عدول اور نافرمانی کرنے والون کو اِس آیۂ کریمہ

ماکان لمومن ولامؤمنۃ اذا قضی — جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ

اللہ ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ من — کردین تو کسی مومن اور مومنہ کو اُن کے کسی معاملہ

امرھم ومن یعصِ اللہ ورسولہ فقد ضل — مین کوئی اختیار نہین ہے اور جو خدا اور اُسکے رسول

ضلالاً مبیناً۔ — کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہ ہے۔

مین ضالین قرار دیا ہے۔

اب ایک دو حدیثین بخاری شریف کی بھی ملاحظہ ہون اور وہ یہ ہین :۔

پہلی — عن عائشۃ قالت قال رسول — حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا

اللہ صلعم من احدث فی امرنا — صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین مین

لیس منہ فھو رد — نئی بات ایجاد کی وہ ہم سے نہین ہے اور وہ

(بخاری جلد چہارم صہ) — مردود ہے۔

دوسری — اذا اجتھد العامل والحاکم فاخطا — جبوقت عامل یا حاکم بغیر علم و خلاف حکم

خلاف الرسول من غیر علم فحکمہ مردود — رسول اجتہاد کرے تو اس کا قول باطل ہے جیسا کہ

یقول النبی من عمل عملا لیس — آنحضرت نے فرمایا جو شخص کوئی عمل کرے اور ہم نے

علیہ امرنا فھو رد — اُس کے بارے مین حکم نہ دیا ہو وہ مردود

(بخاری جلد ۴ صہ ۱۰۷) — ہے۔

غرض جن اصحاب نے حدیث ثقلین کو بالائے طاق رکھ کر احکام الٰہی مین اپنی رائے کو دخل دیا

عترت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنارہ کش ہوے اُن پر فرمان الٰہی فقد ضل ضلالا

مبینا اور ارشاد نبوی صہ غرق وھوی صادق آتا ہے جس کی تصدیق جناب شاہ صاحب ان الفاظ

Presented by Ziaraat.Com

مین فرماتے ہین۔

ہرکہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج — جو ان دو بزرگ چیزون سے انکار کرے

از دین ست — وہ گمراہ اور دین سے خارج ہے۔

اور یہ قول مسلم ہے کہ "او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" اِس صورت مین حیرت واستعجاب کا مقام ہے کہ آپ اُنھین حضرات کی فضیلت وخلافت پر مذہب اہلسنت والجماعت کو سچا بتائین جس کا بطلان بقول شاہ صاحب

مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ — جو مذہب کہ ان دونون کے خلاف ہو امور شرع

عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر ست — مین بروے اعتقاد باطل وناقابل اعتبار ہے۔

ثابت ہے۔

اہلسنت کا عمل اپنے خلفاء کے اقوال پر ہے

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب نے اہلبیت اطہارؑ کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح اہلسنت بھی انکی پیروی کرکے اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ہین اور ایسے بھولے ہوے ہین کہ اُن مین کے اکثر افراد کو تو اہلبیت اطہارؑ کے اسماے مبارکہ تک بھی یاد نہین۔ ہان زبان سے تو لاے اہلبیت کا دعوے بہت کچھ کرکے آیۂ شریفہ

یقولون بافواههم مالیس فی قلوبهم — مُنھ سے وہ باتین کرتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہین۔

کے مصداق ٹھہرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً وفعلاً کسی امر مین مودت اہلبیت اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس کی مخالفت پائی جاتی ہے چنانچہ ایک صلوات ہی مین امتحان کر لیجیے کہ بقول امام فخر الدین رازی ودیگر علماے کبار اہلبیت اطہار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے صلوات مین شریک ہین کہ جو مسلمان تشہد نماز مین اللھم صل علے محمد کے ساتھ وآل محمد نہ کہے تو اسکی نماز ہی باطل ہے۔ یہی

Presented by Ziaraat.Com

امام شافعی صاحب بھی فرماتے ہین ۔

من لم یصل علیکم لاصلوۃ لہ ✻ یعنی ای آل محمد جسنے تیرے تشہد مین صلوات نہین بھیجی اسکی نماز نہین ہے

باین ہمہ اہلسنت نے باستثنا بعض آل کا لفظ اپنی تحریر و تقریر سے قطعاً خارج کر دیا ۔

آل محمد اہلبیت کہ اہلبیت سے پیر کی صحبت پیر کی

افسوس کا مقام ہے کہ خدائے علیم و حکیم اپنے جس ولی کی امامت و خلافت پر دین اسلام کی تکمیل کرے جس کو خدا کا رسول اپنے بعد کل اُمت پر خلیفہ اور ہادی مقرر کر کے اعلان کر جاے ۔ اُمت اُس کی یہ منزلت کرے کہ بجاے پیروی و اطاعت طعنہ زن ہو کہ حضرت علیؑ سے دین خدا کا کوئی کام اچھی طرح سے انجام کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :-

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و حنبلیان و شافعیان اند اصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیۂ فاروق و بجز چند مسائل بر آثار مرتضی فتح اسلام واقع نہ شد و در ہیچ فنے از فنون شرعی مدار کلی بر آثار مرتضوی نیامدہ و بر دست ایشان خلافت منتظم نگشت ،

اسلام مین اکثر فرقے مالکی و حنفی و حنبلی و شافعی ہین اور اُن کا مذہب مسائل اجماعیہ فاروق پر مبنی ہے اور حضرت مرتضے کے آثار پر بجز چند مسائل کے اسلامی فتح واقع نہین ہوئی اور منجملہ فنون شرعی کے کوئی فن کلیۃً آثار مرتضوی پر موقوف نہین ہے اور ان کے ہاتھون خلافت کا پورا انتظام نہوا ۔

(قرۃ العین)

اور رسالۂ تفضیل الشیخین مین ارقام فرماتے ہین کہ

" مہمات مذاہب اربعہ اہلسنت بر آثار مرتضی نیست بلکہ بر اجماعیات عمر بن خطاب و فتاواے ابن مسعود ست "

جناب شاہ صاحب موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ اُس معدن علم امامت کے علم و فضل پر یہ حملہ کیا ہے :-

Presented by Ziaraat.Com

(ایضاً)

ازحضرت مرتضٰے درمسئلۂ فقہ غلط واقع شد	مسئلہ فقہ مین حضرت علی سے غلطی واقع
ازعجائب آنست کہ مثل ابوہریرہ کہ صحبت او	ہوئی ہے۔ اور تعجب ہے کہ ابوہریرہ جو بہت کم آنحضرت
باآنحضرت قلیل ست۔ درمذہب ما پنج ہزار	کی صحبت مین رہے اور علی مرتضٰے سے علم مین گھٹے
حدیث روایت کردہ اند وحضرت مرتضٰی باوجود	ہوے تھے باین ہمہ ارباب فضل وکمال نے ان سے
صحبت دائمۂ کمال فقاہت وتمام حفظ وانضمام	پانچہزار حدیثین نقل کین اور علی مرتضٰے اعلی درجہ کے
استماع ازصدیق وفاروق بسیارے ازحدیث	فقیہ اور صاحب علم وفضل تھے نیز حضرت ابوبکر وعمر کی
باسموعات خویش وعدم مانع ازروایت کہ عبارت	صحبت مین ایک مدت دراز تک رہ چکے ہین اور مثل شیخین
ازقلت بقاربست بعد آنحضرت چنانچہ درصدیق	مہمات ملکی ومعاشرت رعایا اور انتظام مملکت کا بھی
بودہ است قلت یا اشتغال درامور ناس چنانچہ	انسے کوئی علاقہ نہ تھا مدینہ مین محض بیکار رہتے تھے
درفاروق بودہ است یا قلت اشتغال درمسائل فقہیہ	باوجود اس آزادی اور فارغ البالی کے ایک حدیث کا
چنانچہ درطلحہ وزبیر بود مدتے دراز در مدینہ باشد	بھی پتہ نہین چلتا جو کہ اہل مدینہ نے حضرت امیر سے
وروایت نکنند مردمان ازوے حدیث وباد	نقل کی ہو البتہ جب آپ کوفہ پہونچے تو وہان نقل
نگیرند ازوے ہیچ مسئلہ باز درکوفہ چون روایت	حدیث مین مصروف ہوے مگر بہت کم صرف پانچسو
کند حدیث او تا پانصد نہ رسد وآن نیز مختل	حدیثون کا پتہ چلتا ہے اور وہ بھی بے سروپا جن سے
گردد بشرط صحت نرسد الا قلیلے	(ایضاً) کوئی مسئلہ اصولی ماخوذ نہین ہوا۔

اسیطرح دیگر ائمۂ اطہرین علیہم السلام کو معصوم جاننا تو درکنار۔ خاطی سمجھتے ہین معاذاللہ جیسا کہ جناب مولوی عبدالعلی صاحب شرح مسلم مین تحریر فرماتے ہین۔

اجماع اھل البیت لیس بحجۃ خلافا	یعنی اجماع اہلبیت حجت نہین ہے برخلاف شیعہ کے کہ انکے
للشیعۃ فانھم قد یصیبون وقد یخطؤن	نزدیک حجت ہے کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب

Presented by Ziaraat.Com

ویجوز علیهم الزلّة وهی وقوعهم فی حالانکہ انسے بے ارادہ لغزش اور گناہ سرزد ہونا

الذنب من غیر تعمد کما وقع من جائز ہے جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے

سیدة النساء من هجرانها خلیفة خلیفہ رسول اللہ کی ترک ملاقات کی نسبت فدک

رسول الله حین منعها فدك ضبط کرنے پر ظاہر ہوا۔

علی ہذا ذہبی نے کتاب مغنی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجاہیل وضعفا، مین شمار کیا اور کہا کہ لم یخرج به البخاری اور میزان الاعتدال مین بھی ہے

لم یحتج به البخاری وقال یحیی بن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی نفسی منه شیئا وکان مالك لا یروی من جعفر حتی یعلم الی احد یعنی بخاری نے ان جناب سے روایت نہین کی اور یحیٰی بن سعید قطان شیخ بخاری کا بیان تھا کہ ہم اپنے دل مین ان جناب سے کچھ خلش پاتے ہین اور امام مالک ان جناب سے روایت نہین کرتے تھے جب تک کسی اور کو شریک نہ کرین اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفاء سے شمار کیا ہے اور کہا ہے (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی حدیث ان جناب کی غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے بارے مین لکھا ہے " قال ابو الحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان فی کتابه فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیه عجائب یهم ویخطی " یعنی دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین مجھے خبر دی کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین وہم وخطا کی بیان کرتے ہین (معاذ اللہ) اور جناب امام حسن عسکری کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہے لیس بشئی یعنی معاذ اللہ وہ حضرت کوئی چیز نہین ہین۔

اور منہاج السنۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۱ مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

فان علماء المعروفين بالرواية الذين كانوا فى زمن هذا الحسن العسكرى ليس لهم عنه رواية مشهورة فى كتب اهل العلم شيوخ اهل كتب السند البخارى و مسلم وابى داؤد والترمذى ونسائى وابن ماجه كانوا موجودين فى ذلك الزمان قبله وبعده وقد جمع الحافظ ابوالقاسم بن عساكر اسماء شيوخ الكل من شيوخ هؤلاء الائمة فليس من هؤلاء الائمة من روى عن الحسن العسكرى مع روايتهم من الوف مولفة اهل الحديث

یعنی جو علما علم حدیث مین مشہور ہین اور عہد جناب امام حسن عسکریؑ مین موجود تھے اُن مین سے کوئی بھی حضرت سے روایت نہین کرتا۔ شیوخ الکتب المسنت بخاری مسلم۔ ابی داؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ یہ سب اُس زمانہ مین قبل و بعد کے زمانہ مین موجود تھے حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے سب کے شیوخ کا نام لکھا ہے جسمین کوئی بھی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نہین کرتا۔ حالانکہ ہزارون اور سیکڑون راویون سے روایتین کرتے ہین۔

(حصہ دوم تنقید بخاری) صـ۶۶

علے ہذا امام فخر الدین رازی نہایت العقول مین فرماتے ہین۔

والعجب انهم يزعمون فى النقى والتقى والحسن العسكرى انهم كانوا عالمين بجميع المسائل الاصولية والفروعية وجملها وتفاصيلها مع انهم كانوا فى زمان خواص العلماء فى اصناف العلوم وكثرة تصانيفهم مع ذلك لم يظهر من احد منهم شئ من العلوم لا القليل ولا الكثير ولم يحضروا محفلا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ شیعون کا گمان یہ ہے کہ نقی و تقی و حسن عسکری مسائل اصول و فروع سے بالاجمال اور بالتفصیل واقف تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے زمانے مین تھے کہ علماء کثرت سے اقسام علوم مین بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے باوجود اسکے اُن سے کوئی علم کی بات ظاہر نہین ہوئی نہ قلیل نہ کثیر۔ اور نہ کبھی یہ حضرات صحبت اہل علم مین بیٹھے

Presented by Ziaraat.Com

ولا تکلموا فی شئ من المسائل مع المخالفین ولم یظهر منهم تصنیف تنتفع به کما یظهر من الشافعی و محمد بن الحسن من الفقهاء والمتکلمین والمجتهدین۔

کبھی مخالفین سے کسی علمی مسئلہ مین گفتگو نہین کی اور نہ ان حضرات سے تصنیف ظاہر ہوئی جس سے علوم کو فائدہ پہونچتا جیسے شافعی و محمد بن حسن اور دیگر علما و مجتہدین کی تصانیف موجود ہین۔

کتب صحاح مین اہلبیت سے حدیث نہین ہے

اگر کتب اہلسنت بنظر تعمق و غور ملاحظہ ہون تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری۔ صحیح ابی داؤد۔ اور صحیح نسائی و ابن ماجہ وغیرہ اکثر راویان خوارج کی روایتون سے مزین ہین۔ مثلاً۔ یمن بن نمیر ہے جس نے شہزادہ علی اکبر شبیہ پیغمبر کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ دوسرا عمرہ بن جندہ ہے جس نے آٹھ ہزار شیعون کو قتل کرایا۔ تیسرا شبث بن ربعی جو معرکہ کربلا مین سپاہ شام کا سپہ سالار تھا۔ جس نے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو نیزہ و شمشیر سے صدمات پہونچائے تھے۔ چوتھا شمر ذی الجوشن ہے جس کی شقاوت کا حال ظہر من الشمس ہے۔ اسطرح ابن سعد اور مروان بن حکم جن کو رسول مقبول صلعم نے خارج البلد کیا تھا بخاری وغیرہ کے رواۃ مین داخل ہین۔

سب ثقلین سے لفظ آل حذف کیا جاتا ہے

بھائیو! غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرما گئے کہ میری آل سے تمسک رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور تمھارے علما نواصب و خوارج سے حدیثین اور روایتین لین اور آل رسول سے جو تمام امت کے ہادی و مقتدا ہین پیروی تو کیا انکی حدیث پر اعتبار بھی نہ کرین۔ پھر تم ان کتابون کو کتاب خدا سے بڑھکر سمجھو۔ غرض اس فرقہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ چنانچہ تحریر و تقریر سے تو آل کا لفظ مٹا ہی چکے ہین یعنے صرف صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور صرف نصلی علی رسولہ الکریم بھی لکھتے ہین۔ البتہ حدیث ثقلین مین لفظ آل باقی ہے سو وہان سے بھی مٹانا شروع کر دیا جیسا کہ حال مین ایک کتاب موسوم بہ تاریخ الامۃ حصہ اول سیرۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ حافظ مولوی محمد اسلم صاحب جیراج پوری

Presented by Ziaraat.Com

اسناد تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ جو مطبع علیگڈھ سے شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۱۴۷ مین کچھ سرسری ذکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس خطبۂ مبارک کا ہے جو کہ آپنے بمقام غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ جناب ممدوح نے اُس خطبہ سے آل کا لفظ ہی خارج کر دیا جس کی نقل یہ ہے :۔

"حج" (حجۃ الوداع) کے بعد آپنے مسلمانون کو جہان ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانون کا اجتماع ہوا مخاطب کر کے ایک مؤثر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! مین نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑوگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن ہے۔

حالانکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہین انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی جو مسلمۂ فریقین ہین لیکن ہم کو افسوس ہے کہ بلحاظ تعصب مولوی صاحب نے اُس حدیث سے انکار کیا جس کو اُن کے پیشوا تسلیم کرتے ہین۔ اب تمھین بتاؤ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین یہ صاف و صریح تحریف نہین ہے۔ افسوس اسپر بھی ایسے ہی لوگ ہادی و رہنما مانے جاتے ہین۔ اب انصاف سے کہو کہ تم خدا و رسول کے احکام کی پیروی کرتے ہو یا اپنے خلفاء کی۔ اسپر اسلام بلکہ ہدایت یافتہ ہونے کا دعوی ہے۔ لیکن کوئی خدا کی روشنی کو بجھا نہین سکتا اللہ جل شانہ کی قدرت ہے کہ وہ قادر مطلق انھین لوگون کی زبان و قلم سے کلمہ حق نکلواتا ہے جو اصحاب ثلثہ کی فضیلتون مین روز و شب رطب اللسان ہین۔

علامہ ابوبکر کا قول

چنانچہ علامۂ ابوبکر بن شہاب جو فرقہ تسنن کے ایک مستند عالم ہین اور اس وقت حیدرآباد مین موجود ہین اپنی مصنفہ کتاب نصائح الکافیہ مین ائمۂ اربعہ و دیگر علماء و فضلاء اہلسنت پر طعن کرتے ہین کہ ہمارے مذہب والون نے مستقل رسالے مناقب تابعین مین تو لکھے ہین لیکن آل محمد علیہم السلام کا جو افضل التابعین ہین کہین ذکر تک نہین کیا۔ بلکہ ان کو تابعین مین بھی شمار نہین کیا اُس عبارت کی نقل صفحہ ۱۹۱ سے اس جگہ کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے :۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض اصحابنا بعد ذکر تفاضل الصحابۃ الی ذکر تفاضل التابعین فقال بعضهم افضل التابعین اویس القرنی وقال بعضهم الحسن البصری وقال آخرون هو سعید بن المسیب ولم یقل احد بافضلیۃ الامام زین العابدین بن الحسین علیهم السلام وهو والله افضلهم واعجب من هذا ان بعض علماء الشافعیہ افرد فی مولف له فضلا فی ذکر کبار التابعین وعد منهم نحو العشرۃ ولم یذکر فیهم زین العابدین و لا الحسن المثنی ولا محمد بن الحنفیۃ ولا ادری ما الصارف له عن ذلك والحال انه من کبار العلماء المطلعین وتالیفه کان بعد انقضاء الدولۃ الامیۃ والعباسیۃ و الله ان هذا القریب من الجفاء وان لم یکن الجفاء بعینه

ہمارے مذہب کے بعض علماء نے فضائل صحابہ کے ضمن مین فضیلت تابعین کا بھی ذکر کیا ہے چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اویس قرنی تمام تابعین سے افضل ہین بعض حسن بصری کو بعض سعید بن مسیب کو سب سے افضل بتلاتے ہین لیکن کسی نے امام زین العابدین بن الحسین علیہم السلام کی افضلیت کا اظہار نہین کیا حالانکہ خدا کی قسم وہ بزرگ تمام تابعین سے افضل ہین اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض علمائے شافعیہ نے تابعین کے فضائل بیان کیئے ہین اور قریب دس کے تابعین کا تذکرہ کیا ہے لیکن انمین کہین نہ امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔ نہ حسن مثنی (فرزند امام حسن) نہ محمد بن حنفیہ کا مین نہین سمجھتا کہ اسکے ترک کا کیا باعث ہوا حالانکہ مؤلف اس رسالہ کے بڑے عالم جید ہین اور تصنیف بھی بعد زوال دولت بنی امیہ و عباسیہ کے ہے واللہ اگر حضرات اہلبیت پر یہ ظلم نہین ہے تو ظلم کے قریب ضرور ہے۔

ادی ہین

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا نے منصب ہدایت صرف آل محمد ہی کو بخشا ہے نہ کہ صحابہ کو اور آل محمد ہی ہادی و مقتدا ہین۔ اور کتاب خدا اور عترت رسول اللہ پر دونون مذہب کی حقیت و بطلان کا مدار ہے۔ پس پیروی انھین ہادیان دین کی واجب ہے نہ کہ دوسرون کی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

افمن یھدی الی الحق احق	آیا وہ جو تم کو حق تک پہونچائے اس امر کا
ان یتبع امن لا یھدی الا ان	زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ
یھدی فمالکم کیف	جس کو خود ہی راستہ نہین ملتا ہو جب تک کہ
تحکمون	اور کوئی اس کو راستہ نہ بتلائے پس تم کو کیا ہو گیا ہے
(پ ۱۱ س یونس۔ ع ۳)	اور کیسے فیصلہ کرتے ہو۔

چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ) اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر قمی مین فرماتے ہین۔

جو خود ہدایت نہین پاتے جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہین جنھون نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی (مقبول ترجمہ)

اگرچہ بوجوہ بالا مسئلہ (فضیلت صحابہ) ہوا ہو گیا جس سے بفحوائے بناء الفاسد علی الفاسد مذہب اہل سنت و الجماعت حسب ارشاد جناب شاہ صاحب بنوی باطل و نامعتبر ثابت ٹھیرا اور اب اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین رہی مگر چونکہ آپ نے آیات بینات کی بنا اسی مسئلہ خاص پر قائم کی ہے اسلئے ہم بھی بقول جناب شاہ صاحب

چون بنائے کلام بر اصول گروہ ہے دیگر — چونکہ بناے کلام ایک غیر گروہ کے اصول پر

نہادہ است ناچار زمام اختیار بدست آنہا — رکھی گئی ہے اسلئے بمجبوری عنان اختیار اُنکے ہاتھ مین

دادہ ہر جا کہ کشیدہ برند میرود و بہر رنگ — دیدی ہو کہ جہان کھینچکر لیجائین چلا جاتا ہے اور جس

کہ رنگین کند میشود — رنگ سے رنگین کرتے ہین رنگا جاتا ہے۔

اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہین۔

شیعہ صحابۂ کرام کی فضیلت کے معتقد ہین

واضح ہو کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (جس طرح اہلبیت اصحاب کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلیٰ وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھتے ہین اسیطرح شیعہ اُن کو بُرا اور خراب حتی کہ کافر و مُرتد کہتے ہین) درست نہین ہے کیونکہ اصحاب رسول اللہ دو چار یا دس بیس نہ تھے بلکہ ہزارون اور لاکھون تھے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ہی سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے نہ تھے بلکہ اُن مین فاسق اور منافق بھی تھے۔ شیعہ ہی کیا خدا بھی یہی فرماتا ہے منہم المومنون و اکثرہم الفاسقون پس شیعہ مطابق کلام الٰہی صرف اصحاب منافقین کو بُرا سمجھتے ہین صحابۂ مومنین کی فضیلت و منزلت کے تو بدل وجان معتقد ہین۔ چنانچہ کتب امامیہ مین جناب امیر المومنینؑ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السّلام کے اقوال صحابۂ کبار کی تعریف مین جابجا موجود ہین از انجملہ جناب مولائے کونین علی بن ابیطالب علیہ السلام جن خاص الفاظ مین اصحاب مومنین کو یاد فرمایا کرتے تھے اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے:-

خطبات جناب امیر المومنین حضرت سید الساجدین علیہ السلام

این القوم الذین دعوا الی الاسلام	کہان ہین وہ لوگ جن کو دعوت دی گئی
فقبلوہ وقرؤا القرآن فاحکموہ و	اسلام کی اور اُنھون نے اُس کو قبول کیا۔ اور پڑھا
هیجوا الی القتال فولهوا ولہ اللقاح	قرآن مجید کو پھر مضبوط کیا اور رغبت دلائی جہاد کی
الی اولادها وسلوا السیوف من	پھر غافل کردیا اونٹنیون کو اُن کے بچون سے اور کھینچ لیا
اغمادها ولخذوا باطراف الارض	تلواروں کو نیام سے اور لے لیا زمین کے اطراف کو

Presented by Ziaraat.Com

زحفا زحفا وصفا صفا بعض هلك — اطراف کو گروہ گروہ صفین باندھکر کچھ شہید ہوے

وبعض نجا لا یبشرون بالاحیاء و — کچھ زندہ رہے نہ ترش رو ہوتے ہین نہ ڈرتے

لا یعزون بالموتی مرہ العیون — ہین آنکھین اُن کی بیمار ہین رونے سے پیٹ

من البکاء خمص البطون من الصیام — اُن کے دُبلے ہوگئے ہین روزون سے ہونٹھ

ذبل الشفاہ من الدعا صفر الالوان — ان کے سوکھ گئے ہین دعا کرتے کرتے رنگ انکے

من السہر علی وجوھھم غبرۃ — زرد ہوگئے ہین جاگتے جاگتے خوف خدا سے

الخاشعین اولئك اخوانی الذاھبون — اُن کے مُنھ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ وہ میرے بھائی

فحق لنا ان نظمأ الیھم و نفض الایدی — ہین جو گذر گئے۔ ہم کو ان کی جدائی سے دست تاسف

علی فراقھم (نہج البلاغۃ ص۱۱۹) — ملنا چاہیئے۔

اسی طرح جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہین :۔

اللھمّ و اصحاب محمّد — خداوندا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم — علی الخصوص اُن لوگون پر رحمت نازل فرما جنھون نے

خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ — حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا اور ہر طرح کی

والذین ابلوا البلاء الحسن — مصیبت اور ایذا کو اپنے پیغمبر کی اعانت مین گوارا

فی نصرہ و کانفوہ و اسرعوا — کیا جنھون نے باہم انکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا

الی وفادتہ و سابقوا — اور جنھون نے اُن کی رسالت قبول کرنے مین جلدی

الی دعوتہ و استجابوا — کی اور اُن کی دعوت کی اجابت مین سبقت کی

لہ حیث اسمعھم حجۃ — جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین

رسالاتہ۔ — بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کیا

Presented by Ziaraat.Com

وفارقوا الازواج والاولاد اور اظہار کلمۂ حق کے لئے اپنے زن و اطفال کو

فی اظہار کلمتہ وقاتلوا الاباء چھوڑ دیا اور اُنکی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے

والابناء فی تثبیت نبوتہ و آبا و ابناء کو قتل کیا اور اُنھون نے حضرت کی مدد کی اور جو اشخاص

انتصروا بہ ومن کانوا منطوین قلبی محبت رکھتے تھے اُس تجارت کی اُمید رکھتے تھے جسمین کھوٹ

علی محبتہ یرجون تجارۃ لن نہین اُنکی محبت مین جب اُنھون نے پیغمبر خدا کا دامن

تبور فی مودتہ والذین ھجرتھم پکڑا تو اُن کے قبیلہ کے لوگون نے انکو چھوڑ دیا

العشائر اذا تعلقوا بعروتہ و اور جب پیغمبر کی قرابت کے سائے مین آئے تو اُنکے

انتفت منھم القرابات اذ سکنوا رشتہ دارون نے اُن سے تعلقات منقطع کر دیئے

فی ظل قرابتہ فلا تنس پس خدایا فراموش مت کران باتون کو کہ تیرے پیچھے

لھم اللھم ما ترکوا لک جنکو اُنھون نے ترک کر دیا ہے تو اپنی خوشنودی سے

وفیک وارضھم من رضوانک اُن کو خوش کر اسلئے کہ اُنھون نے خلق کو تیری

وبما حاشوا الخلق علیک طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ تیری

وکانوا مع رسولک دعاۃ خوشنودی کے لئے تیری طرف بلاتے تھے اُنکی سعی

لک الیک واشکرھم علی مشکور ہونے کے لائق ہے کہ اُنھون نے اپنی قوم

ھجرھم فیک دیار قومھم اور کنبہ کے گھر اور اپنے وطن کو تیری خوشنودی کیلئے

وخروجھم من سعۃ المعاش ترک کیا اور راحت کی زندگی سے نکلکر ضیق معاش

الی ضیقہ ومن کثر فی اعزاز کو گوارا کیا اور مشکور قرار دے اُس شخص کو کہ زیادتی

دینک من مظلومھم اللھم کی اُسنے تیرے دین کی بزرگی مین یعنی اُنکے مظلومون

اوصل الی التابعین لھم باحسان مین سے خداوندا اُنکے تابعین کو جزاے خیر دے

Presented by Ziaraat.Com

الذی یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا — جو یہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہمکو بخشدے

الذین سبقونا بالایمان خیر جزائك — اور ہمارے اُن بھائیون کو جنھون نے ایمان مین

الذین قصدوا سمتهم وتحرّوا — ہم پر سبقت کی کیسے تابعین جو اُن صحابہ کے چلن پر

وجهتهم وامضوا علی شاکلتهم — چلتے ہین اور اُن کے آثار کی پیروی کرتے ہین اور

لم یثنهم ریب فی نصرتهم و — اُن کی نشانیون کا اقتدا کرتے ہین جن کو کوئی شک

لم یختلجهم شك فی قفو اثارهم والایتمام — اُنکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین غلط

بهدایته منارهم مکانفین وموازرین — اُنکے آثار کی پیروی مین شبہہ دخل نہین پاتا۔ کیسے

لهم یدینون بدینهم و یهتدون — تابعین جو اصحاب کے معاون ہین اور اپنا دین اُنکے

بهدیتهم یتفقون علیهم ولا یتهمونهم — دین کے موافق رکھتے ہین ہدایت کے موافق ہدایت

فیما الدوا الیهم اللهم وصل علی — پاتے ہین اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اصحاب

التابعین من یومنا هذا الی یوم — نے جو اُن کو پہونچایا اُس کے متعلق اُن پر

الدین وعلی ازواجهم وعلی ذریاتهم — کچھ تہمت نہین رکھتے خدایا تا قیامت اُن تابعین

وصلی من اطاعك منهم (صحیفہ کاملہ ص۳) — اور اُن کے ازواج پر رحمت نازل فرما۔

اِن صفات کے اصحاب ہین۔ وہ اصحاب جن کی محبت شیعون کے دل مین ہے اور نظر مین عزت۔ قطعہ

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا اُنسے راضی رسول اُنسے خوش — علی اُنسے راضی بتول اُنسے خوش

چنانچہ اِس امر کے تو آپ خود بھی معترف ہین اور آیات بینات کے صفحہ (۷۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ

Presented by Ziaraat.Com

مصداق ان فضائل کے اصحاب رسول نہین ہین، سکا خود کسی شیعہ نے دعوی نہین کیا بلکہ ان فضائل کا صحابہ کی شان مین وارد ہونے کو اُن کے علماء نے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ صاحب "نزھۂ اثنا عشریہ" نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اس کو تسلیم کیا ہے کہ "امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمی دانند بلکہ بسیارے از صحابہ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از اولیاے کرام می دانند۔ و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می پندارند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقۂ حقہ آنرا زبور آل محمد میگویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین ماثور ست شاہد عدل این دعوی ست۔

اِس سے ثابت ہے کہ کل اصحاب کو شیعہ برا نہین سمجھتے۔ یہ تو علماء اہلسنت کی خاص عنایت کا سبب ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت کیلیئے طرح طرح سے ہم کو متہم کرکے لوگون کو مذہب امامیہ سے یکبگر مستفید نہین ہونے دیتے کہ خدا تو اصحاب رسول اللہ ص کی صفات مین صاف صاف

محمد رسول اللہ والذین معہٗ — محمد خدا کے رسول ہین اور جو لوگ انکے

اشداء علی الکفار الخ — ساتھ ہین وہ کافرون پر بڑے سخت ہین۔

فرماتا ہے اور شیعہ اُن کو بُرا کہتے ہین۔ اور قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ پس اگر آپ کو شاہ صاحب کی تایید مقصود نہ ہوتی تو آپ خود ہی اُن کو قائل کر دیتے کہ نہ شیعہ کل اصحاب کو بُرا کہتے ہین اور نہ خداے پاک ہی نے جمیع اصحاب کی شان مین محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار فرمایا ہے (اس آیۂ کریمہ کے مفصل ذکر سے جلد دوم مین انشاء اللہ لطف اُٹھایئے گا)

اہلسنت بھی کل اصحاب کو اچھا نہیں سمجھتے ہین

جس طرح شیعہ کل اصحاب کو بُرا نہین سمجھتے اُسی طرح اہل سنت بھی باوجود اس دعوے کے (کل صحابہ عدول اند) سب کو اچھا نہین جانتے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب مین مہاجرین ممتاز تھے اسی طرح انصار بھی تھے اور ان دونون گروہون مین جو اصحاب مومنین سے ہین اُنکی عزت اور منزلت: اللہ اکبر: وہ جان نثاری۔ وہ ایمان۔ وہ عقائد کہ خود کلام خدا شاہد ہے اور جا بجا

ان کے حق مین رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے ثلثہ رض نے انصار کی فضیلت و مرتبت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے کہ " بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار سقیفہ مین جمع ہوے تاکہ خلافت کے لئے طبقۂ انصار سے کسی کا انتخاب کرین۔ مباحثہ ہوا مجمع نے سعد بن عبادہ انصاری کا انتخاب کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر رض آپہونچے اور اس انتخاب پر سخت مزاحمت و مخالفت فرماکر حضرت ابوبکر رض کو خلافت کا مستحق تجویز فرمایا انصار نے آپ کے استحقاق سے قطعًا انکار کیا۔ اسپر مہاجرین و انصار مین جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ تلوارین نیام سے نکل آئین۔ حضرت عمر رض نے سعد بن عبادہ سے جو کہ قبیلہ انصار کے پیشوا اور سردار تھے سخت کلامی کی بلکہ بروایت طبری اُن کو منافق کہا اور پکار پکار کے فرمانے لگے قتل اللہ سعدا قتل اللہ سعدا (یعنے سعد کو اللہ ہلاک کرے) حالانکہ سعد اصحاب بدر سے تھے اور اصحاب بدر کے مرتبے اور درجے اہلسنت کے نزدیک بہت کچھ ہین نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور انھین سعد کے بارے مین باین الفاظ اللھم اجعل صلوانك ورحمتك علے سعد بن عبادہ دعا فرماتے تھے۔ اس صورت مین انصار کے درجے اور مرتبے تو اس کے مقتضی تھے کہ اہل سنت قتل اللہ سعدا کہنے والے کو خدا و رسول کا مخالف سمجھکر معترض ہوتے کہ ایسے جلیل الشان صحابی کو مجمع عام مین منافق کہا اور ایسے ذی قدر صحابی کی جس کی صفت و ثنا پر آیات و احادیث شاہد ہون جس کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلواۃ و رحمۃ نازل ہونے کی دعا فرمائی ہو؛ توہین و تحقیر کی لیکن بخلاف اسکے حضرت عمر رض کو تو وہ فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہین اور انصار کو دین اسلام کا دشمن سمجھتے ہین اور صاف صاف فرماتے ہین کہ

" اگر خدانخواستہ خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوجاتی کہ ایک تختہ

کا بھی پتہ نہ چلتا۔

اسی طرح علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ العباسی صاحب وکیل عدالت گورکھپور سنی المذہب نے اپنی تالیف تاریخ الاسلام مین لکھا ہے۔

"خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا اسلام کی تمام اُمیدین خاک مین مل جاتین (تاریخ الاسلام ص۱۰۲)

اور کتب اہلسنت مین ہی جیسا کہ ہم اول لکھ چکے ہین کہ "جب اصحاب کبار حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کرکے دولتسرائے حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مین جمع ہوے تو حضرت عمرؓ دروازے پر آکر کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ گھر سے نہین نکلینگے اور بیعت نہ کرینگے تو مین گھر کو آگ سے جلادونگا" باوجود اسکے شاہ صاحب حضرت عمر کے اس فعل کو مستحسن سمجھتے ہین اور خاصان خدا و اصحاب کبار پر بیت الشرف جناب سیدہ مین جمع ہوکر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام رکھتے ہین اور مقربان خدا کو ابن خطل سے جو منجملہ شعراے کفار تھا اور کعبہ معظمہ کے پردون مین چھپ کر پناہ گزین ہوا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہین اس کو قتل کرو۔ مماثل نتائج دیگر فرماتے ہین۔

"ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نہ باشد در خانہ حضرت زہراؑ چرا پناہ باید داد (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ کبار پر طرح طرح کے ظلم و جور کیئے اور اُن کی توہین و تذلیل کی آہ! حضرت ابوذر غفاری رضؓ جنکے مرتبے اور بزرگی پر یہ نکتہ شاہد ہے کہ وہ محرم اسرار نبوی تھے۔ شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہے۔

"یہ بڑے مرتبے کے صحابی اور رازدار پیغمبر تھے۔

مگر اسپر بھی شاہ صاحب ان کے حق مین حضرت عثمان رضؓ کی بدسلوکیون کو جائز سمجھ کر ایسے جلیل القدر

Presented by Ziaraat.Com

صحابی کی شان مین فرماتے ہین (خوب شد کہ بسزاے خود رسید) خیر اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آگے کی جائے گی کیونکہ ع ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد +

اسی طرح جن اصحاب نے مثل سعد بن عبادہ انصاری وغیرہ حضرت ابوبکر رض کی بیعت نہین کی اہلسنت ان کو خارج از اسلام سمجھتے ہین جیساکہ شاہ صاحب کا قول ہے۔

"حقتعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلثہ اینز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرماتے ہین کہ

"منکر خلافت صدیق اکبر را اکثر کتب فقہ کافر نوشتہ اند"

اور فتاواے عالمگیری مین ہے کہ

من انکر خلافہ ابی بکر و عمر — جس شخص نے ابوبکر اور عمر کی خلافت سے انکار

فقد کفر۔ — کیا پس وہ کافر ہوا۔

قطع نظر اسکے بہت سے اصحاب ایسے ہین جن کو اہلسنت علانیہ کافر و مرتد کہتے ہین جسپر حدیث "اصحابی" مندرجہ بخاری شریف جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے شاہد ہے اور شاہ صاحب تو اسقدر اُن اصحاب کو برا سمجھتے ہین کہ ان لوگون کو لفظ صحابہ سے بھی منسوب کرنا گوارا نہین فرماتے جسپر آپکی یہ تحریر صاف دلالت کرتی ہے کہ

"ہیچکس از اہل سنت آن جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست"

اب فرمائیے کہ اہلسنت کہان کل اصحاب کو سب امت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ حضرت عمر سے دربار سعد بن عبادہ جیسے جلیل القدر صحابی کو منافق کہین۔ حضرت عثمان صحابہ کبار کی تحقیر کرین۔ شاہ صاحب اس شد و مد سے اصحاب کو مرتبہ صحابیت سے خارج کرین۔ جو اصحاب کبار بیت الشرف جناب سیدہ علیہا السلام مین جمع ہون

Presented by Ziaraat.Com

اُن کو مفتری اور فتنہ پرداز فرمائین اور مردودان خدا سے نسبت دین۔ (نعوذ باللہ) اور آیات و احادیث سے چشم پوشی کر کے حضرت عمرؓ کی پیروی مین انصار کو ایمان و اسلام کا دشمن ٹھہرائین۔ یہ سب تو مباح ہوا اور امامیہ انھین اقوال و اسناد پر اگر اصحاب منافقین و فاسقین کی نسبت یہی عقیدہ رکھین کہ "ہیچ کس از امامیہ ان جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست" تو اہلسنت اسکا نام تبرا رکھین اور اصحاب منافقین کو بُرا سمجھنے پر شیعون کو زمرۂ اسلام سے خارج کرین اور لوح کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کو ان الفاظ سے زینت دین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

حالانکہ کتب اہل سنت مین حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی کلمہ گو کافر کہے تو دونون مین سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی یعنی جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر تھا تو خیر ورنہ کہنے والا کافر ہوگا"

مایہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ ثلثہ ہے

غرض اقوال مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنت کل اصحاب کو ہرگز ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ اِس صورت مین آپ کا بالاجمال صحابۂ کرام فرمانا مصلحت اور حکمت سے خالی نہین ہے۔ لہٰذا صاف کیون نہین فرماتے کہ مایہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ ثلثہ ہے یعنے اہلسنت منجملہ کثیر التعداد اصحاب کے صرف انھین حضرات کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور انھین کو ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل جانتے ہین۔ حالانکہ خود انھین کے علمائے کرام اور ائمۂ عظام نے ان کے اعمال۔ افعال و کردار رفتار و گفتار کی پردہ دری کی ہے اور امنوا وعملوا الصلحت وامر بالمعروف وانھی عن المنکر کو پیش نظر رکھکر ان کے پوست کندہ حالات اپنی اپنی کتابون مین درج کیے ہین مگر اہلسنت خواہ بمصلحت دنیا خواہ از راہ تعصب خواہ بوجہ لاعلمی صحیح روایتون سے چشم پوشی کر کے اب تک اُنھین

روایات منافی ایمان صحابہ ثلثہ

جھوٹی روایتون اور ضعیف حدیثون پر ایمان لائے ہوئے ہین - جو اُن ہر سہ حضرات کو لاشے سے شے بنانے کے لئے وضع کی گئی تھین اور جنکے موضوع ہونے کا خود اُنھین کے علما، کرام کو اعتراف ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۵۰ مین ہے کہ

"احادیث در مناقب و فضائل ابوبکرؓ از صحاح و حسان و ضعاف بسیار وارد شد و بعضے محدثین بر بعض آنہا سکم بوضع کردہ اند۔

بااین ہمہ اُن کے دماغ اُنھین پھولون سے بسے ہوے ہین جن مین ذرا بھی نور ایمان کی جھلک نہین بجا ہے اسکے امامیہ اس بیسر کا سبب سبکو آپنے تمہید کتاب مین تحریر فرمایا ہے کہ ...

شیطان نے بعد ایمان کے کثیر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے بچیتا ریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے۔

اُنھین کی ذات بابرکات کو سمجھتے ہین۔ جس پر خود اقوال علما، کرام و فضلا عظام اہلسنت شاہد ہین کہ دین خدا مین جسقدر شبہات و اعتراضات پیدا ہوے وہ سب اُنھین اصحاب کی بدولت پیدا ہوے ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بظاہر بڑے ایمان و اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ سامنے تو احکام رسالت و نبوت پر اظہار رضامندی کرتے تھے مگر پس پشت مخالفت پر تُلے رہتے تھے۔ احکام اوامر و نواہی کی تعمیل سے منحرف تھی اپنی رائے کو دخل دے کر آپ کے احکام پر ایسے ایسے سوالات و اعتراضات و شبہات کیا کرتے تھے جو سراسر ایمان کے منافی تھے۔ آخر کار اس تخم عمل سے وہی حاصل ہوا جو مقتضاے تخم عمل تھا یعنی

"گندم از گندم بروید جَو ز جَو"

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے عناد کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ جناب رسالت مآب

Presented by Ziaraat.Com

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کثیر مسلمانون کے دل باطل عقیدون سے تاریک اور بہت فرقے گمراہ ہوجائین۔ یہی اصحاب توہین جنھون نے احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین عموماً اور تعمیل وصیت مین خصوصاً کھلم کھلا مزاحمتین اور مخالفتین کی تھین اگرچہ یہ واقعات آگے تحریر کئے جائینگے لیکن بنظر اطمینان خاطر اسجگہ دو ایک علماے کرام وفضلاے عظام اہلسنت کی اُن روایتون کا خلاصہ اس جگہ درج کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے اہل انصاف پر روشن ہوجائیگا کہ شیعہ حسب اقوال علماے اہل سنت صحابۂ ثلثہ رض کی فضیلت وخلافت تسلیم نہ کرنے مین خدا و رسول ص کے مطیع ومنقاد ہین۔

توہین رسول اور مخالفت امت

بھائیو! ذرا گوش ہوش سے سنو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی پیاری اُمت کو آیندہ گمراہی سے بچانے کے لئے وصیت آخری تحریر فرمانے کی غرض سے دوات وقلم طلب فرماتے ہین اور اصحاب جان نثار فرمان بردار۔ پکے ایمان اور سچے اسلام لانے والے۔ فرمان نبوت ورسالت کو ہذیان سے تعبیر کرتے ہین تعمیل حکم مین مزاحمت ومخالفت۔ جیسا کہ محمد عبدالکریم صاحب شہرستانی امام اور رکن اعظم اہل سنت اپنی مشہور کتاب "ملل ونحل" مین تحریر فرماتے ہین۔

اعلم ان اول شبهة وقعت فی الخلیقة	واضح ہو کہ اول جو شبہہ عالم مین واقع ہوا
شبهة ابلیس لعنة الله علیه مصدرها	وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا کہ اُسنے
استبداده بالرای فی مقابلة النص و	خدا کے مقابلہ مین اپنی راے کو دخل دے کر حضرت
اختیاره الهوی فی معارضة الامر و	آدم کو سجدہ کرنے سے اس دلیل کے ساتھ انکار
استکباره بالمادة التی خلق وهی النار علی مادة	کیا کہ مین تو آگ سے خلق کیا گیا ہون اور آدم
آدم علیه السلام وهی الطین الی اخره فاول تنازع وقع	خاک سے اور اول جو نزاع اسلام مین واقع ہوئی

Presented by Ziaraat.Com

فی مرضہ علیہ السلام ما رواہ
محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ
عن عبداللہ بن عباس قال
لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم مرضہ الذی مات فیہ
قال ائتونی بدواۃ وقرطاس
اکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعدی فقال عمر ان رسول
اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا
کتاب اللہ وکثر اللغط فقال
النبی علیہ السلام قوموا عنی
لاینبغی عندی التنازع۔

(ملل ونحل ص۱۱۰)

وہ قصہ قرطاس ہے جسکو محمد بن اسمعیل بخاری نے
عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مرض الموت مین قلم دوات طلب کیا اور فرمایا
کہ مین ایک نصیحت نامہ لکھدون تاکہ تم ہرگز
میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ سنکر حضرت عمرؓ نے
کہا کہ تحقیق رسول خدا بوجہ کرب کے ایسا کہتے ہین
یعنی (ازراہ ہوش وحواس اُن کی یہ فرمائش
نہین ہے) لہذا کاغذ دوات لانیکی ضرورت نہین
اسپر حاضرین مین اختلاف ہوا اور بحث ہونے لگی
اور آوازین بلند ہوئین جس سے ناراض ہوکر حضرت
نے حکم دیا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ کیونکہ
میرے سامنے جھگڑا سزاوار نہین

یہ روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اِس طرح تحریر فرماتے ہین :-

درکتب صحاح مذکورست کہ آن حضرت
درحین اشتداد مرض کہ اصحاب درحجرۂ شریف
مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ برائے من
بیارید تا برائے شما وصیتے نویسم کہ بعد ازمن
ہرگز گمراہ نشوید۔ پس اصحاب اختلاف کردند۔

کتب صحاح مین مذکور ہے کہ جبوقت آنحضرتؐ
پر مرض کی شدت طاری ہوئی اسوقت اصحاب حجرۂ
شریف مین جمع تھے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوات
اور کاغذ لاؤ تاکہ تم لوگون کے واسطے ایک وصیت نامہ
لکھدون کہ میرے بعد لوگ ہرگز گمراہ نہون پس اصحاب نے اختلاف کیا

Presented by Ziaraat.Com

بعض گفتند انچہ فرمود عمل باید کرد دوات و
صحیفہ باید داد ہر چہ خواہد بنویسد بعضی گفتند
مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول
بہ کتابت داریم کہ وقت وے تنگ ست
عمر رضہ درین جانب بود گفت درد والم بر حضرت
مستولی ست و قرآن مجید درمیان ما ہست
ما را بس ست و در بعضی روایات این نیز آمدہ
است کہ از دائرۂ اختیار او بیرون ست شاید
کہ این سخن ازان سخنان باشد بعضے مردم خیال
کنند کہ ہذیان می گویند دیگر نیز موافق عمر
بودند جمعے از مخالفت تا اختلاف افتادہ آوازہا
بلند شد آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من
کہ اصوات بحضور رسول خدا جائز نیست

مکالمۃ الصحیحۃ

صفحہ ۸۷۸

مطبوعہ مظہر العجائب

بعض نے کہا کہ حکم کی تعمیل کرنا چاہئے اور
دوات و کاغذ حاضر کرنا چاہیئے تاکہ جو کچھ حضرت
تحریر فرمانا چاہتے ہین تحریر فرمائین بعض نے کہا
اسوقت حضرت پر مرض کا غلبہ ہی دوات قلم نہین
دینا چاہئے عمرؓ اس جانب تھے (یعنی انکار کرنے
والون کے موافق تھے) کہا کہ حضرت پر درد و الم
طاری ہی اور قرآن ہمارے درمیان ہی ہمکو کافی ہی
بعض روایتون مین یہ ہی کہ جس طرح بیماری مین بیمار پر
ایک حالت بدحواسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے
اختیار سے باہر ہوجاتا ہے شاید حضرت کا بھی ارشاد
اسیطرح ہو جسکو لوگ ہذیان کہتے ہین پس ایک گروہ
تو حضرت عمر کی راے سے متفق تھا اور دوسرا گروہ آپکی
راے کے خلاف آخر اس اختلاف کی نوبت یہانتک پہونچی
کہ باہم زور زور سے چلا کر شور و غل کرنیلگے اسوقت آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہ رسولؐ خدا کے
سامنے شور و غل کرنا جائز نہین ہی۔

شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب کتاب الفرایض والحقوق اور امہات الامۃ
مین تحریر فرماتے ہین۔

جن لوگون کے دلون مین خلافت کی کھچڑی پک رہی تھی اُس کا بھانڈا دوات قلم طلب

کرنیکے وقت بھوٹ گیا۔ پیغمبر صاحب نے بھی وصیت کی کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے
مگر جنکے دلونمین تمنائے خلافت چٹکیان لے رہی تھی انھون نے تو دھینگا مشتی سے منصوبہ کو چٹکیون
مین اُڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبر
صاحب کے حواس برجا نہین ہین کاغذ دوات وقلم کا لانا کچھ ضرور نہین خدا جانے کیا کا کیا
لکھوا دین گے ::

شبلی صاحب کے نزدیک واقعۂ قرطاس کی بے بنیادی

اگرچہ یہ روایتین بہت ہی صاف اور واضح ہین لیکن چونکہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی صاحب پر المنت کو بہت اعتبار ہے لہذا اس جگہ اُن کا قول بھی نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

واقعۂ قرطاس رسول اللہ کی بیماری کا بڑا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپنے
وفات سے تین روز پہلے قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمھارے لئے ایسی چیز لکھ دون کہ
تم آیندہ گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمر نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت
ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین مین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتین
کر رہے ہین۔ روایت مین (ہجر) کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز
ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی اور کیا ہوگی کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر ہین اور اُمت کے درد و غمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہین کہ
لاؤ مین ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ
منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اسلئے اس مین سہو وخطا کا احتمال نہین ہوسکتا! باوجود اس کے
حضرت عمرؓ بے پروائی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کچھ ضرورت نہین ہم کو قرآن کافی ہے
طرفہ یہ کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرتؐ کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر
کیا ہے (نعوذ باللہ منہا) یہ اعتراض ایک سے چلا آتا ہے اور مسلمانون کے دو مختلف گروہ نے

Presented by Ziaraat.Com

اس پر بڑی طبع آزمائیان کی ہین یہان تک کہ یہ مسلہ چھیڑا گیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان انسانی عوارض مین ہے اور آنحضرت صلعم انسانی عوارض سے بری نہ تھے

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۴۰ و ۴۱)

شبلی صاحب کی اس تحریر سے پہلا فائدہ تو ہم کو یہ حاصل ہوا کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ ۲۹۰ مین بپردہ داری حضرت عمرؓ کی ان الفاظ مین کی ہے۔

"زکار بیقین ثابت شد کہ گوئندہ این لفظ (ھجر) عمر بود در کثیر روایات قالوا واقع ست۔

اس کی پردہ دری ہوگئی کہ قالوا نہ تھا بلکہ قال تھا اور قائل اس قول کے حضرت عمرؓ ہی تھے جنکی شان مین شبلی صاحب فرماتے ہین کہ "اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی کیا ہوگی" شبلی صاحب نے صرف آپ پر قناعت نہین کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید مین وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی نسبت اپنے علماء کا یہ فتوی بھی پیش کر دیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے۔ اس کے بعد جناب شبلی صاحب جو کچھ فرماتے ہین اس سے تو اور ہی کچھ گل کھلتا ہے یعنی جس واقعہ کی صحت پر امام محمد اسمعیل بخاری صحیح مسلم اور کل محققین۔ محدثین و متکلمین اہلسنت متفق ہین اور صاحب ملل و نحل حضرت عمرؓ کی اس خطا کو شیطان کی مخالفت سے مثال دیتے ہین۔ جناب شمس العلما حضرت عمرؓ کی خاطر وقوع واقعہ سے ہی صاف انکار کر کے فرماتے ہین کہ نہ آن حضرت صلعم نے قلم و دوات طلب کی تھی اور نہ حضرت عمرؓ نے ہذیان کہا تھا۔ جناب ممدوح کی وہ عبارت یہ ہے:۔

یہ روایت اگر خواہ مخواہ صحیح بھی سمجھی جائے تب بھی بہرحال اسقدر تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت مین دو واقعات چھوڑ دیے ہین جن سے لوگون کو خیال ہوا کہ آنحضرت ہوش مین نہین ہین اور بیہوشی کی حالت مین قلم دوات طلب فرما رہے ہین۔ پس ایسی روایت سے کہ جسمین راوی نے

واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیت چھوڑدی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے اسکے ساتھ جب ان امور کا لحاظ کیا جائے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ مین تمام صحابہ مین صرف عبداللہ بن عباس اسکے راوی ہین اور ان کی عمر اسوقت کل تیرہ چودہ برس کی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی کوتاہ نظر پر یہ امر گران گذرے کہ بخاری اور مسلم کے کسی راوی کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ واقعہ کی پوری حیثیت محفوظ نہ رکھ سکا اس سے کہین زیادہ تر آسان ہے کہ رسول اللہ کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخی کا الزام لگایا جائے (الفاروق حصۂ اول صفحہ ۵۰۱)

شبلی صاحب کے کلام پر تنقید

اگرچہ شبلی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو واقعہ کے وقت غیر حاضر بتایا ہے لیکن خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ مین اُن کا واقعہ کے وقت موجود ہونا ان الفاظ مین لکھا ہے۔

بخاری باب کتابۃ العلوم مین جو حدیث مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔

یہ لکھکر برنباے روایت فتح الباری فرماتے ہین کہ

"محدثین نے بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے۔

غرض شبلی صاحب نے فتح الباری کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی عدم موجودگی پر جو زور دیا ہے اس سے بمصداق "مطلب سعدی دیگرست" ایک صحیح واقعہ سے اپنے مذہب والون کے خیالات کا پھیرنا مقصود ہے اور چونکہ بخاری شریف سے حضرت ابن عباس رض کا موجود ہونا اور حضرت عمر رض کا ہذیان کہنا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔ لہذا اس موقع پر انھون نے اپنے حصول مطلب کیلئے فتح الباری سے بخاری شریف کی روایت کو جھوٹا ٹھہرانا چاہا مگر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوات وقلم طلب فرمانا اور حضرت عمر کا ہذیان کہنا خود بخاری شریف سے ثابت ہے جسکو کل محدثین ومتکلمین تسلیم

کر چکے ہین تو ایک شبلی صاحب کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ البتہ اِن توجیہات و تاویلات سے شمس العلما کا تبحر سلم معلوم ہو گیا اور اصح الکتب بعد کتاب باری بخاری کی منزلت پر داغ لگا۔ اگر ایسے بھی ہمارے سُنّی بھائی شبلی صاحب ہی کی تحریر کو بمنزلہ آیت قرآن سمجھین تو لازم ہے کہ بجائے بخاری شریف کے فتح الباری تو اصح الکتب بعد کلام باری قرار دین اسلیئے کہ جناب شمس العلما نے ایسے جید امام کی وقعت و منزلت پر داغ لگایا ہے جو رکن اعظم اور راس الرئیس اہلسنت ہین اور جس کی ایک ہی حدیث کی تکذیب سے انکی کتاب کا وقار و اعتبار رخصت ہوتا ہے۔ جناب شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس روایت سے حضرت عمرؓ کے ایمان و اسلام پر بڑا داغ لگتا ہے بخاری شریف کی اس روایت کو غیر صحیح بتایا ہے۔ حالانکہ سیرۃ النبی مین دربارہ عظمت اور وقعت بخاری شریف یہ تحریر فرماتے ہین کہ :-

اس وقت یہ ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایات مین بخاری اور مسلم۔ بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہین پیدا ہوا۔ رسول اللہ کے ساتھ جو ان کو عقیدت اور خلوص اور شیفتگی تھی اُسکے لحاظ سے وہ تمام محدثین پر ممتاز تھے۔ باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتین بیہقی۔ طبرانی۔ وغیرہ مین پائی جاتی ہین بخاری اور مسلم مین ان کا پتہ نہین لگتا۔

نیز شبلی صاحب نے اِس روایت پر بپاس خاطر حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی موجودگی سے جو انکار کیا ہے وہ بھی صریحاً کتاب العلم بخاری اور دیگر راویان اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اول تو خود انھون نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر اُس وقت تیرہ چودہ برس کی تسلیم کی ہے۔ اور یہ زمانہ عمر رشد کا زمانہ ہے عرب مین اِس عمر کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہین نیز مستند روایتین اِس بات پر شاہد ہین کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ مین بھی اِس غمناک

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ کو کبھی فراموش نہین کیا بلکہ ہمیشہ یاد کرکے گریۂ وبکا فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہؐ کے آخری وصیت کو ہذیان کہکر روک دینا اُن پر عمر بھر شاق رہا ملاحظہ ہو۔ روایت بخاری کتاب الخمس در باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب جس کی نقل یہ ہے۔

وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم	سلیمان بن ابی مسلم سے مروی ہے ابن عباس
الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس	عبداللہ نے کہا ہائے یوم پنجشنبہ۔ او یوم پنجشنبہ
وما یوم الخمیس ثم بکی حتی	کیا مصیبت عظیم کا دن تھا کہ اس پنجشنبہ کو یہ واقعہ
بلّ دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس	کرتی ہے کہ جس پنجشنبہ کو قصہ قرطاس واقع ہوا
وما یوم الخمیس قال اشتد برسول	اتنا کہکر وہ اس شدت سے رونے لگے کہ ان کے
اللہ وجعہ فقال ائتونی بکتف	آنسوؤن سے سنگریزے تر ہوگئے۔ میں نے پوچھا
اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی	کہ اے ابن عباس یوم پنجشنبہ کیا ہوا کیا سانحہ ہوا
ابدا۔ فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی	جو اس دن گذرا انھوں نے کہا اس دن
تنازع فقالوا ما شانہ اھجر ا	پیغمبر خدا پر درد غلبہ حالت میں فرمایا کہ
استفہموہ فذھبوا یردون علیہ	میرے پاس شانہ شتر (یعنی دوات قلم) لاؤ کہ تمھارے
فقال دعونی فالذی انا فیہ	واسطے ایک نوشتہ لکھدون کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ
خیر مما تدعونی الیہ	نہوگے اسپر اصحاب نے نزاع کی حالانکہ انبیاء و مرسلین

منقول از

(تشیید المطاعن)

جلد اوّل

(صفحہ ۲۶۹)

کے حضور میں حجت و تکرار کرنا زیبا نہین ہے پس

اصحاب نے یہ کلام ہذیان سمجھکر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے

ہین اسپر حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے مجھ کو میرے حال

پر چھوڑ دو۔

Presented by Ziaraat.Com

ہر چند کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اِس بیان سے شبلی صاحب کا قول کافور ہوگیا مگر قطع نظر اِس کے خود شبلی صاحب کی تحریر سے بھی اُن کے قول کا بطلان ہوتا ہے اِس لئے کہ جناب ممدوح نے صرف اسی موقع پر حضرت عمرؓ کی خاطر حضرت عبداللہ کو صغیر السن بتلا کر روایت قرطاس کو غیر معتبر قرار دینے کی کوشش کی ہے ورنہ دوسری عام روایتوں میں تو انھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود اِسی کم سنی اور طفلیت کے بوجہ ان کی خاص قابلیت اور فہم و فراست کے دیگر اصحاب کبیر السن پر فضیلت دی ہے اور ان کے اقوال کو دیگر اصحاب شیوخ کے مقابلہ میں مؤثر مفتخر مستند اور معتبر بتایا ہے جیسا کہ الفاروق حصۂ اوّل کے صفحہ ۱۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کو حضرت عمر نے گویا اپنے دامن تربیت میں پالا تھا یہانتک کہ لوگوں کو اسپر رشک ہوتا تھا۔ خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اسپر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جو اُن کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔

اور عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔

کان عمر یحب ابن عباس و یقربہ — یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے اور تقرب دیتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں ہے"

سبحان اللہ خود ہی تو شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی زبان سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے

اقوال کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ

"علم سن کی کمی وبیشی پر موقوف نہین ہے اور ان کے اقوال کو صحابہ شیوخ کے اقوال پر فوقیت دیتے ہین۔

اس پر بھی حضرت عمرؓ کی خاطر خدائے پاک کے حکم

لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون — اور باطل کو حق سے نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ (پ۱۔ ن البقرۃ ع۱۰)

سے اعراض کرکے بدیہیات سے انکار کرتے ہین۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے۔

چون نہ نہین آمد بہ پوشیدہ اند — صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

صاحب کا اس واقعہ کو تسلیم کرنا

خیر یہ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ جناب تسلی۔۔۔ کے عشق کا حال تھا۔ اب ذرا یہ تو سنئے کہ خاتم المحدثین شاہ صاحب کی محبت کا حال بھی سنیے کہ حضرت کو جناب سالتآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے قلم و دوات طلب فرمانے اور اس فرمان کو بذیان کہہ دینے سے تو انکار نہین ہے مگر جوش محبت فاروقی مین فرماتے ہین کہ اس معاملہ مین حضرت عمرؓ کی نکتہ سنجی پر صد آفرین اور صد آفرین ہے کہ انھون نے دوات اور کاغذ نہ لانے دیا اگر کہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجاتی تو آنحضرت اس حالت مین کوئی ایسی جدید بات لکھوا دیتے جس سے آیت الٰہی کی صریح تکذیب ہوجاتی۔ معاذ اللہ! وہ عبارت یہ ہے:۔

نزد عقلا صد آفرین و ہزار تحسین بر دقت — عقلا کے نزدیک عمرؓ کی باریک بینی پر

نظر عمر ست زیرا کہ قبل ازین واقعہ سہ ماہ — صد آفرین و ہزار تحسین ہے کہ اس سے تین مہینے

آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم — قبل آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ

دینکم واتممت علیکم — آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتون کا

نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا — تکملہ تم پر کردیا اور تمھارے دین اسلام سے ہم راضی و

نازل شد و ابواب تنسیخ و تبدیل و زیادۃ و نقصان — خوشنود ہوے) نازل ہوچکی تھی اور دروازے تنسیخ

را در دین مطلقا مسدود و ساختہ مہر ختم بران نمودہ — و تبدیل اور کمی و بیشی کے دین مین بند ہوچکے تھے

گذاشتہ در ہمین آیہ اشارت کرد عمر درین عبارت — اور مہر کردی گئی تھی اس آیت کی بنا پر عمر نے کہا

حسبنا کتاب اللہ اگر آنحضرت درین حالت — تھا کہ ہم کو خدا کی کتاب بس ہے کیونکہ اگر ایسی حالت

چیزے جدید کہ سابق در کتاب شریعت نیامدہ — مین آنحضرت کوئی جدید بات جو قرآن و حدیث مین

بودی بنوشتی موجب تکذیب این آیہ خواہد شد۔ — مذکور نہ تھی لکھا دین تو وہ تحریر باعث تکذیب اس

تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ص ۲۹۴) — آیت کے ہوگی۔

بھائیو غور کرو جناب شاہ صاحب نے حضرت عمرؓ کی خاطر رسالت و نبوت پر کیسا دھبہ لگایا ہے حالانکہ خود حضرت نے تحفہ مین لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام حالت غشی اور بیہوشی مین بھی ہذیان وغیرہ سے پاک ہین اور وہ یہ ہے۔

حق تعالیٰ انبیا را بجہت کرامت بزرگی — خدائے تعالیٰ نے انبیا کو ان کی مرتبت و

ایشان در حالت غشی و بیہوشی نیز از انچہ خلاف — کرامت کی وجہ سے حالت بیہوشی مین بھی اُن

مرضی او تعالیٰ باشد معصوم میدارد قولاً و فعلاً — اُمور سے جو خلاف مرضی خدا ہون معصوم کیا

ہر چہ مرضی حق ست از ایشان صادر می شود — ہے اور اس حالت مین بھی اُن سے مطابق

در خواب نیز دل این بزرگان آگاہ و خبردار — مرضی خدا امور سرزد ہوتے ہین اور ان بزرگون

می باشد — کے دل خواب مین بھی روشن و منور رہتے

(تحفہ صفحہ ۲۹۷) — ہین۔

اب آپ علمار اہلسنت کی دیانت و راستبازی پر غور فرمائیے کہ اپنی غرض کی خاطر آداب رسالت

افشار راز در بارہ تحریر وصیت

Presented by Ziaraat.Com

دنیوت کا بھی مطلق لحاظ و پاس نہین کرتے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ قلم و دوات نہ دینے مین جو راز پنہان تھا وہ فاش نہو لیکن بقول حافظ ؎

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر　　نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

حضرت عمرؓ ہی نے اپنا راز فاش کر دیا یعنے ابن ابی الحدید کی روایت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کی محبت مین کہ شرح حق کو چھوڑ باطل کیطرف میل فرما جاتے تھے اور اپنی وفات کے وقت قلم دوات اس غرض سے طلب کی تھی کہ علی کے نام خلافت لکھدین مگر مین نے لکھنے نہ دیا۔

ہم اُس روایت کا ترجمہ کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ (۳۷۱ و ۳۷۲) سے بغرض دلچسپی ناظرین اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

ابن ابی الحدید از ابن عباس　　ابن ابی الحدید ابن عباس سے روایت

روایت کردہ است کہ گفت من در راہ　　کرتے ہین کہ مین (ابن عباس) سفر شام مین

شام با عمر بودم روزے دیدم کہ　　عمر کے ساتھ تھا ایکدن اُن کو مین نے دیکھا کہ

بر شتر خود سوار ست و تنہا میرود　　اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اکیلے جا رہے ہین

من از پئے او رفتم گفت اے پسر عباس　　مین بھی اُن کے پیچھے چلا اُنھون نے مجھ سے کہا

من شکایت می کنم تو از پسر عمت　　کہ مین تم سے تمھارے بھائی (یعنی علیؑ) کی شکایت

یعنے (علی) سوال کردم از و کہ　　کرتا ہون مین نے کہا فرمائیے اُنھون نے کہا

با من بیاید قبول نہ کرد و ہمیشہ اُو را　　کہ مین نے علیؑ سے کہا تھا کہ میرے ہمراہ آئین

با خود غضبناک می یابم۔ تو چہ گمان داری　　مگر نہ آئے اور مین ہمیشہ اُن کو اپنی طرف سے

Presented by Ziaraat.Com

که غضب و خشم او از چه جهت ست گفتم
ناراض پاتا ہون ان کے اِس غصہ و خفگی کا سبب

تو ہم سببش را می دانی گفت گمان می کنم
مجھے تم بتاؤ مین نے کہا اِس کا سبب آپ

که غضب او برای فوت خلافت ست ازو
خود جانتے ہین تو کہا کہ مین سمجھتا ہون خلافت

گفتم که سببش ہمین ست که او چنین می داند
نہ ملنے کا سبب ہے مین نے کہا یہی وجہ ہے

که جناب رسول خدا صلعم خلافت را
اُن کو خیال ہے کہ جناب رسول خدا اُن کو

از برای او میخواست عمر گفت ہرگاہ خدا نخواسته
خلیفہ کرنا چاہتے تھے عمر نے کہا جب کہ خدا نے

که باو برسد خواسته جناب پیغمبر چه فائده کرد
نہ چاہا کہ علیؑ خلیفہ ہون تو پیغمبر خدا کے چاہے

رسول امرے را خواست و خدا غیر آن را
سے کیا ہو سکتا تھا رسول نے جس امر کو چاہا

خواست مگر ہر چه پیغمبر می خواست نمی شد۔
مگر خدا نے کچھ اور چاہا پس پیغمبر کا چاہا کچھ نہ ہوا

رسول خدا خواست که عم او ابو طالب مسلمان
پیغمبر نے بہت چاہا کہ اُن کے چچا ابو طالب

شود چون خدا نخواست نه شد پس ابن ابی الحدید
مسلمان ہو جائین مگر چونکہ خدا نے نہ چاہا نہ ہوے

گفته است که در روایت دیگر چنین ست
ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ دوسری

که عمر گفت که حضرت رسول خدا صلے اللہ
روایت مین یہ ہے کہ رسول خدا اپنے

علیه و آله وسلم خواست که در مرض موت خود از
مرض موت مین ان کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر

برای خلافت او را ذکر کند پس من مانع
مین یہ خیال کر کے (کہ ان کی خلافت سے

شدم او را از ترس فتنه و از خوف آن که
فتنہ و فساد برپا ہون گے اور اسلام برباد

از امر اللہ پراگنده شود پس حضرت رسول خدا
ہو جائے گا) مانع ہوا رسول اللہ میرے خیال پر

صلعم دانست آنچه در نفس من بود و نه گفت و
مطلع ہو کر سکوت کر گئے اور جو منظور خدا تھا

خدا آنچه مقدر کرده بود شد۔
وہ ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایضا روایت کردہ است از ابن عباس کہ
گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش
واز برای او یک صاع خرما بر روے
حصیرے ریختہ بودند و می خورد مرا تکلیف کرد
یک دانہ برداشتم و او ہمہ را خورد و سبوے
آبے پیش او گذاشتہ بود برداشت و
بیاشامید و تکیہ کرد بر بالش و حمد خدا
بجا آورد۔ پس گفت از کجا می آئی اے
عبد اللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چہ
حال گذاشتی گمان کردم کہ عبد اللہ بن
جعفر را می گوید گفتم با ہمسنان خود بازی
میکرد گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت
را میگویم گفتم در بستان مشغول بہ آب کشیدن
بود و تلاوت قرآن می نمود گفت عبد اللہ
ترا سوگندی دہم کہ خونہاے شتران بر تو
لازم باشد اگر کتمان کنی کہ آیا در نفس او
از ادعاے خلافت چیزے ماندہ است
گفتم بلے گفت آیا گمان می کند کہ رسول خدا
صلعم نص بر خلافت او کردہ است گفتم بلے

ابن ابی الحدید سے دوسری روایت یہ ہے کہ ابن عباس
نے کہا کہ مین حضرت عمر کے پاس گیا انکی ابتداے خلافت
مین گیا اسوقت ایک حصیر پر خرمے رکھے ہوے تھے اور
وہ کھا رہے تھے مجھ سے بھی کھانے کو کہا مین نے ایک
دانہ کھایا اور وہ سب کھا گئے اور پانی جو گھڑے مین رکھا
ہوا تھا پیا اور تکیے پر سہارا کر کے شکر خدا کیا اور مجھ سے
پوچھا کہان سے آرہے ہو مین نے کہا مسجد سے پھر
کہا کہ اپنے بھائی کو کہان اور کس حال مین چھوڑا مین
یہ سمجھکر کہ عبد اللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین کہا کہ اپنے
ہمجولیون کے ساتھ کھیل رہے ہین انھون نے کہا
مین عبد اللہ کو نہین پوچھتا بلکہ سردار اہلبیت کو
پوچھتا ہون مین نے کہا کہ باغ مین آب کشی
کر رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے
اسپر انھون نے کہا کہ اے عبد اللہ! تم کو
قسم دیتا ہون کہ خون شتر پیو اگر نہ بتاؤ کہ
علیؑ کے دل مین خلافت کا کچھ ادعا ہے

Presented by Ziaraat.Com

وزیادہ ہم برین بگویم از پدرم پرسیدم — اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ مین نے اپنے باپ سے

از انچہ او دعوت می کند پدرم گفت — اس معاملہ مین استدراک کیا تو انھون نے کہا

راست می گوید عمر گفت از رسول خدا — کہ حضرت علیؑ جو کچھ کہتے ہین اس سچ کہتے ہین

گاہے سخنے چند صادر می شد کہ اثبات — حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسول خدا سے

نمی کرد و قطع عذرے نمی نمود یعنے صریح — کبھی کبھی بعض امور مین ایسے کلام سر جاتے

بود دوگانہ از بہت خلقتی کہ با و داشت میخواست — تھے جو درست نہ تھے اور کچھ تو ان کی محبت کے

کہ نیز از حق بسوے باطل در باب دیگند — سبب سے ان کے بارے مین ایسا نہ کہنا چاہئے تھا کہ

و در مرض موت خواست کہ تصریح باسم او بکند — باطل کی طرف پھر جاتے ہین۔ چنانچہ مرض

من منع کردم او را ازین از براے شفقت بر — موت مین وہ حضرت علیؑ کے نام خلافت کرنا

اُمت و محبت اہل اسلام بحق خانہ کعبہ — چاہتے تھے مگر مین نے اس امر سے بلحاظ شفقت اور

سوگند کہ قریش ہرگز بر او اتفاق نخواہد — محبت اہل اسلام مانع ہوا کعبہ کی قسم قریش

کرد و اگر او خلافت را بگیرد قریش در اطراف — حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرینگے

زمین شورش خواہند کرد پس حضرت رسولؐ — اور اگر وہ خلیفہ ہوے تو چارون طرف سے

خدا صلعم دانست کہ من یافتم کہ او چہ دید — قریش انپر شورش کرینگے رسول اللہ نے

خاطر وارد ساکت شد و تصریح باسم او نہ کرد — یہ سمجھ کر کہ مین ان کے خیالات سے واقف

خدا جاری کرد انچہ مقدر شدہ بود تا اینجا — ہو گیا خاموش ہو گئے اور ان کے نام

ترجمۂ روایات بود ابن ابی الحدید بعد — کی صراحت نہ کی۔ پس جو کچھ مشیت الٰہی

نقل مین روایت این الفاظ گفتہ ذکر ہذا الخبر احمد بن — مین تھا وہی ہوا

ابی طاہر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسند

الحاصل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وصیت مین مزاحمت کی گئی اور باوجود آیۂ شریفہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" تبلیغ وحی کو بذیان سے نسبت دی گئی جسپر تا قیامت کل اُمت کی ہدایت وضلالت منحصر تھی آنحضرت کا یہی مخالفت بہتر فرقون کی گمراہی کا باعث ہوئی نیز حضرت عمر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر صرف نافرمانی ہی نہین کی بلکہ آداب رسالت کو بھی بالاے طاق رکھا کہ حق سبحانہ تعالی تو اپنے حبیب کو یاایھا الرسول یاایھا النبی طٰہٰ ویٰسٓ اور دیگر القاب سے یاد فرمائے اور آپ ھذا الرجل ایسے ہجر کہین باوجودیکہ باری تعالی اپنے پیغمبر کے روبرو شور و غل اور آواز بلند کرنے کو بذریعہ فرمان

وصیت کے وقت آپ کا بلانا

یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا	اے ایمان والو اپنی آواز کو رسول کی
اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا	آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح آپس مین زور
لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض	سے کلام کرتے ہو اُس طرح رسول سے کلام
ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون	نہ کرو ورنہ سب اعمال تمھارے باطل ہوجائینگے
(سورۂ حجرات)	اور تمھین خبر بھی نہ ہوگی۔

منع فرمائے اور آپ دیگر اصحاب بے ادبانہ بالین اقدس پر شور مچائین اور محبوب خدا کو اوس بیمارئ، ضعف ونقاہت کی حالت مین بھی اذیت وملال پہونچائین چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حسب یہ کریمہ

قد نعلم انہ لیحزنک الذی	ہم جانتے ہین کہ جو کچھ وہ کہتے ہین اُس سے
یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن	تم کو رنج پہونچتا ہے مگر وہ حقیقت مین تمکو نہین
الظلمین بایٰت اللہ یجحدون ولقد	جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار
کذبت رسل من قبلک	کرتے ہین اور تمسے پہلے بہت سے رسولونکی تکذیب کیگئی ہے

Presented by Ziaraat.Com

فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتھم نصرنا — انھون نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف دیے جانے پر صبر کیا جب تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد نہ آئی۔ (پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴)

مامور بہ صبر تھے اصحاب کی اِس گستاخی پر بہ تعمیل ارشاد باری

واصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا — اور جو کچھ یہ (تمھاری نسبت) کہتے ہین اُسپر صبر کرو اور ان سے اچھی طرح سے ترک تعلق کرو۔

خاموش ہو رہے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔

بھائیو! اب آپ ہی انصاف سے کہو کہ خداے پاک اپنے پیغمبر سے مخالفت کرنے والون کے حق مین رضی اللہ عنہم فرماتا ہے یا

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذالک الخزی العظیم — کیا اُنھون نے اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہو اُسکے لئے دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی رسوائی ہے۔ (پ ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۸)

باین ہمہ انھین لوگون کو ایمان و اسلام مین کامل سمجھنا اور رضی اللہ منہم کہنا صریح احکام الٰہی کی مخالفت ہی یا انہین قولہ تعالی

فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھواءھم ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ۔ ان اللہ — پھر اگر یہ لوگ نہ مانین تو سمجھ لو کہ یہ لوگ بس اپنی ہی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہین اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرے اُس سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

لایھدی القوم الظلمین۔ (پ ۲۰۔ س القصص۔ ع ۵)

گمراہ کون ہوگا۔ بلاشبہہ خدا سرکشون کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا کرتا۔

صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف

واضح ہو کہ واقعۂ قرطاس سے دو چار دن قبل یہ حضرات لشکر اسامہ سے بھی تخلف کرکے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ و ناراض کر چکے تھے یعنی آنحضرت صلعم نے بحالت مرض حرب روم کے لئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس لشکر کا امیر اسامہ بن زید کو کیا تھا اور بجز علی مرتضیٰ علیہ السلام دیگر مہاجرین انصار اور اصحاب ثلثہ کو اسامہ کے ساتھ جاکر جنگ کرنے کیلئے تاکید فرمائی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

حکم عالی چنان نافذ شد لہ اعیان مہاجرین وانصار مثل ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ جراح الاعلی مرتضی کہ ہمراہ آن نکرد دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند

جناب رسول اللہ صلعم نے حکم صادر فرمایا کہ سوائے علی کے مہاجرین وانصار یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ جراح لشکر اسامہ کے ہمراہ رہین۔

اور اپنے دست مبارک سے علم لشکر اسامہ کو عطا فرماکر بعد ہدایات ضروری فوراً روانگی کا حکم دیا لیکن ان عجیب و غریب جان نثار اور وفاداروں نے جب زمانہ صحت رسول ہی مین کثیر احکام رسالت کی تعمیل نہین کی تھی تو ایسے نازک وقت مین کیا کرتے اسیوقت آن حضرتؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا یہ باتین سنکر آپ بحالت ضعف و نقاہت مسجد مین تشریف لائے اور بحالت غیظ و غضب ان اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا باتین تم لوگ اپنی زبان سے نکالتے ہو آگاہ ہو کہ اسامہ میرے نزدیک تم لوگون سے بہتر ہے اور تم سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے اور بقول صاحب ملل ونحل۔

جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ارشاد فرمایا۔ اِس واقعے پر بھی جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین بہت کچھ چنان وچنین کرنے کے بعد لفظ (لعن اللہ) کے یہ معنی بتاے ہین کہ

" (جملۂ لعن اللہ) اگر صحیح ہم باشد معنیش آنست کہ از جنگ رومیان پہلوتہی کردن حرام ست "

اِس غم وغصہ کا اثر ہنوز طبع اقدس سے زائل ہونے نہ پایا تھا کہ ان جان نثارون نے اِس زخم پر یہ نمک پاشی کی آخر آپ نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور ان حضرات کی طرف سے آزردہ خاطر رحلت فرما گئے۔ یا یہ کہا جائے کہ ایذا دینے والون کے لئے خدا کا یہ ارشاد

واصبر وما صبرك الا بالله و لاتحزن عليهم ولا تك فى ضيق مما يمكرون۔ (پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶)	اور (اے رسول) صبر کرو اور تم سے صبر نہو گا مگر اللہ ہی کی مدد سے اور اُن کے متعلق رنج نہ کرو اور وہ جو چال چلتے ہین اُس سے دلتنگ نہو۔

کافی تصور فرمایا۔

الغرض آپ نے اچھا مسئلہ منتخب کیا کہ آغاز کلام ہی مین حقیت مذہب اہلسنت والجماعت کی حقیقت اور مسئلہ فضیلت صحابہ کی قلعی کھل گئی کہ ائمہ کرام اہلسنت سے امام محمد عبدالکریم شہرستانی تو اِس جملہ سے :۔

" اوّل شبہہ جو عالم مین واقع ہوا وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا اور اول نزاع جو اسلام مین واقع ہوئی قضیۂ قرطاس سے ہوئی وہ صحابہ کی بدولت ہوئی ۔

اصحاب محمد وحین کی فضیلت کو مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچا گئے۔ اور جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب الطاف مذہب اہلسنت پر یہ سند دے گئے۔

" مذہبے کہ مخالف این دو (قرآن وعترت) باشد عقیدۃً وعملاً در امور شرعیۃ نامعتبرست "

Presented by Ziaraat.Com

بھائیو! اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو کتب امامیہ سے اپنے اصحاب ممدوحین کے معائب کی تلاش مین کیون کانٹون مین اُلجھتے ہو۔ اپنے ہی چمنستان کتب مین اپنے اصحاب ممدوحین کے ایمان و افعال کی کیون نہین سیر کرتے ؎

سوے چمن نہ جانہ سوے لالہ زار دیکھ　　تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

علماء اہلسنت کی شہادت سے حسنیہ یون

چونکہ آپ نے دونون مذہبون کی حقیت و اطلان کا دارو مدار اصحاب کی برائی بھلائی پر رکھا تھا اور اصحاب ثلثہؓ اور ان کے تابعین کا ناقص الایمان ہونا انھین چند اقوال محدثین و متکلمین و مفسرین نظام اہلسنت اور احادیث نبویہ اور آیات الٰہیہ سے مثل روز روشن ثابت ہوچکا۔ لہذا مقتضائے حق یہ ہے کہ اہل سنت امامیہ مذہب کے سچے اور اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر سچا مذہب امامیہ کا اختیار کرین ع

تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یہ اختلاف رفع ہو لیکن مشکل تو یہ ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید　　جو نہین جانتے وفا کیا ہے

یہ توقع بیجا ہے اسلئے کہ علمائے اہلسنت تو قطعی فیصلہ کر چکے ہین کہ اگرچہ اصحاب ثلثہ کے ایمان اور عقاید مین نقائص اور اہلبیت نبویؐ سے منازعات و مشاجرات اور ان کے حقوق کا تلف کرنا ثابت ہے لیکن اسپر بھی ہم کو مطاعن صحابہ سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیونکہ ان حالات کے سننے سے اصحاب رسول سے خواہ مخواہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان لوگون نے اپنے اہل مذہب کو یہ نصیحت کی ہے کہ اُن کتابون کو جن مین صحابہ کے فسق و فجور اور اہلبیت نبویؐ کو ایذائین اور تکلیفین دینے کے حالات درج ہین نہ پڑھو جن مجلسون مین یہ تذکرے ہوتے ہون وہان نہ بیٹھو اور اگر اتفاقاً کہین یہ قضیے سننے مین آجائین تو ان کو سنکر انجان ہوجاؤ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین :-

روش اہلسنت و الجماعت آن ست کہ صحابہ پیغمبر را جز خیر یاد نہ کنند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بر ایشان نہ کنند و با ایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت صلعم و از انچہ ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در رعایت ادب با ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند

(تکمیل الایمان ص۶۹)

طریق اہلسنت یہ ہے کہ اصحاب نبی کو بجز نیکی یاد نہین کرتے اور نہ اُن پر لعن و طعن اور اُن کے افعال پر اعتراض و انکار کرتے ہین اور اس بات کا پاس کرکے کہ وہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہین اور اُن کی صحبت سے شرف یاب ہین اُن کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہین آتے اور اصحاب نے جو بد سلوکیان اور جھگڑے اہلبیت نبوی سے کیئے باوجود صحت اخبار تسلیم کرنے کے بھی اصحاب کے اُن افعال سے صریح چشم پوشی کرین اور اُنہا ہوا نہ کہا ہوا۔ اور سُنا ہوا نہ سُنا ہوا ایک تصور کرین۔

اور یہ قول تنہا محدث موصوف ہی کا نہین ہے بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اصحاب کے نشہ محبت مین سرشار و بیخود ہوکر بمصداق شعر

ہر کہ را در باغ دیدم مست بود و بیخبر باغ مست و راغ مست و غنچہ و گلزار مست

یہی ترانے گاتے ہین جس پر صاحب روضۃ الاحباب کی یہ تحریر شاہد ہے :-

علمائے نامدار و اہل سیر کہ نظر بصحت اخبار دارند علمائے نامدار اور اہل سیر و تاریخ نے بعد

مدار کار را از کتب معتبرہ انتخاب کردہ اند کہ صحت جو واقعات و اخبار کتب معتبرہ سے انتخاب کیئے ہین

بریہین اقوال اکتفا و اعتبار نمودہ اند کہ در مشاجرات اس امر پر اکتفا و اعتبار کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بجز کے جھگڑونکے بارے مین بجز خاموشی و فراموشی کے کوئی

سکوت و ذہول خیالی و تصوری نباید نمود۔ خیال اور کوئی تصور نہین کرنا چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

مطاعن خلیفہ صاحب سوم وغیرہ مندرجہ محرم نامہ

اسی طرح حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات محرم نامہ وغیرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب ممدوح آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ سے عقیدت و مودت رکھتے ہین اور آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوے اور جو واقعات کربلا مین گذرے اُس کا باعث در پردہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کو سمجھتے ہین اور باوجودیکہ حضرت عثمان رضؓ کی بدعتون کو محرم نامہ مین تفصیل سے لکھتے ہین با این ہمہ حضرت عثمانؓ کی بے عنوانیون سے چشم پوشی کرکے محرم نامہ کے صفحہ ۲۹ مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ

"حضرت عثمان کی شہادت کا قصہ جیسا غمناک ہے ویسا ہی پیچیدہ ہے ایک ایسا آدمی جو کسی فرقہ کی طرفداری نہ کرتا ہو جب حضرت عثمان کا واقعہ لکھے گا تو اسکو بہت مشکل ہوگی کیونکہ وہ ایک طرف دیکھے گا کہ حضرت عثمان رسول خدا صلعم کے داماد اور بڑے مقرب صحابی تھے اور اُن کا ادب اُسکے دل مین حد درجہ کا ہوگا۔ دوسری طرف تاریخ واقعات سے اُس کو حضرت عثمان کی چند ایسی بشری ناتوانی کی باتین نظر آئین گی جو ان کی شہادت کے اسباب مین معاون ہوئین مین ایسی حالت مین اُس کو چاہیئے کہ واقعات سب لکھدے اور اپنا ادب نہ چھوڑے مین سنی ہون مجھ پر حضرت عثمان کی عزت و حرمت لازم ہے اُن کی خلافت اور اُسکے نزاعی واقعات کا فیصلہ میرے اختیار مین نہین ہے خدا کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا تھی"؟

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر وغیرہ کی لڑائیون کو جو اُنھون نے وصی رسول اللہ سے کی تھین توضیح و تصریح محرم نامہ مین یون تحریر کیا ہے :-

خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے۔ ذرا دیکھنا بصرے کے سامنے لوگ کھڑے ہین اور کیا چاہتے ہین۔ یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقبول یارو اصحاب ہین جنھون نے اسدن سے کچھ ہی پہلے آدھی دنیا کو اسلام کے آگے سرنگون کیا تھا جنکی تلوار کی دھاک سے

Presented by Ziaraat.Com

روے زمین کے بادشاہ لرزتے تھے ایک طرف حضرت علی بنت رسول کے شوہر اور خود رسول کے بھائی اور تمام خوبیون سے بھرپور جنھون نے دنیا مین روحانیت کا جھنڈا گاڑدیا دوسری طرف پتی کی ستی حضرت عائشہ حبیب خدا صلعم کی محبوبہ بیوی جن کے اوصاف بے احادیث نبوی بھری پڑی ہین اور جن کی پاکی کو قرآن شریف نے ثابت کیا۔ اور دونون کے ساتھ بڑے بڑے اصحاب رسول ہین طلحہ و زبیر وہ لوگ ہین جن کے جنتی ہونے کی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی مگر آج انھون نے ایک دوسرے پر تلوار اٹھائی ہے۔ آج یہ آپس مین خون بہانے کو جمع ہوے ہین اس کا سبب بھی جانتے ہو کہ کیا ہے ؟

سنو! خداے تعالیٰ اپنی شانین دکھاتا ہے اور اپنے رسول کی پیشین گوئی پوری کرانی چاہتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ عثمان شہید ہونگے اور ان کے بعد تمھارے آپس مین خوب تلوار چلے گی خدا کی حکمت مین کون دخل دے سکتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ اُس نے یہ تماشے کس مقصد سے دکھائے ہم لوگون کو چاہیئے کہ ان لڑائیون مین دخل نہ دین اور ہم ان کو بُرا نہ کہین کیونکہ ہم کو دونون برابر ہین۔ اسلئے حق و ناحق کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین

باوجود ان اعتراضات کے بخلاف آیۂ کریمہ

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون — کیا مومن و فاسق برابر ہین؟ ہرگز نہین۔

علماے اہلسنت کے نزدیک مومن و منافق مساوی ہین

ظالم و مظلوم اور قاتل و مقتول کو ایمان اور اسلام اور درجے اور مرتبے مین برابر سمجھتے ہین حالانکہ خود جناب شاہ صاحب تحفہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

وہمین ست مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مخالفان او بر غیر حق و خطی

Presented by Ziaraat.Com

غرض یہ اقوال شہادت دے رہے ہین کہ علماے اہلسنت ان حدیثون اور روایتون کو جو اصحاب کی فضیلت و ایمان کے خلاف ہین تسلیم کرتے ہین مگر اسپر بھی انھین کے دام محبت مین پھنسے ہوے ہین اور اصحاب کے نشۂ محبت مین ایسے سرشار ہین کہ کبھی اپنی غلطیون پر نظر نہین کرتے۔ اور اگر کرتے ہین تو بھی اپنے عقیدون سے نہین پھرتے قولہ تعالیٰ۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اٰذانھم وقرا — اور انکے دلون پر ہمنے پردے ڈالدیے ہین اور انکے کان بہرے ہو گئے ہین اسکے سننے سے۔

اور جب ان کے حقیقی ایمان و اعتقاد اور صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کا پتہ نہین ملتا تو اپنے مذہب کا رنگ جمانے کیلئے جو فضائل خدا و رسولؐ نے اصحاب مومنین کی شان مین ارشاد فرمائے ہین انکو اپنے اصحاب سے منسوب کرتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کی عبارت متذکرۂ بالا سے مترشح ہوتا ہے حالانکہ بصرہ کے سامنے جو لوگ وہی رسول اللہؐ سے باغی ہو کر جنگ کے لئے آکر کھڑے ہوے تھے انھون نے دنیا کی ایک چپہ بھر زمین کو بھی اسلام کے آگے سرنگون نہین کیا تھا البتہ دنیا بھر مین اسلام کا قلع قمع کرنے مین اپنی پوری طاقت صرف کردی تھی جسپر ان کا بصرہ کے سامنے کھڑا ہونا ہی شاہد ہے کفر و شرک کا قلع قمع کرنے والے اور ہی غازی و مجاہد تھے جن کے سردار رایۃ الھدی صفوۃ اللہ۔ کرار غیر فرار۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے۔

خلق مین ناشر ناموس ہدایت یہ ہین (۱) بت شکن کاسر ناقوس غوایت یہ ہین
اہل دین ناصر اسلام و شریعت یہ ہین حق پہ ہین ماہر احکام عدالت یہ ہین
مثل آئینہ ہے روشن وہ ہے آئین انکا
حق کا جس دین مین جلوہ ہے وہ ہے دین انکا
حق پرست ایسے کہ جس سے ہی زمانہ آگاہ (۲) لائے یہ انکو رہ راست پہ جو تھے گمراہ

Presented by Ziaraat.Com

کردیا جاکے صنم خانون کی بستی کو تباہ　　توڑے سرلات وہبل کے بھی خدا ہے آگاہ

کفر و باطل پہ زہوق آیا۔ تبا ہی آئی

گھر مین اِن لوگون کے اِسلام کی شاہی آئی

خانۂ کعبہ مین حیران تھے سب اصنام پرست (۳) دوش احمد پہ قدم تھے کہ ظفر تھی سر دست

جن کو کفار سمجھتے تھے خدا ہو گئے پست　　بن پڑا کچھ نہ کسی سے ہوئی اس طرح شکست

گھر مین رب کے کوئی باقی نہ رہا سب توڑے

سنگدل خوب سے بت بنگئے بت جب توڑے

جبر ہے حضرت علیؑ سے سنک کی نسبت ہوں خلافت کی

پس جو لوگ مخالفین معاندین وصی رسول اللہ کی نسبت نیک اعتقاد رکھتے ہین وہ صریح خدا و رسولؐ کی مخالفت کرتے ہین اس لئے کہ خود کتب مذہب اہلسنت مین یہ حدیثین ہین کہ علیؑ کا گوشت پوست رسول اللہ کا گوشت پوست ہے۔ علیؑ کا دوست رسول اللہؐ کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن اُن حضرت کا دشمن ہے۔ جس نے علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی اور جس نے رسول خداؐ سے کی اُسنے خدا سے کی۔ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ مومن ہے اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اسکے متعلق دو چار حدیثین پیش کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی　　جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ　　سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم من احب علیا فقد　　نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے

احبنی ومن احبنی فقد احب　　محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُسنے خدا سے

اللہ ومن ابغض علیا فقد　　محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے

ابغضنی ومن ابغضنی　　مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا

Presented by Ziaraat.Com

فقد ابغض الله (اخرجه الديلمی والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) (ارجح المطالب ص۵۱۲)

اُس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔

دوسری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی حبك ایمان وبغضك نفاق اول من یدخل الجنة محبك ومن یدخل النار مبغضك (اخرجه ابن خالویه) (ایضاً ص۵۱۴)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے جنت مین تیرا دوست سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ مین تجھ سے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

تیسری عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب الله ومن سب الله ادخله الله النار ولہ عذاب مهین (اخرجه الدیلمی) (ایضاً ص۵۱۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو بُرا کہا۔ جس نے خدا کو بُرا کہا خدا اُس کو دوزخ مین ڈالے گا اُس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھی اخرجه احمد والطبرانی والحاکم عن ابی هریرة قال نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمة قال انا

امام احمد بن حنبل و طبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد فرمایا کہ مین اُس سے

Presented by Ziaraat.Com

حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم
وعند الترمذی عن زید بن
ارقم انا حرب لمن حاربهم وسلم
لمن سالمهم ومحب الطبری فی
الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی الله
عنه۔
(ایضاً صفحہ ۵۱۲)

لڑنے والا ہون جو تمسے لڑے اور اُس سے صلح کرنے
والا ہون جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی نے
زید بن ارقم سے اِس حدیث کو اِس طرح روایت کیا
ہی کہ حضرت نے فرمایا مین جنگ کرنے والا ہون اُس سے
جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے
صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ مین اِس حدیث
کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی

یہ وہ مستند احادیث ہین کہ جناب شاہ صاحب کو بھی اُن سے انکار نہین ہے اور محارب وصی رسول کو مفسد اور کافر بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص مرتضے این خواہد بود کہ آنحضرت صلعم را بوحی معلوم شد کہ در زمان مرتضیٰ بغی وفساد خواہد شد وبعضی مردم انکار امامت او خواہد نمود
(تحفہ صفحہ ۲۲۲)

حضرت علی کے لئے وجہ خصوصیت یہ ہوگی کہ آنحضرت صلعم کو وحی خدا سے علم تھا کہ علی کے زمانہ مین فساد اور بغاوتین ہونگی اور کچھ لوگ آپکی امامت سے انکار کرینگے۔

محارب حضرت مرتضی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد علماء اہلسنت کافر ست بالاجماع وہمین ست مذہب ایشان در حق خوارج و اہل نہروان
صہ ۲۹۵

اگر حضرت سے براہ بغض عداوت جنگ کی ہے تو لڑنے والا کل علماء اہلسنت کے نزدیک کافر ہے اور یہی مذہب انکا خوارج اور اہل نہروان کے حق مین ہے۔

غرض یہ عجیب وغریب اصول مذہب اہلسنت کے ہین کہ صفین۔ جمل۔ نہروان کے باغیون کو کافر بھی بتاتے ہین اور پھر انھین کو پروانۂ جنت بھی دیتے ہین۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح

Presented by Ziaraat.Com

حضرات طلحہ وزبیر کی شان مبارک مین یہ حدیث پیش کرتے ہین

" اِن کو خود رسول اللہ صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

اس پر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ مین اِس حدیث کے خلاف یہ بھی تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زبیر کو ظالم بتایا ہے جس کی نقل یہ ہے۔

" رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے زبیر اُس دن سے ڈر کہ تو علی پر فوج لیکر چڑھے گا

اور اُس دن تو ظالم ہوگا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ظالم جنتی ہو نہین سکتا کیونکہ ظالمون کے حق مین خداوند متعال نے اپنے کلام پاک مین لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ جس حدیث سے ان حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ اُن کے ہواخواہون نے اُن کی عیب پوشی کے لئے وضع کی ہے۔

اللہ اللہ مودت جناب امیرؑ کا وہ مرتبہ ہے کہ بغیر آپ کی مودت کے تمام طاعت و عبادت بیکار ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے　　اور زر بقدر کوہِ احد راہ حق مین دے

حج بھی پیادہ پا جو ہزار اُنسے ہون کیے　　بے جرم گر شہید کبھی ہو تیغِ ظلم سے

حبِ علی کی مے نہین جس دل کے جام مین

بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

اور اس کو صرف کسی شاعر کا قول ہی نہ سمجھیئے بلکہ خود خدائے عزوجل نے یہ مودت فرائض مین داخل کی ہے اور اس فریضہ کو تمام فرایض پر مقدم گردانا ہے جیسا کہ مناقب اخطب خوارزم اور صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم　　سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

Presented by Ziaraat.Com

لوان عبدا عبد الله عزوجل مثل ما قام نوح فی قومه وکان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومد عمره حتی یحج الف حجة علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوما فلم یرجع الی یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها

اخرجه الدیلمی (ایضا ص۱۰۱)

اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے زندگانی کی ہے اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر ہو کہ پیادہ پا ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علی تجھ سے وہ نہ ملتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکے گا۔ اور نہ اسمین داخل ہوسکے گا۔

پس آیات الٰہی واحادیث نبوی اور ارشاد حضرت کے قول سے یہ ثابت ہوکہ محبت علی بن ابی طالب فرض ہے جسکو شاذ و نادر سب بھی لعنا مین قبول کرتے ہین۔

محبت علی فرض ست بیقین ۔ دشمنی علی حرام ست مثل دشمنی پیمبر ہمین ست

مذہب اہلسنت والجماعت

جبکہ مومن کو محبت علی بن ابی طالب ضرورت تو یہ محبت جزو ایمان ہے اگر نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے چنانچہ مشکوۃ شریف۔ ترمذی و مسند احمد حنبل وغیرہ مین ہے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لا یحبك الا مؤمن ولا یبغضك الا منافق (اخرجه النسائی)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہین دوست رکھیگا مگر مومن اور نہین دشمن رکھے گا مگر منافق

(ایضا ص۱۱۲)

Presented by Ziaraat.Com

اور منافق کی نسبت خدائے عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِن المنافقین فی الدرک الاسفل — اسمین شک نہین ہے کہ منافقین جہنم کے

من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ — سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے اور (اے رسول)

(پ ۵۔س النساء۔ع ۱) — تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاؤگے۔

اس صورت مین شاہ صاحب جناب امیر علیہ السلام کی محبت کا جو دعوی کرتے ہین کہ

" ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت "

تو یہ دعوی حضرت کا کسی طرح سچا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اہل سنت باستثنا خاص معاندین مخالفین آل رسول کو تمام امت سے مرتبے مین اعلے اور افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے اکمل سمجھتے ہین پس ان جناب کے دشمنون سے اہلسنت کو جو محبت ہے وہ ہمارے اس دعوے پر کافی دلیل ہے ہان زبان سے البتہ اقرار مودت کرتے ہین۔

یقولون بافواھھم مالیس فی — کہتے ہین اپنے مونھ سے جو انکے دلون

قلوبھم۔ — مین نہین ہے۔

بھائیو! تم وصی رسول سے جو مودت و عقیدت رکھتے ہو اس کا تقابل ذرا اپنے خلفا ثلثہ رض کی محبت و عقیدت سے کرو کہ جو اصحاب کبار حضرت ابوبکر رض کی بیعت سے (جن کا خلیفہ برحق ہونا خود تمھارے ہی علماے اعلام کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا) انکار کرین اُن کی خلافت پر معترض ہون اور برہمی خلافت کا مشورہ کرین۔ جناب شاہ صاحب اُن بزرگون کی شان مین یہ فرمائین کہ

اہلسنت خلیفہ اول ایک ماتحت کو قتل بتاتے ہین اور جناب امیر کے باغیون کو پروانۂ حفت دیتے ہین

" ہرگاہ کہ این قسم مردود ان جناب الٰہی را در خانۂ خدا پناہ نباشد در خانۂ حضرت زہراء چرا پناہ باید داد "

یا جو اشخاص اصحاب ثلثہ رض کی خلافت کے منکر ہون اُن کی نسبت یہ فتوی دین کہ

" حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت خلفاء ثلثہ را در آیہ استخلاف کافر فرمودہ "

Presented by Ziaraat.Com

اور جس خلافت کا انتظام حضرت عمرؓ اپنے بعد مجلس شوریٰ سے کرین اور ارکان مجلس سے جو حضرت عبدالرحمن بن عوف میر مجلس کی راے سے مخالفت کرے اُسکے قتل کا حکم دین۔

یہ سب حضرات تو تمھارے علماء کے نزدیک مرتد۔ بے دین۔ کافر اور سوختنی و گردن زدنی ہون اور جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کو باصرار تمام مسند خلافت پر بٹھا کر بیعت کرین۔ جس کو بعد اجماع خلیفہ بنائین اور جب اُن کی ناجائز اغراض حاصل نہ ہون تو نکث بیعت کر کے خلیفۂ برحق سے جنگ و پیکار کر کے آیۂ شریفہ

انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔

(پ ۶۔ س مائدہ ع ۵)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک مین دوڑتے پھرتے ہین ان کی سزا تو بس یہی ہے کہ قتل کر دیئے جائین یا ان کو سولی دیجائے یا انکے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے جائین یا ان کو دیس سے نکالدیا جائے یہ تو اُن کی دنیا مین رسوائی اور آخرت مین ان کے لئے بڑا عذاب ہے

کے مصداق ہون انھین لوگون کو تمھارے علما غازی و مجاہد بتائین اور خدا کی طرف سے اُنکو لقد رضی اللہ عنہم کی سند اور جنت کے پروانے عطا کرین۔

واہ یہ خوب محبت ہے کہ عملاً اور فعلاً تو اظہار کدورت ہو اور زبان سے یہ فرمائین کہ

"محبت علی فرض ست مثل محبت پیغمبر و دشمنی او حرام ست مثل دشمنی پیغمبر و ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت۔

آفرین ہے تمھاری اِس مودت و محبت پر ؎

Presented by Ziaraat.Com

غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت　　کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتین

سبحان اللہ اہل بیت نبوی سے کدورت اور اُن کے دشمنون سے محبت وعقیدت۔ اس پر بھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید شفاعت ؎

ربط غیرون سے ہے اور ہمسے وفا چاہتے ہو　　دل مین سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

قولہ تعالیٰ

وما منع الناس ان یومنوا اذ　　جب لوگون کے پاس ہدایت آچکی تو انکو

جاءھم الھدیٰ ویستغفروا ربھم　　ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے

الا ان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم　　سے یہی بات مانع ہوئی کہ ان پر اگلے

العذاب قبلا

(پ ۱۵۔ س کہف ع ۶)　　لوگون کا قاعدہ جاری ہو جائے یا عذاب ان کے

سامنے آکھڑا ہو۔

؎ جس فرقہ کا اصل دین وایمان یہ ہو کہ ؎

مریض حضرتِ شقم دگر نمیدانم　　کہ گیست بر سر بالیں امام بر سر حق

تو اسکے صراط مستقیم اختیار کرنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ذہبی تعصب میں کون فرقہ مبتلا ہے

اب آپ غور فرمائین کہ جن لوگون نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی رسول وآل رسول کو ایذائین دین۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے (جس کو اہل سنت خلیفہ چہارم مانتے ہین) بغاوت اور جنگ کی انپر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اطلاق ہوتا ہے یا آیۂ کریمہ

وان عذابی ھو العذاب الالیم ؕ　　اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک

(پ ۱۴۔ س الحجرات۔ ع ۴)　　عذاب ہے۔

کا۔ اور علمائے اہلسنت اپنے مذہب کی خاطر آیۂ کریمہ

Presented by Ziaraat.Com

قل ان الذین یفترون علی	تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ خوخدا پر
اللہ الکذب لا یفلحون ٥	جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم	"دنیا کا نفع (تھوڑے دن) کا ہی پھر ہماری طرف ان کی
ثم نذیقھم العذاب الشدید	بازگشت ہوگی جن باتون کا وہ انکار کیا کرتے تھے
بما کانوا یکفرون ٥ (پ۱۱۔ س یونس ع ۱۲)	انکے بدے ہم انکو سخت عذاب چکھائینگے۔

کو پس پشت ڈال کر اُن کو قطعی جنتی بتائین۔ پس خود ہی فیصلہ کرین کہ مذہبی تعصب مین اہلسنت گرفتار ہین یا امامیہ۔ اور اپنے آبائی دین کی تقلید بفحوائے آیۂ شریفہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ	بتحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طرز
وانا علی اٰثارھم مقتدون ٥	پر پایا اور ہم اُنھین کے قدم بقدم چلے
(پ ۲۵۔ س احزاب۔ ع ۲)	جائینگے۔

اہلسنت کرتے ہین یا شیعہ؟ کس گروہ کا عمل خدا و رسول کے احکام کو بالائے طاق رکھکر حسب آیۂ شریفہ:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم	انھون نے تو اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون
اربابا من دون اللہ (پ۱۰ س توبہ ع ۴)	اور زاہدون کو خدا بنا لیا ہے۔

اپنے علماء کے کلام و اقوال پر ہے اور کس فرقے کا اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث انی تارک فیکم الثقلین پر ہے

کون ہے تارکِ آئین رسولِ مختار	مصلحت وقت کی ہے کسکے عمل کا معیار
کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعارِ اغیار	ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار
قلب مین روح نہین روح مین احساس نہین	کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمھین پاس نہین

Presented by Ziaraat.Com

الحاصل ان اقوال کو ملاحظہ کرکے ہر شخص اس نتیجہ کو پہونچ سکتا ہے کہ ہمارے برادرانِ اسلامی کے مذہب کی بنیاد صرف اصحاب ثلثہ رض کی محبت و مودّت پر ہے نہ کہ آیات الٰہی اور احادیثِ نبوی پر۔ اور باوجود اعتراف انکی بدعات و سیئات و خطا و نسیان کے ان ہی کو تمام اُمت سے رتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل جانتے ہین۔ اِس صورت مین آپ ہی منصفی فرمائین کہ آیۂ وافی ہدایہ

افمن اسس بنیانہ علی تقوی	آیا وہ شخص جو اپنے دین کی بنیاد خوفِ خدا
من اللہ ورضوان خیر ام من اسس	اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا
بنیانہ علی شفا جرف ھار	وہ شخص جو اپنی بنیاد بھٹے ہوے کگارے کے
فانھار بہ فی نار جھنم واللہ	کنارے پر رکھے جو گرا چاہتا ہے پھر وہ مع
لا یھدی القوم الظلمین	اُسکے آتش جہنم مین جا گرے اور اللہ ظالم
(پ ۱۱۔ س توبہ۔ ع ۱۳)	لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کیا علماے کرام و فضلاے عظام اہلسنت نے انھین معائب کی بنا پر جنکے ساتھ اپنے اصحاب ممدوحین کو متصف کیا ہے اِن کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل ٹھہرایا ہے۔ کیا باوجود خدا و رسول کی شہادتون کے اور بربناء اقوال علماے اہلسنت جو اُن کے خلاف مین ہین آپنے مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور مذہب امامیہ کو (جو حسب ارشاد اپنے پیغمبر کے متمسک بقرآن و اہلبیتؑ ہے) بُرا سمجھا ہے گستاخی معاف ہو آپ کی فہم و فراست سے یہ امر بہت بعید ہے۔

اپنون کو بُرا سمجھے، غیرون کو بھلا جانا — سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

پس جس مذہب کی بنیاد خلاف حدیث ثقلین ہو ایسا سچا مذہب انھین کو مسعود و مبارک ہو اگر شیعون

کی نظر مین ایسے سچے مذہب کی منزلت اور صحابۂ ثلثہ رض کی ایسی فرضی عظمت نہین ہے تو نہ سہی ؎

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش ماخدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

قولہ تعالیٰ

فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون ۝ (پ ۸ - س اعراف - ع ۴)

ایک گروہ نے تو ہدایت پائی اور ایک گروہ اس حالت مین ہو کہ اسپر گمراہی ثابت ہوئی بلاشبہہ اُنھون نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست بنالیا اور گمان یہ کرتے ہین کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

اگر اسپر بھی آپ اشاعۃ مطاعن اصحاب ثلثہ اور انکشاف تعصبات علماء اہلسنت والجماعت پر آمادہ ہین تو بسم اللہ ان کی فضیلت اور خلافت کی نسبت اور جو چاہین فرمائین۔ ہم حضرت عمر رض کے اس خطبہ سے۔

الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ

آگاہ ہو کہ حضرت ابوبکر کی بیعت ایک خطرناک اور ناگہانی امر ہے اللہ تعالیٰ نے اُسکے شر سے مسلمانون کو بچالیا اگر آیندہ اس طرح کوئی بیعت کے لئے پیش قدمی کرے تو اسکو قتل کردو۔

جو آپ نے حضرت ابوبکر رض کو مسند نشین خلافت کرتے ہوے مسجد نبوی مین بالائے منبر مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا تھا اس خلافت راشدہ کو باطل کرینگے انشاء اللہ المستعان۔ اور جس طرح امام محمد اسمٰعیل بخاری صاحب نے حضرت عمر رض کے اس خطبہ سے بخاری شریف کو زینت دی ہے اُسیطرح جناب امام غزالی صاحب جو کچھ اُن جناب کی شان مبارک مین فرما گئے ہین اُس سے ہم خلافت راشدہ کو باطل کرکے اُن کے امنوا وعملوا الصلحت کا انکشاف کرین گے۔ اُس روایت کی

قول امام غزالیؒ

نقل یہ ہے:-

فاجمع الجماهير على ان	جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر اجماع
الحديث من خطبة في يوم غدير	کیا ہے اور باتفاق مان لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
خم باتفاق الجميع وهو يقول	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے
من كنت مولاه فعلي مولاه	علی مولیٰ ہیں اور عمر بن الخطاب نے یہ کہا کہ
فقال عمر بخ بخ لك يا ابا الحسن	مبارک ہو آپ کو یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالت میں
لقد اصبحت مولاي ومولى	صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات
كل مؤمن ومؤمنة فهذا	کے مولیٰ ہو گئے۔ پس یہ قول عمر تسلیم و رضا ہی آیات
تسليم ورضاء وتحكيم	جناب امیرؑ پر اور انکار ہے اس کا کہ حضرت کی
ثم بعد هذا غلب الهوى	خلافت اور حکومت پر راضی ہو گئے۔ پس بعد اسکے
لحب الرياسة وحمل عمود	خواہش نفسانی نے حکومت و ریاست کی وجہ سے
الخلافة وعقود البنود و	غلبہ کیا ایک عظیم الشان ریاست کا حاصل ہونا اور
خفقان الهوى في قعقعة	خلافت کے جھنڈے کا ہر شہر و دیار میں گڑ جانا
الرايات واشتباك ازدحام	اور علم کے پھریرون کا ہوا پر ہر جگہ اُڑنا اور بیرقون
الخيول وفتح الامصار و	سے ہوا کا لپٹنا اور سوارون کا دونون طرف جلوس
سقاهم كاس الهوى	میں چلنا اور ملک و شہرون کا فتح کرنا۔ ان سب
فعادوا الى الحال الاولى	باتون کے خیال نے ان کو جام خواہش نفسانی پلا کر
فنبذوه وراء ظهورهم	مدہوش کر دیا تھا۔ پس وہ حالت اول کی طرف لوٹ گئے
واشتروا به ثمنا قليلا	اور جو حالت قبل اسلام تھی ویسے ہی ہو گئے اور اس

Presented by Ziaraat.Com

فبئس مایشترون انتھی ولما مات رسول اللہ قال قبل وفاتہ ایتونی بدواۃ وبیاض لازیل منکم اشکال الامر واذکر لکم من مستحق بھا بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر فلما بطل تعلقکم بتاویل النصوص فعدتم الی الاجماع (سر العالمین ص۱۹)

عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور بمقابلہ اسکے ادنی چیز کو کہ حکومت چند روزہ دنیا ہی خرید کیا اور جو چیز انھون نے خرید کی وہ بہت بُری ہی جبکہ رسول اللہؐ نے قبل وفات کے کاغذ و دوات قلم طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک امر مشکل کو تم سے دور کردون اور اُس کو بتادون جو میرے بعد خلافت کا مستحق ہے تو اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے کہا رہنے دو یہ شخص ہذیان کہتا ہے پس جب باطل ہوا تعلق تمھارا اس تاویل سے تو پھیرا اجماع کی طرف رجوع ہوے۔

سبط ابن جوزی نے اِس عبارت کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الامۃ مین نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو فن حدیث مین امام شمار کئے گئے ہیں میزان الاعتدال مین اِس کو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے (بذیل ذکر حسن بن صباح جلد اول صفحہ ۲۰۴ مطبوعۂ انوار محمدی لکھنؤ)

یہ جو کچھ مین نے مسئلہ فضیلت صحابہؓ کے جواب مین عرض کیا ہے اور چند آیات و احادیث مقبولہ اہلسنت پیش کیئے ہین اُسکو معزز ناظرین مشتے نمونہ از خروارے سمجھین انشاء اللہ تعالی آگے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسے کیسے گل کھلتے ہین اور کیا کیا بھید کھُلتے ہین ؎

این قدر ہا کہ دیدۂ جزویست کار کلی ہنوز در قدرست

قال

دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین

پہلی دلیل

یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے عرب مین مبعوث کیا اور آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے اول اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُسوقت سب لوگ کافر و مشرک تھے اور آپ کے عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور بھائی بند اِس خبر کے سنتے ہی آپ کے دشمن ہوگئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ کوئی مجنون کہتا تھا اور کوئی دیوانہ بتاتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اور چھ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو پانچ سے کم تھے مسلمان ہوے مگر جب چھ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانون کی ہوگئی اور دعوت علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہان تک تکلیف و ایذا دینی شروع کی کہ آخر کار مکہ چھوڑنا اور مدینے کو ہجرت کرنی پڑی اور آہستہ آہستہ دین کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارون کی اور ہزارون سے لاکھون کی نوبت آگئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین مین داخل ہوگئی۔

القول

خارج امین وحی نازل ہونا حضرت علی اور حضرت خدیجہ کا ایمان لانا کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالب کی حمایت واعانت

یہ جو کچھ ارشاد ہوا وہ بعثت جناب ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے متعلق ہے جسکو اصحاب ثلثہ رض کی فضیلت و مرتبت اور اسلام و ایمان سے کچھ بھی تعلق نہین ہے سوائے اسکے آپنے انکی خاطر سے بنی ہاشم یعنے خاص عزیزان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کا دشمن بتایا ہے حالانکہ جملہ کتب حدیث و سیر اہلسنت اس پر شاہد ہین کہ جب اُن حضرت صلعم نے اپنی رسالت و نبوت کا مخفی طور سے اظہار کرنا شروع کیا اُسوقت جن اشخاص نے کہ سب سے پہلے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی وہ خاص آپکے اعزا و اقربا ہی تھے۔ اور جب آپنے علانیہ دعوت اسلام دنیا شروع کی اور کفار قریش آپکے دشمن ہوکر طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین دینے لگے تو ایسے نازک وقت مین آپ کے عزیزون اور رشتہ دارون ہی نے مخفی اور علانیہ طور پر حسب مصلحت شرعی ادائے فرائض رسالت و نبوت مین حضرت کی حمایت واعانت کی اور جان و مال کو آپ پر سے نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے چنانچہ ہم اپنے اِس قول کی تائید مین ایک عبارت کتاب روضۃ الاحباب سے جوکہ مذہب اہلسنت والجماعت کی معتبر تاریخ ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ لحاظ صداقت حالات اور واقعات نہایت معتبر و مستند قرار دیا ہے اپنے معزز ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے بخوبی واضح ہوجائے گا کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ کے عزیز و اقارب ہمہ وقت معین و مددگار رہے یا اغیار۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔

چون سال چہل از ولادت آنحضرت — جب حضرت صلعم کا سن مبارک چالیس سال کا

صلعم تمام شد خداوند تعالیٰ اورا برسالت — ہوا تو خداوند تعالیٰ نے آپ کو بغرض ہدایت خلق

برکافہ خلق فرستاد و پیش ازان آثار و علامات — مبعوث برسالت کیا جب علامات و آثار

Presented by Ziaraat.Com

برآن سرور ظاہر می شد مثل خواب راست و سلام
پہلے سے ظاہر ہونے لگے مثل خواب راست دیکھنا

حجر و شجر چون تنہا براہ رفتے آواز شخصے می شنید کہ
پتھر اور درخت کا سلام کرنا۔ جب آپ تنہا کسی

اورا ندا میکرد و میگفت یا محمد ہر چند از یمین و یسار
راہ سے گذرتے تھے تو کسی شخص کی آواز سنتے

نگاہ میکرد ہیچ کس را ندید ہر سال بدین
تھے کہ یا محمد کہکر پکارتا ہے ہر چند داہنے بائین طرف

دستور عمل نمودے تا سال چہل و یکم در آمد از
نظر کرتے (لیکن) کوئی نظر نہ آتا تھا۔ برسون یہ حالت

ولادت آن سرور برخاست بقاعدہ معہود متوجہ
رہی جب اکتالیسوان سال ولادت سے شروع ہوا تو

غار حرا شد و بعبادت مشغول میگشت مرویست
خود آنحضرت سے مروی ہی کہ مین ایک روز غار حرا مین

از آنحضرت کہ فرمود ناگاہ شخصے برمن ظاہر شد
تحا بحالت تنہائی حسب معمول مشغول عبادت الٰہی مین

گفت مژدہ باد ترا اے محمد کہ من جبرئیل ام حضرت
تھا کہ دفعۃ ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ مین

حق مرا بتو فرستاد تو رسول خدائی براین اُمت
جبرئیل ہون اور خدا کا بھیجا ہوا ہون بشارت ہو کہ

بخوان گفتم من نیستم خواندہ پس مرا در برگرفت
آپ رسول خدا اس امت پر ہوے اور کہا کہ پڑھیئے

و بفشرد و گفت بخوان پس اقرار الی آخرہ
مین نے کہا کہ مین ناخواندہ ہون تب جبرئیل نے مجھے

خواندم بعد ازان جبرئیل پاے خود را بر زمین زد
اپنے آغوش مین دبایا اور کہا اب پڑھیے پس مین نے

و چشمۂ آب پیدا شد وضو ساخت و آن سرور
سورۂ اقرأ آخر تک پڑھا بعد ازان جبرئیل نے اپنا پاؤن

را فرمود تا وے نیز وضو ساخت و دو رکعت نماز
زمین پر مارا تو دو چشمے پیدا ہو گئے اُس پانی سے اول جبرئیل

بگذارد و آن حضرت بوے مقتدی شد چون
نے پھر آنحضرت نے وضو کیا اور جبرئیل کے پیچھے آپ نے

جبرئیل غائب شد حضرت بخانہ باز آمد ترسان
دو رکعت نماز پڑھی جب حضرت جبرئیل نظر سے غائب ہو گئے تو

چنانچہ گوشت میان دوش و گردن وے می لرزید
آنحضرت ڈرتے ہوئے اس تشریف فرما ہوے اسوقت بسبب خوف کے

فرمود مرا بپوشانید پس چیزے بروے بپوشانیدند
حضرت کا گوشت درمیان دوش و گردن ہل رہا تھا حضرت نے فرمایا مجھے کچھ اڑھاؤ

Presented by Ziaraat.Com

تا زمانیکہ ترسش برفت باخدیجہ گفت کہ ترسیدم
برنفس خویش خدیجہ گفت مترس کہ خدائتعالے
ترا در بلیہ نہ افگند اگر میخواہی حال ترا باپسر عم
خود ورقہ ولد نوفل عرض کنم۔ ورقہ مردے بود کہ
در زمان جاہلیت برگشتے از دین قریش و
نصرانی و موحد شدہ بود و علم انجیل نیکو میدانست
چنانچہ خدیجہ پیش ورقہ رفت و گفت اے پسر عم
خبر دہ مرا از جبرئیل ورقہ گفت قدوس قدوس
جبرئیل امینِ خداوندست میان او و پیغمبران
او خدیجہ گفت کہ محمدؐ می گوید بر من نازل
شد و کیفیت حال او را باز راند ورقہ گفت
محمد را نزد من فرستی تا خود حکایت حال خویش
کند پیغمبر صلعم بہ نزد ورقہ آمد و حقیقت خود را
باز نمود ورقہ گفت ابشر یا محمد ابشر
بدرستی کہ من گواہی میدہم کہ تو آن پیغمبری
کہ عیسیٰ بشارت دادہ کہ رسولیکہ بعد از من
مبعوث خواہد شد نام او احمد خواہد بود و گواہی
می دہم کہ تو احمدی و رسول خدائی زود باشد
کہ مامور شوی بجہاد و قتال بکفار اگر من آنروز

جب وہ خوف دور ہوا تو آپ نے اِس واقعہ کا ذکر حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ مجکو اپنی جان کا
خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ڈریئے نہین
خدائتعالی آپ کو کسی بلا مین مبتلا نہ کرے گا اگر آپ فرمائین
تو مین یہ کیفیت اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے
بیان کرون۔ ورقہ وہ شخص ہین کہ زمانۂ جاہلیت مین
دین قریش و نصرانی سے پھر کر موحد ہوے تھے ان کو علم
انجیل مین کمال عبور تھا پس حضرت خدیجہ ورقہ کے پاس
گئین اور حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا
بیان کیا اور پوچھا جبرئیل کون ہین ورقہ نے کہا کہ
جبرئیل امینِ خدا اور واسطہ مابین خدا اور اُسکے پیغمبرون
کے ہین حضرت خدیجہ نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر
نازل ہوے ہین اور سب کیفیت اُنھون نے بیان کی
ورقہ نے کہا محمدؐ کو میرے پاس بھیجدو کہ وہ خود اپنا
حال مجھ سے بیان کرین۔ حضرت صلعم ورقہ کے پاس تشریف
لائے اور سب حال بیان کیا ورقہ نے سنکر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمدؐ مین
گواہی دیتا ہون کہ آپ وہ پیغمبر ہین جنکی بشارت حضرت عیسے علیہ السلام نے
دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہونگے جنکا نام احمدؐ ہوگا مین گواہی دیتا ہون
کہ آپ ہی احمدؐ اور خدا کے رسول ہین قریب ہے کہ آپ کفار سے جدال

Presented by Ziaraat.Com

زنده بودی هرآئنه که ترا یاری نمودی ۔ و قتال کرنے پر مامور ہون کاش اس دن تک مین زندہ رہتا

چون آنحضرت را بدلائل واضحه روشن شده اور آپ کی مدد کرتا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہو گیا کہ

که پیغمبر برحق ست اول شخصے را از اشخاص که دعوت مین پیغمبر برحق ہون تب آپ نے سب سے اول حضرت

بخدا پرستی و توحید نمود خدیجه بود او بے توقف بدے خدیجہ کو دعوت اسلام دی وہ بلا تامل آنحضرت صلعم پر

ایمان آورد جمیع علماء را برین اتفاق ست که در صدق دل سے ایمان لائین اور تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے

آخر همان روز علی بن ابیطالب کرم الله وجهه بوے که اسی روز سہ پہر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنھون نے

آن که در حجر تربیت آن سرور بود بوے ایمان آورد آپ کے آغوش مبارک مین تربیت پائی تھی ایمان لائے

چون کفار قریش دیدند که اسلام روز بروز قوت می گیرد جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز قوت پکڑتا

و کار پیغمبر صلعم ترقی می یابد حسد و بغی و عداوت ایشان ہے اور آنحضرت صلعم کا کام ترقی پر ہے تو انکا بغض

زیاده شد لاکن بر آن سرور دست نداشتند زیرا که وہ بھی زیادہ بڑھ گیا مگر آنحضرت صلعم کو کچھ مضرت نہ پہنچا

ابوطالب بغایت حمایت میکرد و بنو هاشم و بنو عبد المطلب سکتے تھے کیونکہ حضرت ابوطالب بیحد آپ کے پشت پناہ

او را در آن حمایت مساعدت می نمودند پس همه اشراف بنے ہوے تھے اور اس حمایت مین بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب

قریش جمع آمدند و نزد ابوطالب رفتند و گفتند یکے بھی شریک تھے آخر ایک دن تمام اشراف قریش جمع ہو کر

از دو کار با ما بکن یا آن که برادر زاده خود را حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ دو

با ما بسپار تا او را هلاک گردانیم یا آنکه جنگ ما را کامون مین سے ایک کام کرو یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے

آماده باش و بتحقیق بدان که ما ترک برادر زاده حوالے کرو تاکہ ہم اُسکو ہلاک کرین یا تم ہم سے

تو نخواهیم کرد تا زمانیکه او را هلاک گردانیم مگر جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ یقین جانو کہ اگر وہ ہمارے

آنکه از سب و عیب الهه ما باز آید ۔ این سخن تمون کی برائی اور دشنام دہی سے باز نہ آئینگے تو

گفتند و از مجلس ابوطالب بیرون رفتند ہم اُن کو ہلاک کر دینگے یہ کہکر اُنکے پاس سے اُٹھ گئے

Presented by Ziaraat.Com

ابو طالب کس فرستاد و پیغمبر را طلبید و گفت قوم تو
آمده بودند و سخنان با من گفتند مرا در مهم تو وعدهٔ
جنگ کردند اکنون بر نفس خود بخشائے و تکلیف
مکن مرا به چیزے که نه من و نه تو طاقت آن داشته
باشیم و زبان از طعن ایشان و سب و عیب معبود
ایشان درکش که این امر ما را و ایشان را از یکدیگر
جدا خواهد ساخت. سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم
گمان بردند که در خاطر ابو طالب در آمده که ترک حمایت
او کند و وے را تسلیم کفار نماید گفت اے عم من اگر آفتاب
را از آسمان بیاری و بر یمین من نشانی و مهتاب را
بر یسار من که دست ازین امر نخواهم برداشت تا زمانے
که حق تعالیٰ دین را ظاهر گرداند یا آنکه من نابود
شوم این بگفت و از مجلس برخاست و روان شد.
ابو طالب را از سخنان وے رقت آمد و گفت یا ابن اخی
باز گرد پیغمبر باز گشت ابو طالب گفت که تو بکار خود
مشغول باش و هر چه می خواهی درین امر قیام
نمائے بخدا سوگند تا من زنده باشم ایشان نتوانند
که دست بر تو یابند۔

حضرت ابو طالب نے آپکو طلب فرمایا اور کہا کہ تمہاری قوم
کے لوگ آئے تھے اور تمہارے معاملات مین وہ لوگ مجھ سے
جدال و قتال پر آمادہ و مستعد ہین اب تم اپنی جان پر
رحم کرو اور اس امر کی تکلیف نہ کرو جس کی طاقت نہ مجھ مین
ہے اور نہ تم مین اور اُن کے بتون کی مذمت اور
طعنہ زنی اور دشنام دہی سے اپنی زبان کو روکو ورنہ
یہ امر ہمارے اور اُن کے علیحدگی کا باعث ہوگا۔
حضرت صلعم نے خیال فرمایا کہ شاید ابو طالب میری
حمایت سے دست بردار ہونا اور مجھے کفار کے حوالہ کرنا
چاہتے ہین فرمایا اے عم بزرگوار اگر آپ کے فتاب کو آسمان سے
زمین پر لے آئین اور میرے داہنی طرف رکھین اور چاند
کو بائین طرف تب بھی مین اپنے کام سے باز نہ رہونگا
یہانتک کہ خدا ہین حق کو آشکار کرے یا مین نابود
ہو جاؤن۔ اگر آپ میری مدد کرتے ہین تو آپکے حق
مین بہتر ہے ورنہ مجکو میرے خدا کی مدد کافی ہے یہ فرما کر
حضرت وہان سے اُٹھ کر تشریف لیچلے حضرت ابو طالب
کا کلام سنکر رونے لگے اور آپ کو بلا کر کہا اے فرزند تم
بدستور اپنے کام مین مشغول رہو اور جو چاہو کرو بخدا جبتک
کہ مین زندہ ہون قریش کی مجال نہین کہ تمپر ہاتھ اٹھا سکین

(خلاصہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۴)

Presented by Ziaraat.Com

یہ حال اِسطرح تمام کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے غرض جو لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُنپر کفار قریش ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور منجملہ انھین چند مسلمانون کے بعض حبش کو ہجرت کر گئے۔

جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ مہاجرین راحت اور آسائش سے ہین۔ اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے تو اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان والون کو محصور کر کے نیست و نابود کر دین۔

حضرت ابوطالب کا آنحضرت کو شعب ابوطالب مین لیجانا اور سب قریا کا ہمراہ ہونا اور لحوال تکالیف

جناب ابوطالب یہ وحشت خبر سُنکر آنحضرت صلعم کو مع دیگر بنی ہاشم اپنے شعب مین لے گئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے اور وہان تین سال تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت مین بسر کی۔ اور حضرت ابوطالب ہی نہین بلکہ سب بنی ہاشم مونس و رفیق رہے۔ اِس عرصہ مین اُن عزیزون نے یہانتک تکلیف اُٹھائی کہ اشیاء ما یحتاج کا بھی دستیاب ہونا دشوار ہو گیا تھا کیونکہ کفار قریش نے اس کا انتظام کر رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ دو چار روایتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :-

بہلی روایت

وفی المواهب اللدنیة لما رای قریش	جب قریش نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کی
عز النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن	منزلت و مرتبت روز بروز بڑھ رہی ہے اور آپ کے
معہ وعز اصحابہ بالحبشة واسلم عمرؓ	اصحاب حبشہ مین بعزت تمام مقیم ہین اور حضرت
ونشوا الاسلام فی القبائل اجمعوا	عمر بھی اسلام لا چکے اور تمام قبائل مین اسلام پھیل رہا
علی ان یقتل النبی صلی اللہ علیہ	ہے تو سب نے آنحضرت کے قتل پر اتفاق کیا جسکی
وسلم فبلغ ذلك ابا طالب فجمع	ابوطالب کو جب یہ خبر پہونچی تو آپ نے اپنے خاندان
بنی هاشم وبنی عبد المطلب وادخلوا	بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبهم	رسول اللہ کو اپنے شعب مین لیگئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے

Presented by Ziaraat.Com

ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك
حتى كفارهم فعلوه ذلك حمية
على عادة الجاهلية فلما رأت قريش
ذلك اجتمعوا وائتمروا ان يكتبوا كتابا
يتعاقدون فيه على بنى هاشم
وعبد المطلب ان لا يناكحوهم
ولا يبايعوهم ولا يخالطوهم ولا
يقبلوا منهم صلحا ابدا حتى يسلموا
رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل
وكتبوا فى صحيفة بخط منصور بن
عكرمة بن هشام وقيل بغيض بن
عامر فشلت يده وعلقوا الصحيفة فى
جوف الكعبة هلال المحرم سنة سبع
من النبوة وانحاز بنو هاشم و بنو
المطلب الى ابى طالب ودخلوا معه
شعبته الا ابا لهب فكان مع قريش و
اقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا وقال
ابو سعد سنتين حتى جهدوا وكانت
قريش قد قطعت عنهم الميرة والمادة

اور قوم سے اسکی استدعا کی کہ جس طرح ہو سکے حضرت کی
حفاظت کرنی چاہیئے چنانچہ جن کافرون نے اس قوم
سے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا وہ بھی از راہ
حمیت وطبق عادت جاہلیت کے اس حفاظت مین
شریک ہوے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو دوسرا شورہ
کیا اور معاہدہ کیا کہ خاندان بنی ہاشم و بنی عبد المطلب
سے عقد کیا جائے اور نہ کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت
کی جائے اور نہ کسی قسم کا اختلاط۔ اور جب تک رسول اللہ
صلعم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے کرین اُسوقت تک
صلح نہ کی جائے بالآخر اس مضمون کا عہدنامہ منصور
بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ سے اور باقوال دیگر
غیض بن عامر کے ہاتھ سے لکھوایا گیا۔ پس ہاتھ
اُسکے شل ہوگئے۔ اور خانہ کعبہ پر نبوت سے ساتوین
سال ماہ محرم مین آویزان کیا گیا۔ پس بنو ہاشم اور
بنو عبد المطلب شعب ابوطالب مین داخل ہوے سوائے
ابولہب کے کہ اس نے قریش کا ساتھ دیا یہ سب حضرت
دو یا تین سال تک اسمین مقیم رہے اور بقول ابو سعید
صرف دو سال تک یہان تک کہ اُنھون نے
جہاد کیا اور قریش نے اُنسے رسد وغیرہ بالکل بند کردی تھی

Presented by Ziaraat.Com

وکان لا یصل الیھم شی الا سرا — اور مطلقا کوئی شے اُن تک نہ پہنچ سکتی تھی اور نہ

وکانوا لا یخرجون الا من موسم الی — وہ بجز وقت تبدیل موسم شعب سے باہر

موسم (از تاریخ عرب جلد اول ص۲۹۷) — نکل سکتے تھے۔

دوسری روایت — جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :-

"حق ذوی القربیٰ کا اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ ان لوگون نے ابتدا اسلام مین آنحضرت ؐ کا ساتھ دیا جب کفار نے زیادہ مجبور کیا تو تمام بنی ہاشم نے جن مین وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آنحضرت کا ساتھ دیا جب آنحضرت مکہ سے نکل کر پہاڑ کے ایک درے مین پناہ گزین ہوے تو سب بنو ہاشم ساتھ تھے (الفاروق صفحہ ۲۰۱)

تیسری روایت — ان قریشا وکنانۃ تحالفت علی — قریش اور کنانہ نے سختی اور اہتمام سے

بنی ھاشم وبنی عبد المطلب ان — باہم حلف کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ

لا ینا کحوھم ولا یبایعوھم حتی — مناکحت اور خرید و فروخت بند کر دیجائے جب تک

یسلموا الیھم النبی صلعم (بخاری) — کہ وہ نبی صلعم کو ہماری سپرد نہ کردین۔

حضرت ابوطالب کی محبت اور حمایت

چوتھی روایت — علامہ ابوالحسن علی بن عبد الکریم محمد المعروف بہ ابن الاثیر جزری جو ایک عالم جید مذہب اہلسنت سے ہین اپنی تاریخ کامل مین ایک ایسی روایت بیان کرتے ہین جو حضرت ابوطالب کی کمال شفقت پدری پر دلالت کرتی ہے۔ کتاب مذکور کا ترجمہ مولوی عبد الغفور خان صاحب رامپوری نے عروج الاسلام کے نام سے شایع کیا ہے۔ اِسکے صلہ مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا ہے اُس کتاب سے روایت مذکور کی نقل اس جگہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

جب قریش کو معلوم ہو گیا کہ ابوطالب رسول اللہ ؐ سے کنارہ کش نہین ہوتے بلکہ وہ

آپ کے طرفدار اور قوم کی عداوت کیلئے مضبوط ہین تو عمارہ بن الولید کو ابوطالب کے پاس لائے

اور کہا کہ عمارہ بن الولید قریش کا ایک نوجوان ہے جسکے بڑے بڑے بال ہین اور نہایت حسین ہے اسے تو لیلے اس کی عقل اور قوت بڑے کام آئے گی اسے تو اپنا بیٹا بناے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے جس نے ہمین سفیہ بنایا ہے ہمارے دین کی مخالفت کرتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کردیتا ہے اُسے ہم مار ڈالین گے آدمی کے بدلے آدمی ہوتا ہے۔

ابوطالب نے کہا کیا لغو بات تم مجھ سے چاہتے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ مین اُسے کھانا کھلاؤن، اور پرورش کرون۔ اور میرا بیٹا مجھ سے عوض مین لیتے ہو کہ اُسے قتل کرڈالو یہ تو کبھی بھی نہین ہوسکتا اسپر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا کہ اے ابوطالب لوگون نے یہ بات انصاف کی کہی ہے مگر مجھے تیرا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے نہ مانے گا ابوطالب نے کہا اُنھون نے یہ بات انصاف کی تو نہین کہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور میرے برخلاف قوم کا شریک ہوتا ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر۔ اِس پر بڑی سخت گفتگو ہوئی اور سب وشتم کی نوبت پہونچی۔

(عروۃ الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ آگرہ)

پانچوین روایت فی الحال طبقہ نسوان کی دینی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور مفید رسالہ الموسوم بہ ذکر مبارک مرتبہ علیا حضرت میمونہ سلطان شاہ بانو۔ بیگم صاحبہ نواب زادہ جناب میجر حاجی حمید اللہ صاحب جو تقریب سالگرہ صدر نشینی علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا بعد صلاح و ملاحظہ جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی حال صدر الصدور حیدرآباد دکن جو علماے کرام اہلسنت والجماعت سے ہین علی گڈھ سے طبع ہوکر شایع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۷ مین حضرت ابوطالب اور دیگر اعزاے آنحضرت ص کی اعانت و حمایت کا حال اِس طرح درج ہے:۔

Presented by Ziaraat.Com

دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بیاسی برس کی عمر مین انتقال ہوگیا اور آپ اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے آپ کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری کی اور ہمیشہ نہایت محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح آپ کو کھا کبھی بغیر آپ کے کھانا نہین کھاتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آپ کے پیغمبری کا منصب ملنے سے پہلے اور اسکے بعد اپنی وفات تک آپ کے حامی رہے۔

بعض روایت | محدث علی بن برہان الدین شافعی کتاب انسان العیون مین تحریر فرماتے ہین :-

وکان ابوطالب فی کل لیلۃ یامر رسول اللہ صلعم ان یاتی فراشہ ویضطجع بہ فاذا نام الناس قام ﷺ وامر احدا بنیہ او غیرھم من اخوانہ وابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یقاتلہ من یرید بہ السوء

ابوطالب ہر شب رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر پر آرام کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور خود آنحضرت کے ساتھ سوتے تھے لیکن جب لوگ سو جاتے تو ابوطالب آپ کو وہان سے اٹھاکر دوسری جگہ سلاتے اور بجائے آپ کے اپنے ہی اور بیٹے یا بھائی یا بھتیجے کو سلا دیتے تھے۔ اس سے کہ جو لوگ بقصد ہلاکت آنحضرت شب کو آئین تو ہلاک نہ کرسکین۔

زمانہ تکالیف آنحضرت مین حضرت ابوبکر وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین رہنا

اس مصیبت عظیم اور دردناک وقت مین اصحاب ثلثہ رض سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسان حال نہ تھا حضرت عثمان رض تو حبش چلے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض کفار قریش کی پناہ مین رہ کر آرام سے بسر کرتے تھے شعب ابوطالب مین کوئی صاحب بھی آنحضرت کے ساتھ نہ تھے جیسا کہ مواہب لدنیہ کے صفحہ (۵۰) مین ہے:-

کان اول من ظھر الاسلام مستترا مع رسول اللہ صلعم ابتداءً اچھے اشخاص مشرف باسلام ہوئے تھے

ابوبکر وعمار وامّہ سمیّہ وصہیب — یعنی ابوبکرؓ۔ عمارؓ اور ان کی والدہ سمیّہؓ اور
وبلال والمقداد فامارسوْل — صہیب اور بلال اور مقداد۔ رسول اللہ صلعم
اللہ فمنعہ بعمہ ابی طالب واما — اپنے چچا ابوطالب کی حمایت سے محفوظ رہے
ابوبکر فمنعہ اللہ بقومہ واما — اور ابوبکر اپنی قوم کی پناہ مین رہے باقی لوگون
سائرھم فاخذھم المشرکون — کو کفار مکہ نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہین
فلبسوھم اذراع الحدید۔ وصہروھم — پہنائین اور ٹھیک دوپہر مین ان کو دھوپ
فی الشمس۔ — مین بٹھایا۔

دیگر روایات آمدہ صحیفہ چاک شدہ

اب ہم وہ روایتین پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حضرت ابوطالب کا انجام بفحوائے الاقرار باللسان والتصدیق بالجنان مع الخیر ہوا تھا یعنی بحالت ایمان و اسلام دنیا سے رحلت فرمائی تھی۔

پہلی روایت

جب صحیفہ لکھا گیا اور کعبہ مین لٹکایا گیا تو اُن لوگون نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم اور ابوطالب اور اُن کے ساتھی اُس گھاٹی مین تین سال تک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اُسنے جو کچھ ظلم اور قطع رحم کی باتین اُسمین لکھی تھین وہ کھالین اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام اُسمین چھوڑ دئے۔ پھر جبرئیل نبی صلعم کے پاس آئے اور اُنھین اسکی خبر دی۔ نبی صلعم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ بات بیان کی ابوطالب آپ کی سب باتون کو سچ جانتے تھے کسی بات مین شک نہین کرتے تھے اسلئے وہ گھاٹی سے نکلکر حرم مین گئے اور عام قریش کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے صحیفہ کی طرف دیمک بھیجی ہے وہ قطع رحم اور ظلم کی تحریر کو تو کھا گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑ دیا اُسے لاکر دیکھو اگر وہ سچا نکلے تو جان لو کہ تم ظالم اور قاطع الرحم ہو اگر وہ جھوٹا نکلے تو تم حق پر اور ہم باطل پر ہین یہ سنتے ہی

Presented by Ziaraat.Com

وہ جلد اُٹھے اور اُسے لاکر دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا پھر ابوطالب زور پر چڑھ گئے اور اُن کی آواز مین شدت آگئی اور کہنے لگے کہ تم پیغمبر کو ساحر کہتے ہو اور اُسپر بہتان باندھتے ہو بعد ازان یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُٹھ کھڑے ہوے اور صحیفے کو رد کر دیا ۔ ابوطالب نے

اِس واقعہ کی نسبت یہ اشعار کہے ہین ۔

وقد کان فی امر الصحیفۃ عبرۃ	متی ما یخبر غائب القوم یعجب
صحیفے کے معاملہ مین ایک بڑی عبرت کی بات نظر آتی ہے	اُس کے حال سے جب کسی غائب شخص کو اطلاع دیجاتی ہے تو تعجب ہوتا ہے
محی اللہ منھم کفرھم وعقوقھم	وما نقموا من ناطق الحق معرب
جو کچھ اُنھون نے کفر و عقوق کیا تھا اللہ تعالی نے	اُسے محو کر دیا اور صریح حق کے ساتھ اُنھون نے خلاف کیا تھا وہ ظاہر ہے
فاصبح ما قالوا من الامر باطلا	ومن یختلق مالیس بالحق یکذب
جو جو باتین اُنھون نے کہی تھین وہ باطل ہوگئین	سچ ہے جو شخص حق کی خلاف باتین بناتا ہے اُسے لوگ جھوٹا بنایا کرتے ہین

(عروج الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

یہی روایت تاریخ ابوالفدا مین بھی ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۱ ۔

اقوال علماے اہلبیت دربارۂ ایمان حضرت ابوطالبؑ

دوسری روایت

حضرت ابوطالب نے جو وصیت کی تھی اُسکو شاہ عبدالحق محدث دہلوی ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

ابوطالب بنی عبدالمطلب را در وقت موت	ابوطالب نے اپنے انتقال کے وقت بنی عبدالمطلب
خود می طلبید و گفت اگر سخن محمدؐ را بشنوید	کو بلا کر وصیت کی کہ محمدؐ جو کہین اُسکو سنو اور اُسپر عمل
ہمیشہ بر خیر و نکوئی او خواہید بود و اتباع امر وے	کرو اور اُنکے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور اُن کی
کنید و اعانت او نمائید و نصرت دہید تا فلاح و رشد	نصرت اور اعانت کرتے رہو اس مین تمھاری بہتری اور بھلائی
یابید باوجود ان میگویند کہ وے ایمان نیاورد	ہی باوجود اسکے جو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب ایمان نہین لائے

Presented by Ziaraat.Com

وسلمان از عالم نہ رفت علما، جواب میگویند کو ابوطالب اسلام کرد بزبان و تصدیق کرد بدل (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۳)

اور دنیا سے مسلمان نہین گئے۔ علماء اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ انھون نے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرلی تھی۔

تیسری روایت

ولما اشتد مرضه قال له رسول الله یا عم قلها استحل لك بها شفاعتی یوم القیامة یعنی الشهادة فقال له ابوطالب یا ابن اخی لولا مخافة السبة وان تظن قریش انما قلتها جزعا من الموت قرینی انما قلتها جزعا من الموت لقلتها فلما تقارب من اب طالب الموت فجعل یحرك شفتیه فاصغی الیه العباس باذنه وقال والله یا ابن اخی لقد قال الكلمة التی ان یقولها فقال رسول الله الحمد لله الذی هداك یا عم هكذا روی عن ابن عباس والمشهور انه مات كافرا ومن شعر ابی طالب یدل علی انه كان مصدقا لرسول الله قوله

حضرت ابوطالب پر جب مرض کی شدت ہوئی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا اے چچا مین چاہتا ہون کہ آپ بروز قیامت مستحق میری شفاعت کے ہون یعنی کلمہ شہادت کا اظہار کرین ابوطالب نے کہا اے میرے فرزند! مجھے اہل قریش کی سرزنش کا بیان ہے وہ کہینگے موت سے ڈر سے کلمہ پڑھلیا لیکن جب نزع کا وقت آیا ابوطالب نے کلمہ شہادت پڑھا جبکو حضرت عباس نے اپنے کانون سے سنا اور آنحضرت سے کہا آپ کے چچا نے آپ کے حکم کی تعمیل کی جسکو مین نے اچھی طرح سے سن لیا ہے اسوقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا مین شکر کرتا ہون کہ حق تعالیٰ نے آپ کو دین حق کی طرف ہدایت کی اور جو اشعار اس سے پیشتر جناب رسول خدا کی مدح مین ابوطالب نے کہے تھے وہ تصدیق رسالت آنحضرت پر دلالت کرتے ہین اور وہ یہ ہین۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اے محمدؐ تونے مجھے جو دعوت اسلام دی مین اچھی طرح جانتا ہون کہ تو اپنے دعوت مین سچا ہے اور تو سچ کہنے والے اور امین ہو

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

اور بتحقیق مین خوب جانتا ہون کہ تونے جس دین حق کو ظاہر کیا وہ تمام دینون سے بہتر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا

تارخ واحد صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ سدن

قسم خدا کی قریش سارے سب ملکے بھی آکر مجھ تک نہین پہنچ سکتے یہانتک کہ مین خاک مین دفن ہوجاؤن

چھٹی روایت ایک استفتاء درباب ایمان و اسلام حضرت ابوطالب سرکار شریعت مدار حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب دام اللہ وجودہ سے کیا گیا جناب ممدوح نے بحوالہ کتب اہلسنت جو جواب تحریر فرمایا تھا چونکہ وہ مدلل و مفصل بروے اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام اہلسنت ہے لہذا ہم اس کو نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے (اخبار اثنا عشری دہلی مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۲۱ء مین بھی طبع ہوا ہے)

کتاب حسن المطالب فی نجات ابی طالب مین سید احمد بن سید زینی دحلان نے اور مینڈی اپنی شرح دیوان مین اور برزنجی و دیگر محققین علماء اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان موحد تھے۔ اسنی المطالب صفحہ ۲۴ مین ہے کہ ابوطالب کی نجات کے متعلق بہت سے علمائے محققین اور اولیائے عارفین قایل اور معترف ہین۔ ان مین قرطبی و شعرانی بھی صریح الفاظ مین ایمان ابوطالب کے معترف ہین۔ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء ہین جو اس بات کو کہہ گئی ہین کہ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور ہم اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جائینگے۔ مواہب لدنیہ اور اسنی المطالب مین برزنجی ابونعیم اور بیہقی سے منقول ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرابا طالب عند الموت

یعنی ابوطالب کی وفات کے وقت حضور ختمی مآب صلعم تشریف لائے۔

Presented by Ziaraat.Com

وعنده ابوجهل وعبد الله بن
أمية المخزومي فقال النبي يا عم
قل لا اله الا الله كلمة احاج
بها لك عند الله فقال ابوجهل
وعبد الله بن امية يا ابا طالب
اترغب عن ملة عبد المطلب فلم
يزالا يرددانه حتى قال ابوطالب
على ملة عبد المطلب وابى ان يقول
عن ابي طالب الموت، نظر اليه
العباس فراه يحرك شفتيه فاصغى
اليه باذنه منه الشهادة فقال
للنبي صلى الله عليه وسلم يا بن
اخي والله لقد قال الكلمة
التي امرته بها ولم يصرح من لفظه
لا اله الا الله لكونه لم يكن
اسلم۔

اسوقت سنا ديد قريش مين سے ان کے پاس
ابوجہل اور عبداللہ بن ابی موجود تھے۔ پس
پیغمبر صلعم نے فرمایا چچا کلمہ لا اله الا الله
پڑھئے کہ مین خدا کے سامنے اس کا شاہد رہون
اور تمھارے لئے حجت کرون اس وقت ابوجہل
اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا اے ابوطالب!
کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھر چکے ہو؟ ان کے
اصرار کرنے پر ابوطالب نے کہا کہ مین ملت عبدالمطلب
پر باقی ہون پس جب موت کا وقت قریب آیا
تو عباس نے دیکھا کہ ابوطالب کے دونون لب
حرکت کر رہے تھے۔ اس وقت عباس ان کے
ہوے اور اپنے دونون کانون سے سنا کہ وہ
کلمہ شہادت پڑھتے ہین عباس نے کہا اے
بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میرے بھائی ابوطالب
نے وہ کلمہ پڑھا ہے جو آپ نے ان کو تعلیم کیا تھا
عباس نے کلمہ کی تصریح نہین کی کیونکہ اسکو کفر سے کام نہین لائے تھے

بزنجی۔ زینی۔ نبیرہ جزری۔ واقدی وغیرہ بروایت ابن سعد۔ ابن عساکر و
محمد بن اسحاق لکھتے ہین

قال لما توفی ابوطالب — یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا

اخبرت رسول الله صلعم فبكى بكاءً شديدًا ثمّ قال صلعم اذهب فغسله وكفنه و دفنه غفر الله له و رحمه۔

کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوطالب کے انتقال کی خبر دی پس حضرت رونے لگے اور فرمایا اے علی جاؤ اور ابوطالب کو غسل دو کفن پہناؤ اور قبر مین دفن کردو خدا نے اُن کو بخشدیا ہے۔ اور اُن پر رحم کیا۔

اِس خبر کو ابوداؤد و نسائی اور ابوالجارود ابن خزیمہ نے بھی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ تذکرۃ الائمہ مین نبیرہ ابن جوزی۔ ابن سعد اور واقدی۔ سے روایت ہے:۔

قال له العباس يا رسول الله انك لترجو له فقال صلعم اى والله لارجو له وجعل رسول الله صلعم يستغفر له ايامًا لا يخرج من بيته۔

یعنی تغسیل اور تدفین ابوطالب کے بعد عباس نے جناب ختمی مآب روحی فداہ سے کہا کیا آپ نجات ابوطالب کی امید رکھتے ہین پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ہان قسم خدا کی مین امید کرتا ہون کہ ابوطالب ناجی ہو پس کئی دن تک جناب پیغمبر صلعم انکے لیے استغفار کرتے رہے اور مکان سے باہر نہین نکلے۔

نبیرۂ جوزی نے واقدی اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عارض رسول الله صلعم جنازة ابى طالب فقال صلت الرحم جزاك الله يا عم خيرا

یعنی جب پیغمبر صلعم جنازۂ ابوطالب پر آئے تو فرمایا اے چچا تمنے صلۂ رحم کیا خدا تم کو جزائے خیر دے۔

اِسی طرح مناقب مین رازی نے ذخایر العقبی مین محب الدین طبری اور زینی او

Presented by Ziaraat.Com

برزنجی اور ابونعیم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم	یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قیامت کے روز
اذا کان یوم القیمۃ شفعت لابی	مین شفاعت کروں گا اپنے باپ مان اور چچا
وامی وعمی ابی طالب واخ لی فی	ابوطالب کی اور زمانۂ جاہلیت مین جو میرا
الجاھلیۃ	بھائی تھا۔

ابونعیم نے توضیح کی ہے کہ وہ بھائی زمانہ جاہلیت کا رضاعی بھائی تھا خود ابوطالب کے اشعار کثرت سے ہین جو اُن کے مسلمان و موحد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ زینی اور برزنجی نے لکھا ہے کہ شعب ابوطالب کو قریش کے ناصرہ کرنے کے وقت ابوطالب نے ایک طویل خطبہ مخاطبت قریش مین انشاء کیا اور یہ شعر اُن کے عقیدۂ حقہ اور اسلام پر کافی روشنی ڈالتا ہی۔

الم تعلموا انا وجدنا محمدا	رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

آیا تم نہین جانتے ہو کہ ہم نے محمد صلعم کو موسیٰ کی طرح جسکی صحت کتابون مین موجود ہے۔

دوسرا شعر ان کا یہ ہے۔

وخیر بنی ھاشم احمد	رسول الالہ علی فترۃ

یعنی بنی ہاشم مین سب سے بہتر احمد ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کا رسول ہے بعد زمانۂ فترت کے

تیسرا شعر بھی ملاحظہ فرمالین۔

نبی اتی بالدین من عند ربہ	بصدق وحق لا نکن حمز کافرا

یعنی محمد صلعم ایسا پیغمبر ہے جو دین کو اپنے پروردگار سے لایا ہی وہ سچا اور دین حق ہے پس اے حمزہ تم کافر نہ ہو

پھر اقرار توحید مین فرمایا ہے۔

ورب الناس لیس لہ شریک	یعنی وہی ایک خدا ہی جو سب کا مالک ہے اُس کا شریک کوئی نہین

Presented by Ziaraat.Com

هوالوهاب والمبدی المعید — وہی بڑا بخشنے والا ہی اور ابتدا پیدا کرنے والا قیامت کے روز پھر زندہ کرنے والا ہے۔

اب ایک محقق کے لئے میرے خیال مین تسلیم اسلام ابوطالب کے متعلق اسقدر کافی ہے کسی ناقد بصیر کو اسکے بعد اسلام ابوطالب کے متعلق شک و شبہ باقی نہین رہ سکتا کیونکہ صاحب ماینطق عن الھوی کی یہ شہادت کہ خدا نے اُن کو بخش دیا ہے اور اُن پر رحم کیا ہے ابوطالب کے اسلام و ایمان کے لئے کافی ہے تم خود انصاف کرو کہ مشرک بھی کبھی بخشا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ۔ پھر ابوطالب بھی معاذ اللہ اگر مشرک ہوتے تو پیغمبر صلعم کا اُن کے حق مین یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کو بخش دیا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر کہو کہ یہ کلمہ حضرت نے دعائیہ اُن کے حق مین ارشاد فرمایا ہے تو یہ بھی غلط ہے اور قابل تسلیم نہین کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ مومنین کبھی کافرون کے واسطے دعاے مغفرت نہ کرین پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ پیغمبر صلعم ابوطالب کے حق مین (اگر وہ کافر ہوتے) دعاے مغفرت کرتے حاشیۂ شفاے عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علی جمہوری اور تلمسانی سے نقل کیا گیا ہے:-

ان بغض ابی طالب کفر لانہ	یعنی بغض رکھنا ابوطالب سے کفر ہے کیونکہ
کان حامی النبی و ناصرہ و	وہ حمایت و نصرت اور تربیت کرنے والے
مربیہ، فذمہ ذم النبی	پیغمبر صلعم کے تھے پس اُن کی مذمت و ایذا
وایذائہ ایذاء النبی ومن	پیغمبر صلعم کی مذمت کرنا ہی اور ایذا دینا ہی اور جو مذمت
یذمہ فھو کافر وجب قتلہ	کرے اُنکی پس وہ کافر ہی اُسکا قتل کرنا واجب ہی
وعند المالکیۃ وان تاب	اور مالکیون کے نزدیک ایسا شخص توبہ کے بعد بھی

Presented by Ziaraat.Com

یجب قتلہ — واجب القتل رہتا ہی

ان سب باتون کے علاوہ ابوطالب کا اپنے بیٹون کو پیغمبر کا ساتھ دینے کی تاکید شدید کرنا اور اپنے بھائیون عباس رضؓ و حمزہ وغیرہ کو اسلام لانے کی بیحد رغبت دلانا یہ سب باتین نتیجہ ظاہر کر رہی ہین کہ ابوطالب اسلام کو صرف اچھا ہی نہین سمجھتے تھے بلکہ ایسا حق مانتے تھے کہ لوگون کو بت پرستی سے روکتے تھے اور پیغمبر صلعم و نیز دین اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے حضور ختمی مآب صلعم کو حقیقی فرزندون سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے تھے

پانچوین روایت — جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :-

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے تھے حضرت عباس نے جو اس وقت تک کافر تھے کان لگا کر سنا تو آنحضرت سے کہا کہ تمنے جس کلمہ کے لئے کہا تھا ابوطالب وہی کہہ رہے ہین (ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۶)

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے لئے جو جان نثاریان کین اس سے کون انکار کر سکتا ہے وہ اپنے جگر گوشون تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت مین تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کی خاطر محصور ہوے فاقے کئے شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت۔ یہ جوش یہ جان نثاریان سب ضایع ہو جائین گی

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۸۰ مطبوعہ نامی پریس کانپور

چھٹی روایت — شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

آنحضرت کا جنازہ میں پیدل ہونا اور دعا فرمانا

"چون ابوطالب فات یافت سید عالم ہمراہ جنازۂ ابوطالب میرفت و می گفت

اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خدا ترا جزاء خیر دہد (مدارج النبوۃ)

اب خود آپ انصاف فرمائین کہ جس طرح حضرت ابوطالب نے کفار و مشرکین کے ہاتھون سے

بمعاونت خدا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچائی اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جس صدق دل سے اعانت اور حمایت کی۔ کیا کوئی کافر مشرک یعنے خدا و رسول کا دشمن اس طرح عملی محبت کا ثبوت دیا کرتا ہے۔ اگر بزعم اہلسنت حضرت ابوطالب درحقیقت منکر توحید و رسالت ہوتے تو کیا یہ بات کسی صاحب فہم کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ وہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یون سینہ سپر رہتے اور ایسے سخت دشمنون کا سامنا کرکے اسلام اور ہادیِ اسلام کی حمایت اور نصرت کرتے۔ اگر آپ آنحضرت کے دشمن ہوتے تو ابوجہل کی طرح ایذائین دیتے۔ شمع رسالت کے بجھا دینے کی فکر مین رہتے۔ نہ کہ حمایت اور اعانت مین خود وہ تکلیفین جھیلتے۔ جو پیغمبر خدا کی زبانی قابل ستائش ہین۔ اگر آنحضرت کو ابوطالب کی اسلامی حمایت اور ایمانی محبت پر اطمینان نہ ہوتا تو کیون آپ کی وفات پر محزون و غمگین ہوتے اور کیون خلاف آیۂ کریمہ :-

ماکان للنبی والذین امنوا ان	جب کہ نبی اور مومنین پر ظاہر ہوچکا کہ
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی	مشرکین جہنمی ہین تو اس کے بعد مناسب نہین
قربی من بعد ما تبین لھم انھم	کہ اُن کے لئے مغفرت کی دعا مانگین گو وہ
اصحاب الجحیم۔	مشرکین اُن کے قرابت دار ہی کیون
(پ ۱۱- س توبہ ع ۱۴)	نہ ہون۔

دعاء مغفرت فرماتے۔

حضرت ابوطالب و اصحاب ثلاثہ کے ایمان مین تقابل

بھائیو! جو حالات و واقعات ابوطالب کے ہم نے خود تمھاری مستند کتب سے لکھے ہین ان کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرو اور مہربانی فرماکر ذرا اپنے خلفاء کے سچے اسلام اور پکے ایمان سے تقابل کرو جو کہ اپنے ایمان اسلام مین عمر بھر مذبذب رہے۔ چنانچہ مسند احمد حنبل مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ان الشیخین ھربا یوم احد و — بتحقیق حضرت شیخین جنگ احد مین بھاگے تو حضرت عمرؓ آپ آنحضرت

رجع عمر ینشف دموعه و یسئل — پوچھتے ہوے واپس آئے اور حضرت علی سے معافی کے خواستگار ہوے۔

علیا العفو فقال علی الست المنادی — آپنے فرمایا ای عمرؓ کیا تمنے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمدؐ قتل ہوے ہین

قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم — اے لوگو! تم اپنے دین سابقہ کیطرف لوٹ جاؤ انھون نے کہا کہ

فقال انما قالها ابوبکرؓ — مین نے نہین کہا بلکہ ابوبکرؓ نے کہا تھا۔

اور یہ تو خود حضرت ابوبکرؓ سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگون مین شرک اثر کر گیا ہے۔ جیسا کہ درمنثور مین ہے اسکی نقل یہ ہے :-

اخرج البخاری فی الادب — بخاری نے ادب مفرد مین معقل بن یسار

المفرد عن معقل بن یسار رض قال — سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر

انطلقت مع ابی بکر الصدیقؓ — صدیق رض کے ساتھ حاضر خدمت رسول صلعم ہوا تو

الی رسول الله صلعم فقال یا ابا بکر — آپنے فرمایا ابوبکر تم مین شرک چیونٹی کی چال سے

الشرک فیکم اخفی من دبیب — بھی زیادہ خفی موجود ہے پس ابوبکر نے کہا کہ آخر شرک یہی تو ہے کہ

النمل فقال ابوبکر رض وهل الشرک — آدمی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے

الا من جعل مع الله الها اخر — (پھر ہم کب ایسا کرتے ہین جو ہم مین شرک موجود

فقال النبی صلعم والذی نفسی — ہوگا) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم اس خدا کی جسکے

بیده الشرک فیکم اخفی من — ہاتھ مین میری جان ہے ضرور تم لوگون مین شرک

دبیب النمل — چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی موجود ہے۔

(تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۴ صـ ۵۴)

سبحان اللہ صد آفرین اس سچے مذہب پر اور ہزار تحسین ان عقائد پر کہ حضرت ابوطالب

جنھون نے ابتداے اِسلام مین اسلام اور بانی اِسلام کی ہر طرح سے حمایت اور اعانت کی جن کی وفات کلمۂ شہادت پر ہوئی جس کی خود آنحضرت صلعم نے الحمد للہ الذی ھداك یاعم ھکذا فرماکر تصدیق کی اور جنازہ پر فرمایا۔

"اے عم! من صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خداے تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد"

اُن کو تو آپ حضرات کافر و مشرک کہین۔ نعوذ باللہ۔ اور جو اصحاب اسلام لانے کے بعد بھی رسالت و نبوت مین شبہہ کرتے رہے۔ جو نماز اور جہاد سے فرار کرتے رہے۔ جنھون نے مصحف ناطق کے فرمان کو ہذیان بتایا۔ جو ہمیشہ ستا بی کرتے رہے جنھون نے تا وقت رحلت اپنے پیغمبرؐ کی عدول حکمی کی اور ایذا دی۔ جن کو وقت اخیر آنحضرتؐ نے خشمناک ہوکر اپنے نزدیک سے ہٹا دیا جنکے نقص ایمان پر پیغمبر خداؐ شہادت دین کہ "شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ سرایت کرگیا ہے" اُن لوگون کو آپ تمام اُمّت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اِسلام مین سب سے بہتر اور کامل سمجھین اور کچھ بھی حق و باطل مین امتیاز نہ کرین۔

هُمُ الْعٰلِمُوْنَ ط	هُمُ الْعَقِلُوْنَ ط	هُمُ الْمُبْصِرُوْنَ ط	هُمُ الْمُتَفَكِّرُوْنَ ط	هُمُ الْمُتَدَبِّرُوْنَ ط
وہ نہین جانتے	وہ عقل نہین رکھتے	وہ نہین سوچتے	وہ نہین فکر کرتے	وہ نہین غور کرتے

حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کی سابق الاسلامی تو خود بخاری شریف سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

حضرت خدیجہؓ کا آنحضرتؐ پر اپنا مال نثار کرنا

"جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدیجہ مجھپر اسوقت ایمان لائین جبکہ لوگون نے میری رسالت سے انکار کیا۔ میری رسالت کی اُسوقت تصدیق کی جب لوگون نے مجھے جھوٹا کہا

اور اپنا مال مجھپر اسوقت صرف کیا جب کہ لوگوں نے مجھے رد دیا

(تیسیر صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی ممبئی صفحہ ۱۰-۱۹ کتاب المناقب)

دوم | خداوند کریم اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

ووجدك عائلا فاغنى — اے رسول ہمنے تم کو تنگدست دیکھکر غنی کر دیا

مفسرین اہلسنت اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ

"خدائے پاک کے اس ارشاد سے مال مراد ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام نے آنحضرت پر صرف کیا تھا۔ (دیکھو تیسیر العالم سنہ ۱۹۲)

سوم | جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

"والدہ کے پہلے والد کا انتقال ہو جانے سے پیغمبر صاحب تہیدست رہ گئے دادا اور چچا نے پرورش کیا وہ بھی ان پر مہربان تھا۔ پیغمبر صاحب کی توانگری جس کی نسبت خدا ان پر رکھتا ہے اس طرح شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبریٰ بڑی مالدار تھین۔ ملک شام مین انکی تجارت ہوا کرتی تھی۔ انھون نے پیغمبر صاحب کی راستی اور دیانت داری کا شہرہ سنا اور ان کو سردار قافلہ بنا کر شام کو بھیجا۔ تجارت مین خدا نے برکت دی اور خدیجۃ الکبریٰ نے پیغمبر صاحب سے نکاح کر لیا۔ پیغمبر صاحب کی پہلے سی بے سروسامانی دور ہو گئی یہی ان کی توانگری تھی۔

چہارم | ان اللہ تعالی اغناہ بدرمیۃ ابی طالب ولما اختلفت احوال ابی طالب غناہ بمال خدیجۃ

پس تحقیق اللہ تعالی نے آن حضرت کو ابوطالب کے تربیت کرنے سے اور بعد انتقال اُن کے خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۴۸)

Presented by Ziaraat.Com

پنجم "ویافت ترا در دیشے عیالدار پس تونگری ساخت ترا بمال خدیجہ۔ تفسیر حسینی جلد دوم صہ ۴۶۶

ابوجہل کا ایذا دین دینا اور حضرت حمزہ کا انتقام لینا اور ایمان لانا

اسی طرح حضرت امیر حمزہ عم آن حضرت صلعم کے ایمان لانے کا حال رسالہ ذکر مبارک متذکرہ بالا مین ہے کہ

"ایکدن رسول اللہ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے ادھر سے ابوجہل نکلا آپ کو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اٹھاکر مارا جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ آپ صبر کرکے گھر چلے آئے۔ آپکے چچا حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آرہے تھے ایک عورت نے اُن سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تمھارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج زخمی کیا حضرت حمزہؓ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہین ہوے تھے لیکن آخر چچا تھے۔ یہ سنکر خون نے جوش کیا حضرت حمزہ نے غصہ مین آکر کہا خدا کی قسم جب تک اس شخص سے بدلہ نہ لونگا جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے مجھ پر کھانا پینا حرام ہے اِسی حال مین رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا تمھارا چچا تمھارے دشمن سے بدلہ لینے آگیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ اپنے حال پر چھوڑ دیجے جسکا نہ باپ ہے نہ چچا نہ مان سواے خدا کے کوئی مددگار نہین حضرت حمزہ نے قسم کھاکر کہا مین تمھاری ضرور مدد کرون گا آپنے جواب دیا اگر آپ میری مدد مین مشرکون کو اتنا قتل کرین کہ ان کے خون مین نہا جائین تو بھی آپ میرے عزیز نہین ہوسکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ کے دل پر آپ کی باتون کا بڑا اثر ہوا اور اُن کو آپکی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہؐ نے خوش ہوکر حضرت حمزہ کی پیشانی چوم لی۔ حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور سب پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا انتہی

دوسری یہی ذکر مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۷۸ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:-

"ابوجہل کی اس حرکت پر حضرت امیر حمزہ غضبناک ہوکر اسکے پاس گئے اور اسکے سر پر اپنی کمان اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو محمد مصطفٰے کو اذیت اور دشنام دیتا ہے حالانکہ مین انھین کے دین پر ہون۔

تیسری حضرت جعفر ابن ابیطالب کا ایمان لانا بھی علماء اہلسنت قبول کرتے ہین جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین:۔

فلم یزل علی مع رسول	حضرت علیؑ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ
اللہ وجعفر عند العباس حتی بعثہ	رہتے تھے اور حضرت جعفر حضرت عباس کے
اللہ نبیا فاتبعہ علی فامن بہ	ساتھ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت
وصدقہ ولم یزل جعفر حتی	کیا تو علیؑ نے آپ کی پیروی اور تصدیق
اسلم واتبعوا	کی اور مشرف بایمان ہوے اور حضرت جعفر بھی
(ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۲	آنحضرتؐ کا اتباع کرتے رہے یہان تک کہ
مطبع صدیقی	اسلام قبول کیا۔

چوتھی جب چند اصحاب جنمین حضرت جعفر بھی تھے حبش کو ہجرت کر گئے اور وہان امن سے رہنے لگے تو کفار قریش نے بادشاہ حبش کے پاس ان مہاجرین کو واپس کرنے کے لئے اپنے کچھ لوگ مع تحائف کے بھیجے مگر بادشاہ نے اُن کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان مہاجرین کو اپنے دربار مین یاد فرماکر استفسار حال کیا۔ اسکے متعلق رسالۂ ذکر مبارک مین جو درج ہے اُس کا خلاصہ سنیے۔

حضرت جعفرؑ کا اصحاب کا ہجرت کرنا اور حضرت جعفرؑ کے وعظ سے شاہ حبش کا اسلام قبول کرنا

"نجاشی نے ان سے پوچھا تمھارا کیا دین ہے۔ حضرت جعفر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم سے تھے۔ بتون کو پوجتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے خدا نے

ہم مین ایک نبی پیدا کیا اُسنے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اُسی کی عبادت کرین اور کسی کو اُسکا شریک نہ کرین۔ ہمنے اُس کی سچائی پر یقین کیا اور جو کچھ اُسکے پاس خدا کی طرف سے آیا اُس کی ہم نے پیروی کی ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اُسکا شریک نہین کرتے۔ اِس تقریر سے نجاشی اور اُسکے درباریون پر اچھا اثر پڑا۔ نجاشی نے کہا تمھارے رسول پر جو کچھ خدا کی طرف سے اترا ہے وہ سُناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے بڑی خوش الحانی سے سورۂ مریم کی تلاوت کی خدا کا کلام سُنکر نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور اُس نے درباریون کیطرف دیکھکر کہا خدا کی قسم مین تصدیق کرتا ہون کہ یہ وہی محمد رسول اللہ ہین جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی"۔ (صفحہ ۲۰ تا ۲۹) اور

اور صفحہ ۶۵ مین ہے۔

"ہجرت کے ساتوین سال رسول اللہ نے بادشاہون کے نام اِسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا خط سر پر رکھا اور ایمان لے آیا۔

یاد رہے | اسمٹ مسمی نذیر احمد اپنے "ترجمہ قرآن (مطبوعۂ انوار محمدی لکھنؤ) کے صفحہ (۱۶۰) مین رقم طراز ہین :-

"یہ آیتین نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے درباریون کے حق مین نازل ہوئی ہین جو نصاری تھے بات یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے اسلام کی منادی شروع کی تو قریش جو پیغمبر صاحب کے قبیلے کے لوگ تھے سخت تر برہم ہوے اِسلئے کہ اسلام کی منادی سے ان کے دین آبائی مین خلل پڑتا تھا پہلے تو اُنھون نے ڈرانے دھمکانے سے چاہا کہ یہ بات دب دبا جائے مگر پیغمبر صاحب برابر وعظ فرماتے رہے اور لوگ بھی ایک ایک دو دو کرکے اسلام لانے لگے تو قریش نے دوسرے قبیلون کو اُبھارا اُسکایا اور مسلمانون کو سب نے ملکر طرح طرح کی ایذائین

دینی شروع کین پیغمبر صاحب تو اپنے چچا ابوطالب کی حمایت مین تھے اور ازبسکہ ابوطالب رؤسائے قریش مین تھے مخالفین پیغمبر صاحب کا تو کچھ نہ کرسکے مگر دوسرے مسلمانون کو بڑی مشکل تھی اور پیغمبر صاحب اتنی قوت نہین رکھتے تھے کہ ان کی بھی حفاظت کرین ناچار آپنے مسلمانون کو اجازت دی کہ نجاشی بادشاہ حبش نیک دل منصف مزاج اور رعیت پرور ہے اُس کی عملداری مین چلے جاؤ۔ چنانچہ اول بار گیارہ مردون اور چار عورتون نے حبش مین جاکر پناہ لی اور یہ پہلی ہجرت کہلائی اس گروہ مین جناب پیغمبر صاحب کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر صلعم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے پھر دوسرے دہلہ مین پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی جعفر طیار بن ابی طالب دوسرے مسلمان مردون اور عورتون کے ساتھ حبش کو پہونچے یہانتک کہ بچون اور عورتون کے علاوہ بیاسی مہاجر حبش مین جمع ہوگئے وہان بھی قریش نے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نجاشی سے جا چغلیان لگائین کہ یہ بیدین ہین اور تمھارے ملک مین فساد برپا کرنے کو آئے ہین اور تمھارے حضرت عیسیٰ کے بھی قائل نہین ہین۔ اس پر نجاشی نے مسلمانون کو بلایا جعفرؓ سب کے وکیل بنے اور اُنھون نے قرآن کی سورتین اور خاص کر سورۂ مریم سناکر اپنے عقائد نجاشی پر ظاہر کئے اور وہ اور اسکے درباری سب قرآن سُنکر روئے اور اسلام کی صداقت کے معتقد ہوگئے اور نجاشی آخر مین اسلام لے آیا۔

احادیث باثبت القاب سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام

اِس موقع پر چند احادیث نبوی نقل کی جاتی ہین جن سے ثابت ہوگا کہ جناب امیر المومنین خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین سیّد الصادقین۔ یعسوب المسلمین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سابق الایمان والاسلام ہین۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم آپ ہی کے القاب ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

Presented by Ziaraat.Com

پہلی

عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ عز من بضعه الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم قال علی یارسول الله هل نقدر علی ان نزورك فی الجنة قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امته فنزلت هذه الایه اولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فقال ان الله تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلك رفیقی لانك اول من اسلم وانت صدیق الاکبر۔ (تفسیر ابن النجام صـ۲۲)
(ارجح المطالب)

ابن عباسؓ سے اِس آیت کی تفسیر مین جس کا ترجمہ یہ ہے جن لوگون نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ اُنکے ساتھ ہین جنہیں خدا نے اپنی نعمت اُتاری ہے روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ آیا ہم حضور کو جنت مین بھی دیکھ سکینگے؟ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اُس کی اُمت مین سے سب سے پہلے اسلام لایا ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُن لوگون کے ساتھ ہین جنہیں خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک لوگون کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ اُنکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدائے تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

دوسری

عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لیت فی القیامة رکبان عیرنا اربعة فقام رجل من الانصار

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت مین ہم چار شخصون کے سوا پیدا ان شخص سوار نہوگا انصار مین سے ایک شخص نے اٹھکر

فقال فداك ابی وامی من هم — عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر
یارسول الله قال انا علی البراق — فدا ہون وہ جا شخص کون ہین حضرت نے فرمایا
واخی صالح علی ناقة الله التی عقرت — کہ ایک تو مین ہون کہ براق پر سوار ہون گا اور
وعمی حمزة علی ناقة العضباء واخی علی — میرا بھائی صالح نبی ناقة اللہ پر سوار ہوگا جسکے
علی ناقة من نوق الجنة بیده لواء — پاؤن کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضبا پر
الحمد ینادی لا اله الا الله محمد — سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیون
رسول الله فیقول الادمیون ماهذا — مین سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے
الا ملک مقربا او نبیا مرسلا — ہاتھ مین لوا الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ
او حامل العرش فیجیبهم ملك من — محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا۔ تمام آدمی
بطنان العرش یامعشر الادمیین — کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل
لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا — یا حامل عرش ہے۔ پر ان کے جواب مین ایک
مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق — ملک عرش سے ان سے کہیگا کہ یہ نہ تو کوئی مقرب
الاکبر علی بن ابیطالب — فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے
(اخرجه ابوجعفر العقیلی) — بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابیطالب ہے

تیسری

عن عباد بن عبدالله ایضا قال — عباد بن عبداللہ کہتے ہین کہ جناب امیر
علی انا عبدالله واخو رسوله الله — فرماتے تھے کہ مین خدا کا بندہ اور خدا کے رسول
صلے الله علیه وسلم وانا صدیقه الاکبر — صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہون اور مین صدیق اکبر
لا یقولها ذلك غیری الا کاذب — ہون۔ یہ بات میرے سوا کوئی نہین کہہ سکتا
صلیت قبل الناس سبع سنین — مگر جھوٹ بولنے والا۔ مین نے سات برس

Presented by Ziaraat.Com

(اخرجه احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک و حاکم ابوزید بن عثمان ابن ابی شیبہ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ ابونعیم فی الحلیۃ والعقیلی)

سب سے پہلے نماز پڑھی ہے



چوتھی

عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلعم بید علی فقال ان ھذا اول من امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ وھذا یعسوب المومنین وھذا امن یصالحبنی یوم القیمۃ وھذا صدیق الاکبر (اخرجہ الطبری والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان ایضاً صفحہ ۲۱

سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر فرمایا یہ تحقیق یہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور یہ اس امت مین حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنون کا امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا۔ اور یہ صدیق اکبر ہے۔

پانچوین

عن ابن عباس وابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن

ابن عباس اور ابولیلی رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہین اول حبیب النجار مومن الیاسین (یعنی جناب عیسی علیہ السلام کے حوارین) پر ایمان لانے والا جس نے کہ یہ کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگون پیغمبرون کی متابعت کرو۔ اور

ال فرعون الذی قال اتقتلون	فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جس نے
رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابیطالب	یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو
وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس	جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن
واحمد عن ولیلی) (الیواقیت ص۲۲)	ابی طالب کہ وہ اُن سے افضل ہیں۔
ہیثمی | عن ابی لیلی قال قال رسول	ابولیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم
اللہ صلعم سیکون من بعدی فتنۃ	نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم
واذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ	لوگ علی سے جدا نہ ہونا کیونکہ وہ فاروق ہے حق
الفاروق بین الحق والباطل	باطل میں تفرقہ کرے گا۔
حدیث صحیح رجالہ رجال الصحیحین	(الرجح المطالب ص۲۵)
ہیثمی | عن ابی رافع قال صلی النبی صلی	ابی رافع سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ
اللہ علیہ وسلم اول یوم الاثنین	نے ابتداے روز دوشنبہ نماز پڑھی اور
وصلت خدیجۃ آخر یوم الاثنین	حضرت خدیجہ نے آخر روز مذکورین
وصلی علی یوم الثلثاء من الغد و	اور حضرت علی علیہ السلام نے سہ شنبہ
صلوا مستخفیا قبل الناس	کے روز اور سات برس تک اور لوگوں سے
سبع سنین	قبل خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے
آٹھویں | عن ابی ایوب الانصاری قال	ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ
قال رسول اللہ صلعم ان الملئکۃ	آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر اور علی پر سات
صلت علی وعلی علی سبع سنین قبل	برس تک ملائکہ نے درود بھیجا قبل اس کے کہ کوئی شخص
ان یسلم بشر (ایضاً ص۵)	مشرف باسلام ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

نوین | عن انس بن مالك قال رسول الله صلعم صلت الملئكة علي و على علي سبع سنين وذلك انه لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الى السماء الا مني ومن علي۔ ایضاً

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک ملائکہ درود بھیجتے رہے اور سوا میری اور علی کی آواز اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے کسی کی آواز آسمان تک نہیں پہونچی۔

دسوین | عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ السابقون الاولون، الخ قال سبق یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب یاسین الی عیسی وسبق علی بن ابیطالب الی محمد بن عبد الله صلعم (اخرجه الضحاك والطبرانی وابن مردویه) الخ المطالب ص

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیۂ شریفہ السابقون الخ سے مراد یہ ہے کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب یاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور حضرت علی نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ اسلام میں سبقت کی۔

گیارھوین | عن عفیف قال جئت فی الجاهلية الى مكة فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس ووصلت فی السماء وانا انظر الى الكعبة اقبل شاب فرای ببصرة الى السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم يلبث حتى جاء غلام

عفیف کہتا ہے کہ میں ایام جاہلیت میں مکہ آیا اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس مقیم ہوا جب آفتاب بلند ہوا اور آسمان کی پوری بلندی پر پہونچا اسوقت میری نظر کعبہ کی طرف تھی کہ ایک جوان شخص آیا اور آنکھیں اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھا اسکے بعد کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک صاحبزادہ آیا اور وہ اس جوان کے

Presented by Ziaraat.Com

فقام عن يمينه فلم يلبث حتى
جاءت امرأة فقامت خلفهما
فركع الشاب فركع الغلام والمرأة
فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة
فخر الشاب ساجدا فسجدا معه
فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من
هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري
من هذا الغلام فقلت لا فقال
هذا علي ابن ابي طالب بن
عبد المطلب هذا ابن اخي
هل تدري من هذه المرأة
التي خلفهما فقلت لا فقال
هذه خديجة بنت خويلد
زوجة ابن اخي هذا حدثني
ان ربه رب السموات والارض
امره بهذا الدين الذي هو عليه والله
ما على الارض كلها احد
على هذا الدين غير هؤلاء الثلثة[1]

اپنی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ عرصہ نہ گذرا
تھا کہ ایک خاتون آئی اور وہ ان دونوں کے
پیچھے کھڑی ہو گئی اسکے بعد اس جوان نے
رکوع کیا وہ دونوں بھی رکوع مین گئے پھر وہ
جوان کھڑا ہو گیا ان دونوں نے بھی ایسا ہی کیا
اسکے بعد وہ جوان سجدہ مین گیا اور وہ دونوں بھی اسکے ہمراہ
سجدہ مین گئے مین نے عباس سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے
عباس نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون جوان ہے مین نے کہا نہین
عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے محمد صلعم ہین اسکے بعد کہا کہ تم
اس لڑکے کو جانتے ہو کہ کون ہے مین نے کہا نہین عباس نے کہا یہ میرے
بھائی کے بیٹے علی بن ابیطالب ہین یہ پوچھا اس خاتون کو
جانتے ہو جو دونون جوانون کے پیچھے کھڑی ہے مین نے کہا نہین
ہے مین نے کہا نہین عباس نے کہا یہ خدیجہ
میرے بھتیجے کی بیوی ہین محمد بن عبد اللہ نے
بھتیجے کا قول ہے کہ وہ خدا جو زمین و آسمان
کا بنانے والا ہے اسنے اسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ
اس دین پر قائم رہے جسپر وہ ثابت قدم ہے
خدا کی قسم تمام عالم مین بجز ان تین آدمیون کے
کسی نے اس دین کو اختیار نہین کیا۔

[1] خصائص نسائی صفحہ ۳-۴ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۲ مین باختلاف الفاظ و تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۶۱ مین بھی یہ حدیث درج ہے

بارھویں — عن عمر بن الخطاب قال اشهد — حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ مین

علی رسول الله سمعته هو یقول لوان — شہادت دیتا ہون کہ مین نے رسولؐ اللہ سے

السمٰوات السبع والارضین السبع — سُنا ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین

وضعن فی کفة میزان ووضع ایمان — ایک ترازو کے پلے مین رکھے جائین اور علی کا

علی بن ابی طالب فی میزان لیرجح — ایمان ایک پلہ مین تو علی کے ایمان کا پلہ بھاری

ایمان علی (مناقب اخطب خوارزم فصل ۱۲) — ہوگا ۔

تیرھوین — عن عمر قال کنت انا وابو عبیدة — انھین حضرت سے روایت ہے کہ مین

وابو بکر وجماعة من اصحابه — اور ابو عبیدہؓ و ابو بکرؓ اور ایک جماعت ان کے

اذ ضرب رسول الله علی منکب — اصحاب سے موجود تھی کہ اتنے مین رسول اللہؐ نے

علی فقال یا علی انت اول — دوش علی پر ہاتھ مار کر فرمایا یا علی! تم ہر مومن

المومنین ایمانا واول المسلمین — سے پہلے ایمان لانے والے ہو اور ہر مسلمان سے

اسلاما وانت منی بمنزلة هارون من — پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم کو مجھ سے وہ

موسیٰ (اخرجه ابن السمان) — نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی

چودھوین — مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے :۔

"تسمیہ کرد اورا ابو طالب بہ علی۔ وتسمیہ نمود پیغمبر خدا ابا صدیق ولقب کرد بہ امین در شریف

ہادی ومہدی ومعصوم الائمہ وغیرہ وغیرہ"

پندرھوین — اسی طرح جناب شاہ عبد العزیز صاحب فتاوائے عزیزی کی جلد دوم صفحہ ۱۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی

مین رقم طراز ہین :۔

"وتلقیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ مرتضے در احادیث دیدہ نہ شدہ و نہ در صدر اول این اسم متعمل بود

دراحادیث صحیحہ کنیت شان بہ ابوتراب وابوالریحانین وتلقیب ایشان بہ ذی القرنین ویعسوب الدین وصدیق وفاروق وسابق یعسوب الامۃ۔ ویعسوب قریش۔ وبیضۃ البلد۔ وامین۔ وشریف وہادی ومہدی وغیرہ مروی وثابت ست۔

سولھوین

فذھب صاحب السیرۃ وکثیر من اھل العلم ان اول الناس اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعمرہ تسع سنین وقیل احدی عشر سنۃ وکان فی حجر رسول اللہ صلعم قبل الاسلام فلم یزل علی مع النبی حتی بعثہ اللہ نبیا فصدقہ علی (تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۱۱۱)

صاحب السیرۃ اور اکثر علما اس امر میں متفق ہین کہ علی بن ابی طالب کل مسلمانون سے سابق الاسلام ہین اور وقت قبول اسلام آپکا سن شریف مختلف اقوال سے نو۔ اور گیارہ سال کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت کے آغوش مبارک مین تربیت پائی اور وقت بعثت سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے ہین۔

سترھوین

تفسیر درمنثور جلد پنجم صفحہ (۲۲۸) مین آیہ کریمہ "والذی جاء بالصدق الخ" کی تفسیر مین مروی ہے۔

واخرج ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلعم صدق بہ قال علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ ہین اور صدق بہ سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین۔

اٹھارھوین

آیہ شریفہ:۔

والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم (پ ۲۷۔ س حدید۔ ع ۲)

جو لوگ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقون اور شہیدون کے درجہ مین ہونگے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے
اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا کہ مین صدیق اکبر مون اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح
مین روایت نقل کی ہے کہ قیامت مین سب سے پہلے آپ ہی آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرینگے اور آپ ہی
صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہین ۔

وعن ابن عباس قال انما نزلت فی علی — ابن عباس رض سے روایت ہے کہ یہ آیت
اخرجہ احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیرہ و ابن — جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی
المغازلی فی المناقب) — ہے ۔

وعن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ — علی بن ابی طالب کے اسلام کے بارہ مین
واسلامہ فذھب کثیر من الناس الی انہ — اکثر محققین اہلسنت متفق ہین کہ آپ کبھی مشرک
لم یشرک باللہ شیئا نیتا نف الاسلام بل — تھے ہی نہین اور اسلام کی ابتدا آپ ہی سے
کان تابعا للنبی فی جمیع افعالہ مقتدیا بہ — ہوئی ہے اسلئے کہ آپ نے آغوش رسول مین پرورش
وبالغ وھو فی ذلک ان اللہ عصمہ وسدده — تربیت پائی تھی اور جملہ امور مین آنحضرت کے
ووفقہ بالنبعیۃ لنبیہ علیہ السلام لانہ — قدم بقدم تھے اور خدا نے آپ کو معصوم کیا تھا
کان غیر مضطرین ولا مجبورین علی فعل — اور رسول کی پیروی کی توفیق عطا کی تھی
الطاعات بل مختارین قادرین فاختار — آپ برضا و رغبت تابع احکام خدا و رسول تھے اور
اطاعۃ الرب وموافقۃ امرہ واجتناب — جملہ منہیات اور لغزشات سے آپ کی ذات گرامی صفات
منھیاتہ (مروج الذہب جلد اول ص۳۰۶ مصر) — پاک و صاف تھی ۔

بیسوین اکثر مورخین اہل نصاریٰ نے جو اسلامی کتب تواریخ لکھی ہین اُن مین مولائے کونین کے
سابق الاسلام ہونے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اُس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائین :۔

"مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اِس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کی بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے شکم مادر ہی مین دین اسلام قبول کیا تھا اور جب تک حمل مین رہے اپنی مان کو بُت کے سامنے جھکنے نہین دیا اسی واسطے جب مسلمان نام علی کا لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے (خدا نے اُن کے چہرہ کو بزرگی اور عظمت بخشی ہے) کہ اُنھون نے نہ خود کبھی بتون کو سجدہ کیا اور نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا حالانکہ اور کوئی صحابی ایسا نہین ہوا جس نے بتون کو کبھی سجدہ نہ کیا ہو اس واسطے علی اِس حال کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون کا موسےٰ سے تھا۔ مین ایک شہر ہون جس مین تمام علوم بند ہین اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ اگر شیاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل ودانائی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو علی ہی ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین اس سے بڑھکر کوئی پیدا نہین ہوا۔

(ترجمہ تاریخ الاسلام مؤلفہ مسٹر اوگلی صفحہ ۳۳۰)

جناب امیرؑ کی سابق الایمانی پر اعتراض اور اسکی تردید

افسوس! کہ غیر ملت و مذہب کے اصحاب تو جناب امیر علیہ السلام کا سابق الایمان والاسلام ہونا قبول کرین مگر کثیر ملسنت مسلمان ہوکر اسکو نہ مانین۔ ملاحظہ ہو عروج الاسلام کہ اُس مین جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نے جناب مولائے کونین کی سابق الایمانی پر کس طرح نیش زنی فرمائی ہے وہ یہ ہے:-

"اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علی ہی سب سے پہلے مسلمان ہوے تھے تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ گھر کے ایک نادان بچے کا ایمان لانا اور نہ لانا کیا چیز ہے، اور اسلام کو کیا مدد ملسکتی ہے"

حالانکہ امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین۔ شیر بیشہ ہیجا علے مرتضیٰ وہ شیر خدا ہین جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کفر کے جلتے چراغ گل کیئے ہین۔ کرار غیر فرار کے دشمن بھی اس امر سے انکار نہین کر سکتے کہ ؎

ہوتا نہ اگر مصقلۂ تیغ قضا رنگ — آئینہ اسلام سے جاتا نہ کبھی زنگ
تھا ضیغم یزدان کی لڑائی کا نیا ڈھنگ — دو کر دیا دم مین حق و باطل کو دمِ جنگ

دینداروں کی بستی ہوئی ویرانہ جہان تھا
وان خانۂ حق بنگیا بتخانہ جہان تھا

حق کو نہ سمجھتا تھا کوئی خلق مین مطلق — ہر بت کو خدا جانتے تھے جاہل و احمق
جاری یہ ہوا خلق مین فیضِ اسدِ حق — آگے بھی کبھی تھی چمنِ دین کی یہ رونق

مردود جدا ہو گئے، مقبول جدا ہین
دیکھو تو ہین کانٹے ہین جدا پھول جدا ہین

لیکن صغر سنی کے اعتراض سے صرف نفس رسول ہی کے فضائل پر حملے کیئے جاتے ہین ورنہ اپنے اصحاب کو اسی صغر سنی مین اسلام لانے سے عرش پر چڑھاتے ہین جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اسلام لانے پر الفاروق مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

"عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر ہی کے ساتھ اسلام لائے بہرحال ان کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل ان کو بچپن ہی کے زمانہ مین گنجینۂ مراد ملا"

حالانکہ ان کے حالات "امنوا وعملوا الصلحت" کا اندازہ حضرت مولوی خواجہ نظامی صاحب کے اس کلام سے بخوبی ہوتا ہے جو صاحب ممدوح نے مجلس شوریٰ کے احوال مین آپ کی نسبت

Presented by Ziaraat.Com

لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے:-

"ایک شخص (حضرت عمر سے مخاطب ہوکر) بولا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیوں نہین دیتے؟ آپنے فرمایا جب خدا تجھے غارت کرے تو نے یہ مشورہ خدا کے واسطے نہین دیا اور مسلمانون کے فائدے کے لئے جو شخص (یعنی عبداللہ بن عمر) اپنی بیوی کو طلاق دینے مین ٹھیک فیصلہ نہ کرسکتا ہو وہ مسلمانون کا کیا خاک فیصلہ کرے گا"۔

(منقول از محرم نامہ صفحہ ۱۴)

اسپر شبلی صاحب "الندوہ" مین ان کے ایمان واعمال حسنہ کی بہت کچھ ثنا وصفت کرتے ہین۔ اور کیون نہ کرین۔ اِسلئے کہ آل رسول کے ساتھ جو طرز عمل آپکے والد ماجد کا تھا وہی آپکا بھی تھا۔ چنانچہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلیفہ ہوے تو آپنے اُن جناب کی توبعیت نہ کی مگر یزید کی خلافت کے اِسقدر حامی تھے کہ جب بعد واقعۂ کربلا لوگون نے یزید سے نکث بیعت کرنی چاہی تو آپ مانع ہوے اور اِس کار خیر مین اسقدر حصّہ لیا کہ ایک من گھڑت حدیث لوگون کے سامنے پیش کردی جس سے لوگ صراط مستقیم سے باز رہے"۔ اسی طرح عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت مین حجاج بن یوسف ثقفی کی بیعت کیلئے آدھی رات کو پہنچے۔ اور جب اس نے کہا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کرلینا تو یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص امام وقت کی بیعت کئے بغیر مرجائے تو وہ حالت کفر مین مرتا ہے۔ حجاج نے جو کہ دشمن اسلام تھا یہ اعتراض کیا کہ علی بن ابیطالب کے وقت یہ حدیث تمکو یاد نہ رہی تھی۔ اسوقت میرا ہاتھ خالی نہین ہے۔ اگر تمھین ضرورت ہے تو میرے پاؤن سے بیعت کرلو۔ چنانچہ اِسکے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ کامل۔ تاریخ طبری اور روضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ مین موجود ہین (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۶۴۳)

الغرض روایات متذکرۂ بالا سے ثابت ہوا کہ نفس رسول ہی سب سے اول ایمان لائے اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کے القاب عطا فرمائے لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے باوجودیکہ بعض احادیث کے وہ خود بھی راوی ہین خلافت کی طرح یہ القاب بھی چھین لئے۔ پھر ان کے ہواخواہون نے وضعی روایتین وضع کرکے اسکو شہرت دی جن کا بطلان خود انھین کے بیانات اور تحریرات سے ہوتا ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ

"صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا تھا"

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے۔ اِس کی نقل یہ ہے:-

محمد بن شعبی کاتب واقدی از زہری	محمد بن شعبی نے زہری سے روایت کی
روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل	ہے کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ اہل کتاب یعنی
اول مر ا فاروق خواندند مسلمانان متابعت	یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے مسلمان
ایشان کردند از پیغمبر صلعم چیزے در ین باب	بھی وہی کہنے لگے حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے اس بارے
بما نرسیدہ جلد دوم صفحہ ۶۵	مین مطلقا کچھ نہین فرمایا۔

یہی ابن جریر طبری کا قول ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ

عن صالح بن کیسان قال قال	یعنی اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو
ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول	فاروق کہا۔ اسکے بعد مسلمان بھی یہی کہنے لگے
من قال عمر الفاروق وکان المسلمون یاتون	لیکن یہ خبر کسی سے ہم کو نہین ملی کہ رسول اللہؐ
ذلک من قبلہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئا	نے ان کو فاروق کہا ہو۔

اب مین ناظرین کی توجہ مولائے کونین یعنے ابوالحسنین علیہ السلام کے ذاتی وصفاتی حالات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون جو علماء اہلسنت نے بتوضیح و تصریح لکھے ہین۔ از انجملہ

یہ ہے :-

"خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علے مرتضیٰ ؑ کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے"

اور جبکہ علماے اہلسنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ مردون مین علیؑ اور عورتون مین خدیجۃ الکبری سب سے پہلے ایمان لائے تو ایسی صورت مین اُن جناب کی سابق الاسلامی کے متعلق بحث کرنا ایک فضول امر ہے۔ ہان اگر آپ کا پہلا مذہب دین محمدی کے خلاف ہوتا تو اُس وقت آپ کے مقابلہ مین دوسرون کا ایمان و اسلام پیش کرکے بحث ومباحثہ ہوسکتا تھا علے مرتضیٰ ؑ نے تو رسول اللہ ؐ کی گود ہی مین مثل فرزند کے پرورش پائی ہمیشہ آنحضرت کی صحبت مین رہے اور وہ جناب عہد طفولیت ہی سے اِس دین پر تھے جس دین پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کے رگ و ریشہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم۔ تربیت اور صحبت کا اثر تھا۔ وہ جناب اُن جمیع صفات سے بجز نبوت و رسالت متصف تھے جو آنحضرت صلعم مین تھے۔ آپنے ایک پل بھی کفر اختیار نہین کیا۔ جب کہ آپ بطن مادر مین تھے تو آپنے اپنی مان کو بھی بتون کے سامنے جھکنے نہین دیا جیسا کہ تذکرہ خواص الامہ مین ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل تسجد لہ وھے حامل بہ علا علے بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علیًّا

عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام عمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے کیلئے جاتین اور سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ ان کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور ان کو سجدہ کرنے سے روکے رکھتے لہذا علی نام رکھا گیا۔

ارجح المطالب
صفحہ ۱۰۱

غرض کہان بت پرست اور کجا بت شکن۔ بجلا بت پرستون کے اِسلام کو بت شکن کے اِسلام

Presented by Ziaraat.Com

وایمان سے کیا نسبت ع

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

کفر کو ایمان سے۔ ذرہ کو آفتاب سے۔ خار کو گل سے۔ قطرہ کو دریا سے ظلمت کو نور سے کیا

مناسبت ہے

چہ نسبت ہست بہ رندے صلاح و تقویٰ را سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا،

قولہٗ تعالیٰ

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا

الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (پ۲۲۔ س فاطر ع۳) اور نہ زندے اور مردے برابر ہوتے ہیں۔

اِس صورت میں محض آپ کے کہنے سے وہ حضرات نہ صدیق اکبر تسلیم کئے جا سکتے ہیں نہ فاروق اعظم ہے

سامان سے کوئی صاحبِ ایمان نہیں ہوتا آئینہ گر اسکندر دوران نہیں ہوتا

ہر اہلِ عصا موسیٰ عمران نہیں ہوتا پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہیں ہوتا

لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہیں جاتا

بت سجدۂ کافر سے خدا ہو نہیں جاتا

یہ چند روایتیں جو ہم نے نقل کی ہیں وہ مفہوماً جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سابق الایمانی پر دال ہیں اور بوقت جہاد پیغمبر خدا صلعم کی اعانت و رفاقت پر۔ بدر۔ حنین۔ خیبر خندق وغیرہ وغیرہ میں کفار و مشرکین کے خون کی ندیوں کا بہانا شاہد ہے ہے

فرق اعدا پر مثالِ اژدہا ذوالفقارِ شاہ بل کھاتی رہی

بھائیو! جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی و جان نثاری کا ذرا اپنے افضل الصحابہ سے

Presented by Ziaraat.Com

جو سن و سال مین سن تھے تقابل کرو کہ یار غار بسکر رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ گئے تو کفار کو
بر سر غار دیکھکر جزع و فزع کرنے لگے ہر چند پیغمبر اطمینان دلاتے تھے مگر آپ کی تسلی کسی طرح نہین ہوتی
تھی اور بجائے اسکے کہ آنحضرت صلعم کیلئے باعث اطمینان ہوتے خود آنحضرت صلعم کو بار بار اطمینان
دلانا پڑا پس وہ رفاقت ہے جس کا شہرہ آجتک زبان زد خاص و عام ہے ؎

بس کن حدیث غار کہ ننگست نزد عقل ۔۔۔ آن حزن و بیقراری شیخ معظم

اور ادھر نفس رسول اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرش رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا خوف و خطر
سوتے ہین ۔ باوجودیکہ ان کا یقین تھا کہ مشرکین و کفار آج کی شب بقصد ہلاکت جناب رسول خدا
آنے والے ہین اور مجھے رسول اللہ سمجھ کر ہلاک کر دینگے مگر اپنی جان عزیز کی مطلق پرواہ
نہین کرتے ؎

شب ہجرت شدہ آمادہ ایثار حیات ۔۔۔ جز علی کیست کہ این طرز وفا می داند

اللہ رے ولی خدا کا مرتبہ کہ اللہ جلشانہ اپنے ملائکہ مقربین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل
کے مقابل نفس رسول پر فخر و مباہات کرتا ہے جیسا کہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ ومن الناس من یشری
نفسہ ابتغاء الخ کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :-

بخ بخ من مثلك یا علی ۔۔۔ اے علی! مبارک ہو کون تمھارا مثل ہے

بن ابیطالب یباهی الله بك ۔۔۔ کہ خداوند جلیل اپنے ملائکہ کے مقابل مین تم پر

الملئکة ۔۔۔ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳ ۔۔۔ فخر و مباہات کرتا ہے ۔

یہ حال شب ہجرت کا ہے جو مفصل جلد دوم مین تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا
اس مرتبہ عظمے کے سوا ولی خدا کی منزلت بھی سب پر روشن ہے کہ ؎

ولادت علی ابن ابیطالب کعبہ مین

علی کو حق نے اتارا تھا عین کعبہ مین ۔۔۔ کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

اِس مرتبت کو خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک دلچسپ رباعی مین کیا خوب نظم فرمایا ہے۔

رباعی

وقتیکہ کعبہ مرتضےٰ شد پیدا — در ارض و سما جلوہ نما شد پیدا

جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت — فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

علامہ ابن صباغ مالکی جو اعاظم اہلسنت سے ہین اپنی کتاب فصول المہمہ مین رقمطراز ہین

ولد علی بمکۃ المشرفۃ داخل البیت — یعنی حضرت علی مکہ مشرفہ مین اندرون خانۂ

الحرام فی یوم الجمعۃ الثالث عشرۃ — کعبہ۔ تیرھوین ماہ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ

من شھر رجب الاصم رجب الفرد — متولد ہوے اور آپ کے سوا کوئی خانۂ کعبہ مین

ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام — پیدا نہین ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت ہے کہ خدا نے

احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بھا — محض اظہار جلالت قدر و علو مرتبت کیلئے

اجلالا لہ واعلاء الرتبۃ واظہار التکرمۃ — کرامت خاص آپ ہی کو عطا کی تھی۔

اور علامہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے ایک طولانی روایت کتاب کفایۃ الطالب مطبوعہ مصر ۱۳۶۹ھ کے صفحہ (۲۶۹) پر جناب علی بن ابیطالب کی ولادت و فضیلت کے بارے مین تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

"جابر بن عبداللہ انصاری صحابی راوی ہین کہ ایک روز مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے جناب امیر کی ولادت کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہترین مولود کے بارے مین سوال کیا جو بمشابہت حضرت مسیح پیدا ہوا خدا نے علی کو ہمارے نور سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور سے اور ہم دونون ایک نور سے تھے پھر خدا نے ہم دونون کو صلب آدم سے طرف اصلاب طاہرہ کے منتقل کیا اور ہر منتقل مین علی ہمارے ساتھ تھے یہان تک کہ ہم بہترین رحم حضرت آمنہ مین آئے اور علی کو

اُس رحم کی سپرد کیا جو بہترین رحم تھا یعنے رحم فاطمہ بنت اسد۔ حضرت فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایک مرد زاہد و عابد تھا اس نے ایک سو ستر سال خدا کی عبادت کی تھی اور ایک ساعت بھی خدا سے نہین چاہی تھی خداوند عالم نے ایک روز ابو طالب کو اس کے پاس پہونچا دیا اُس نے اپنے پاس بٹھایا اور بعد استفسار سکونت حسب و نسب سر پر بوسہ دیکر فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ جب جناب امیر پیدا ہوے تو تمام زمین منور ہوگئی اور ابو طالب کہنے لگے ایہا الناس! آج ولی خدا خانۂ کعبہ مین پیدا ہوا صبح کو داخل خانۂ کعبہ ہوے تو کہا اے خداوند عالم اپنے امر خفی کو جو اس طفل کے بارے مین ہے ظاہر فرما۔ اسپر ایک ہاتف کی آواز آئی۔ اے اہلبیت نبی مصطفےٰ خدا نے تم کو خاص کیا ہے ولد ذکی سے اُسکا نام نکلا ہے جو مشتق ہے علی اعلےٰ سے۔

حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد کی فضیلت مین

اِس موقع پر ہم آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی ایک روایت تذکرہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مدونہ مولوی محمد نظام الدین حسن خان صاحب مشی المذہب سابق جج مجلس عالیہ عدالت دولت آصفیہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۲۷ سے نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ وہ خاتون کس مرتبے اور درجے کی تھین۔ وہ یہ ہے:-

"جب حضرت فاطمہ بنت اسد خوشدامن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلعم نے اپنی قمیص اُن کو پہنائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ دعاے خیر مانگی اور قبر مین رکھنے کے قبل آپ خود قبر مین لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نکلکر حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ آپکا بالکل نیا ہے آپنے کبھی ایسا نہین کیا آپنے فرمایا کہ قمیص اسلئے پہنائی کہ اللہ رحمت کرے اور قبر مین اسلئے لیٹا کہ خداوند تعالی جل شانہ اُس مین وسعت دے اور فرمایا کہ یہ میری دوسری ماں ہین۔ ابو طالب کے بعد یہ میرے ساتھ

بہت محبت فرماتی تھین اور بہت خلق سے پیش آتی تھین۔ حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ یہ عورت اہل جنت سے ہے اور ستر ہزار فرشتون نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ جس ولی خدا نے ایام طفولیت مین رسالت اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جو بطن مادر مین بھی کفر و شرک سے پاک رہا۔ جس کو اوائل عمر مین ہی وصی و خلیفۂ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو ابتدا بعثت سے تا وقت رحلت مصیبت و سختی کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاون و مددگار رہا۔ جس ضرغام الٰہی نے دین خدا کی اشاعت مین نامی گرامی کفار کو تہ تیغ کیا جس کی ہمت و شجاعت پر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

"چون علی کرم اللہ وجہہ بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ صلعم فرمود اے علی می شنوی
ندائے خود را کہ ملک رضوان بر آسمان مے گوید لا فتیٰ الا علی، لا سیف الا ذوالفقار"

جسکے خدا اور رسولؐ مداح و ثناخوان ہون۔ اُس کے ایمان اور جان نثاری پر تو اہلسنت پڑھ دین اور جو لوگ اسلام اور ہادی اسلام کے پکے دشمن ہون اور اسلام لانے کے بعد بھی پیغمبر خدا کی حیات وممات مین کینہ دیرینہ کا اظہار اپنی رفتار گفتار۔ اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے رسولؐ اور آل رسولؐ کے ساتھ کرتے رہے اُن کو سابق الاسلام یار وفادار۔ اور جان نثار رسول بتائین چنانچہ کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نازک وقت مین آپ اصحاب کو جان نثار رسول صلعم بتاتے ہین اسوقت مین کوئی شخص اتنا دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ تھا جتنے کہ حضرت عمرؓ تھے یہان تک کہ ایک روز تلوار گلے مین حمائل کر کے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو چلے چنانچہ اب ہم اُن کے اسلام لانے کا سال جس کو جناب شمس العلما مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:-

حضرت عمر کا خانہ کعبہ مین قتل کرنے کا ارادہ کرنا

حضرت عمر ابھی تک اسلام سے بالکل بیگانہ تھے ان کے کانون مین جب یہ صدا
پہونچی تو سخت برہم ہوے یہان تک کہ قبیلے مین جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن
بنگئے لیکن ان کے خاندان مین ایک کنیز تھی جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اسکو سخت سزا
مارتے اور مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے ذرا دم لیلون پھر ماروں گا لیکن کے سوا اور
جس جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے آخر مجبور ہوکر فیصلہ کیا کہ
نعوذ باللہ خود بانی اسلام کا قصہ پاک کردون۔ تلوار کمر سے لگا سیدھے رسول اللہ کی جانب
چلے۔ کارکنان قضا نے کہا ع آمدن ایں کہ ما میخواستیم راہ مین اتفاقاً نعیم بن عبداللہ
مل گئے ان کے تیور دیکھکر پوچھا خیر تو ہے بولے محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہون انھون نے
کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو کہ خود تمھارے بہن بنوئی اسلام لا چکے ہین فوراً چلے اور بہن
کے یہان پہونچے وہ قرآن پڑھ رہی تھین ان کی آہٹ پاکر چپ ہوگئین اور قرآن کے
اجزا چھپا لئے لیکن آواز ان کے کانون مین پہونچ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیا آواز
تھی بہن نے کہا کچھ نہین بولے کہ مین سن چکا ہون کہ تم دونون مرتد ہوگئے یہ کہکر بہنوئی
سے دست و گریبان ہوگئے اور جب اُن کی بہن بچانے کو آئین تو ان کی بھی خبر لی
یہان تک کہ ان کا بدن لہولہان ہوگیا اسی حالت مین ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو
بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہین سکتا فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھکو
بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھدئے جب اس آیت پر پہونچے۔
"امنوا باللہ ورسولہ" تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد
رسول اللہ جہان رسول اللہ پناہ گزین تھے حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر پہونچکر دستک دی
چونکہ شمشیر کمر کئے گئے تھے اس لیے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ آنے دو

Presented by Ziaraat.Com

اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کے فرمایا کیون عمر کس ارادے سے آیا ہے نبوت کی پر رعب آواز نے اُن کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے۔ آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ تمام پہاڑیان گونج اُٹھین حضرت عمر کے اسلام لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا۔ (الفاروق حصۂ اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

اسی طرح جناب خان صاحب رامپوری اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ مین کرتے ہین کہ :-

"ابتدائے اسلام کی تاریخ مین ان (حضرت عمرؓ) کا مسلمان ہونا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے بلکہ محققین کے نزدیک تو وہ ایسا امر ہے کہ بعثت کے بعد اسلام کی عزت و جلال کے لئے جو دوسرا امر ہے وہ یہی ہے (سرورج اسلام جلد ششم صفحہ ۱۴)

جناب شبلی صاحب کے اِس ارشاد سے کہ "حضرت عمر کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا ہے" ہم کو بھی اتفاق ہے۔ بلا شبہہ یہی تو وہ دور ہے جس کی نسبت ہم عبدالکریم شہرستانی کا قول حدیث قرطاس کے متعلق مسئلہ فضیلت صحابہ کے جواب مین نقل کر آئے ہین کہ "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی تھی اور پہلی نزاع اِسلام مین حضرت عمر سے قائم ہوئی" لاریب محققین کے نزدیک اسی دور مین شجر فتنہ و فساد کا تخم سقیفہ مین بویا گیا جو ایسے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ ایک دین حق کے تہتر ٹکڑے ہو گئے۔ جس کی وجہ سے آل نبی و اولاد علی کی قربانیان مثل گوسفند کی گئین واحسرتاہ واأسفاہ ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے — کی تھی ریاضت اُسپہ علی و بتول نے
پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے — تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین
پامال ظلم ہوگیا فصل بہار مین

پس یہ دور جس طرح تیرہ سو برس سے یادگار چلا آتا ہے اسی طرح تا دور شمس و قمر اسلامی دنیا مین یادگار رہے گا ؎

چھپاؤن مین لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب تلک جلے گا یہ آگ کیونکر نہان رہے گی

حضرت عمرؓ کے اسلام کے متعلق آپنے بھی جو روایت اسی آیات بینات مین درج کی ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیش بہا انعام کی طمع پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے تھے اُس روایت کی نقل یہ ہے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے ابوجہل نہایت مغرور و شہور و نامور تھے اور اُن کو سب سے زیادہ عداوت بھی پیغمبر صاحب کے ساتھ تھی شب و روز اسلام معدوم ہوجانے کی فکر مین رہتے تھے۔ ابوجہل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتھ دلی عداوت تھی اپنے بھائیون سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لائے اسکو ہزار اشتر سرخ بال والے اور بہت سے دینار صلہ مین دونگا چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادے سے چلے جب دولت سرا پر پہونچے کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھا مگر حضرت امیر حمزہؑ چچا پیغمبر صاحب کے یہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک دمی ہے اگر اطاعت کے ارادہ پر آتا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر۔ چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوے جناب پیغمبر صاحب بنفس نفیس اُٹھے اور اُن کو ایسا دبایا کہ اُنکی آنکھین نکل پڑین

(آیات بینات صفحہ ۰ مطبع مصطفائی)

Presented by Ziaraat.Com

پس جبکہ ان تمام روایتون سے حضرت عمرؓ کی دشمنی و عداوت اور طمع و حرص خود محققین اہلسنت کے بیان سے ثابت ہے تو اب ماہین ہمارے اور اہلسنت کے اختلاف اس امر مین ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ ان کی اس عداوت اور طمع کو ان کے کمال ایمان اور جان نثاری سے مبدّل کرکے ان کو تمام اُمت سے ایمان مین اکمل اور مرتبہ مین اعلےٰ اور افضل و فلکِ اسلام کا مہر و ماہ سمجھتے ہین اور ہم اُن کو اسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اسلام اور آنحضرت صلعم کا مخالف جانتے ہین اسلئے کہ گو اس وقت اُن کو بسبب شدت نبوت و جلالت مآلت آنحضرت صلعم پر تلوار اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن وہ عداوت جو پنہان تھی آخر کار آنحضرت صلعم کے حج آخری کے وقت سے عیان ہونے لگی۔ چنانچہ بعد برخاست جلسۂ غدیر خم جناب امیر المومنینؑ سے حسد کرنا۔ ہر بات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف کرنا۔ فرمان مصحف ناطق کو ہذیان بتانا۔ محبوب خدا کا دفن و کفن چھوڑ کر حصول حکومت کی غرض سے خلافت پر قابض ہو جانا۔ بنی ہاشم سے خاص عداوت و عناد رکھنا۔ شاہ ولایتؑ اور اہلبیت نبویؐ کے حقوق تلف کرنا۔ بھائی اور وصی رسول اللہؐ پر بیعت کے لئے ببر کرنا بصورت انکار قتل کی دھمکی دینا۔ ایوان نبوت و رسالت کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑی لے جانا جگر گوشۂ رسول اللہؐ کو میراث پدری سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کر لینا آل رسولؐ پر مس کو بند کرنا مجلس شورےٰ قائم کرکے آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ کی حقارت اور ہلاکت کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات ان کی اس مخالفت پر مثل آفتاب روز روشن شاہد ہین۔ بھائیو! یہ جلوے اور ان کے افعال و کردار ایسے نہین ہین جو کسی کے چھپائے چھپ سکین

پاس احمدؐ کا بھی ہو ظلم کا اقدام بھی ہو　　شیوۂ کفر بھی ہو دعوی اسلام بھی ہو

اب ہم حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی روایتون کی نسبت جن پر اہل سنت کو بہت کچھ

Presented by Ziaraat.Com

نازہے یہ عرض کرتے ہین کہ اگر حضرت عمر فی الحقیقت بقول شبلی صاحب اپنی بہن سے آیۂ کریمہ "امنوا باللہ ورسولہ" سنکر صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو جو تلوار گلے مین حمائل کرکے پیغمبر خدا صلعم کے قتل کو چلے تھے اسکو وہین پھینک دیتے۔ حالانکہ یہ تلوار آستانہ رسالت تک آپ کی گردن مین حمائل تھی بلکہ یہ امر تو آپ کی بدنیتی[1] پر دلالت کرتا ہے۔

---

[1] اس واقعہ مین حضرت عمر کی بدنیتی پر دلالت کرنے والے بہت سے روایات ہین جنمین سے بعض کو ہم انسان العیون حلبی سے نقل کرتے ہین۔ راوی کہتا ہے ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تمہارے خداؤن کو بُرا کہا اور تمہارے عقول کی تسفیہ کی اور گمان کیا کہ جو لوگ تمہارے اسلاف سے گذرے ہین وہ آگ مین گرادیے جائینگے آگاہ ہو کہ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا اوسکو مین سو ناقہ سُرخ اور سو رنگ کے دونگا اور ہزار وقیہ چاندی دونگا۔ اور بنا بر قول دیگر یہ قرار دیا تھا کہ جو قتل کرے گا اوسکو اتنے اتنے وقیہ سونا اور اتنے اتنے وقیہ چاندی اور اتنے اتنے مشک نافے اور اتنے اتنے حلے وغیرہ دیئے جائینگے۔ عمر نے کہا کہ مین اس کام کو انجام دونگا لوگون نے کہا کہ اے عمر ضرور تم اس کام کے قابل ہو اور اسپر عہد اُن سے کرلیا عمر کہتے ہین کہ مین تلوار حمائل کرکے اور بھیس مین ترکش لگا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے نکلا تھا کہ گذر میرا ایک گوسالہ کی طرف سے ہوا جو ذبح کیا جارہا تھا مین نے اُس گوسالہ کے شکم سے آواز سنی کہ اے آل ذریح ایک پکارنے والا بزبان فصیح پکار رہا ہے۔ دعوت کررہا ہے شہادت ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ کی طرف مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس امر سے سوائے تمہارے اور کونسی مراد نہین ہے اور ذریح نام تھا اُس گوسالہ کا جو ذبح کیا جارہا تھا اور ذبح اُسکو خون کے رنگت کے سبب سے کہتے تھے کہ وہ سُرخ رنگ کا تھا اور عرب مین احمر ذریحی اوس سُرخ رنگ کو کہتے ہین جس مین سُرخی تیز ہو۔ راوی کہتا ہے کہ عمر پھر ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوکر گذرے جو اسلام لاچکا تھا اور اپنا اسلام اپنی قوم کی ڈر سے چھپاتا تھا اُسکو نعیم کہتے تھے یہی عبداللہ نحام کا بیٹا جیسا کہ گذرا اُسنے پوچھا کہ اے ابن خطاب! کہان چلے؟ عمر نے کہا کہ (معاذاللہ) اس بیدین کی طرف جاتا ہون جسنے قریش کے امر کو متفرق کردیا ہے اور اُن کے عقول کی تسفیہ کی ہے اور اُن کے خداؤن کا بدنو ہے مین اُسے قتل کرون گا نعیم نے ان سے کہا کہ تجکو تیرے نفس نے فریب دیا ہے کیا تجکو یہ خیال ہے کہ بنی عبد مناف زمین پر چلتا ہوا تجکو چھوڑدینگے حالانکہ تو نے محمدؐ کو قتل کیا ہو۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھر والون مین جاتا کہ اُن کے امر کا سرپرست ہو۔ عمر نے کہا کہ میرے اہلبیت کون؟ اُسنے کہا کہ تیرے بہنوئی اور ابن عم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن کہ یہ دونون اسلام لاچکے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

بہرکیف اگر حضرت عمرؓ صدق دل اور خلوص ایمان سے جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت مین حاضر و موجود ہوتے اور اُن کا اِسلام لانا بسبب برکت دعاء آنحضرت صلعم ہوتا تو جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نبوت سے آپکے اِسلام لانے اور آمد آمد کا علم ہوجاتا اور اُنکے حاضر ہونے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو اُن کے اِسلام لانے کا مژدہ سُنا کر اُن کے استقبال کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرط طرب مین یہ ارشاد فرماتے ع

"آمد آن یارے کہ ما می خواستیم"

اور حضرت عمرؓ کو دیکھکر آنحضرت صلعم اور کل اصحاب خوش ہوہوکر اُن سے بغلگیر ہوتے مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) تجکو لازم ہے کہ جاکر اُن کا حال دریافت کر۔ نعیم نے یہ جو کچھ کہا تھا اِس غرض سے کہا تھا تاکہ عمر کو رسول اللہ کے قتل سے باز رکھے اور بقولے حضرت عمرؓ کو ملا تھا وہ سعد بن ابی وقاص تھا اُسنے کہا کہ "کہان کا ارادہ ہے؟ اے عمر!" جواب دیا کہ "مین چاہتا ہون کہ محمد کو قتل کرون"۔ سعد نے کہا کہ "تمھاری یہ طاقت نہین ہے چاہتے ہو کہ محمدؐ کو قتل کرو بنی عبد مناف تم کو زمین پر چلتا ہوا چھوڑ دین عمرؓ نے کہا کہ تو اِسلام کی طرف مائل ہوگیا ہے مین تجھی سے پہل کرتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون سعد نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ عمرؓ نے اپنی تلوار کھینچی ادھر سعد نے اپنی تلوار کھینچی اور قریب تھا کہ چل جائے پھر سعد نے عمر سے کہا کہ کیا ہوگیا ہے تجکو اے عمر اپنی بہن اور بہنوئی کو پہلے تجھے قتل کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دونون بھی اسلام کی طرف مائل ہوگئے سعد نے کہا ہان۔ عمرؓ نے سعد کو چھوڑ دیا اور اپنی بہن کے مکان پر آئے خباب بن ارت بھی اُن لوگون کے پاس پائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک صحیفہ تھا اور سین سورہ طٰہٰ لکھا تھا۔ اُن لوگون کے سامنے پڑھ رہے تھے کہ عمر نے اُن لوگون کے دھمکانے کی آواز سنی۔ جب آہٹ عمر کی سُنی اُن لوگون نے تو خباب تو غائب ہوگئے اور وہ صحیفہ چھوڑ گئے جب مکان مین عمر آئے تو اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی مین سُن رہا تھا بہن نے اُن کی کہا کہ کچھ نہین ہم لوگ آپسمین باتین کر رہے تھے وہی تم نے سُنین۔ عمر نے کہا کہ قسم بخدا مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونون (اپنے بہن بہنوئی کو کہا) نے محمدؐ سے بیعت کرلی ہے اُن کے دین پر۔ اور اپنے بہنوئی پر حملہ کیا اور زمین پر پچھاڑ دیا اور اُنکے سینہ پر بیٹھکر اُنکی ڈاڑھی پکڑلی۔ بہن اُن کی اپنے شوہر کو چھڑانے کی غرض سے اٹھین انھین بھی مارا کہ پیشانی اُنکی زخمی ہوگئی جب خون بہتے دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

برعکس اسکے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آنا گران گذرا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے دق الباب کیا اور ایک صحابی نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور ان کا حال حضورؐ مین عرض کیا تو کل اصحاب اُن کے آنے سے متردد ہوے کہ کوئی دروازہ کھولنے کو بھی نہ اُٹھا آخر بقول شبلی صاحب :-

"چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اِس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا"

غرض جب حضرت عمرؓ حضورؐ کے سامنے حاضر کئے گئے تو اُس وقت تک آپ ان کی طرف سے ویسے ہی بدگمان تھے اور اُن کو اپنا اور اسلام کا دشمن جانتے تھے۔ جیسا کہ ابن اثیر جزری کا قول ہے کہ :-

حضرت نبی صلعم خود ہی حضرت عمر کی طرف تشریف لائے اور اُن کے پاس آکر چادر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۲) کہنے لگین اے دشمن خدا! تو مجکو اسپر مارتا ہے کہ مین خدا کی توحید کرتی ہون مین ضرور تیری ناک زمین پر گھسنے کیلئے اسلام لائی۔ تجکو جو کرنا ہو کر۔ جب بہن کی یہ حالت دیکھی اپنے بہنوئی پر جو ظلم کیا تھا اُسپر نادم ہوے بہن سے کہا کہ یہ صحیفہ مجھے دو دیکھون تو کیا لائے ہین محمدؐ اور عمر لکھنا جانتے تھے بہن نے اُن کی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین تم ضایع نہ کر دو عمر نے قسم کھائی کہ ضرور پڑھنے کے بعد پھیر دینگے۔ بہن نے اُن کی کہا کہ تو نجس ہے اور اسکو سواے طاہر کے کوئی چھو نہین سکتا۔ اور حلبی نے ایک روایت یہ لکھی ہے کہ عمر کہتے ہین کہ مین نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب شب مین کیا۔ حضرت نے کہا کون ہے؟ مین نے کہا کہ عمر۔ حضرتؐ نے فرمایا تو مجھ کو نہ شب مین چین لینے دیتا ہے نہ دن مین۔ پس مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر بددعا نہ کرین۔ لہذا مین نے کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا۔ علاوہ اِس کے حلبی نے بہت سے عجیب وغریب حالات لکھے ہین جنکو دیکھکر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ دل کا عرشؐ کے کیا حال تھا ۱۲ منہ

کے کنارے سب طرف سے پکڑ لئے اور نہایت زور سے اُسے کھینچکر پوچھا کہ تو کیون آیا ہے ابھی تک تو اپنی شرارت سے باز نہین آیا کیا خدائے تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا چاہتا ہے"

(دیکھو عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۳)

اور بقول صاحب ابوالفدا مندرجہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ چھاپہ مصر:-

آنحضرت صلعم نے نہایت خشمناک ہوکر فرمایا۔

ما ازال حتی تنزل بک القارعۃ — کہ جب تک تو یوا اور ذلیل نہوگا ہمیشہ تو اپنے کفر و نفاق ہی پر جمارہے گا"

آخر کار جب حضرت عمرؓ نے جناب حمزہؓ کا کلام سُنا اور ادھر آنحضرت صلعم کو بھی غیظ و جلال مین دیکھا تو گھبرائے اور سوچنے کہ مین تو رسول اللہ کا سر لینے آیا تھا مگر یہان تو میرا ہی سر کٹتا ہے۔ پس ہیبت نبوت و جلالت رسالت نے بقول شبلی صاحب (نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا) اور جب بیان آپکے (ان کی آنکھین نکل پڑین، لہذا ان کشمکش نے ایسا اثر کیا کہ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا اور مجبور ہوکر کلمہ پڑھ لینے ہی مین اپنی جان کی امان ان کو نظر آئی چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مین آپ کے اسلام لانے کا یہی سبب لکھا ہے۔ اس روایت کی نقل یہ ہے:-

فخرج الیہ فاخذ رسول اللہ بمجامع ثیابہ ثم نثرہ نثرۃ فما تمالک عمر ان وقع علی رکبتیہ فقال ما انت بمنتہ یا عمر

پس جب حضرت عمرؓ نے آنحضرت کی سُنی تو آپ باہر آئے اور ان کا کپڑا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بھل گر پڑے اور فرمایا کہ اے عمر تو باز نہ آئے گا

Presented by Ziaraat.Com

فقال اشهدان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهدان محمدا عبده ورسوله — جسپر عسنے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

پس یہ ایمان وہ ایمان ہے جسکی مذمت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

قالوا امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (سورۃ المائدۃ) — منھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین لیکن اُن کے دل ایمان نہین لائے۔

اور یہی جسے شیعون کا ان حضرت کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ (اصحاب ثلثہ از اول ایمان بہرہ نہ داشتند)۔

افسوس! کہ ہمارے سنی بھائی بفحوائے ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد محض اصحاب ثلثہ کی خاطر حالات اور واقعات پر کیسا پردہ ڈالتے ہین کہ حضرت ابوطالب سے جان نثار جنھون نے آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ اور دشمنون سے دس سال تک حفاظت رسالت ونبوت کی تصدیق اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ہر طرح کی حمایت واعانت کی اسلام کی خاطر بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تین سال تک آب ودانہ اور ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین۔ اور حضرت خدیجہ رضی خاتون جنھون نے اپنا مال آپ پر نثار کیا اور مژدۂ بعثت سنتی ہی آنحضرتؐ پر ایمان لائین۔ حضرت جعفرؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم سے وفادار بہادر جو ہمہ وقت آپکے سینہ سپر رہے اور راہ خدا مین ہجرت کی اور یہان تک جہاد کیا کہ خدا ورسولؐ پر اپنی جانین نثار کردین جس کی شہادت مین خود خدائے عزّوجل فرماتا ہے:۔

فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاتهم — جن لوگون نے ہمارے لئے وطن چھوڑے اور اپنے گھرون سے نکالے اور ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم ان کی خطاون کو

ولادخلنهم جنت تجری من تحتها	اُن سے ضرور محو کر دینگے اور اُن کو ایسے باغون
الانھٰر ثوابا من عند الله والله	مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین بہ رہی
عندہ حسن الثواب	ہونگی اللہ کے یہان سے یہ بدلہ ہے اور اچھا
پ ۴ - س - ال عمران ع ۱۹	بدلہ اللہ ہی کے نزدیک ہے۔

ایسے وفادار اور جان نثار ایمان والون کو تو اِسلام اور ہادی اِسلام کے دشمن بتائین اور جن حضرات نے دنیا حاصل ہونے کی غرض سے اِسلام قبول کیا تھا اور جو اِس نازک وقت مین اپنی قوم کی پناہ مین رہ کر امن وامان مین رہے۔ جو ہمیشہ جہاد مین فرار اور رسالت و نبوت مین شک و شبہہ کرتے رہے۔ تا زیست خدا و رسولؐ کی عدول حکمی کو اپنا شعار سمجھتے رہے دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کے دفن و کفن اور نماز جنازہ مین بھی شریک نہوے اُن کو اِسلام اور ہادی اِسلام کا سچا فدائی اور حقیقی جان نثار سمجھین اور حق کو باطل اور باطل کو حق بتائین۔ واہ۔ واہ۔ واہ شعر

جفا کی تم نے او ہم نے وفا کی　　تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی

قال

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول اول ہی آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑھا اور بلا صلاح ومشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑکر اور اپنے بھائی بندون سے علیحدہ ہوکر آپ کا دامن پکڑا اور اپنے دوست اور آشناؤن سے مخالفت کرکے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون کون سی نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش وآرام کو ترک کرنا اور مصیبت وایذا اور تکلیفین اٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا۔

دولت سے محبت مین سحاب کے ایما سے کا یہ قوی سبب ہوہ

(آیات بینات)

اقول

ایمان و اسلام مین فرق

جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا تھا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کہنے کو سچ جانا تھا اُن مین اگر اصحاب ثلثہ شامل ہین تو آپ کو یہ امر کتب امامیہ سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اُن کا ایمان شیعون کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب مین تحریر فرماتے ہین :-

کہ اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات	پہلے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت کرنا چاہیئے
باید رسانید بعد ازین باین افسانہ بیہودہ ترنم	بعد اسکے یہ بیہودہ افسانہ گانا چاہیئے اسلئے
باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسالک امامیہ دین	کہ انکے ایمان کے بارے مین امامیہ کا یہ مقولہ
باآن ست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول زایمان	ہے کہ اصحاب اول ہی سے ایمان سے بہرہ
بہرہ نہ داشتند	نہ رکھتے تھے -

البتہ ان کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہین لیکن اسلام اور ایمان مین فرق ہے اور یہ تفریق کچھ شیعون نے ہی نہین کی ہے بلکہ اِس کا فرق قول باری تعالیٰ سے روشن ہے :-

وقالت الاعراب اٰمنا قل لم	اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہی رسول
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل	انسے کہو کہ تم ایمان تو نہین لائے ہان یہ کہو کہ اسلام
الایمان فی قلوبکم	لائے ایمان تو تمھارے دلون مین بیٹھا ہی نہین -

ابتداے بعثت مین اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید

اور اصحاب ثلثہ کا تو ابتداے دعوت مین اسلام لانا بھی کتب اہلسنت سے ثابت نہین ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا تو خود حسب روایات اہلسنت بعثت نبوی سے چھ برس کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہوتا ہے اور اُسوقت تک متعدد اشخاص دائرۂ اسلام مین داخل ہو چکے تھے جن کی تعداد خود آپنے قریب چالیس آدمیون کے بتائی ہے پس اس زمانہ کو ابتدائی زمانہ کون کہتا ہے۔ ہان اگر اہلسنت نے انھین کے اسلام لانے کی تاریخ سے یہ حساب لگایا ہو اور اُس تاریخ سے دعوت اسلام کی ابتدا شروع کی ہو تو وہ اور بات ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی سابق الاسلامی بھی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچی اسلئے کہ خود محققین اہلسنت کو اس مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دس پانچ آدمیون کے اسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور کسی کا بیان ہے کہ پچاس آدمیون کے بعد اسلام لائے تھے اور وہ روایتین یہ ہین :-

پہلی	اخرج ابن عساکر بسند جید	بسند معتبر ابن عساکر نے محمد بن ابی وقاص
	عن محمد بن ابی وقاص انه	سے روایت کی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سعد
	قال لابیه سعد وکان ابوبکر	سے پوچھا کہ کیا ابوبکر سابق الاسلام تھے؟
	الصدیق اولکم اسلاما قال	تو اُسنے کہا نہین بلکہ اُن سے پہلے پانچ
	ولکنه اسلم قبله اکثر من	آدمیون سے زیادہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن
	خمسة ولکن کان خیرنا اسلاما (تاریخ الخلفا)	اسلام اُن کا بہتر تھا۔
دوسری	حدثنا ابن حمید کتانه	ابن حمید نے محمد بن موسیٰ سے
	بن جبلة عن ابراهیم بن طهمان	روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے
	عن الحجاج بن الحجاج عن قتادة	اپنے باپ سے پوچھا کیا ابوبکر تم لوگون
	عن ثعالب بن الجعد عن محمد	سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُس نے
	بن موسیٰ قال قلت لابی کان	کہا کہ نہین بلکہ اُن سے قبل پچاس آدمی
	ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا	سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکرؓ

Presented by Ziaraat.Com

واسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان — کا اسلام لانا ہم سے افضل تھا۔

افضلنا اسلاما — تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر

اصحابِ مبین و صحابہ ناقصین کے اسلام لانے کے اسباب

اِن روایتون سے اُن کی سابق الاسلامی باطل ہوگئی۔ اب رہا یہ کہ "جو لوگ نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون تو ان کے اِسلام لانے کا کوئی قوی سبب ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو اصحاب متقین اور صالحین تھے اُن کے ایمان لانے کا قوی سبب بستگاری آخرت تھی ان لوگون مین سے بعض تو آنحضرت صلعم کے عزیز تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور اکثر مومنین صالحین مثل حضرت عثمانؓ حضرت یاسرؓ حضرت بلالؓ وغیرہ وغیرہ کے جو مثل عزیزون کے تھے اُن کے ایمان کا یہ حال تھا کہ نہ کبھی اُنھون نے بعد لانے ایمان کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت مین شبہہ کیا اور نہ کسی امر مین اپنے پیغمبر کی مخالفت کی۔ اور بعض تو اسی نازک زمانے مین اپنی جانین خدا اور رسولؐ پر نثار کر گئے جیسا کہ حضرت عمارؓ کے والدین یعنی حضرت یاسر و حضرت سمیہ کا کفار مشرکین کے ہاتھون سے اذیت اُٹھانا اور شہید ہوجانا کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے ہم بعض روایات کی نقل اِس جگہ کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

پہلی روایت — عمار بن یاسر اور اُن کے باپ اور ماں مسلمان ہوگئے تھے یہ قدیمی مسلمانون مین ہین۔ بنی مخزوم۔ عمار اور اُن کے ماں باپ کو مکہ کی کھاٹیون مین اس وقت لے جاتے تھے جب کہ تپھر نہایت گرم ہوجاتے تھے اور وہان انھین گرمی کی شدت سے ایذا دیتے تھے ایک مرتبہ نبی صلعم ان پر سے ہوکر گذرے اور فرمایا آل یاسر تمھارا اور ہمارا موعد جنت ہے۔ اِسکے بعد یاسر اسی عذاب سے مرگئے۔ عمار کی ماں سمیہ کو ابوجہل نے نیزہ مارا اِس سے وہ مرگئی۔ یہی عورت اِسلام مین سب سے اول شہید ہوئی۔

عمار کو بھی بڑا عذاب دیتے تھے کبھی تو ان کو گرمی کی سختی سے ستاتے تھے اور کبھی

Presented by Ziaraat.Com

سُرخ گرم پتھران کے سینہ پر رکھ دیتے تھے اور کبھی پانی مین غرق کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک محمدؐ کو گالیان نہ دے گا اور لات و عزّٰے کی تعریف نہ کرے گا تب تک تجھے ہم نہ چھوڑینگے"

آیات وہ ایات نسبت جواز تقیہ

ایک بار عمار نبی صلعم کے پاس روتے ہوے آئے آپنے پوچھا خیر تو ہے عمار نے کہا یا رسول اللہ بُری حالت ہے اِس طرح لوگ مجھ سے پیش آتے ہین آپ نے فرمایا پھر تمھارا دل کیا کہتا ہے عمار نے کہا میرے دل کو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین تو تم سے جو کچھ وہ کہلائین کہدینا۔ چنانچہ اُسیوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

من کفر باللہ من بعد	جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُس کا
ایمانہٖ الا من اکرہ و قلبہ	دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ
مُطمئن بالایمان ولکن من	مواخذہ نہ ہوگا لیکن ایمان لانیکے بعد خدا کے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ط	تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور اُن کے لئے
(سورۂ نحل)	سخت عذاب ہے۔

یہ عمار رسول اللہ کے ساتھ تمام معرکون مین شریک رہے ہین صفین مین حضرت علی کی طرفداری مین شہید ہوے اِن کی عمر ترانوے چورانوے سال سے متجاوز تھی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

دوسری اخرج ابن مسعود عن محمد بن سیرین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عمارا

ابن مسعود نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے عمارؓ سے ملاقات کی

Presented by Ziaraat.Com

وھو یبکی فجعل یمسح عینہ یقول — وہ حضرت کو دیکھکر رونے لگے حضرت اپنے دست
اخذك الکفار فغطوك فی — مبارک سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے اور
الماء فقلت کذا وکذا فان — فرماتے تھے کہ تم کو کفار نے پکڑ کے پانی مین
عادوا فقل ذٰلك لھم — غوطہ دیا اور ڈبویا اُس وقت تم نے جو جو بات بنائی
(تفسیر منثور جلد سوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر) — یہ باتین کہی تھین اگر دوبارہ کھلائین تو بھی کہدو

تیسری — ایک دفعہ کافرون نے حضرت عمار اور اُن کے ماں باپ کو جو مسلمان ہو گئے تھے اور
دھوپ مین تپتی ہوئی ریت پر ڈالدیا کہین اُدھر سے رسول اللہ صلعم تشریف لائے تھے
آپنے دیکھکر فرمایا اے یاسر کے خاندان کے لوگو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت
یاسر کا اس سختی مین انتقال ہوا اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابوجہل سے سختی کے ساتھ گفتگو
کی ابوجہل نے اُن کو اُسی وقت شہید کر دیا۔ اسلام مین سب سے قبل حضرت سمیہ ہی نے شہادت
کا درجہ پایا۔ (رسالہ ذکر مبارک صہ ۲۵)

تاریخ کامل کی جو روایت اوپر نقل ہو چکی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمہ من کفر
باللہ الخ حضرت عمارؓ ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہی بیان دیگر مفسرین اہلسنت کا بھی ہے
جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی تفسیر کرتے ہین :-

دراخبار آمدہ کہ قریش بعد از تعذیب — مورخین و مفسرین نے نقل کیا ہے کہ
حضرت بآلہہ باطلہ ایشان ایذا و آزار دادند — جب آنحضرت صلعم بتون کی برائی ما یہ کرنے لگے
صحابہ کہ حمایتے نداشتند چون بلال و جناب — تو کفار قریش ان غریب اصحاب کو جن کا کوئی
عمار و پدر او یاسر و مادر او سمیہ مشغول شدند — حامی اور مددگار نہ تھا مثل بلال و عمار و یاسر غیرہ
وایشان را در رجوع کفر اکراہ کردند — کے ایذائین دینے لگے اور اُنکو کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے

Presented by Ziaraat.Com

آنجماعت در طریق خود ثبات قدم ورزیده — گروہ لوگ اپنے دین و ایمان پر مستقل اور ثابت قدم

بر جفاے قوم شکیبائی نمودند تا حدیکه — رہے اور مصائب جھیلتے اور صبر کرتے رہے یہانتک کہ

والدین عمار شربت شہادت چشیدند عمار — حضرت عمار کے والد حضرت یاسر اور انکی ماں سمیہ نے

از بے طاقتی و ضعف بدن که تحمل ایذا نداشت — ان مظالم سے شربت شہادت نوش کیا اور حضرت عمار

کلمه رضاے قوم دران بود بگفت "بل — بوجہ ضعف اور کم طاقتی کے ان مصائب کے متحمل نہو سکے

امنت بالجبت والطاغوت" خبر بحضرت — تو مجبور ہو کر حسب خواہش کفار یہ کلمہ زبان پر لائے

پیغمبر رسید که عمار کیش کفر اختیار کرده از دین — امنت بالجبت والطاغوت یہ خبر جب صلعم کو پہونچی

خود بیزار شد حضرت فرمود نه چنین ست از — کہ عمار نے کفر اختیار کر لیا اور دین اسلام سے پھر گئے

سر تا قدم عمار از ایمان پُر ست و ایمان — یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ نہیں اس امر کو ہرگز باور نہیں

بگوشت و خون او برآمیخته است یعنی ایمان — کرتا کہ عمار اپنے ایمان سے پھر گیا بو اسلئے کہ وہ سر

در باطن او چنان متمکن نشده که بگفتگوے — پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اُسکے

هر زه گوئی تفاوت پذیرد۔ عمار گریه کنان — گوشت اور خون میں سرایت کیئے ہوے ہے یعنی ایمان

بجناب نبوت مآب آمد آنحضرت بدست مبارک — اُسکے قلب و جگر میں اسقدر سرایت کر گیا ہے کہ ممکن نہیں

اشک او پاک میکرد و می فرمود ترا چیست — ہے کہ ہر کس و ناکس جاہل و احمق کے بہکانے پر پھر جائے

ان عادوا لك فعد لهم یعنی اگر باز گردند — اسی اثنا میں عمار بھی روتے ہوے آنحضرت کی خدمت میں

بتو اکراه باز گردید ایشان بهمان کلمه و حقیقت — حاضر ہوے آنحضرت اپنے دست مبارک سے اُنکے آنسو پونچھتے

این آیه فرستاد که من کفر بالله — تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ہوا اگر کفار کفر کی باتیں

من بعد ایمانهم هر که کافر شود بخدا — تم سے کہلائیں تو تم زبان سے کہدو اسپر خداے پاک نے یہ

پس از ایمان خویش مرتد گردد چون ابن حنظل — آیت نازل فرمائی من کفر الخ یعنی جو کوئی ایمان لانیکے بعد

Presented by Ziaraat.Com

وطعمہ ومقیس وامثال ایشان در معرض سخط الٰہی باشد الا من اکرہ مگر کسیکہ اکراہ کردہ شود وقلب او مطمئن باشد بالایمان ارمیدہ باشد بایمان وعقیدہ او متغیر نہ گردد چون عمار بن یاسر۔

پھر جو بے کفر اختیار کرے جیسا کہ ابن حنظل اور طعمہ اور مقیس وغیرہ نے کفر اختیار کیا تو وہ مستوجب غضب الٰہی ہوگا لیکن جو کوئی کفر اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے اور دل سے اپنے ایمان پر ثابت قدم ہو مثل عمار یاسر کے تو وہ قابل مواخذہ نہین ہے۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۲۷۸ مطبع نولکشور)

پس مومنین کے ایمان لانے کا قوی سبب تو نجات آخرت تھا۔ ہان جو لوگ منافق تھے وہ اسلام لانیکے بعد زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے لیکن دل مین امنت بالجبت والطاغوت کے قائل تھے جس پر آیہ کریمہ من کفر باللہ الخ شاہد ہے اور اصحاب ممدوحین مقبولہ اہلسنت کے ایمان لانے کا قوی سبب محض طلب دنیا تھی چنانچہ اُس نازک زمانہ جاہلیت مین لوگ کاہنون اور نجومیون کے بہت معتقد تھے اور اُن کی بات پر فوراً یقین لے آتے تھے انھون نے حکم لگایا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہون گے جن کو بہت قوت اور غلبہ حاصل ہوگا اور تمام ملک ان کے تسلط مین آئے گا اس نبی کے اصحاب حکومت اور سلطنت سے بہت متمتع ہون گے چنانچہ علماء اکابر اہل سنت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو کاہن و نجومیون نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر عرب مین مبعوث ہونگے اُن کی حیات مین تم اُن کے مصاحب ہوگے اور بعد وفات اُن کے خلیفہ بن بیٹھوگے"۔ چنانچہ اُن کی پیشین گوئی راست آئی کہ حضرت ابوبکر کو وزارت بھی ملی اور خلافت بھی۔

اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا قوی سبب خود آپ ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت "ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار" کی طمع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

کو قتل کرنے کے لئے تلوار گلے مین حمائل کر کے چلے تھے۔ مگر جب امیر حمزہؓ کا یہ کلام سُنا "اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُس کا سر" نیز حضرت امیر حمزہ کو تیغ بکف اپنے سر پر دیکھا اور ادھر آنحضرت صلعم کو نہایت غیظ و جلال مین پایا تو خوف زدہ ہو کر بفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بمجبوری کلمۂ شہادت پڑھا۔

اور حضرت عثمان رضؓ کے اسلام لانے کا سبب علامہ سیوطی خصائص الکبریٰ کے صفحہ ۱۳۱ جلد اول مین خود حضرت عثمان کی زبانی جو تحریر فرماتے ہین اُس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال　　حضرت عثمان کہتے ہین کہ ہم نسوان

کنت رجلا مستهترا بالنساء فاتی ذات لیلة　　کو محبوب رکھتے تھے۔ ایک روز ہم سایۂ کعبہ

بفناء الکعبة قاعدا فی رهط من قریش اذ اتینا　　کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ نے کہا محمدؐ نے

محمد فقیل لنا ان محمدا اقد انکح عتبة بن　　اپنی بیٹی (رقیہ) کا عقد عتبہ بن ابولہب

ابی لهب ابنته رقیة وکانت رقیة ذات جمال　　سے کر دیا یہ سنکر ہمارے دل مین حسرت ہوئی

رایع فدخلتنی الحسرة لما لا اکون سبقت الی　　کہ کیون ہم نے سبقت نہ کی تاکہ یہ ہم کو

ذلک فلم البث الا ان انصرفت الی منزلی فاصبت　　مل جاتی جب ہم وہان سے گھر آئے تو خالہ کو

خالة لی قاعدة وکانت قد تکهنت عند قومها　　موجود پایا جو کاہنہ تھی اُس نے کہا بشارت

فلما راتنی قالت ابشر وحیت ثلاثا ثم تراهم ثلاثا　　ہو اور مبارک ہو قسم خدا کی تو نے نکاح کیا

وثلاثا اخری ثم بالخری کی تم عشرا انک خیر　　حصان درخشان سے تو بھی بکر ہے اور ملاقات

ووقیت شرا انکحت والله حصانا زهراوات　　کی بکر سے تو اُس کو ایک عظیم القدر بیٹی

بکر لقیت بکرا وافیتها بنت عظیم قدرا۔ قال عثمان　　پائے گا۔ عثمان کہتے ہین کہ ہم کو اِس

Presented by Ziaraat.Com

فعجبت من قولها وقلت یاخاله ماتقولین — اِس قول سے تعجب ہوا۔ مین نے کہا اے

فقالت عثمان لك الجمال ولك اللسان — خالہ کیا کہتی ہو تو جواب دیا کہ اے عثمان!

وهذا النبی معه البرهان وارسله — یہ نبی ہین جنکے ساتھ برہان ہے جس کو

بحقه الدیان وجاءه التنزیل والفرقان — خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اُس کے

فاتبعه لاتعنا لك الاوثان قلت — پاس تنزیل و فرقان آیا ہے تو اوس کی

یاخالة انك لتذکرین شیئا ماوقع — پیروی کر ایسا نہ ہو کہ بت تجھے دھوکا دین۔

ذکره ببلادنا فابینه لی فقالت — عثمان نے کہا اے خالہ تم وہ بات کہتی ہو

محمد بن عبد الله رسول من عند — جسکا ذکر ہمارے شہر مین نہین ہے صاف

الله جاء بتنزیل الله یدعوا به الی — بیان کرو تو کہا کہ محمد بن عبد اللہ خدا

الله ثم قالت مصباحه مصباح — کے رسول ہین جن کے پاس تنزیل خدا آیا ہے

ودینه فلاح وامره نجاح وقرنه نکاح — اور خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ان کا

ذلت له البطاح ماینفع الصیاح — مصباح مصباح ہے اور ان کا دین فلاح اور

ولووقع الذباح وسلت الصفاح ومدت — انکا امر بنگاری اور قتل و نکی نکاح ہے تمام لطحا انکا تابع

الرماح قال ثم انصرفت وقع کلامها — ہوگا جب ذبح شروع ہوگا اور تلوار کھینچ جائیگی اور برچھے

فی قلبی وجعلت افکر فیه وکان لی مجلس — وار کیے جائینگے تو چیخنا اور چلانا کوئی فائدہ نہ دیگا

عند ابی بکر فاتیته فاخبرته بما سمعت — خالہ تو چلی گئین مگر انکا کلام دلمین گھر کر گیا چونکہ

من خالتی فقال ویحك یا — ابوبکر کے پاس ہم آیا جایا کرتے تھے اسلئے ہم نے اِس

عثمان انك رجل حازم مایخفی — قصہ کو ان سے بیان کیا۔ ابوبکر نے کہا تو

علیك الحق من الباطل — مرد عاقل ہے حق و باطل تجھپر مخفی نہین ہو

Presented by Ziaraat.Com

ماهذه الاوثان یعبدها قومنا الیست — یہ بت کیا چیز ہین جن کو ہماری قوم پوجتی
من حجارۃ صم لا تسمع ولا تنصر ولا — ہے کیا یہ پتھر نہین ہین جو نہ کچھ نفع پہونچا
تضر ولا تنفع قلت بلا واللہ انہا — سکتے ہین نہ ضرر تو جا کر حضرت سے با تین
کذلک فقال فقد واللہ صدقتنا — سُن عثمان حضرت کی خدمت مین آئے
خالتنا ھذا رسول اللہ محمد بن — تو آپ نے فرمایا اے عثمان خدا کی اجابت
عبد اللہ قد بعث اللہ تعالی — کر اُس کی جنت کی طرف آ۔ کہ ہم تیری طرف
برسالتہ الی خلقہ فھل لک ان تاتیہ — اور تمام خلق کی طرف رسول ہو کر آئے ہین
فتسمع منہ فقلت بلی فاتیتہ فقال — عثمان کہتے ہین کہ اسوقت ہم کو اپنے دل پر
یا عثمان اجب الی اللہ الی الجنۃ فانی — قابو نہ رہا اور فوراً اسلام لائے جس کے چند
رسول اللہ الیک والی خلقہ قال — روز بعد رقیہ کا ہم سے نکاح ہوا جس پر
فواللہ ما تما لکت حین سمعت قولہ ان — لوگ کہتے ہین کہ عثمان اور رقیہ کا اچھا
اسلمت ثم لم البث ان تزوجت رقیۃ فکان — جوڑ ہے۔

یقال احسن زوج رقیۃ وعثمان (منقول تنقید البخاری حصۂ سوم صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

ہم اس مقام پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ولازمی سمجھتے ہین کہ حضرت رقیہ وام کلثوم اور زینب دختران آنحضرت صلعم سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر اوّل سے یا اُن کی ہمشیر کی بیٹیان تھین آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہ کا عقد عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ فرزندان ابولہب سے کر دیا تھا ان دونون کو ان کے شوہرون نے بحکم ابولہب طلاق دیدی تھی پھر دونون کے بعد دیگرے زوجیت عثمان رضؓ مین آئین۔ یہ وجہ تسمیہ آپ کے ذوالنورین ہونے کی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

Presented by Ziaraat.Com

یہ حدیث ہے:۔

انما الاعمال بالنیات وانما	اعمال کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے
لکل امرئ ما نوی فمن کانت	جو بغرض دنیا ہجرت کرتا ہے اُس کو دنیا
ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او امرأۃ	ملتی ہے اور جو غرض کسی عورت کے ہجرت
ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ	کرتا ہے تو جس غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے
(بخاری جلد اول صفحہ ۲)	وہی اُس کا نتیجہ ہے۔

پس یہ اسباب قوی ان حضرات کے اسلام لانے کے ہیں آخر جس نیت سے اسلام لائے تھے اُس میں کامیاب ہوئے۔ غرض جب خاص خلفاء ثلثہ رضؓ کے اسلام لانے کے یہ قوی اسباب تھے تو ان کے ہواخواہوں کے اسلام لانے کے وجوہ کس شمار و قطار میں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قول اصحاب نجات دینیت کی خاطر مسلمان ہوئے اور اس دین پر قائم رہے

اگر ہم اس بات کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تھا تو ہم کو اسکے صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین۔ یا دین کی خواہش اور نجات کی اُمید۔ یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ۔ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اِسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کیلئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم مین بھی یہ بات نہین آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت مین اُس دین سے پھر گئے ہون اور کبھی اُنھون نے اُس محبت کو جو اُن کو ایمان و اِسلام کے ساتھ تھی نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اِسلام کو مصیبت اور تکلیف کے وقت مین گوارا کیا ہوگا۔ اور برسون اُسکے پیچھے رنج اور دکھ اُٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اس پر دل سے ہی ثابت قدم رہے ہونگے۔ اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کرین کہ وہ لوگ دنیا کی طمع اور مال و دولت کے لالچ سے مسلمان ہوے ہون تو یہ ایسی بات ہے کہ جس کی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہین کر سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا بھی ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا وہ اِس امر کو خیال کر سکتا ہے اِسلئے کہ ابتداے اِسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر۔ جو کچھ مال و دولت کی غرض تھی وہ معلوم۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان لانا ان کا ثابت ہوا تو پھر اِس سے اِن کا پھرنا غیر ممکن تھا۔ (آیات بینات صفحہ پنجم)

اقوالِ مؤلف

مذکورہ بالا بیان کی تردید

اصحاب کے اِسلام لانے کے وجوہ کتنے ہی کیون نہون مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسلام لانے کے بعد پھر اُس سے نہ پھرے اِسلئے کہ ایمان بہت ہی نازک امر ہے جب تک کہ خاتمہ بخیر نہو اسپر فخر و ناز کرنا بیجا ہے۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے ابلیس جو معلم الملکوت تھا گمراہ ہوگیا جس نے ہزارہا سال عبادت الٰہی کی تھی اور اسی طاعت و عبادت کی وجہ سے معلم الملکوت ہوا تھا۔ چنانچہ اُس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ تفسیر قمی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ:۔

"اس نے دو رکعت نماز اسقدر طول دے کر پڑھی کہ چار ہزار برس کی مدت اسمین صرف ہوگئی۔ لیکن جب خدائے پاک نے تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب نے فوراً فرمان الٰہی کی تعمیل کی مگر اس نے براہ تکبر و غرور سجدہ کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ مین کیونکر اُس کو سجدہ کرون جسکو تو نے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری خلقت آگ سے ہے۔ آخر کار اس نافرمانی پر صدہا سال کی عبادت خاک مین مل گئی اور مقبول بارگاہِ الٰہی ہوکر مردود ہوگیا"

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے مین اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

اب فرمائیے کہ جس نے محض خوشنودی و رضائے معبود کے لئے سالہا سال اس قدر عبادت کی ہو کہ کوئی جگہ سجدہ کرنے سے نہ بچی ہو جس نے دو رکعت نماز چار ہزار برس مین ادا کی ہو جس نے درگاہ باری تعالیٰ سے معلم الملکوت کا خطاب پایا ہو۔ وہی ایک بیک نافرمانی کرکے کیون مردود ہوگیا اسی طرح بڑے بڑے طمع و حریص جو مدتون گمراہ رہے یک بیک مومن صادق بن گئے۔ مثلاً حضرت حُر بن یاحی کے حال پر نظر ڈالئے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلا

Presented by Ziaraat.Com

ضرورت بیعت کیلئے دعوت دی اور آپ ان کے اصرار پر مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے تو حر ابن یاحی
جنکا ذکر اوپر کیا گیا محض بطمع منصب و جاگیر ایک ہزار سوار کے سپہ سالار بن کر اس کام پر مامور ہوے تھے
کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو کسی اور طرف جانے نہ دین چنانچہ جب وہ راہ مین سلطان کربلا نے شرف
ہوے تو حضرت نے استفسار فرمایا کہ تم ہماری مدد کے واسطے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے کو حر نے
کہا کہ مین حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے اس امر پر مامور ہوا ہون کہ آپ کو ابن زیاد کے
پاس لیجاؤن اور کسی دوسری جانب جانے نہ دون حضرت نے فرمایا کہ اس طرح سے مین ہرگز نہ جاؤن گا
حر نے کہا کہ کچھ بھی ہو مین تو آپ کو ضرور لے جاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کوفہ کی راہ چھوڑ کر دوسری سمت
روانہ ہوے تو حر بھی اپنے لشکر کو لیکر آپ کے لشکر کے پیچھے پیچھے چلے آخر جب حضرت بحکم قضا و قدر داخل
ارض کربلا ہوے اور بروز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیز و انصار کے میدان کارزار
مین رونق افروز ہوے اور عمر سعد آپکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور آپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا تو
حضرت حر خوف خدا سے لرزنے لگے اور فوج لشکر عمر سعد سے نکلکر مع اپنے بھائی اور فرزند و غلام کے
سبط رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا ابن رسول اللہ مین نے بڑی خطا کی کہ
راہ مین حضرت کا حائل ہوا۔ للہ میری تقصیر عفو فرمائیے اور قدوم میمنت لزوم پر نثار ہونے کی
مجھے اجازت دیجئے تاکہ سب سے پہلے مین ہی رتبہ شہادت سے شرف حاصل کرون حضرت نے
اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور روضہ رضوان کی بشارت دی اب حر فوج خدا کی طرف سے میدان
جنگ مین آئے اور لشکر شام سے خوب لڑے آخر کار امام پر نثار ہوے جن کی رفاقت مین یہ
درجہ پایا کہ جب زخمی ہوکر زمین پر گرے تو خود سبط رسول اللہ لشکر مین جاکر اُن کو خیمہ گاہ
مین اُٹھا لائے اور نعش کو لٹاکر زانوے مبارک پر اُن کا سر رکھا ہنوز جان باقی تھی کہ حر نے
آنکھین کھولکر ثواب زیارت حاصل کیا اور سبط رسول اللہ کے قدم پر اپنی جان نثار کی ؎

Presented by Ziaraat.Com

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

یہان بھی حضرت عمرؓ اور حضرت حرؓ کے مآل کار پر غور فرمائین کہ حضرت حر کو تو وقت آخر یہ مرتبہ اور درجہ ملا اور حضرت عمر کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت رحلت ناراض ہوکر اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا دیکھو بخاری شریف مین "قوموا عنی"

اب آپ حضرتِ حرؓ کے آغاز اور انجام پر غور فرماوین کہ جو شخص صرف مال و دولت کے لالچ سے نواسۂ رسول اللہ صلعم کا دشمن بنکر چلے وہی اُسی دولت و اموال سے اور اہل و عیال سے متنفر ہوکر دفعۃً محض نجات آخرت کی غرض سے سب کے اول راہِ خدا مین اپنی جان فدا کرے ؎

کبھی حُسن سے بنتا نہین بگڑا ہوا کام صبح دوزخ مین ہوئی گلشن فردوس مین شام

اگر ہم آپ کی خاطر سے مان بھی لین کہ صحابہ نے صرف اپنی نجات آخرت ہی کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جن اصحاب کا آپ محض نجات آخرت کی وجہ سے ایمان لانا بیان فرما رہے ہین انھین سچے اسلام اور پکے ایمان والون مین سے کثیر صحابہ اسی نازک وقت مین اسلام و ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے تھے جیسا کہ محققین اور مورخین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج سے مشرف ہوکر واپس آئے اور معراج کا ذکر اصحاب سے فرمایا تو اُس کو سنکر کثیر اصحاب نے معراج کی تکذیب کی اور اُسی وقت ایمان و اسلام سے پھر گئے۔

دیکھو "عروج الاسلام" جلد ششم صفحہ ۵۳ جو علامہ ابن اثیر جزری کے بیان کا ترجمہ ہے اسکی نقل یہ ہے :-

"جب حضرت مکہ کو لوٹ آئے تو آپ نے خیال کیا کہ اگر مین اِس بات کو لوگون سے کہونگا تو وہ اُسے سچ نہین جانین گے اِس لئے آپ مسجد مین مغموم بیٹھ گئے اتفاقاً ابو جہل ادھر سے گذرا اُس نے پوچھا کہو آج رات مین کوئی نئی بات حاصل کی ہے فرمایا ہان آج رات کو مجھے

Presented by Ziaraat.Com

خدائے تعالیٰ بیت المقدس لے گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا تو پھر آج ہی صبح کو ہمارے پاس آ گئے کہا ہان آ تو گیا ابوجہل نے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر مین لوگون سے جاکر کہون کہ محمد ایسا کہہ رہے ہین اور جب لوگ اُن سے پوچھین تو کہین یہ نہ کہہ دین کہ مین نے تو ایسا نہین کہا ہے اِس واسطے اس نے حضرت سے پوچھا کیا تم اپنے لوگون سے بیان کروگے حضرت نے فرمایا ہان ابوجہل نے کہا یا معشر بنی کعب بن لوی ! ادھر آؤ۔ وہ سب آئے اور نبی صلعم نے اُن لوگون سے اپنی معراج کا حال بیان کیا اُن مین سے کچھ لوگون نے تو سن کر اُسے سچ جانا اور کچھ لوگون نے اُسے جھوٹ بتایا اور کتنے لوگ جو ایمان لائے تھے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکے تھے حضرت سے پھر گئے۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۵۳)

صحابہ کے ارتداد کو شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے :۔

چون باز آمد آن حضرت از اسرا	جب آنحضرت معراج سے واپس ہوئے
صبح کرد و حدیث کرد مردم را بدان مرتد	اور صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے لوگون سے اِس
شدند جماعت از ضعیف الایمان	واقعہ کو بیان فرمایا۔ اُس کو سُنکر
مدارج النبوۃ	بہت سے لوگ جو ضعیف الایمان تھے پھر
جلد اول صفحہ ۱۶۵)	گمراہ اور مرتد ہو گئے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ وہی اصحاب تو تھے جو بقول آپ کے اُس نازک وقت مین محض نجات آخرت کی اُمید پر ایمان لائے تھے اور خدا کی رضامندی کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ چکے تھے لیکن پھر اس دین سے پھر گئے اور ایمان و اسلام کی محبت کو دفعۃً دل سے نکال دیا۔ ہر چند کہ اِس نازک وقت مین مال و دولت نہ تھا مگر کاہنون کے بیانات سے آیندہ اُسکے حاصل

Presented by Ziaraat.Com

ہونے پر یقین تو تھا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضہ محض انعام کے وعدہ پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کا فرق مبارک لانے کو چلے تھے اور حضرت ابوبکر رضہ کا یہ سُنکر کہ امید خلافت اسلام لے آئے تھے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ حال تو اس نازک زمانے کے قت کا تھا کہ صرف معراج کی تکذیب کرکے اسلام سے پھر گئے تھے اور جب دین اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور جہاد مین مال غنیمت ملنے لگا تو اسوقت سچے اسلام اور پکے ایمان لانے والون کے اسلام و ایمان کا یہ رنگ تھا کہ صبح ایمان لاتے تھے اور شام کو مرتد ہو جاتے تھے سامنے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور پیچھے تکذیب جس کا اہلسنت کسیطرح انکار نہین کرسکتے کیونکہ خود اللہ جل شانہ نے متعدد آیات مین اُنکے کفر و ارتداد کا اظہار فرمایا ہے از انجملہ بعض یہ ہین :-

پہلی آیت | ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی
لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم کرنے لگے اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اُن کو
سبیلا ۵ ہدایت کی راہ ملے گی۔

دوسری آیت | یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ جس دن بہت سے لوگون کے منہ سفید
فاما الذین اسودت وجوھھم ہون گے اور بہتون کے سیاہ اور سیاہ رو یون
اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب سے کہا جائے گا کہ کیا تم وہ کمبخت نہین ہو کہ
بما کنتم تکفرون ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اِس کفر کے
(پ۴ س آل عمران - ع ۱۱) بدلے عذاب کے مزے چکھو۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسری آیت

کیف یھدی اللہ قومًا کفروا بعد ایمانھم و شھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینات واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۵

(پ ۴-س آل عمران-ع ۹)

خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہین اور اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور خدا ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

قصہ مختصر جو کوئی ان سچے اِسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کے کفر و ارتداد کا قائل نہ ہو وہ درحقیقت خدا کی کتاب کا منکر ہے ابھی تو اِس کفر و ارتداد کا آغاز ہے۔ آگے چلکر ان سچے اِسلام اور پکے ایمان والون کے اِسلام اور ایمان کے حالات قابل ملاحظہ ہونگے

Presented by Ziaraat.Com

قال

دوسری دلیل

قولہ
خلفاء راشدین و مہاجرین و انصار کا قدم بقدم اپنے پیمبر کے چلنا اور حرص و ہوا کو خیال نہ دینا۔ اعلاء کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا

جبکہ ہم خلفاے راشدین اور مہاجرین و انصار کے حالات پر نظر کرتے ہین اور اُنکے چال چلن پر خیال کرتے ہین تو اُس سے ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُسکے رسول صلعم کی رضا کے طالب ہا کرتے تھے اُنکے دشمن بھی اِس سے اِنکار نہین کرسکتے کہ انھون نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالون کو نہایت خوشی سے حضرت پر نثار کیا۔ کونسی مصیبت رہگئی جو کفار نے ان کو نہین دی اور کونسی تکلیف باقی رہ گئی جو مشرکین نے ان کو نہین پہونچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب نبی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی۔ جب عرب عامۃً اور قریش خاصۃً حضرت صلعم کی ایذادہی پر مستعد ہوے اسوقت

"یاران وی خودرا سپر دے ساختہ از شرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ مستیہا کہ نہ کردند دیگرہ
کہ آنجناب بہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

پس اگر خدا اور اُسکے رسول کی محبت ان لوگون کو نہ تھی تو کیون جانون اور مالون کو تلف کرتے تھے اور کیون سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اُٹھاتے تھے۔ سوچنا چاہیئے کہ مہاجرین کو کس کے عشق نے گھرون سے نکالا اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر

رنگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم این چنین

Presented by Ziaraat.Com

قول

باتین بڑھ بڑھ کے نہ کیجے ہمین معلوم ہے سب ہم پتہ کی جو کہینگے تو خجالت ہوگی

صحاب کے کسی کام مین حرص وہوا کو دخل نہ دینے اور جان ومال نثار کرنے کی بابت جو

ساقط الاعتبار ہین اور ماحرین انصار کا قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات واحادیث صحاب کی حرص وہوا کے بارہ مین

تحریر فرمایا ہے کاش بفحوائے آیۂ کریمہ

فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین — اگر تم اپنے قول مین سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کی ہوتی۔

اس کا کچھ ثبوت بھی دیا ہوتا۔ یہ تو آپ نے صرف ہمارے سنی بھائیون کے عقائد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ تو اس شد و مد سے صحاب کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے اور حرص وہوا سے پاک بتاتے ہین۔ مگر خدا اور رسول کی شہادتون اور کتب صحاح وحدیث واخبار اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت ہی کیا کرتے اور ہر ایک کام مین حرص وہوا ہی کو دخل دیا کرتے تھے جیسا کہ کتب صحاح کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا خود صحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ جس وقت میرے بعد ابواب دنیا تم پر مفتوح ہونگے تو تم حرص وہوا مین پھنس جاؤگے وہ حدیث یہ ہے :-

عن ابی ھریرۃ عن النبی — ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

قال انکم لتحرصون علی الامارۃ — صلعم نے صحاب سے فرمایا کہ تم لوگ امارت کی

وسیکون ندامۃ یوم القیامۃ — حرص کروگے اور یہی امر بروز حشر تمھاری خجالت

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ جلد ۲ صفحہ ۱) — کا باعث ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ تو رسول اللہ صلعم کی حدیث شریف ہے۔ اب آیت ملاحظہ فرمائیے جو خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا	قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد
فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك	اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ
الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی	نے لعنت کی اور اُن کو بہرا اور اندھا کر دیا
ابصارھم (پ ۲۶ س محمد ع ۳)	

آیت وحدیث شریف کے بعد اقوال محدثین و مفسرین پر نظر ڈالئے کہ وہ اصحاب کی حرص و ہوا کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہین منجملہ اُن کے امام فخر الدین رازی کا قول ملاحظہ ہو جو تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ ولو انفقت ما فی الارض الخ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ :۔

"جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوے اور اُس کے خواہان وجویان ہوے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے"۔

اس تفسیر کی پوری نقل پانچوین دلیل کے جواب مین ملاحظہ فرمائیے جو اسی جلد مین ہے جناب امام غزالی کا جو قول ہم مسئلۂ فضیلت صحابہ مین نقل کر آئے ہین اسپر غور فرمائیے جو صاف صاف فرماتے ہین کہ :۔

"حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی خلافت کو روز غدیر مان لیا ۔ مگر بعد اسکے عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی اور غایت ہوا پرستی اور نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے ۔ اور رسول اللہ کے مخالف بن گئے جیسے کہ پہلے تھے ۔ اور تمام باتون کو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا"۔

اور جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رحلت کے وقت

Presented by Ziaraat.Com

مسجد مین مہاجرین اور انصار کے سامنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جسمین منجملہ دیگر ہدایتون اور نصیحتون کے اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ دنیا کی حرص کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے اس عبارت کی نقل یہ ہے :-

آنحضرت صلعم این چنین وعظ و تذکرہ بجای آورد و در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من بر شما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت بکنید و تقابل کنید بہ یگر

اسطرح آنحضرت صلعم وعظ و نصیحت فرماتے رہے پھر اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسکا تو مجھے اندیشہ نہین ہی کہ تم لوگ شرک کروگے مگر اسکا خوف ضرور ہی کہ دنیا کی خواہش کروگے

(مدارج النبوۃ صفحہ مطبع مظہر العجائب) اور اُس کے پیچھے آپس مین کٹ مروگے۔

آخر کار بموجب ارشاد مخبر صادق صلعم اصحاب کی حرص و ہوا یہ رنگ لائی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی طرف ایسے جھک پڑے کہ بقول مشہور ؎

چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

اپنے پیغمبر کے دفن و کفن کا بھی انتظار نہ کیا۔ افسوس کہ ادھر تو آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کی فکر ہو رہی تھی۔ اور اُدھر سقیفہ مین مابین مہاجرین و انصار خلافت کے پیچھے ع

" این گریبان گرفت و آن دامن"

کی نوبت پہونچ گئی تھی۔ پس یہ حرص و ہوا ایسی ویسی نہین ہی کہ کسی کے چھپائے چھپ سکے۔ چنانچہ خود ہواخواہان صحابہ اپنے خلفا کی حرص و ہوا پر طعنہ زن ہین جیسا کہ تاریخ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ مین ہی

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے۔ اسکا جواب حضرت علی نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کیئے بغیر نہین رہ سکتا آپنے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبر کا جنازہ چھوڑکر گھر سے خلیفہ بننے کو چلا آتا کتنی پر تاثیر تقریر تھی"

ہم اصحاب کی حرص و ہوا کی تصویر انشاء اللہ ایک خاص جلد مین کھینچین گے جس کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ اُن کی حرص و ہوا نے تو دین خدا اور آل رسول اللہ کا خاتمہ ہی کر دیا۔

اس جگہ ہم رفقا کی رفاقت اور جان و مال نثار کرنے کا کچھ حال مجملاً عرض کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

اصحاب پر الزام کا باطل ہونا

واضح ہو کہ اصحاب ان کلہم اجمعین مومن نہ تھے۔ بلکہ اُن مین بہت سے منافق تھے چنانچہ مومنین ہر لحظہ و ہر ساعت خدا اور اسکے رسول کی رضا کے طالب رہے ایمان و اسلام کے پیچھے اُنھون نے ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جھیلین جیسا کہ ہم پہلی دلیل مین حضرت عمار اور ان کے والدین کا حال بیان کر آئے ہین کہ باوجودیکہ کفار و مشرکین اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تمازت آفتاب مین پہاڑ کی چٹان پر لٹا کر ایذا دیتے تھے۔ مگر وہ عاشقان خدا و رسول اپنے دین سے نہ پھرے آخر کفار کی ایذا دہی سے جام شہادت پیکر داخل روضہ رضوان ہوے اور اسلام مین سب سے پہلے شہادت کی سند حاصل کی۔ اسیطرح دیگر مومنین بھی ہمیشہ خدا و رسول کی رضا کے طالب رہے۔

اور جب جہاد کیلئے اُن کو دعوت دی گئی تو اُس خوش خبری کو سنتے ہی ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار — جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود رکتے تھے فرق پہ جب آتی تھی تلوار — باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار

برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھیل آیا
جان آگئی جس وقت پیام اجل آیا

آیات الٰہی مومنین کی صفت مین

یہی تو ہین خدا کے خالص بندے جن کی صفت و ثنا اور اپنی خوشنودی کا اظہار خود خدائے پاک اسطرح فرماتا ہے:۔

لکن الرسول والذین امنوا — لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ
معہ جاھدوا باموالھم — اللہ پر ایمان لائے ہین ان سب نے اپنے مالون

وانفسهم واولئك لهم الخيرات
واولئك هم المفلحون ٥ اعد
الله لهم جنت تجرى من تحتها
الانهار خلدين فيها ذلك الفوز
العظيم ٥

پ ۱۰ س توبہ

ع ۱۰

اور جانون سے (خدا کی راہ مین) جہاد کیا
اور یہی لوگ ہین جن کے لئے (دنیا و آخرت
کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ (آخرکار)
فلاح پانے والے ہین اللہ نے اُن کے لئے
جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین
یہ اُن مین رہنے والے ہون گے یہی تو بڑی
کامیابی ہے۔

آیات اصحاب منافقین کی نسبت

لیکن جو اصحاب کہ نفاق کی صفت کے ساتھ متصف تھے وہ ہمیشہ جہاد سے جی چرایا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی شان مین ارشاد فرماتا ہے:-

پہلی آیت

واذا انزلت سورة ان
امنوا بالله وجاهدوا مع
رسوله استاذنك اولوا الطول
منهم وقالوا ذرنا نكن مع
القعدين رضوا بان يكونوا
مع الخوالف وطبع على قلوبهم
فهم لا يفقهون ٥

پ ۱۰ س توبہ

ع ۱۱

اور جب کوئی سورۃ اس حکم کے ساتھ
نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو اُن
مین سے جو صاحبان مقدرت ہین وہ تم سے
اجازت مانگتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم کو چھوڑ
دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والون کے ساتھ رہین
وہ اس پر راضی ہین کہ عورتون کے ساتھ رہین
اور اُن کے دلون پر چھاپہ لگا دیا ہے۔ پس وہ
کچھ سمجھتے نہین۔

دوسری آیت

یا ایها الذین امنوا

اے ایمان لانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

مالکم اذا قیل لکم انفروا	جبوقت تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا مین جہاد
فی سبیل اللہ اثاقلتم الی	کے لئے نکلو تو تم لہذ ہو کے زمین کی طرف
الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا	جھکے پڑتے ہو تم آخرت کے مقابلہ مین
من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ	دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو تو (سمجھو) کہ دنیوی
الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ۳۸ الا	زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ مین
تنفروا یعذبکم عذابا الیما	بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی تم نہ نکلوگے تو
ویستبدل قوما غیرکم و	خدا تم پر دردناک عذاب نازل فرمائے گا اور (تمھارے
لا تضروہ شیئا واللہ علی کل	کچھ مجبور تو نہیں تمھارے بغیر کسی دوسری
شیٔ قدیر ۳۹	قوم کو لے آئے گا اور) اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں
پ ۱۰ س توبہ ع ۶	سکتے (خدا ہر چیز پر قادر ہے)

تیسری آیت ان منافقون پر یہان تک عتاب فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑھنے۔ اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع کیا ہے وہ آیات پاک یہ ہین :-

فرح المخلفون بمقعدھم	(جنگ تبوک مین) رسول خدا کے پیچھے
خلف رسول اللہ وکرھوا	رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھ رہنے اور (جہاد مین
ان یجاھدوا باموالھم	نہ جانے) سے خوش ہوے اور اپنے مال و اپنی
وانفسھم فی سبیل اللہ و	جانون سے خدا کی راہ مین جہاد کرنا اُن کو مکروہ
قالوا لا تنفروا فی الحر	معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اس گرمی مین گھر سے
قل نار جھنم اشد حرا ط	نہ نکلو (اے رسول) تم کہدو کہ جہنم کی آگ جس
لو کانوا یفقھون	مین تم جاؤ گے اِس سے کہین زیادہ گرم ہے اگر وہ

میں یا کے نے آنحضرت کو منافقوں کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا	کچھ سمجھین جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کے بدے
کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون	اونھین چاہیئے کہ وہ بہت کم ہنسین اور بہت
فان رجعک اللہ الی طائفۃ	روئین تو (اے رسول) اگر خدا تم کو ان منافقین
منھم فاستاذنوک للخروج	کے کسی گروہ کی طرف جہاد سے صحیح اور سالم
فقل لن تخرجوا معی ابدا و	واپس لائے پھر تم سے جہاد کے واسطے نکلنے کی
لن تقاتلوا معی عدوا انکم	اجازت مانگین تو تم صاف کہدو کہ تم ساتھ
رضیتم بالقعود اول مرۃ	لڑنے نہ پاؤگے تنے پہلی مرتبہ گھر مین بیٹھ رہنا پسند
فاقعدوا مع الخالفین ولا تصل	کیا تو اب بھی پیچھے رہجانیوالون کے ساتھ گھر
علی احد منھم مات ابدا ولا تقم	مین بیٹھے رہو اور اے رسول ان منافقین سے
علی قبرہ انھم کفروا باللہ	جو مرجائے تو نہ کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اسکی
ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ۵	قبر پر جاکر کھڑے ہونا ان لوگون نے یقیناً خدا اور اُسکے رسول
پ ۱۰ س توبہ ع ۱۱	کے ساتھ کفر کیا اور بدکرداری ہی کی حالت مین مرگئے

اِس قسم کی متعدد آیتین ہین جن سے اصحاب منافقین کا احکام خدا و رسول ؐ سے انحراف ثابت ہے ۔ چنانچہ آیہ دوم مندرجۂ بالا کا اطلاق تو خود آپنے صحابہ اور مہاجرین و انصار پر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے :-

"جب پیغمبر خدا صلعم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرماکر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتون کو نازل فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم جہاد پر

مستعد نہوگے تو خدا تم کو دینا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمھارے بدلے غیر قوم کو پیدا کریگا۔

اصحاب کا وقت جان نثاری اپنی جان پر کھیلنا

الغرض اصحاب کے جو صفات آپنے تحریر فرمائے ان سے متصف وہی اصحاب ہوسکتے ہین کہ جو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور خاتمہ اُن کا ایمان پر ہوا تھا اگر ان صفات کو آپ اصحاب ثلثہ سے منسوب کرنا چاہتے ہین تو پہلے اُن کا ایمان تو ثابت کیجئے جس سے علماء امامیہ کو انکار ہے جیسا کہ جناب غفرانمآبؒ فرماتے ہین (اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات باید رسانید بعد ازین باین ترنم باید سرائید زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ درین باب آنست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان بہرہ ندانستند) یون تو ہمارے سنّی بھائی اپنی خوش اعتقادی سے جو چاہین فرمائین لیکن اگر اُن کے حالات کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین تو وہ بھی اِس سے انکار نہین کرسکتے کہ اُنھون نے نہ تو حضرت کی رفاقت کا حق ادا کیا اور نہ اپنی جانون اور مالون کو آنحضرتؐ پر نثار کیا۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب مین ہم اِس کا اظہار کر آئے ہین کہ جب کفار و مشرکین کی سختی اور ایذا دہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابوطالب مین لے آئے جہان آپ تین سال تک محصور رہے اور عزیزون کے سوا ان رفقا مین سے کسی نے بھی اِس نازک وقت مین آپکی رفاقت نہین کی بلکہ کفار و مشرکین سے مِل جُلکر امن و امان مین رہے۔ وہان پیغمبر خداؐ پر تو فاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ اور یہان یہ رفقا اپنی قوم کے ساتھ عیش و آرام مین تھے۔ ان رفقا کی یہ کیفیت تو اِس نازک وقت مین تھی اور جب آنحضرت صلعم جہاد پر مامور ہوئے تو اُس وقت بھی اِن جان نثارون نے نہ تو اپنی جانین اپنے پیغمبر پر نثار کین اور نہ وقت اعانت و حمایت آپ کی یاری و مددگاری کی ہان تعلیان بہت کچھ کیا کرتے تھے اور وقت جان نثاری صاف جی چُرا جاتے تھے۔ چنانچہ ان پکّے مخلصون کی وفاداری اور اُن سچے جان نثارون کی جان نثاری ایک غزوۂ احد ہی مین ملاحظہ فرمالی جائے کہ جب مشرکین و کفار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوے اور حضرت مجروح ہوگئے تو یہ سب سچے جان نثار و یاران وفاشعار اپنے

Presented by Ziaraat.Com

محبوب دشمنون کی تلوارون کے سایہ مین تنہا چھوڑکر ہوا ہوگئے ؎

دگرکس نہ بدزان دلیران بجا رسول خدا ماند وشیر خدا
نہ کس ازمہاجر نہ انصار ماند علے ماند یا تیغ خونخوار ماند

چہ بکر و چہ عمرو چہ زید و ولید شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول نہ بیم ازخدا و نہ خوف از رسول

اِس کلام کی تائید مین مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمائیے کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اِن جان نثارون اور وفادارون کے فرار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

چون مسلمانان روبہزیمت آوردند دررسول خدا — جب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑکر بھاگ
راتنہا گذاشتند حضرت صلعم درغضب آمد وعرق — گئے تو اُسوقت آنحضرتؐ اسقدر غضناک ہوئے
از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت ومثال مروارید — کہ پسینہ پیشانی اقدس سے مثل موتیون کے
ازجبین فیض شمیمش فرود ویدند ان حالت نظر کرد — ٹپکنے لگا۔ اِس حالت مین آپ نے ملاحظہ
علی بن ابی طالبؓ دید کہ درپہلوے او ایستادہ است فرمود — فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ آپ کے پہلو مین
ای علی چون ست کہ تو با برادران خود ملحق نہ گشتی — کھڑے ہین آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے
علی گفت لاکفر بعد الایمان ان لی بابک — بھائیون کے ساتھ کیون نہین چلے گئے علیؓ
اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو — نے عرض کی یارسول اللہ کیا ایمان لانے کے
اقتدا است یعنی مرا بتو کار است بایاران و — بعد مین کافر ہوجاؤن۔ مجھے تو ہر امر مین
برادران کہ درپے غنیمت رفتند و ہزیمت — آپ کی پیروی مقصود ہے اور اُن بھائیون
نمودند چہ کار دارم۔ — اور ساتھیون سے جو کہ لوٹ مار کے پیچھے پڑگئے
مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۹ — وہان جاکر بھاگ گئے کچھ سروکار نہین تو

اگرچہ ان رفقا اور جان نثارون کا جہاد سے جی چُرانا اور غزوات بدر حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ سے فرار کرنا جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے بیان کیا جائے گا مگر چونکہ جناب محدث صاحب موصوف اِس روایت مین مصلحتًا صرف یہ جملہ (مسلمانان رو بہزیمت آوردند) لکھ کر گریز کر گئے ہین اِس لئے ہم اس جگہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کون مسلمان تھے وہ یہ ہے :-

تمام روایتون پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ اسے سرسیمہ ہوے کہ انھون نے مدینے کی طرف دم نہین لیا اور کچھ لوگ جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہوکر سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے حضرت عمرؓ اِس تیسرے گروہ مین تھے۔ علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر اور طلحہ اور چند مہاجرین اور انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ گئے ہین اُنھون نے پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو تو اُن لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی اُنھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے خود حضرت عمرؓ کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کی۔ علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمرؓ کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو احد کے دن بھاگ گئے تھے لیکن خدا نے اُن کو معاف کر دیا۔ علامہ بلاذری نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس کا

Presented by Ziaraat.Com

خلاصہ یہ ہے۔ حضرت عمر نے جو اپنی خلافت کے زمانہ مین لوگون کے روزینے مقرر کئے تو ایک شخص کے روزینہ کی نسبت لوگون نے کہا کہ ان سے زیادہ مستحق آپکے فرزند عبداللہ ہین حضرت عمرؓ نے فرمایا نہین کیونکہ اسکا باپ احد کی لڑائی مین ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ

اہم کا باپ (یعنی خود حضرت عمرؓ) نہین رہا تھا (الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۵ تا ۳۷)

سبحان اللہ جو رفقا کفار و مشرکین کی ایذا دہی کے وقت اپنے پیغمبرؐ کی مطلق حمایت نہ کرین جو جان نثار وقت جان نثاری اپنی جان بچاکر فرار ہوجائین۔ جو خود اپنی زبان سے اپنے فرار کا اقرار کرین اور کل مورخین و محدثین اہلسنت اپنی اپنی کتابون مین اِن حالات و واقعات کی تصدیق کرین اور شاہ صاحب اُن کے فرار کو کفر بتلائین۔ واعجباہ کہ آپ اِن تمام باتون پر پردہ ڈال کر یہ فرمائین:۔

یاران وے خود را سپر وے ساختہ از مشرب	رفقاے آنحضرتؐ نے اپنے کو حضرت کی
عشق چہ بادہا کہ نخورند و چہ مستیہا کہ نہ کردند	سپر بنا کر مشرب عشق سے کیا کیا جام نہین پیے
ہر گاہ کہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد	اور کیا کیا ولولے نہین کیے جبکہ وہ جناب ہجرت
اصحاب وے بمقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند	وجہاد پر مامور ہوے تو آپکے اصحاب نے بمقابلہ
و چہ غمہا کہ نہ کشیدند۔ فاعتبروا یا اولی الابصار	کفار کون سے رنج تھے جو نہین پائے اور کونسے غم تھے جو نہین اُٹھائے۔

اصحاب کا غنیمت پر جھگڑنا اور نزول سورۂ انفال

پس علی العموم مہاجرین و انصار کا حق رفاقت ادا کرنا اور اپنی جانون اور مالون کو فدا کرنا تو سراسر باطل اور بے اصل ہے البتہ ان کا طامع اور حریص ہونا۔ مال غنیمت پر باہم جھگڑنا۔ ہر ایک گروہ کا اپنے آپکو تنہا اس کا مستحق سمجھنا۔ بلکہ اپنے پیغمبر پر خیانت اور تقسیم مال غنیمت مین عدل نہ کرنے کا اتہام لگانا نعوذ باللہ بلاشبہہ ثابت ہے چنانچہ اُن کی اِس حرص و طمع کا اظہار مورخین اور محدثین و مفسرین نے

بہت ہی وضاحت و صراحت سے اپنی اپنی کتابون مین کیا ہے اور خدائے پاک نے بھی صاف صاف فرمادیا ہے جوکہ ہواخواہان اصحاب کے چھپانے سے نہین چھپ سکتا منجملہ ان کے ہم چند روایات اور آیات اِس جگہ نقل کرتے ہین :-

پہلی روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جو کچھ مال واسباب کفار غنیمت بدر کے لشکر مین تھا وہ سب جمع کیا گیا مگر اس کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہوا جنھون نے جمع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے اور جو لوگ دشمنون سے لڑتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اگر ان سے نہ لڑتے اور انھین نہ روکتے تو تم کو یہ مال کیسے ملتا۔ اور جو لوگ سریش کے پاس رسول اللہ کی حفاظت کیلیے کھڑے تھے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ مال ہماری آنکھون کے سامنے پڑا تھا اور کوئی اس کا حفاظت کرنے والا نہ تھا ہم چاہتے تو بہ سہولت اُسے لے سکتے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ کہین دشمن رسول اللہ پر حملہ نہ کرین اس لئے ہم آپ کی حراست پر کھڑے رہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انفال یعنی مال غنیمت کو ان کے ہاتھون سے لے لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اختیار عطا فرمایا۔

(عروج الاسلام جلد ۶ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ آگرہ)

دوسری جب رسول اللہ صلعم ہوازن سے فارغ ہوگئے تو آپ سوار ہوکر روانہ ہوئے لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہوکر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہماری غنیمت ہم کو تقسیم کیجئے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپ کی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو! میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تم کو دینے مین بخل کرتا ہون (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)

تیسری جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب پر ان غنائم کو تقسیم کردیا اور انصار کو کچھ حصہ نہ دیا تو وہ اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے۔ چنانچہ

Presented by Ziaraat.Com

ان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ اپنی قوم مین مل گئے (ایضاً جلد صفحہ ۸۲)

چوتھی عباس بن مرداس کو تین اونٹ دیے جن سے وہ ناراض ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ اونٹ اسی لوٹ کے مال سے مین نے اپنے گھوڑے پر پڑھ کر اور ریت مین حملہ کرکے حاصل کئے مین اور لوگ جب سوجاتے تھے تو مین ان کو رکھتا تھا اور جب مین مدہوش ہوتے تھے تو اس وقت بھی مین کبھی غافل نہین رہتا تھا! اب میری لوٹ اور میرے غلامون کی لوٹ کا مال عقبہ اور اقرع کو دیا جارہا ہے حالانکہ مین نے تو دلاوری اور جوانمردی کے کام کئے ہین اور مجھے کچھ نہین دیا گیا (ایضاً صفحہ ۹۲)

جب مال غنیمت کے لئے مہاجرین اور انصار نے اس طرح حجت وتکرار کی تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :-

یسئلونک عن الانفال ط	اے رسول مسلمان سپاہی تم سے مال غنیمت
قل الانفال للہ والرسول ط فاتقوا	کا حکم دریافت کرتے ہین تم کہدو کہ مال غنیمت
اللہ واصلحوا ذات بینکم و	اللہ ورسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	اور آپس کے جھگڑون کی اصلاح کرتے رہو اور
مؤمنین ۵	اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی
(پ ۹ س انفال ع ۱)	اطاعت کرتے رہو۔

جناب امام فخرالدین رازی اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین -

ان یوم بدر الشبان قتلوا واسروا	بروز جنگ بدر جوانون نے قتال کیا اور
والاشیاخ وقفوا مع رسول اللہ ۲	قید کیا اور جو بوڑھے تھے وہ لڑائی مین رسول اللہ
فی المصاف فقال الشبان الغنائم	کے ساتھ تھے - جوانون نے کہا مال غنیمت

Presented by Ziaraat.Com

لنا لانا قتلنا وهزمنا وقال الاشياخ	ہم کو ملنا چاہیئے کیونکہ ہم نے جنگ کی اور کفار کو
کنا ردء الکم ولو انھزمتم لانھزتم	بھگایا بوڑھون نے کہا ہم تمھاری پشتی پر تھے
الینا فلا تذھبوا بالغنا ئم دوننا	اگر تم ہزیمت پاتے تو ہمارے ہی پاس آتے اسلئے
فوقعت المخاصمۃ بھذا السبب فنزلت	تم تنہا اُسکے مستحق نہین ہو سکتے جب دونون فریق
الایۃ	مین نزاع ہوئی آیۂ انفال نازل ہوا (تفسیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۹)

یہی تفسیر طبری جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ مین بھی ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے قرآن شریف مترجم مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے سے ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہوگئی ہر ایک اپنے کو زیادہ ہی مستحق سمجھتا تھا اِس واسطے کہ اس نے اپنے زعم مین زیادہ کوشش کی تھی سو خدا نے سمجھا دیا کہ یہ نتیجہ جو تم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ تمھاری کوششون کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محض خدا کا فضل ہے اور مال غنیمت سارے کا سارا اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا جس کو جتنا دیا جائے وہ خوشدلی سے لے لے اور اُسکو خدا اور اُسکے رسول کا انعام سمجھے۔

اسی طرح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا بیان ہے کہ:۔

"جنگ بدر مین جب فتح حاصل ہو چکی تو کچھ لوگ کفار کا تعاقب کرتے ہوے بہت دور تک چلے گئے اور کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ تعاقب کرنے والے جب واپس ہوے تو اُنھون نے دعوی کیا کہ غنیمت ہمارا حق ہے کیونکہ ہم دشمنون سے لڑکر آئے ہین۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے محافظ تھے اسلئے ہم تم سے زیادہ حقدار ہین اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الانفال (الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۰)

شبلی صاحب نے جن مہاجرین و انصار کو حاضر خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایا ہے

Presented by Ziaraat.Com

ان مین مورخین نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا اسم مبارک خاص طور پر درج کیا ہی اور یہ پتہ دیا ہی کہ جسوقت آنحضرت بارگاہ ایزدی مین فتحیابی کی دعا مین محو تھے تو اسوقت حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلعم کو بقول صاحب رضتہ الصفا صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسول اللہ مشرکین بانزدیک رسیدند یا کہکر بیدار کردیا تھا پس جب کہ بقول شبلی صاحب وغیرہ صحاب محافظین آنحضرت صؐ نے اپنے آپکو مال غنیمت کا مستحق بتایا اور اسکے لئے باہم جھگڑے جب آیۂ انفال نازل کی تو وہ سب حضرت آیۂ ذانی ہا یہ -

یحبون المال حبا جما (پ۳۰۔س الفجر ع ۱) تم مال کو جی بھر کے دوست رکھتے ہو۔

کے مصداق ہوے۔

آنحضرتؐ پر خیانت کا الزام رکھنا

واضح ہو کہ مہاجرین وانصار نے صرف طلب مال غنیمت ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُنھون نے اپنے پیغمبر سے اِس طرح کے گستاخانہ کلام بھی کیے کہ :-

"آپ جنگ پر تو ہمین بھیجتے ہین لیکن مال غنیمت جو ہمارا حق ہے اُسکو اپنے عزیزون پر تقسیم کردیتے ہین اور اس تقسیم مین خدا کی مرضی کا خیال نہین کرتے"

چنانچہ بخاری شریف مین ایک طولانی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

اخبرنی انس بن مالك	انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین
رضی اللہ عنہ قال ناس من الانصار	کہ فتح خیبر کے بعد جب غنیمت کا مال ہوازن
حین افاء اللہ علی رسولہ صلعم	تقسیم کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اُس مین سے
ما افاء من اموال ہوازن فطفق	سو سو اونٹ قریش کو دیئے اُسپر انصار نے کہا خدا رسول
النبی صلعم یعطی رجالا المائۃ من الابل	کی مغفرت کرے کہ قریش کو دیتے ہین اور ہم کو نہین
فقالوا یغفر اللہ لرسولہ یعطی قریشا	دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے قریش کے خون
ویترکنا وسیوفنا تقطر من دمائھم	ٹپک رہے ہین۔

(صحیح بخاری جلد دوم مصحح مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری صفحہ ۶۳۱)

Presented by Ziaraat.Com

اُسی مین دوسری روایت اِس عنوان سے منقول ہے :۔

عن عبداللہ قال لما قسم النبی	عبداللہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ
صلعم قسمۃ حنین قال رجل من	صلعم نے غنیمت حنین تقسیم کی تو انصار مین سے
الانصار ما اراد بھا وجہ اللہ فاتیت	ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم مین خوشنودی خدا
النبی صلعم فاخبرتہ فتغیر وجھہ	منظور نہین ہے اس پر مین نے رسول خدا ص کو
ثم قال رحمۃ اللہ علی موسیٰ لقد	اِس سے مطلع کیا یہ سُنکر چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر
اوذی باکثر من ھذا فصبر۔	ہوگیا اور فرمایا کہ موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو اُن کو تو
(ایضا صفحہ ۸۸)	اِس سے بھی زیادہ تکلیفین دی گئی تھین پھر صبر کیا

صد حیف کہ مہاجرین و انصار نے مال غنیمت کے متعلق اپنے پیغمبر پر خیانت اور عدل نہ کرنے کا بھی اتہام لگایا جسپر خدائے پاک نے اپنے حبیب اور رسول کی عصمت پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

ماکان لنبی ان یغل ومن	کسی نبی کی یہ شان نہین ہے کہ خیانت کرے
یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ۔	اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز کی خیانت کی ہے
پ ۴	قیامت کے دن وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی

چنانچہ مفسرین اہلسنت نے اِس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ :۔

"مسلمانون کو یہ سمجھانا ہے حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھین۔ بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت کے مال سے گم ہوگئی تھی سو کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اسپر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمۂ قرآن مجید شاہ عبدالقادر صاحب مطبوعہ میرٹھ)

اِسی طرح مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ مین ہے :۔

"جنگ بدر مین جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا تھا اور وہ جمع کیا جا رہا تھا کہ آخر کار فوج مین

کیا جائے گا اُس مین سے ایک اوڑھنے کی چادر اور ایک لنگی گم ہوگئی۔ کسی بد باطن نے پیغمبر کی کی نسبت شبہہ کیا۔

نیز تفسیر حسینی مین ہے :-

بناشد سزاوار مر پیغمبرے را کہ خیانت کند در غنیمت بعضے اقویا صحابہ از پیغمبر درخواست می نمودند کہ مارا از ہر غنیمت کہ می افتد زیادہ از حصۂ ضعفا چیزے بدہ۔ آیت آمد کہ خیانت پیغمبر در قسمت غنائم روا نیست۔

گویند از غنائم بدر گلیمے سُرخ گم شد و جمعے سیاہ دلان از روے نفاق نسبت آن بہ سید عالم صلعم علی الاطلاق کردند حق تعالیٰ ذمہ حبیب خود را خصوصًا و ذمہ جمیع انبیا عمومًا ازین خیانت بری گردانید و فرمود کہ ہیچ پیغمبر در غنیمت خیانت نہ کرد و نہ کند

بعض صحابہ جو قوی تھے اُنھون نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ جو غنیمت حاصل ہوتی ہے اسمین سے بہ نسبت ضعیف صحابہ کے ہمین کچھ زیادہ دیا کیجئے۔ آیت آئی کہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ خیانت کرے بعض کہتے ہین کہ بدر کی غنیمت سے ایک کمبلی سرخ رنگ کی گم ہوگئی بعض سیاہ دلون نے نفاق کی راہ سے سید عالم کی طرف بدگمانی کی تب اسکی نسبت حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی نے بھی غنیمت مین خیانت نہین کی تھی اور نہ یہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کرتے ہین۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۸۷ و ۸۸)

نزول آیۂ شریفہ نسبت اصحاب منافقین

جب مہاجرین و انصار نے آنحضرتؐ سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نہ کرنے کی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت یہ کلام کئے تو اللہ جل شانہٗ نے آیت نازل فرمائی

ومنهم من يلمزك فى الصدقات فان اعطوا منها

انمین سے کچھ ایسے بھی ہین (اے رسول) جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تم کو الزام دیتے ہین

رضوا وان لم یعطوا منها اذا هم یسخطون ۵

پھر اگر ان مین سے انھین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہو گئے اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو پس فوری بگڑ جاتے ہین ۔ (پ۱۰۔ س توبہ ع ۷)

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ اصحاب مال دنیا پر بڑے حریص تھے اور وہ یہ ہے :۔

قال اهل المعانی هذه الایة تدل

اہل معانی کہتے ہین کہ یہ آیت منافقین

علی رکاکة اخلاق اولئك المنافقین ودنائة

کی رکاکت اخلاق اور ان کی دنائت طبع پر دلالت

طباعهم وذلك لانه لشدة شرههم

کرتی ہے کیونکہ وہ صدقات کے لینے پر بڑے

الی اخذ الصدقات عابوا الرسول فنسبوه

حریص تھے لہذا انھون نے رسول اللہ پر عیب لگا یا

الی الجور فی القسمة مع انه كان ابعد

اور حضرت کی تقسیم پر ناانصافی کے مدعی ہوے

خلق الله تعالی عن المیل الی الدنیا قال

حالانکہ آنحضرت تمام مخلوقات مین اس سے بری

الضحاك كان رسول الله یقسم بینهم ما اتاه

تھے کہ دنیا کی طرف میل کرین ۔ضحاک کہتے

الله من قلیل المال وكثیره وكان المومنون

ہین کہ جو کچھ قلیل وکثیر مال آتا تھا حضرت اسکو

یرضون بما اعطوا ویحمدون الله علیه و

تقسیم کر دیتے تھے مومنین تو اس تقسیم سے راضی

اما المنافقون فان اعطوا كثیرا فرحوا

ہو جاتے اور شکر خدا بجا لاتے تھے ۔ مگر منافقین

وان اعطوا قلیلا سخطوا وذلك یدل

کو اگر زیادہ ملتا تو خوش ہوتے اور کم ملتا تو ناخوش

علی ان رضاهم وسخطهم بطلب النصیب

ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ ان کی رضا و رغبت

لالاجل الدین (تفسیر کبیر ۴ صفحہ ۲۶۹)

بطلب مال دنیا ہے نہ بغرض دین ۔

امام بخاری کا اس آیت کو دو انجومیٹر کے حق مین بتانا

امام محمد اسمٰعیل بخاری رض نے جب دیکھا کہ ان آیتون سے تو اپنے اصحاب کے ایمان اور

طمع وحرص کی قلعی کھلتی ہے تو ان جملہ ذمایم کا سہرا ایک شخص ذوالخویصرہ تمیمی کے سر پر باندھ دیا تاکہ اپنے اصحاب کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ چنانچہ وہ روایت بخاری شریف سے نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ان اباسعید الخدری قال بینما	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ہم رسول
نحن عند رسول الله وهو يقسم	اللہ کی خدمت مین حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم
قسما اذا اتاه ذوالخويصره وهو رجل	فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا
من بنی تمیم فقال یارسول اعدل	آیا اور کہا یارسول اللہ انصاف کیجیے۔ حضرت نے
فقال ویلك ومن یعدل اذا لم	فرمایا وای ہو تجھپر اگر مین انصاف نہ کرونگا تو
اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل	پھر کون کرے گا اگر مین انصاف نہ کرونگا تو خائب
فقال عمر یارسول الله ائذن لی فیه	وخاسر ہونگا۔ عمر نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ
فاضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا	مین اس کو قتل کرون حضرت نے فرمایا جانے دو کہ اسکے
یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم	ایسے اصحاب ہین جنکے نماز روزہ کے سامنے تم اپنی
وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن	نماز کو حقیر جانوگے یہ قرآن کو پڑھتے ہونگے مگر
لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین	اُن کی سمجھ مین نہ آئے گا اور ایسی تاویل کرینگے
کما یمرق السهم من الرمیة ینظر	جو خلاف مقصود ہوگی یہ دین سے اِس طرح نکلجائینگے
الی صلته فلا یوجد فیه شیئ ثم	جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے پھر جو اسکے لوہے
ینظر الی وصافه فلا یوجد فیه شیئ	مین دیکھا جاتا ہے جو تیر مین لگا رہتا ہے تو کچھ اُسمین
ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه فلا یوجد	نہین ملتا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر جب اپنی تیزی
فیه شیئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه	سے شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے اور شکار کا کوئی حصہ بھی

Presented by Ziaraat.Com

شئی قد سبق الفرث والدم انتهم رجل — اُس مین نہین رہتا اسیطرح یہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے
السوقة احدی عضب به مثل ثدی المرءة — کہ کوئی اثر بھی اسلام کا اُنمین نہ رہے گا بسر وار اس کا
او مثل البضعة تدر ویخرجون علی — ایک ایسا مرد ہوگا جسکا ایک بازو مثل پستان زن ہوگا
صبی وفرقة من الناس قلل ابو سعید — یا گوشت کا ایک ٹکڑا جو حرکت کرتا ہوگا جب کہ لوگون
فاشهد انی سمعت هذا الحدیث من — مین اختلاف ہوگا اُسوقت یہ لوگ ظاہر ہونگے
رسول الله واشهد ان علی بن ابیطالب — ابو سعید خدری کہتے ہین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ
قاتلهم وانا معه فامر بذلك الرجل — خود مین نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے اور
فالتمس فاتی به حتی نظرت الیه بعث — گواہی دیتا ہون کہ حضرت علیؑ نے ان سے قتال کیا
النبی صلعم الذی بعثه۔ — اور آپ نے حکم دیا اُس کو تلاش کرو جب وہ لایا گیا تو اسکو
(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر) — ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

اصحاب کا تقسیم مال مین آنحضرتؐ پر اعتراض

اِس روایت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کمال جوش ایمان کی وجہ سے ذوالخویصرہ تمیمی کی گستاخی و بے ادبی کی تاب نہ لاسکے اور اُسکے قتل کرنے پر آمادہ و مستعد ہوگئے لیکن امام بخاری کی یہ محبت اُن کے کچھ کام نہ آئی اِسلئے کہ صحیح مسلم مین ہے کہ خود حضرت عمرؓ تقسیم غنیمت مین آنحضرتؐ پر معترض ہوے تھے اور کہا تھا کہ یہ تقسیم درست نہین ہے وہ روایت یہ ہے:۔

عن سلمان بن ربیعة قال قال — یعنی سلمان بن ربیعہ راوی ہین کہ خود حضرت
عمر بن الخطاب قسم رسول الله قسما — عمرؓ کہتے ہین کہ ایک دفعہ رسول خداؐ نے کچھ تقسیم
فقلت والله یا رسول الله لغیر — کیا تو مین نے کہا۔ بخدا یا رسول اللہ جن لوگون
هؤلاء کان احق به منهم قال — کو آپ نے دیا ہے دوسرے لوگ اُنسے زیادہ مستحق تھے
خیروني بین ان یسئلوني بالفحش — حضرتؐ نے فرمایا مجھے مخیر کیا ہے اسمین کچھ سوال نہ کرو

Presented by Ziaraat.Com

یبخلونی ولست بباخل	ہم سے فحش و بدگوئی سے یا ہمکو بخل سے نسبت نہ دو
(صحیح مسلم ص۳۳۰)	حالانکہ ہم بخیل نہین ہین ۔

ان دونون حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر جو اعتراض ذوالخویصرہ کا رسول اللہ پر تھا وہی حضرت عمرؓ کا بھی ہے پھر کونسی وجہ اس امر کی داعی ہے کہ اہلسنت والجماعت ذوالخویصرہ کو تو صاف منافق کہین ۔ اور واجب القتل ٹھہرائین اور حضرت عمرؓ کو مہر و ماہ فلک اسلام کا خطاب عطا کرین ۔ حالانکہ اُنکی تو صرف یہی ایک اعتراض تھا اور حضرت عمرؓ کا ایک نہین بلکہ بیسون ہین جو آیندہ اپنے موقعون پر مذکور ہون گے ۔

اِس موقع پر ہم دو چار روایات کا خلاصہ سیرۃ النبی مولفہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سے بھی نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ ان مبین صاحب موصوف نے اصحاب رسول کی حرص و طمع پر کافی روشنی ڈالی ہے ملاحظہ ہون ۔

روایات ۔
سیرت ۔
ہیں ۔
ہارو ۔

جنگ بدر اور یہ آیت ۔ لڑائیون کی اصلی بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوتی تھی اِس لئے کہ بت سا مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے محبوب نہ تھی اور ذرایع معاش مین سے زیادہ جس کا مال غنیمت کو سمجھتے تھے یہ خیال مقدس لون مین راسخ اور رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا اسلام کے بعد بھی ایک مدت تک قائم رہا

یسئلونک عن الانفال قل	جو لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہین
الانفال للہ والرسول	کہدو کہ مال غنیمت خدا کا ہے

اِس آیت سے یہ مقصود ہے کہ مجاہدین مال غنیمت کا خود دعویٰ نہین کر سکتے اِس کی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہے جس طرح آپ چاہین تقسیم فرمائین ۔ اس سے اتنا ہوا کہ لڑائیون مین جو ہر شخص لوٹ کر جو چیز چاہتا تھا لیتا تھا بند ہو گیا لیکن میدان مین

بنگ کے علاوہ اور موقعون پر لوٹنا مدتون موقوف نہین ہوا۔ سنن ابی داؤد مین ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین شریک تھے بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو اتفاقاً سامنے بکریان نظر پڑین۔ ان کو لوٹ لائے اور ذبح کرکے ہانڈیان چڑھا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کمان جو ہاتھ مین تھی اُس سے دیگچیان اُلٹ دین اور فرمایا کہ لوٹ کی چیز مردہ سے بڑھ کر حلال نہین خیبر کی لڑائی ۷ھ مین ہوئی اسوقت تک یہ حال تھا کہ امن کے بعد لوگون نے بعض دیہاتیون کے جانور اور پھل لوٹ لئے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو نہایت غصہ آیا آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔

ان اللہ تعالی لم یحل لکم ان	خدا نے تم لوگون کے لئے یہ جائز نہین کیا
تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن	ہے کہ اہل کتاب کے گھرون مین بغیر اجازت
ولا ضرب نساءھم ولا اکل ثمارھم	یہ اجازت دی ہو کہ ان کی عورتون کو مارو یا
اذا اعطوکم الذی علیھم	ان کے پھل کھاؤ جبکہ وہ تم کو وہ ادا کر دین جو
(سیرۃ النبی صفحہ ۴۲۳)	اُنپر فرض ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم چاہتے تھے کہ غنیمت کے ساتھ لوگون کا جو شغف ہے کم ہو جائے لیکن مدت تک غنیمت کی محبت اور وابستگی نہ گئی۔ غنیمت اس قدر محبوب تھی بعض صاحبون کو کسی کافر کے مسلمان ہونے پر اس بنا پر رنج ہوا کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا مال نہ ملے گا۔ سنن ابی داؤد مین ہے کہ ایک صحابی نے ایک سریہ مین حملہ کرنا چاہا قبیلہ والے روتے ہوئے آئے اُنھون نے کہا لا الہ الا اللہ کہو تو تمہاری جان اور مال بچ جائے گا اُنھون نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُن کو امن دیدیا گیا جب یہ اپنے ساتھیون مین

آئے تو لوگون نے اُن کو ملامت کی احرمتنا الغنیمۃ (تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کر دیا۔

(صفحہ ۴۲۴)

سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اِن غنیمت کے ساتھ لوگون کو اسقدر شغف تھا کہ لڑائیون کا بہت بڑا سبب یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح مین نہایت تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت مین تو غنیمت محبوب ترین چیز تھی تعجب یہ ہے کہ اسلام مین بھی ایک مدت تک اُسکو ثواب کی چیز سمجھتے تھے ابو داؤد مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

رجل یرید الجہاد فی سبیل	ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا
اللہ ولہ غرض من اعراض	ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپنے
الدنیا فقال النبی لا اجر لہ	فرمایا کہ اس کو کچھ ثواب نہین ملنے کا۔ یہ امر
فاعظم ذلک الناس وقالوا	لوگون کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگون نے اس شخص
للرجل عد الی رسول اللہ فلعلک	سے کہا کہ پھر جاکر پوچھو عالبا تم نے آنحضرت صلعم کا
لم تفہمہ	مطلب نہین سمجھا

! بالوگ دوبارہ ۔ یافت ۔ کے لئے بھیجتے تھے اور اُن کو یقین نہین آتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوگا۔ بالآخر جب آپ نے تیسری دفعہ بھی فرمایا کہ لا اجر لہ (یعنی اُسکو کچھ ثواب نہین ملے گا) تب لوگون کو یقین آیا۔ قرآن مجید مین غنیمت کی نسبت متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اُس کی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کیجاتی تھی جنگ احد مین جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی :۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ	تم سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے

Presented by Ziaraat.Com

جنگ بدر مین لوگون نے جب اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کردی یا بقول
بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگون کو گرفتا کیا تو یہ آیت اُتری

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید — تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا
الاٰخرۃ — آخرت کی۔

باوجود ان تمام تصریحات اور بار بار تاکیدات کے غزوہ حنین مین جو ۸ھ مین واقع ہوا تھا اسوجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہو گئے۔ صحیح بخاری غزوہ حنین کے ذکر مین ہے۔

فاقبل المسلمون علی الغنائم — مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافرون نے
واستقبلونا بالسہام — ہم کو تیرون پر رکھ لیا۔

اس بنا پر موقع بہ موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کو زیادہ تصریح سے بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کے لئے کوئی اظہار شجاعت کیلئے جہاد کرتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ مین سمجھا جائے گا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قاتل لتکون کلمۃ اللہ — جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا
ھی العلیا — بول بالا ہو۔

بالآخر آپنے فرمایا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن جب مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اُسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہین:۔

مامن غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ — جو غازی خدا کی راہ مین لڑتا ہے اور

فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلوا ثلثی — مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا یہین
اجرھم من الاخرۃ ویبقی لھم — دو ثلث لے لیتا ہے اور آخرت مین اسکا حصہ
الثلث وان لم یصیبوا غنیمۃ اتم — صرف ایک تہائی رہجاتا ہی البتہ اگر غنیمت مطلق
لھم اجرھم۔ — نہ لے تو اُس کو آخرت مین پورا اجر ملے گا۔

(ایضاً صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۶)

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہورہا ہے ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہورہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اُٹھایا کبھی نہین اُٹھایا پورے تین سو اوقیہ آئے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) آپ فرماتے ہین کہ میں اس سے زیادہ نفع بتاون تو بڑے شوق سے پوچھتے ہین کیا ارشاد فرمائیے تو ارشاد ہوتا ہے کہ نماز فرض کے بعد دو رکعت۔

(خلاصہ سیرۃ النبی صفحہ ۴۴۴ تا ۴۵۱)

بھائیو! ذرا اپنے علماء کے مرتبہ روایات کو علی العموم اور اُن روایات کو علی الخصوص جنمین شمس العلماء شبلی نعمانی نے مہاجرین وانصار کی طمع وحرص کی پوری تصویر کھینچی ہے بنظر تعمق وغور ملاحظہ فرمائیے اور خود ہی فیصلہ کرلو کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گھرون سے نکالا۔ اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر ؎

رنگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین — لعل وگہر کہ ریخت بدامانم این چنین

روایات اہلسنت درباره زہد جناب امیرؑ

اب ذرا جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ حیدر کرار غیر فرار کے زہد وعراض عن الدنیا پر بھی نگاہ کیجئے جسکے معترف خود تمہارے علما ہین چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید ودیگر علماء کی دو ایک روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

Presented by Ziaraat.Com

وذکر الشعبی قال دخلت الرحبۃ بالکوفۃ واذا انا بغلام فی غلمان فاذا انا بعلی علیہ السلام قائما علی صبرتین من ذھب وفضۃ ومعہ مخفقۃ وھو یطرد الناس بمخفقۃ ثم یرجع الی المال فیقسمہ بین الناس حتی لم یبق منہ شئ ثم انصرف ولم یحمل الی بیتہ قلیلا وکثیرا فرجعت الی ابی فقلت لہ لقد رأیت الیوم خیر الناس او احمق الناس قال من ھو یا بنی قلت علی بن ابی طالب امیر المؤمنین رأیتہ یصنع کذا فقصصت علیہ فبکی وقال یا بنی بل رأیت خیر الناس

شعبی کہتا ہے کہ بچپن مین شہر کوفہ کے محلہ رحبہ مین چند لڑکون کے ساتھ مین گیا تو دیکھتا ہون کہ حضرت علی علیہ السّلام سونے اور چاندی کے دو انبار کے پاس کھڑے ہین۔ آپکے ہاتھ مین ایک دُرّہ بھی ہی جس سے لوگون کو ہٹا رہے ہین۔ پھر اُن انبارون کے پاس آکر اُن کو آدمون مین تقسیم کر رہے ہین یہان تک کہ دونون انبار بانٹ دیے اور اُنمین سے کوئی چیز باقی نہ رکھی اسکے بعد واپس چلے آئے اس شان سے کہ اپنے گھر ایک حبّہ بھی نہ لائے یہ دیکھکر مین نے اپنے باپ سے آکے کہا کہ آج مین نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو سب سے بہتر ہے یا سب سے زیادہ بیوقوف اُنھون نے پوچھا وہ کون ہے مین نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب پھر مین نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اُن سے بیان کیا یہ سنکر وہ رونے لگے اور کہا یا بنی بل رأیت خیر الناس (بیٹا! وہ تو بہترین ناس ہین)

(ردّ التحفہ)

رأیت خیر الناس

دوسری روی محمد بن فضیل عن ھارون بن عنتر عن زاذان قال نطلقت مع قنبر غلام علی

زاذان راوی ہین کہ مین حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر کے ہمراہ ایک دفعہ ہو لیا

علیہ السلام فاذا ھو یقول قم یا امیر المومنین فقد خبئت لك خبیئا قال وما ھو ویحك قال قم معی فقام فانطلق به الی بیته بغرادة مملوة من جامات ذھبا وفضة فقال یا امیر المؤمنین رأیتك لا تترك شیئا الا قسمته فادخرت لك ھذا عن بیت المال فقال علی علیه السلام ویحك یا قنبر لقد اجبت ان تدخل بیتی نارا عظیمة ثم سل سیفه وضرب به ضربات کثیرة فانتشرت من بین اناء مقصوع نصفه واخر ثلثه ونحو ذلك ثم دعا بالناس فقال اقسموا بالحصص ثم قام الی بیت المال فقسم ما وجد فیه ثم راء فی البیت ابراة ومسالا فقال لتقسموا ھذا فقالوا لا حاجة لنا فیه وقد کان علی علیه السلام یاخذ

تو وہ حضرت علی سے آکر کہنے لگے کہ یا حضرت! تشریف لیجئے یہ سن کر حضرت اٹھے اور قنبر کے گھر آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بورہ مین بہت سے پیالے سونے وچاندی سے بھرے ہوے رکھے ہین۔ قنبر نے عرض کی مولا مین نے دیکھا کہ آپ کچھ بچاتے نہین اور سب کا سب تقسیم کئے دیتے ہین مین نے بیت المال سے آپ کے لئے اس مال کو بچا لیا ہے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا قنبر تم پرواے ہو۔ کیا تم کو میرے گھر مین اتنی بڑی آگ جمع کرنا اچھا معلوم ہوا یہ کہکر حضرت نے تلوار کھینچ لی اور اس بورہ پر کئی وار لگائے جس سے اُس کے ظروف ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر لوگون کو فرمایا اِس مال کے حصّون کو تقسیم کرو اسکے بعد بیت المال کے پاس تشریف لائے اور جو کچھ پایا اُسکو تقسیم کر دیا بلکہ اس مین ایک سوئی اور سوا دیکھا المال نقسم ما وجد فیه ثم راء فی البیت ابراة ومسالا فقال لتقسموا ھذا فقالوا لا حاجة لنا فیه وقد کان علی علیه السلام یاخذ تو فرمایا اس کو بھی تقسیم کر لو اُن لوگون نے کہا کہ ہمین اسکی ضرورت نہین ہے اور حضرت کا معمول تھا کہ جو شخص جو چیز بتاتا وہی چیز اُس سے بطور خراج یا ٹیکس لیتے (پس یہ سوئی اور سوا بھی)

Presented by Ziaraat.Com

من کل عامل ما یعمل فضحک وقال
لیوخذن شرہ مع خیرہ
(از روالتحفہ ۲۶۸)

اسطرح بیت المال مین آئے تھے) تو اُنکا جواب سنکر حضرت
ہنسے اور فرمایا اچھی چیزون کے ساتھ بُری
چیزین بھی لینی پڑینگی۔

اسی طرح روضۃ الاحباب مین ہے :-

مرویست کہ چون امیر المومنین کرم اللہ
وجہہ عمرو ابن عبدُود را بکشت التفات بجامہ
وسلاح وے نہ کرد خواہر عمرو بیامد بر بالین وے
بنشست دید کہ جامۂ وسلاح او بحال خود
ہست گفت ما قتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ
ہست اورا الا ہمسرے گرامی آنگاہ پرسید کہ
قاتل وے کیست گفتند علی بن ابی طالب بن
عبد المطلب پس این دو بیت گفت

جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدُود
کو قتل کیا تو اُسکے ہتھیار اور زرہ وجامہ وغیرہ
کو ویسا ہی چھوڑ دیا اور اسپر مطلق التفات نہین
کیا جب اُسکی بہن نعش پر آئی اور اُس نے زرہ جو
بیش بہا تھی اُسکے جسم پر دیکھی تو اُسنے کہا کہ اس کا
قاتل کوئی بڑا عالی خاندان شخص ہے پھر اُس نے
لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا کہ علی بن ابیطالب
ہین یہ سنکر اسنے دو شعر پڑھے۔

ولو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ
لکنت ابکی علیہ آخر الابد
اگر اسکا قاتل غیر علی ہوتا تو مین
اپنے بھائی کے مارے جانے پر مدت العمر گریہ وبکا کرتی
لکن قاتلہ من لا یعاب بہ
من کان یدعی فتی ما بیضۃ البلد
لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے
جو رئیس القوم پکارا جاتا ہی جسکو کوئی عیب نہین لگایا جا سکتا

اے بھائیو! اب اپنے اصحاب کرامؓ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ایمان و اعراض عن الدنیا کا تقابل کرکے انصاف سے کہو کہ آیۂ کریمہ :-

تقابل مابین اصحاب جناب امیر علیہ السلام

منکم من یرید الدنیا
(اے اصحاب رسول) تم مین سے اکثر طالب دنیا ہین

Presented by Ziaraat.Com

کے مصداق کون اصحاب ہین اور

منکم من یرید الاخرۃ — بعض تم مین سے طالب آخرت ہین

کس پر صادق آتا ہے۔ کن لوگون پر مال دنیا کی محبت مین آیۂ کریمہ

ان الانسان لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کس نے اپنے مالک کی ہدایت

فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ — زندگانی دنیا بمقابلہ آخرت کے بہت ہی

الا قلیل — قلیل ہے۔

پر دنیا کو طلاق بائن دے کر خوشنودی رب جلیل حاصل کی۔

اگر آپ بفرط محبت اصحاب مومن و منافق اور نیک و بد مین امتیاز نہین کرتے تو نہ کرین۔ خالق ارض و سما تو کر چکا اور اُن کو خوب پہچان چکا ہے قولہ تعالیٰ

ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا و — اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو

لیعلمن المنافقین (پ۔ ۲۰ عنکبوت ع ۱) — ایمان لائے اور اُن کو بھی جو منافق ہین۔

اصحاب کی حرص اور لوٹ مار کے حالات تو سُن چکے اب اُن مخالفتون کا بھی حال سُنیے جو اُنھون نے آنحضرت صلعم سے کی تھین۔

(زوجہ: تمنین اصحاب نے آنحضرت کی مخالفت کی)

اول — کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنی ازواج کو حکم دیا تھا کہ یہ تمھارا آخری حج ہے اِسکے بعد اب کوئی حج کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے مگر حضرت عمرؓ نے خلاف حکم آنحضرتؐ اُن کو حج کی اجازت دی اور نامحرمون کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے:۔

روی ان عمر اذن ازواج النبی فی — یعنی حضرت عمرؓ نے ازواج نبیؐ کے ہمراہ

اخرجه ابن عساكر عن عثمان بن عفان

حضرت عثمانؓ کہ بھیجا۔

دوم ۱ ان رسول الله قال يا ابا هريرة

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے

واعطاني نعليه فقال اذهب بنعلي

بلوایا اور اپنے دونوان نعلین دے کر فرمایا یہ میری نعلین

هاتين فمن لقيك من وراء هذا الحايط

بطور تصدیق کے لیجاؤ پھر جس کسی سے اس دیوار

يشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه

کے باہر ملاقات ہو اور وہ توحید کی شہادت صدق

ابشره بالجنة فكان اول من لقيت عمر

دل سے دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دو پس سب سے

فقال ما هاتان النعلان يا ابا هريرة قلت

پہلے مضربت عمر ملے کہنے لگے ابو ہریرہ یہ دونوں کیا ہین

نعلا رسول بعثني بهما من لقيت يشهد

مین نے کہا رسولؐ کی نعلین ہین مجھے اکو دیکر اسلیئے

ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه

بھیجا ہے کہ جسے توحید کا اقرار کرتے ہوئے دیکھون

ابشره بالجنة فضرب عمر ثديي

اُسے جنت کی بشارت دون یہ سنتے ہی عمر نے

فخررت لاليتي

میرے سینہ پر ایسی ضرب ماری کہ مین کرین کے بل

(صحیح مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف)

زمین پر گر پڑا۔

سوم اخرج الفريابي وابن عساكر عن ابراهيم التيمي

امام فریابی وابن عساکر راوی ہین کہ ایک شخص

عن ابيه قال قال رجل لحذيفة رايتني

نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر مین رسول اللہؐ کو پاتا

ان ادركت رسول الله صلعم لخدمته وافعلت فقال حذيفة رايتني

تو آپ کی خدمت کرتا حذیفہ نے کہا کہ مین شب احزاب

ليلة الاحزاب ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہؐ کے ساتھ تھا حضرت نماز شب نہایت

يصلي من الليل في ليلة باردة ما قبلها وما بعدها

سخت جاڑے مین پڑھ رہے تھے ہم لوگون کی طرف

بردا كان اشد منها فحانت مني التفاتة فقال الا رجل

ملتفت ہوکر فرمایا کوئی ایسا ہی جو جاکر مخالفین کے لشکر

يذهب الى هولاء فيأتينا بخبرهم جعله الله معي يوم القيمة

کی خبر لائے خدا اُسکو ہمارے ساتھ جنت مین داخل کریگا

Presented by Ziaraat.Com

قال فما قام منا انسان قال فسكتوا ثم عاد فسكتوا ثم قال يا ابا بكر فقال استغفر الله ورسوله ثم قال يا ابا بكر فقال استغفر الله ورسوله ثم قال ان شئت ذهبت فقال صلعم يا عمر فقال استغفر الله ورسوله ثم قال يا حذيفة فقلت لبيك فمت حتى اتيت ان جنبي يضربان من البرد فمسح وجهي ثم قال ذهبت انت هؤلاء القوم حتى تاتينا بخبرهم ولا تحدثن حتى ترجع ثم قال اللهم احفظه من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه ومن تحت حتى يرجع قال فلان كنت اسلحها كان احب الي من الدنيا وما فيها قال فانطلقت فاخذت امشي نحوهم كانما امشي في حمام فاتيتهم فوجدت رسول الله صلعم يحفيهم بيديه فقلت اطأبهم وانبئهم ذهبت خبوهم ولم تدع شيئا الا هلكته وابو سفيان قاعد يصطلي عند نار له قال فنظرت اليه فاخذت سهما فوضعته في كبد قوسي قال فكان حذيفة رامیا فذكرت قول رسول الله صلعم لا تحدثن حدثا حتى ترجع قال فرددت سهمي في كنانتي

کوئی نام نیا نہ کرنا جب مین روانہ ہوا تو معلوم ہوتا تھا کہ مین حمام مین جا رہا ہون کہان تو وہ سردی تھی اور اب بہ برکت دعا کے اسقدر گرمی ہے جب مین وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ ان پر ایسی آندھی آئی ہے کہ ان کے خیمون کی کل طنابین اور میخین کھٹ گئین اور ان کے مویشی اور کل چیزین برباد ہوگئین اور ابو سفیان آگ سے تاپ رہا ہے حذیفہ بڑے نشانہ باز تھے چاہا کہ تیر کمان مین جوڑ کر نشانہ پر ماریں مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کر کے چپ رہ گئے۔ جب وہان سے آکر آنحضرت سے کل واقعہ عرض کیا تو حضرت نے

قال فقال رجل من القوم الا فیکم عین للقوم
فاحذکل ید جلیسہ فاخذت بید جلیسی
فقلت من انت قال سبحان اللہ اما تعرفنی
انا فلان بن فلان فاذا رجل من ھوازن
فرجعت الی رسول اللہ صلعم فاخبرتہ
الخبر فلما اخبرتہ ضحک حتے بدت انیابہ فی
سواد اللیل وذھب عنی الدفاء قال فادنانی
رسول اللہ م فانامنی عند رجلیہ والقی علی
طرف ثوبہ فان کنت لالزق بطنی وصدری
ببطن قدمیہ فلما اصبحوا ھزم اللہ الاحزاب
وھو قولہ فارسلنا علیھم ریحا وجنودا
لم تروھا۔ (تفسیر درمنثور ص۱۸۵)

فرط مسرت سے ہنس پڑے کہ اُس تاریکی
شب مین آپ کے دندان مبارک نمایان ہوے
حضرت نے اپنے پاے مبارک کے پاس
مجھے بٹھا لیا اور اپنی چادر کا ایک گوشہ مجھپر
ڈال دیا مین سردی کے مارے اپنے سینہ اور
پیٹ کو حضرت کے قدم مبارک سے ملا دیتا
تھا جب صبح ہوئی تو وہ لشکر بھاگ گیا۔
اسی کی طرف آیہ کریمہ" فارسلنا علیھم
ریحا وجنودا لم تروھا (اور ہم نے
ان پر ہواے تند اور لشکر بھیجا جس کو وہ
دیکھ نہ سکے) مین اشارہ ہے

چہارم۔ جاء بلال بن الحارث المزنی الی
رسول اللہ فاستقطعہ ارضا طویلۃ
فلما ولی عمر قال لبلال انک
استقطعت رسول اللہ ارضا عریضۃ
طویلۃ قطعھا وان رسول اللہ لم یکن
یمنع شیئا یسئالہ فانک لاتطیق
ما فی یدیک فقال اجل فقال

یعنی بلال بن حارث مزنی نے آنحضرتؐ
سے ایک طویل وعریض زمین کی خواہش کی
اُسکو حضرت نے اسکی معافی مین دیدیا۔ جب عمر
خلیفہ ہوے تو بلال سے کہا تم نے آنحضرتؐ سے
ایک طویل وعریض زمین حاصل کی ہے اور حضرت
کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی کچھ مانگتا تھا تو آپ
انکار نہین فرماتے تھے۔ تیری یہ حالت کہ پوری نہین

Presented by Ziaraat.Com

فانظر ما قویت علیہ منہا فامسکہ — آباد نہین کرسکتا لہذا جس قدر آباد کرسکتا ہے
وما لم تطق علیہ فادفعہ الینا نقسمہ — اُتنی رکھے اور باقی ہم کو دیدے کہ ہم مسلمانون
بین المسلمین فقال لا افعل واللہ — مین تقسیم کردین اُس نے کہا واللہ مین اُس
شئ اقطعنیہ رسول اللہ فقال — مین سے کچھ نہ دون گا کیونکہ وہ مجھے آنحضرتؐ
عمر واللہ لتفعلن فاخذ ما عجز — سے معافی مین ملی ہے عمر نے کہا دینی پڑے گی
عن عمارتہ فقسمہ بین المسلمین۔ — آخر تھوڑی زمین چھوڑکر باقی سب لے لی اور

(کنز العمال) — مسلمانون مین تقسیم کردی۔

آنحضرتؐ کے حضرت عمر کا محاسبہ کرنا

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین :۔

کتب سیر اور احادیث مین تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع پیش آئے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف راے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری مین ہے کہ جب آنحضرت نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین۔

قیدیان بدر کے معاملے مین انکی راے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی۔

صلح حدیبیہ مین انھون نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اس طرح دبکر کیون صلح کی جائے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین۔

آنحضرتؐ نے حسان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی اجازت دی تھی حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیدیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اُنسے پرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین

یعنی اشعار حسان ۱۲ منہ

حج کے ارکان مین (رمل) ایک رکن ہے یعنی طواف کرتے وقت پہلے دو تین دورن مین آہستہ آہستہ دوڑتے ہین اسکی ابتدا یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو کافرون نے مشورہ کیا کہ مسلمان ایسے نحیف اور کمزور ہوگئے ہین کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کرسکتے آنحضرت صلعم نے سنکر رمل کا حکم دیدیا اس کے بعد یہ معمول ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تھا سو ان کو خدا نے ہلاک کردیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر وہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تھے راستہ مین ایک مسجد تھی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اسکی طرف دوڑے حضرت عمر نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اہل کتاب انھین باتون کی بدولت تباہ ہوے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادتگاہ بنالیا (صفحہ ۱۶۹)

آیات محکمات مین اپنے مقام پر جناب شمس العلماء کا وہ کلام نقل ہوچکا ہے جس مین جناب ممدوح نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال مین تفریق کی ہے یعنی ایک منصب رسالت سے اور دوسرا انسانی حیثیت سے جناب موصوف اسکی تصریح اسطرح کرتے ہین کہ

آنحضرت صلعم کے اقوال مین حیثیت کی تفریق

نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین اور اسلام کے زمانے مین بھی یہ سلسلہ بند نہین ہوا اکثرون کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول وفعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بے شبہہ خدا کی طرف سے

Presented by Ziaraat.Com

ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہین۔ تشریعی اور مذہبی نہین ہوتے

اس مسئلہ کو جس قدر حضرت عمر نے صاف اور واضح کر دیا کسی نے نہین کیا۔ اس مین بڑا نکتہ

یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے وہ اقوال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین اور وہ جو تشریعی حیثیت

سے ہین باہم مختلط نہ ہونے پائین (الفاروق جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۸)

اس بنا پر جناب ممدوح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتون کو منصب رسالت سے خارج کر کے حضرت عمرؓ کو مخالفت کے الزام سے یہ فرما کر بری کرتے ہین :-

"ان تمام مثالون سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت عمر رسول اللہؐ کی ان باتون کو منصب رسالت سے الگ سمجھتے تھے"

رسول اللہؐ کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی ہے

جناب شمس العلماء کے اس بیان پر دو امر قابل توجہ ناظرین ہین۔

اوّل یہ کہ صاحب وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے یا نہین۔

دوم نماز جنازہ عبداللہ بن ابی صلح حدیبیہ۔ فدیہ قیدیان بدر یہ امور منصب رسالت سے متعلق ہین یا انسانی حیثیت سے۔ یہ امر تو اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ اللہ جل شانہ نے جابجا قرآن مجید مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے دیکھو آیہ کریمہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اسیطرح متعدد آیات ہین۔ ان آیات پاک کا مطلب یہ ہی اے لوگو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

رسول اللہؐ کے کل افعال اقوال مین معصوم ہین

اس جگہ دو چار آیات کی تفسیرین جناب امام فخر الدین رازی کی مشہور و مستند تفسیر سے نقل کیجاتی ہین جن سے ظاہر ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کا

اِطلاق کس صورت مین ہوسکتا ہے۔

پہلی تفسیر آیۂ شریفہ:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ سورہ منافقون — خدا کا دربارۂ متابعت رسول حکم دینا۔

من اقوی الدلیل ان الرسول معصوم فی جمیع الاوامر والنواھی کل ما یبلغہ لانہ لو اخطاء فی شئ منھا لم یکن طاعتہ طاعۃ اللہ — اس امر پر قوی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کل اوامر ونواہی مین معصوم ہین کیونکہ جو کچھ خدا آپ پر تبلیغ فرماتا ہے اگر اُن مین آنحضرت کچھ خطا کرین تو طاعت رسول طاعت خدا نہین ہے۔

ایضا وجب ان یکون معصوما فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ — اور واجب ہے کہ رسول اپنے کل افعال واقوال واحوال مین معصوم ہو۔

پس ثابت ہوا کہ کل افعال واقوال مین رسول کی فرمانبرداری خدائے پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

دوم وقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یوجب الاقتداء بالرسول فی کل افعالہ وقولہ اطیعوا الرسول یوجب الاقتداء بہ فی جمیع اقوالہ لاشک انھما اصلان معتبران فی الشریعۃ — اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔ یعنی تمام اقوال وافعال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے۔ اور بلاشبہہ یہی اصل شریعت ہے۔

سوم ان کنتم تحبون اللہ وبالجملۃ فکل احد من فرق العقلاء ویدعی انہ یحب اللہ ویطلب رضاہ وطاعتہ — غرض جتنے عقلا تھے وہ اِس کے مدعی تھے کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہین اور اُس کی رضا کے طالب ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

فقال رسول الله صلی الله علیه والہ وسلم قل ان کنتم صادقین فی ادعاء محبة الله فکونوا منقادین لاوامره محترزین عن مخالفته وتقدیر الکلام ان من کان محبا لله تعالی لابدان یکون فی غایة الحذر مما یوجب سخطه واذا ثبت الدلایل القاطعة علی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وجبت متابعته فان لم تحصل هذه المتابعة دل ذلك علی ان تلك المحبة ماحصلت

[چہارم] ان اتبع الا ما یوحی الی (پ ۱۱ س یونس) معناه الا یوحی اتبع الی فهذا یدل علی انه لا یحکم الا بالوحی وهذا یدل علی انه لا یحکم قط بالاجتهاد

تو خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ان سے کہو اگر دعوے محبت خدا مین صادق ہو تو ہمارے اوامر و نواہی کا امتثال اور مخالفت سے پرہیز کرو۔ اِس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیئے کہ پورے طور پر اُن باتون سے پرہیز کرے جن سے اسکی مخالفت لازم آئے اور چونکہ دلائل قاطعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہوچکی۔ لہذا حضرت کی متابعت واجب ہوئی اگر متابعت نہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت ہی نہین ہے

مین تو اُسی کا پابند ہون جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ آنحضرت نے کوئی حکم بغیر وحی نہین دیا ہو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کوئی حکم آپ کا اجتہاد سے نہ تھا۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت نے کوئی عمل نہین کیا مگر وحی سے

اِس آیہ شریفہ کی توثیق آیہ کریمہ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے ہوتی ہے یعنی

خدا فرماتا ہے کہ رسول اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتے بلکہ جو وحی کی جاتی ہے۔

اِن تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال و احوال مطابق وحی تھے۔

رسول اللہ ہم طبقہ انبیاء و مرسلین مین افضل ہین

جناب شمس العلماء اِس تفریق مراتب کی بابت یہ تحریر کرتے ہین کہ خود رسول اللہ نے فرمایا ہی کہ

"مین بشر ہون اسلئے جب دین کی بابت کوئی حکم دون تو اسکو لو اور جب اپنی راے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون"

لہذا ہمارے حضرت عشق کے دلدادہ محبت مین جناب محمد مصطفے اشرف الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عامۃ الناس مین شامل کرکے حضرت کے اقوال و افعال کی قدر و منزلت عوام الناس کے اقوال و افعال کی برابر سمجھتے ہین حالانکہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ایک بشر کو بھی دوسرے بشر پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے "فضلنا بعضکم علی بعض"، اسی طرح طبقۂ انبیاء و مرسلین مین بھی حسب آیۂ کریمہ:-

تلك الرسل فضلنا بعضهم	ہمنے رسولون مین سے بعض کو بعض پر
على بعض منهم من كلم الله	فضیلت دی ہے اُن مین سے بعض سے خدا نے
ورفع بعضهم درجات	کلام کیا۔ اور اُن مین سے بعضون کے درجات
(پ ۳ - س بقر - ع ۱۶)	بلند کئے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقہ انبیاء و مرسلین مین بھی افضل و اشرف ہین سب انبیاء علیہم السلام عاشقان خدا تھے۔ لیکن خاتم الانبیا شاہ دوسرا معشوق خدا ہین ؎

نبی سب بجا ہین، بجا ہین، بجا ہین — ہمارے نبی اشرف الانبیا ہین،

آپکے اقوال کی عظمت و منزلت مین خداوند عالم فرماتا ہے:-

Presented by Ziaraat.Com

قل انما انا بشر مثلکم — اے رسول انسے کہدو اگرچہ مین بھی مثل تمھارے

یوحیٰ الیّ۔ — بشر ہون مگر مجھ پر وحی خدا نازل ہوتی ہی

پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضؓ کو بحیثیت بشر برابر جاننا آپ کے اقوال وافعال کو اُن کے اقوال وافعال کے مساوی سمجھنا۔ یا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راے اور تجویز پر اُن کی راے کو فوقیت دینا جیسا کہ شبلی صاحب فرماتے ہین :۔

"بعض امور مین وحی الٰہی نے حضرت عمرؓ کی راے کی تائید کی یا ان کی راے کے مطابق وحی نازل ہوئی"

کمال بے ادبی وگستاخی بلکہ در پردہ انکار نبوت وعصمت ہے ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

قال اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین اٰمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم (پ۲۶ س حجرات)

اے ایمان والو اللہ اور اُسکے رسول کے سامنے کسی بات مین آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مرحبا سیدِ مکی، مدنی العربی — دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را — برتراز آدم وعالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم — زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

سید الاصفیا۔ خاتم الانبیا۔ سید المرسلین۔ رحمۃ للعالمین۔ ایسے بشر ہین جن کو اسلامی دنیا نے خیر البشر مانا۔ جن کا وجود مسعود باعث ایجاد عالم قرار دیا گیا جسپر حدیث قدسی "لولاک

لما خلقت الافلاک شاہد ہے اللھم صل علی محمد وآل محمد ؐ

خرد گشت در ذات یک کس تمام — کہ باشد محمد علیہ السلام

محمدؐ کہ ایزد ثنا خوان اوست — محمد کہ لولاک در شان اوست

محمدؐ کہ مقصود اگر آن نہ بود — ملائک نہ کردے بر آدم سجود

محمد حبیب خدائے جہان — محمد سرِ جملہ پیغمبران

محمد مسلم در ارض و سما — منزہ چو ایزد زچون و چرا

حبیب خدا سید المرسلین — کہ شد بہر ایجاد دنیا و دین

بسی سال از عرش بر طوراوست — مہ و مہر یک ذرہ از نور اوست

اگر او نہ بودے جہانے نہ بود — زمین و سپہر و زمانے نہ بود

ز آدم نگر تا مسیح و کلیم — کہ ہر یک ز پیغمبران عظیم

چو حاجت بدرگاہ حق بردہ اند — بحق محمدؐ طلب کردہ اند

توسّل نہ جستند تا با نبیؐ — نہ شد مشکلِ انبیا منجلی

جہان جملہ محتاج اشفاق اوست — رضامندی خلق ز اخلاق اوست

ہم اِسکو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ حبیب خدا بشر ہین لیکن معمولی بشر نہین۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ ہم اُن کو افضل البشر کہتے ہین۔ اِس لئے کہ حق سبحانہ تبارک وتعالی اپنے بندون کو اُن کے جملہ افعال واقوال وغیرہ کی تقلید کرنے کی بابت حکم فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول — اے لوگو! بیشک تمھارے لئے پیروی کرنے کو اچھا نمونہ خود

اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا — رسول اللہ موجود ہین یعنی اس شخص کیلئے جو اللہ اور قیامت

اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا — کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ آیۂ وافی ہدایہ بطلان تفریق اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے پس اس نور کبریا اور حجت خدا کو عام اشخاص سے نسبت دینا مساوات قرار دینا نقص ایمان کی بیّن دلیل ہے ؎

نسبتت با سائر خلقت خطا باشد خطا گوہر پاکیزہ جوہر را چہ نسبت با رخام

قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد مایاتیھم بندون کے حال پر کیا افسوس ہے کہ کوئی بھی

من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۵ رسول ان کے پاس ایسا نہین آتا جس کی ہنسی

۱۵ پ ۔ س یٰسین ع ۲ نہ اڑاتے ہون ۔

غرض جو آیات الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اُن کا مفہوم یہی ہے کہ محبت و اطاعت خدائے پاک کی یہی ہے کہ کل افعال و اقوال و احوال مین آنحضرت صلعم کی پیروی اور اطاعت کیجائے اور ان باتون سے جن سے آپ کی مخالفت ہو اجتناب کیا جائے مگر حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے آخری وقت تک مخالفت ہی کرتے رہے اور اس تفریق کلام کی بنیاد بھی اِنھین حضرت نے ڈالی ہے ۔ اِس صورت مین جو تفریق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پاک مین کی گئی ہے وہ بروے آیات الٰہی اور تفاسیر مفسرین اہلسنت باطل و نامعتبر ثابت ہوئی ۔ اور ظاہر ہوا کہ جناب خلافت مآب جو اس فرق مراتب کے موجد ہین رسالت و نبوت کی انکے نزدیک کچھ شان و منزلت ہی نہین تھی اور نہ عدم اطاعت و مخالفت رسول اللہؐ کی وجہ سے مومنین کے مرتبے و درجے کو پہونچے نیز جناب شمس العلماء بھی جنھون نے اِس تفریق کلام پر جناب خلیفہ صاحب موصوف کے ہمرنگ ہو کر الفاروق کو اِس جملہ سے ۔

"نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین ؛

زینت دے کر اپنے اہل مذہب کو یہ ہدایت کی ہے کہ رسول اللہ بھی مثل تمھارے ایک بشر ہین لہذا حضرت کے کل افعال واقوال کو مذہبی وتشریعی نہ سمجھو۔

حضرت عمرؓ کا آنحضرتؐ کو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

آب ہم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ سے بحث کرتے ہین۔ اگرچہ جب یہ سلسلہ تفریق اقوال باطل ثابت ہوا تو پھر ان امور کو منصب رسالت سے ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر بہ لحاظ رفع حجت ان کو بھی ثابت کرتے ہین کتب صحاح وغیرہ مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوے تو حضرت عمرؓ نے آپکا دامن مبارک پکڑ کر کھینچا اور کہا آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین حالانکہ خدا نے منع کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برہم ہوکر فرمایا "ہٹو اے عمر! خداوند متعال نے مجھے مختار کیا ہے کہ مین منافقون کے لئے استغفار کردن یا نہ کرون۔ آخر آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھی اور سب خویش فرزند عبداللہ بن ابی کو اپنا قمیص بھی کفن کے لئے عطا فرمایا۔ نماز جنازہ اور قمیص مبارک کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنی حرکت پر نادم وخجل ہوے بلکہ کنز العمال مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ

"مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین ہوئی جو اس وقت ہوئی"

چونکہ جناب شبلی صاحب نے ان تمام باتون پر پردہ ڈالا ہے۔ لہذا ہم ان کے ثبوت مین خاص بخاری شریف کی روایتین ترجمہ بخاری شریف سے جس کے مترجم مولوی وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر ہین نقل کرتے ہین :-

حدثنا عبید بن اسمعیل عن ابی اسامۃ	عبید بن اسمعیل نے بسلسلۂ عبداللہ
عن عبداللہ عن نافع عن عمر قال	بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ

Presented by Ziaraat.Com

لما توفی عبد الله جاء ابنه
عبد الله الی رسول الله صلعم
فسالہ یعطیہ قمیصہ یکفن فیہ
ایاہ فاعطاہ ثم سالہ یصلی
علیہ فقام رسول الله یصلی
فقام عمر فاخذ بثوب رسول
الله صلعم فقال یا رسول الله
تصلی علیہ وقد نهاك ربك
ان تصلی علیہ فقال رسول الله
انما خیرنی الله فقال استغفر
لهم سبعین مرة سازید من
السبعین قال انہ منافق قال
فصلی علیہ رسول الله صلعم
فانزل ولا تصل علی احد منهم
مات ابدا ولا تقم علی قبرہ

ابن ابی بن مسلول منافق مرگیا اس کے فرزند
عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو سچا مسلمان تھا
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض
کی کہ اپنا کرتا عنایت فرمائیے کہ مین اپنے باپ
کو اس سے کفن دون آپ نے کرتا دیدیا پھر
اُس نے درخواست کی کہ نماز جنازہ بھی پڑھئے
آپ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے حضرت عمرؓ نے
کھڑے ہوکر آپ کا دامن کھینچا اور عرض کرنے
لگے یارسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے ایسے منافق لوگون پر نماز پڑھنے
سے آپ کو منع فرمایا ہے آپنے فرمایا اللہ تعالے
نے مجھ کو منع نہیں کیا بلکہ مجکو اختیار دیا ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کرے
یا نہ کرے اگر تو ستر بار انکے لئے دعا کریگا جب بھی اللہ
اُنکو بخشنے والا نہین مین ستر بار سے زیادہ دعا کرونگا
حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ وہ تو منافق تھا خیر
آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کا کہنا نہ سنا اُسپر نماز پڑھی
اسوقت یہ آیت اتری کہ ان منافقین سے کوئی
مرجاے تو اسپر نماز نہ پڑھو اسکی قبر پر کھڑے بھی نہو۔

بخاری
کتاب التفسیر پارہ ۱۹
صفحہ ۹

Presented by Ziaraat.Com

اِس حال کی مسلسل تین حدیثین ہین :-

حضرت عمر کہتے ہین اس کے بعد مجکو خود تعجب ہوا کہ تونے اللہ کے رسول پر ایسی جرأت ودلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔

قال عمر یعجب بعدی جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ترجمہ بخاری شریف پارہ ۱۹ صفحہ ۱۱۹)

مولوی صاحب موصوف ان روایتون کی نسبت صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین :-

روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرا کرتا کچھ اسکی کام آنے والا نہین مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہوجائینگے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن اُبئی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھکر بہت سے مسلمان ہوگئے ایک روایت مین یہ ہے کہ عبداللہ بن ابئی ابھی زندہ تھا اس نے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا اور آپنے کرتا مانگا اور دعا کی درخواست کی

کنز العمال کی جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اسکی نقل یہ ہے :-

عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال	شعبی سے منقول ہے کہ عمر بن الخطابؓ
لقد اصبت فی اسلام هفوة ما اصبت	نے کہا کہ مجھے اِسلام مین کبھی لغزش نہین ہوئی
مثلها قط اذا اراد رسول اللہ صلعم ان	تھی جیسی کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہؐ نے
یصلی علی عبداللہ بن ابی فاخذت بثوبه	ارادہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی کعب کے جنازے
فقلت یا اللہ ما امرك اللہ بهذا لقد استغفر	کی نماز پڑھین مین نے آپکا کپڑا کھینچ لیا اور
لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة	عرض کی خدا نے آپ کو اسکا حکم نہین دیا ہے۔
فلن یغفر اللہ لهم فقال رسول اللہ قد خیرنی	رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے

Presented by Ziaraat.Com

ربی فقال استغفرلھم او لا تستغفرلھم الخ مجھے اختیار دیا ہے کہ مین ان کے لئے دُعا

(کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد اول ص۲۳۰) کرون یا نہ کرون۔

اس رُوایت کو خود جناب شبلی صاحب نے بھی سیرۃ النبی مین اس طرح لکھا ہے :-

"سنہ ۵ھ مین قریش نے مکہ سے لیکر مدینہ تک آگ لگا دی اور مدینہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردین آنحضرت صلعم مدینہ سے چار سو صحابی کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تشریف لیگئے آپ کی آمد سنکر وہ پہاڑون مین بھاگ گئے۔ اِس جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ سے منافقین بھی داخل ہوگئے تھے اور فتنہ گرنی کی کوشش کر رہے تھے ایک دن چشمہ سے پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری مین جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے مگر لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ عبداللہ ابن ابی نے جو رئیس المنافقین تھا انصار سے کہا تم نے یہ بلا خود مول لی مہاجرین کو تم نے بلا کر اتنا کر دیا کہ اب وہ خود تم سے برابری کا مقابلہ کرتے ہین اب بھی موقع ہاتھ سے نہین گیا تم ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہان سے نکل جائینگے یہ واقعہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے آکر کہا حضرت عمر بھی موجود تھے غصہ سے بیتاب ہوگئے عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اُڑا دے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے ساتھ والون کو قتل کرتے ہین یہ عجیب بات ہے کہ عبداللہ ابن ابی جیسا منافق اور دشمن اِسلام تھا اِسکے صاحبزادے کہ اُن کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اسیقدر اسلام کے جان نثار تھے۔ آنحضرت صلعم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ کہ آپ عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ یہ سنکر وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے

لہ یہ ایجاد شمس العلماء کی ہے حدیث مین تو لفظ اصحاب ہے "

اور عرض کی کہ دنیا جانتی ہے کہ مین باپ کا کسقدر خدمت گذار ہون لیکن یہ مرضی ہے تو مجھے
حکم ہو مین ابھی اسکا سر کاٹ لاتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو حکم دین اور مین غیرت
اور محبت کے جوش مین آکر قاتل کو قتل کرون آپنے ارشاد فرمایا کہ قتل سے بجا۔ مین اسپر
مہربانی کرونگا۔ یہ ارشاد اسطرح پورا ہوا کہ جب وہ مرا تو کفن کے لئے آپ نے خود پیراہن مبارک
عنایت فرمایا جنازہ کی نماز پڑھی حضرت عمر نے دامن تھام لیا کہ آپ منافق کے جنازہ کی
نماز پڑھتے ہین لیکن دریاے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا۔

حضرت نماز جنازہ عبداللہ ابن ابی اور فدیہ قیدیان بدر کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے

آن روایتون سے ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ اس معاملے کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے چنانچہ
ان کا عبداللہ بن ابی کے نفاق پر غصہ سے بیتاب ہونا۔ آنحضرت صلعم سے اسکی گردن اڑانے کی
اجازت چاہنا۔ آنحضرت صلعم کا حالت نماز مین دامن پکڑ کر کھینچنا۔ اسکا اعتراف کرنا کہ تو نے اللہ
کے رسول پر اتنی جرأت و دلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور
اسکا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔ اسکا بھی اقبال کرنا کہ مجھے اسلام مین لغزش بھی نہین
ہوئی جیسی کہ اسوقت ہوئی جب کہ رسول اللہ عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوے یہ باتین
اُن کے علم پر شاہد ہین اور یہ عین مخالفت ہے اور مخالفت رسول کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کیف یھدی اللہ قوما کفروا	خدا ایسے لوگون کو کیونکر ہدایت کرے
بعد ایمانھم وشھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دیچکے تھے کہ رسول سچے ہین اور انکے
واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۵	پاس کھلی نشانیان آچکی ہین اور اللہ ظالم
(پ ۴ - س - آل عمران ع ۹)	لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔
دوسری ان الذین یحادون اللہ ورسولہ	بیشک جو اللہ اور رسول سے مخالفت کرتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

کبتوا کما کبت الذین من قبلھم	وہ اسیطرح ذلیل کیئے جائینگے جو ان سے پہلے تھے
وقد انزلنا ایات بینات ط وللکافرین	اور ہم نے کھلی نشانیان اتاری ہین اور نہ ماننے
عذاب مھین ۔ (پ ۲۸ س مجادلہ)	والون کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

جناب شمس العلماء نے صلح حدیبیہ کو بھی مصلحت رسالت سے جدا بتایا ہے حالانکہ یہ صلح بموجب حکم خداوند متعال کے ہوئی تھی اس صلح سے اصحاب مومنین تو خوش ہوے مگر اصحاب منافقین ناراض ہوے اور خدا و رسول سے بدظن ہو گئے حضرت عمر فاروق رض اتنے بگڑے کہ خود اُن کا قول ہے کہ مجھے کبھی رسول کی رسالت مین ایسا شبہہ نہین ہوا جیسا کہ آج ہوا "صلح حدیبیہ کا ذکر خود قرآن مجید مین ہے اور سورہ انا فتحنا اس بارہ مین نازل فرمایا ہے جس مین مومنین پر اظہار خوشنودی اور جنت کی بشارت۔ اور اصحاب منافقین پر عتاب فرمایا ہے بلکہ اور کچھ بھی دیکھو آیہ

المنفقین والمنافقات والمشرکین	اور منافق مرد اور منافق عورتون اور
والمشرکٰت الظانین باللہ ظن السوء	مشرک مرد اور مشرک عورتون پر جو خدا کے حق
علیھم دائرۃ السوء ط وغضب اللہ	مین برے برے خیال رکھتے ہین۔ ان پر
علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم	گردش ہے اور خدا
وساءت مصیرا ۵	ان پر غضناک ہے۔

(پ ۲۶ س فتح ع ۱)

یہ واقعہ اسلام مین مہتم بالشان ہے اس سے بہت سے شان نزول متعلق ہیں اس صلح مین اصحاب نے بہت کچھ خدا اور رسول پر بدگمانیان کی ہین جس سے صحابہ کے ایمان و منافقین کے نفاق پر بین دلیل ہے چونکہ آیات بینات مین آیہ کریمہ۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

سے اصحاب ثلثہؓ کی فضیلت کا استدلال کیا ہے اور بہت کچھ خدائے پاک کی طرف سے انکی مدح و ثنا کی ہے جو قرآن اور واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا اس جگہ ہم نے اسکا ذکر صرف اشارۃً کر دیا ہے اور مفصل حال جلد دوم مین لکھا ہے جو انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا۔

جناب شمس العلماء ان مخالفتون کا ذکر کرنے کے بعد یہ توجیہ کرتے ہین۔

رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کی مخالفت پر ناپسندیدگی ظاہر نہین فرمائی۔

"حضرت عمر کو اس امر مرتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب انھون نے دخل دیا تو آنحضرت صلعم نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی"۔

تردید قول متذکرۂ بالا

سبحان اللہ! این گل دیگر شگفت حالانکہ انھین کے مذہب کی کتابون سے منکشف ہوتا ہے کہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مخالفتون پر برہم ہوا کرتے تھے چنانچہ تقسیم غنیمت کے بارہ مین یہ روایتین نقل ہو چکی ہین جنمین یہ جملہ ہے کہ آنحضرتؐ نے برہم ہو کر فرمایا:۔

"اے عمر اس بارہ مین ہم سے فحش اور بدگوئی نہ کرو"۔

جب حضرت عمر توریت سُنانے لگے تو آنحضرتؐ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا۔ نماز جنازہ عبداللہ بن اُبی کے معاملہ مین فرمایا

"ہٹو اے عمر!"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:۔

بعد .. خطاب از جائے برجست و گفت نماز می گذاری بروے حالانکہ وے منافق بود حضرت گفت دست از من بدار" صفحہ

لشکر اسامہ سے تخلف کیا تو حسب مندرجہ ملل و نحل شہرستانی مجمع اصحاب مین بالاے ممبر

"لعن اللہ[1] من تخلف عنہا"

[1] یہ جملہ شرح مواقف اور مجلد سادس ابن ابی الحدید مین بھی ہے۔

فرمایا۔ قلم دوات کی مخالفت پر آزردہ و برہم ہوکر حسب بیان امام بخاری صاحب بسند مبارک سے اٹھوادیا

دیکھو بخاری شریف مین یہ ارشاد

"قوموا لاینبغی عندی التنازع"

قصہ مختصر اصحاب ثلثہ رض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیات وممات مین اختلاف و انحراف ہی کرتے رہے اور جب خود زیب دہ مسند خلافت ہوے تو اپنی سلطنت وحکومت کے استحکام کی غرض سے بفحوائے آیۂ کریمہ:-

ویفسدون فی الارض اولئک — وہ دنیا مین فتنہ وفساد پھیلاتے ہین اور

ھم الخسرون (پ ۱ ع ۲۵) — وہی نقصان اٹھانے والون مین سے ہین۔

مفسدین کو تقویت دی اور ظالمون کی رعایت کی مظلومون پر انواع واقسام کے ظلم کیے جن مسلمانون نے ان کی خلافت تسلیم نہین کی اور زکوٰۃ ندی ان کو مرتد ٹھہراکر قتل کرادیا مسلمانون کی میراث خمس اور فئی متروکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین احکام خدا ورسول سے انحراف کرکے اپنی راے اور مصلحت ملکی پر عمل کیا۔ بیت المال کی تقسیم مین خلاف عمل اپنے پیغمبر کے اقربا کو زیادہ اور ضعفا کو تھوڑا حصہ دیا۔ سنت رسول اللہ کو بالاے طاق رکھ کر امور شریعت مین اپنی راے اور مرضی سے احکام دیے جیساکہ ماہ رمضان مین تراویح اور اذان فجر مین کلمہ "حی علی خیر العمل" کے بجاے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ متعۃ النساء ومتعۃ الحج کا حرام ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عمر نے مخالفت رسول پر صرف اپنی حیات ہی تک قناعت نہین کی بلکہ اپنے بعد بھی تاحشر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ یعنی مجلس شوریٰ جو آپ نے اپنی وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی اور اپنے رفیق خاص عبدالرحمن بن عوف کو اس مجلس کا میر مجلس کیا تھا چنانچہ جب ان کے دفن وکفن کے بعد وہ مجلس منعقد ہوئی جس مین ایک رکن جناب امیر علیہ السلام بھی تھے تو خلیفہ کے انتخاب مین منجملہ دیگر شرائط کے سیرت شیخین

کی بھی شرط لگائی گئی۔ چنانچہ میر مجلس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ

"میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ آپ کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت شیخین پر چلنے کا اقرار کرین۔

آپنے سیرت شیخین کی شرط قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اس لئے حضرت عبدالرحمن نے آپکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر حضرت عثمان سے کہا گیا تو انھون نے بطیب خاطر یہ شرطین منظور فرمالین۔ اور تاج خلافت حضرت ذی النورین کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔

آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب خدا و سنت رسول کو پس پشت ڈالدیا اور سیرت شیخین کی مطابق خلافت سرانجام پاتی رہی۔

حضرت عثمان کا عہد ۱۲ سال بالعکس ۱۲ سال سابرس ت د

حضرت عثمان ذوالنورین تو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلنے مین اپنے بڑے بھائیون سے بھی دس قدم آگے ہی رہے آپ کی بدعتون اور مخالفت رسول کی وجہ سے جو حشر ہوا اس سے کتب خانہ اہلسنت بھرے ہوے ہین۔ اس جگہ چند سطرین رسالہ محرم نامہ سے جسکے مؤلف کٹر سنی یعنی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب ہین نقل کیجاتی ہین وہ یہ ہین :—

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا حج کو جاتے تو منا کے مقام مین قصر کر دیتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے اور منا مین اقامت اختیار کی تو چار رکعت نماز پڑھی اسپر اصحاب برہم ہوکر بولے یہ کیا بدعت ہے رسول اللہ نے تو یہان چار رکعین نہین پڑھین۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اسقدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا کیا تو بھول گیا کیا یہ عہد نہین کیا تھا۔ کہ کتاب خدا و سنت رسول صلعم پر عمل کرون گا اب تو سنت پیمبر سے انحراف کرتا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے مین مقیم ہون مجھے قصر نماز جائز نہین ہے صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہ ہوا اور چند روز مین سارے ملکون مین

Presented by Ziaraat.Com

دھوم مچ گئی کہ امیر المومنین سنت رسول اللہ کے خلاف کام کرتے ہین ؛

اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے خارج البلد کیا تھا۔ باحترام واکرام پھر مدینہ مین بلالیا اور ایک لاکھ درہم بیت المال سے عطا کیئے۔ مروان بن حکم جو آپکا چچازاد بھائی تھا جسپر آنحضرت صلعم نے لعنت کی تھی اور مدینہ سے نکلوا دیا تھا اسکو اپنا وزیر ومشیر بنایا اور افریقہ کا پورا خمس بخشدیا اپنے بھانجے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک بڑے صوبہ مصر کا گورنر بنا دیا حالانکہ یہ وہ مرتد تھا جس کے قتل کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہ جو جلیل القدر اصحاب رسول اللہ سے تھے جنکے فضائل مین خود بخاری وغیرہ مین متعدد حدیثین ہین اُن کو اس بنا پر کہ یہ لوگ آپکے نائبون کے احکام مین بوجہ مخالفت سنت رسول معترض ہوا کرتے تھے اور سنت نبوی پر چلنے کی نصیحتین کرتے تھے خارج البلد کیا اور اپنے غلامون سے پٹوایا۔

اب فرمائیے کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے معنی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہین کہ میدان جنگ مین جاؤ اور خدا کی راہ مین تکلیفین برداشت کرکے کفار ومشرکین سے لڑو یہ مجاہد وغازی بجائے قاتلوا وقتلوا کے میدان جنگ سے ایسے فرار ہوتے ہین کہ مدینہ سے ادھر دم نہین لیتے اور بعض تو تین تین دن تک غائب رہتے ہین جناب رسول خدا صلعم حکم صادر فرماتے ہین کہ اسامہ کے ساتھ جہاد کو جاؤ اطاعت گذار مشورہ کرتے ہین کہ ہم غلام کے ماتحت نجائین گے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کو مکہ جانے کا حکم دیتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ کفار مشرکین میرے دشمن ہین مجھے قتل کرڈالینگے محبوب خدا اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہین کہ ہے کوئی خدا کا دوست کہ عمرو بن عبدود سے مقابلہ کو میدان جنگ مین جاے اشداء علی الکفار حضرت عمر رضہ کہتے ہین کہ وہ ایسا شجاع اور بہادر ہے جس نے ایک شتر کے بچے کو

احکام رسول میں اصحاب کی مداخلت

بجاے سپر ہاتھ مین لیکر ہزارڈاکون کو بھگا دیا فوج اسلام سے کوئی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین مین اصحاب مفرورین کو باین الفاظ مبارک پکارتے ہین

انا رسول اللہ انا ابن اللہ فارجعوا

لیکن وہ جان نثار پلٹ کر بھی نہین دیکھتے جناب رسالت مآب قرآن مجید اور اپنی عترت کو امت کا ہادی اور امام بنا کر ان کی اطاعت اور پیروی کا حکم دے کر ارشاد فرماتے ہین کہ اگر ان دونون کو پکڑے رہوگے تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ یہ فرمان بردار اہلبیت کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابتدا بعثت کے وقت اپنی رسالت۔ نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بھائی علیؑ کی امامت کا بھی باین الفاظ مبارک

ھذا اخی ووصیی ووارثی	یہ میرا بھائی میرا وارث میرا وزیر اور
وخلیفتی فیکم فاسمعوا	میرا خلیفہ تم لوگون مین ہے اسکا حکم سنو اس کی
واطیعوا۔	اطاعت کرو۔

اظہار کرتے ہین یہ انکی اخوت اور اطاعت سے منھ موڑتے ہین۔ رسول الثقلین حسب ارشاد رب العزت حضرت علےؑ کو بالاے منبر اپنے ہاتھون پر اٹھا کر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — جس کا سردار ہون علی بھی اسکا سردار ہے

فرما کر اپنا جانشین کرتے ہین۔ یہ جان نثار و اطاعت گذار اسپر ایسے برہم ہوتے ہین کہ خود محبوب خدا کو ہلاک[1] کرنے کا سامان کرتے ہین

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت رحلت ارشاد فرماتے ہین کہ مجھے دوات و کاغذ دو

---

[1] یہ واقعہ لیلۃ العقبہ کا ہے جو دوسری جلد مین درج ہوا ہے ۱۲

تاکہ مین تم کو ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ حکم کی تعمیل نہین کرتے۔ بلکہ
اِس حکم کو ہذیان بتاتے ہین اور کہتے ہین :۔

"کچھ ضرورت نہین ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے"

ہم المختصر ان خلفا کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنے اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینے کے حالات اور واقعات
ہم نے جلد سوم مین مفصل لکھے ہین۔ اُسکے ملاحظہ سے ان کی حرص و ہوا بخوبی منکشف ہوگی کہ اپنے
پیغمبر کے جنازہ کو بے غسل و کفن و بے تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ مین پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار
کرکے مسند خلافت پر متمکن ہوگئے اور اپنے پیغمبر کی وصایا کو عموماً اور انی تارک فیکم الثقلین کو خصوصاً
فراموش کر گئے۔

یوم غدیر جس ولی خدا کو خلافت کی مبارکباد دیچکے تھے اُس سے اپنے عہد کو توڑ کر منحرف ہوگئے
بلکہ اس ولی خدا اور وصی رسول اللہؐ کو اپنی بیعت کیلئے طلب کیا جب نفس رسول نے آنے سے
انکار کیا تو بیت الشرف بنت رسول اللہؐ کو آگ لگانے کیلئے تیار ہوگئے۔ اس نفس رسول کو بجبر و
تشدد دربار خلافت مین لے گئے اور کہنے لگے اگر ہماری بیعت نہ کروگے تو تمہاری گردن کاٹین گے
جب وہ جناب ان کی بیعت سے انکار کرکے دولتسرا پر واپس تشریف لے گئے تو آل رسول کی تباہی کے
مشورے کرنے لگے۔ آخرکار بنت رسول اللہ سے فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ضبط
کرلیا اور بنی ہاشم پر خمس بند کردیا۔ بعد ضبطی فدک جب بنت رسول اللہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے
خلیفہ اول صاحب سے ناجائز حکم کی شکایت کی تو خلیفہ صاحب نے ہبہ فدک کے متعلق شہادت طلب کی۔
جناب امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام اور ام ایمن نے اُن معصوم کے قابض و متصرف ہونے کی شہادت
دی اُس شہادت کو یہ رد کرکہ

ام ایمن زن عجمیہ ہے اور حسنین نابالغ سن ہین۔ رہے علی وہ خود فریق مقدمہ ہین ان کی

شہادت قابل قبول نہین"

دعوے خارج کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ وراثتاً بھی مجھے فدک ملنا چاہیئے اِس لئے کہ وہ میرے باپ کی ملک ہے اسپر باوجود دعواے حسبنا کتاب اللہ آیۂ شریفہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ) کو پس پشت ڈالکر فرمایا کہ

"آنحضرت سے ہم نے یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ سنی ہے ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو مال ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے"۔

نیز خمس کا حصہ بھی اقرباے رسول سے ساقط کرلیا جس کی نسبت قرآن شریف مین صاف حکم ہے کہ جو کچھ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتھ آئے اُسمین پانچوان حصہ خدا اور پیغمبر اور رشتہ دارون اور یتیمون اور غریبون اور مسافرون کے لئے ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ اسی طرح ذوی القربیٰ کو حصہ تقسیم فرمایا کرتے تھے آخر کار جناب سیدہ علیہا السلام بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھیتر دن زندہ رہ کر ان صدمات سے رحلت فرماگئین اور تا وقت وفات ان حضرات سے ناراض رہین۔

ام المومنین حضرت عائشہ نے بہ حیلہ خونبہاے حضرت عثمان رض اپنی شفقت مادرانہ کا اظہار علی رؤس الاشہاد اس طرح کیا کہ نفس رسول پر جس کی شان مین رسول اللہ نے "لحمک لحمی ودمک دمی" ارشاد فرمایا تھا ایک لشکر بغاوت اثر وضلالت نشان کی سپہ سالار بنکر چڑھائی کی اور بہ نفس نفیس خاص معرکۂ جنگ کے وقت ایک شاندار شتر پر سوار اور قلب لشکر مین رونق افروز ہوکر اہل لشکر کو جوش دلا رہی تھین۔ حالانکہ حضرت عثمان رض کی ہلاکت کا باعث آپ ہی تھین اور ان پر اسقدر غیظ وغضب کیا کرتی تھین کہ ایک یہودی سے تشبیہ دیکر طعن فرمایا کرتی تھین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ مین ہے:۔

Presented by Ziaraat.Com

"عائشہ تا در مدینہ بود در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل نعثلا

اسی طرح نواسۂ رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کی نعش مبارک اُن کے نانا کے حجرہ
مین دفن ہونے دی بلکہ ایک جمعیت ہمراہ لیکر اور خچر پر سوار ہوکر جنازہ پر تیرون کا منہ برسوایا۔ اصحاب
ثلثہ نے اپنے استحکام خلافت کے لئے خاندان بنی اُمیہ کو ہر طرح کی تقویت اور عروج دیا حالانکہ اللہ
جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین شجرۂ ملعونہ جو فرمایا ہے اُس سے مُراد بنی امیہ ہین اور اپنے حبیب
کو رویاے صادقہ مین دکھا دیا کہ بنی امیہ منبر رسالت پر مثل بندرون کے کود رہے ہین اِس خواب سے
آنحضرتؐ پر اسقدر غم وملال طاری ہوا کہ پھر اسکے بعد آپنے تبسم نہین فرمایا۔ ہر چند کہ آیۂ شریفہ
اصحاب کے سامنے نازل ہوچکی تھی۔ اس خواب سے آپنے اُنھین آگاہ بھی کر دیا تھا۔ با این ہمہ اپنے
عہد خلافت مین محض خاندان رسالت کے مٹانے اور برباد کرنے کی غرض سے نہ صرف اس قوم کو
رسوخ وعروج دیا بلکہ خلیفہ دوم صاحب اپنے جیتے جی خلافت بھی بنی امیہ مین منتقل کر گئے آخر
ان کا مقصد حاصل ہوا کہ جناب امیر المومنینؑ کے مسند نشین خلافت ہوتے ہی امیر معاویہ نے علانیہ
جنگ وجدل کی اور اپنے عہد خلافت مین ان جناب پر سب وشتم کے بارے مین احکام صادر کیے
جس پر اسی سال تک علانیہ خاص مسجد الحرام و دیگر کل مساجد مین بالاے منبر جناب امیر وجناب
حسنین علیہم السلام پر تبرا ہوتا رہا۔ یہ تبرا خطبہ مین پڑھا جاتا تھا۔ اسکو عمر بن عبد العزیز نے خطبہ سے
خارج کر دیا اور بجاے اس کے آیت قرآنی شامل کی۔

اُنکے فرزند رشید یزید جب تخت نشین ہوے ان کے دست خزان سے تو گلستان مصطفوی و
بوستان مرتضوی ایسا پامال ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تاراج ہوگیا۔

غرضکہ آل رسول کی تباہی و بربادی کا وہ مستحکم سنگ بنیاد رکھا کہ ان کے جانشین کے بعد دیگرے
بفحواے شعر "خشتِ اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج"

اپنے پیشواؤن و آبا ء کے نقش قدم پر چل کر آل نبیؐ و اولاد علیؑ کا استیصال کرتے رہے ؎

رسولؐ و فاطمہ زہراؑ کا گھر تباہ کیا　　نہ پاس حرمت پیغمبرؐ آکہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا　　شہید گیا رہ امامون کو بے گناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا اک اک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

چونکہ یہ حالات اور واقعات مزید توضیح و تصریح طلب ہین اور علماء اہلسنت نے اِن واقعات کی طرح طرح سے پردہ پوشی کی ہے اور جناب شاہ صاحب نے تو اِن بدعتون کو اصحاب ثلثہؓ کی خاطر مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ لہذا یہ سب واقعات مفصل آگے بیان کیے جائینگے اس کے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین پر روشن ہوگا کہ حسب روایات مندرجہ کتب معتبرہ اہلسنت رسول اللہؐ کی دولت اسی خلافت کی بدولت تاراج ہوئی جس کو اہل سنت خلافت راشدہ کہتے ہین۔ اِن حادثات دردانگیز اور سانحات رستخیز کا سنگ بنیاد انھین لوگون کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا جنکو وہ مہر و ماہ فلک اسلام بتاتے ہین اور ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ؎

نہ گھبراؤ بتوکل حشر مین کھل جائینگے عقدے　　تمھارے ظلم سب اللہ کے آگے بیان ہونگے

قولہ تعالیٰ

یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیہ　　اُسدن تم پیش کردیئے جاؤگے اور کوئی بھید تمھارا چھپا نہ رہے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قولہ
اصحاب نے اسلام کے
پھیلانے مین تکالیف
اٹھائین اور اپنا مال
نثار کیا

مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ صحابہ کرام و مہاجرین و انصار مصیبت اور رنج کے وقت
مین شریک آنحضرت ہوئے یا نہین اور مال و جان و عزت و آبرو آپ پر نثار کیا یا نہین اسلام کے
پھیلانے مین انھون نے تکلیفین اور ایذائین پائین یا نہین پس ایسے بدیہیات سے انکار کیجئے یا
اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اُن کی محنتون اور کوششون
کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف کرین کہ جسکے پیچھے اُنھون نے تکلیفین گوارا کی ہونگی اُسکی نگاہ مین
کیا کچھ قدر و منزلت اُن کی نہ ہوگی اور جس کی خاطر اُنھون نے اپنے گھر بار کو چھوڑا ہوگا اسکے دل مین
کیا کچھ اُن کی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تم کو علی مرتضیٰ ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کے وقت مین کوئی تمھارا
شریک ہوا اور درد و دکھ کی حالت مین کوئی تمھارا ساتھ دے اور بھائی بندون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ ہوا اور اپنی جان و مال کو تمھارے پیچھے ضایع
کری تو تمھاری نگاہ مین اُسکی کچھ عزت اور تمھارے دل مین اُسکی کچھ محبت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی مہاجرین
و انصار کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جس وقت لوگ چارون طرف سے
یا ساحر یا مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کرکے حضرت کو بچاتے
ہونگے اُن کی اِس اعانت کی کیا کچھ قدر و منزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

ترجمہ قول الا

بلاشبہ صحابہ کرام اور مہاجرین وانصار جو مومنین سے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک حال رہے اُن بزرگون کے صدق ایمان اور اسلام مین کس کو کلام ہے ان خالص مخلصون کی وفاداری اور جان نثاری کی جسقدر ثنا کی جائے کم ہے ؎

از وطنہا مہاجرت کردند　　بر الہا مصابرت کردند

در سفر ہمرکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ از و　　ہمہ اسرار دین شنیدہ از و

بانبی در شدید و اَہوَال　　بذل ارواح کردہ واموال

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

رضی اللہ عنہم از سوئے حق　　بہر ایشان بشارتِ مطلق

یہ حالات تو اصحاب مومنین کے ہم نے بیان کیئے اور اصحاب ممدوحین اہلسنت کے حالات جناب شاہ عبدالحق دہلوی سے پوچھیئے جو صاف الفاظ مین اصحاب مغفورین کی شانمین فرماتے ہین کہ

"علی گفت آیا کافر شوم بعد از ایمان مرا بتو کار ہست با یاران و برادران کہ در پی غنیمت

رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار دارم"

اُن جان نثارون کا اپنے پیغمبر پر جان نثار کرنے اور سینہ سپر رہنے کا حال جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سے پوچھیئے جو ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

ان کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی غنیمت اسقدر محبوب تھی کہ ان کو کفار کے مسلمان ہوجانے پر رنج ہوتا تھا کہ اسکا مال نہ ملے گا۔ آنحضرت کی خبر شہادت سُنکر اصحاب ایسے

Presented by Ziaraat.Com

بھاگے کہ بعضون نے تو مدینہ سے اِدھر دم نہ لیا۔ حضرت عمر و طلحہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ اور علیحدہ جاکر بیٹھ گئے"

اب فرمائیے کیا وفادار اور جان نثار ایسے ہی ہوتے ہین۔ پس یہ اقوال اسپر شاہد ہین کہ فدائی بظاہر اپنے کو جان نثار بتاتے تھے اور باطنًا اپنے مطلب کی غرض سے سفر اور حضر مین آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے ؎

این دغلِ دوستان کہ می بینی نمگسانند گرد شیرینی

افسوس کہ اسپر آپ انھین لوگون کی نسبت یہ ارشاد فرمائین کہ

"یاران وے و مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند و چہ غمہا کہ نہ کشیدید"

اگرچہ خلفائے ثلثہؓ کا آنحضرتؐ پر مال نثار کرنا بڑھ بڑھکر بیان کیا جاتا ہے مگر جب اِن باتون کی تصدیق خود اُن کی کتابون سے کیجاتی ہے تو اُسکے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ بچ کرتے تھے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ مذہب اہلسنت مین ہے کہ کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلعم سے بہت دیر تک تخلیہ کیا کرتے تھے جس سے آپ کو تکلیف و زحمت ہوتی تھی مگر آپ بسبب اپنے حسن اخلاق اِن لوگون سے کچھ نہ فرماتے تھے آخر خود حق سبحانہ تعالی نے اصحاب کے ایمان و خلوص کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا

نہ جوی مدت مناجات غیر سے عمل کیا

"ہمارے پیغمبر سے تخلیہ مین راز کی باتین کرنا چاہین تو تخلیہ سے پہلے صدقہ دیا کرین"

جب یہ حکم سُنایا گیا تو بجز جناب امیر المومنین علی مرتضےٰؑ کے ان جان نثارون مین سے کسی نے بھی صدقہ نہ دیا وہ آیۂ شریفہ یہ ہے :-

یَا ایھا الذین اٰمنوا اِذا اے گروہ مومنین! جس وقت تم خدا

ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی کے رسول سے راز کہو تو کہنے سے پہلے

نجوٰیکم صدقۃ ط (پ ۲۸ س مجادلہ ع ۲) کچھ تصدق کرو

تفسیر بیضاوی اور دیگر تفاسیر مین ہے کہ اصحاب نے اِس آیت کو سنکر دس دن تک بجز حضرت علیؑ کے کسی نے آنحضرتؐ سے رازکی باتین نہ کین یہانتک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۱۸۵ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل	مقاتل سے روایت ہے، کہ اغنیاء
قال ان الاغنیاء کانوا یاتون النبیؐ	یعنی مالدار صحابہ آنحضرتؐ کے پاس آیا کرتے تھے
فیکثرون مناجاتھم ویغلبون	اور دیر تک مشورہ کیا کرتے تھے جس سے غربا
الفقراء علی المجالس حتی کرہ النبیؐ	تنگ آجاتے تھے حضرت کو انکی یہ حالت اور
طول جلوسھم ومناجاتھم فامر	دیر تک بیٹھنا نہایت ناگوار گذرتا تھا سپر
اللہ بالصدقۃ عند المناجاۃ	یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین یہ حکم ہوا کہ راز
فاما اھل العسرۃ فلم یجدوا شیئا	کی باتین سننے کے قبل ان سے کچھ صدقہ
وکان ذلک عشر لیال واما اھل	لیا جائے تاد رفقرا کو کچھ نہ ملا اور دس شب
المیسرۃ فمنع بعضھم مالہ وحبس	تک اس سے محروم رہے لیکن جو مالدار تھے
نفسہ الاطوائف منھم جعلوا	انھون نے اپنا مال روکا اور بعض نے اپنے نفس کو مگر
یقدمون الصدقۃ بین یدی نجوٰیھم	بعض نے صدقہ دیا اور وہ ایک ہی شخص تھا مہاجرین اور
ویزعمون انہ لم یفعل ذلک غیر رجل من	اہل بدر سے جسپر کہ یہ اشفقتم نازل ہوئی
المھاجرین من اھل البدر فانزل اللہ اشفقتم الآیہ	

اس ایک شخص کی تصریح جس کو راوی نے مہاجرین واہل بدر سے بتلایا ہے دوسری روایت مین اسم مبارک مولائے کونین علی مرتضٰےؑ سے کی گئی ہے۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے:-

Presented by Ziaraat.Com

واخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبة وابن شیبة وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویه والحاکم وصححه عن علی ان فی کتاب الله لآیة ما عمل بها احد قبلی ولا یعمل بها احد بعدی آیة النجوی یا ایها الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقة کان عندی دینار فبعته بعشرة دراهم فکنت کلما ناجیت النبی قدمت بین یدی درهما ثم نسخت فلم یعمل بها احد فنزلت ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات الایة

سعید بن منصور ابن طاہویہ ابن ابی شیبہ عبد بن حمید المنذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ امام حاکم نے بصحت حضرت علی سے روایت کی ہے کہ کتاب اللہ مین ایک ایسی آیت ہے کہ مجھ سے قبل کسی نے اسپر عمل نہین کیا اور نہ میرے بعد کرے گا اور وہ آیۂ نجوی ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو خورد کرکے دس درہم کیئے اور جب مجھے رسول اللہ سے مشورہ کرنا ہوتا تو ایک درہم پیش کرتا تھا اُسکے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور کسی نے اسپر عمل نہ کیا

یہی حال تفسیر حسینی مین بھی ہے :-

وخبرست کہ این منع دہ شبانہ روز بود است مرتضےٰ علی را دیناری از زر بود۔ آنرا بہ دہ درم صرف کرد و ہر روز یکدرم صدقہ دی و با رسول اللہ راز گفتی۔

حدیث مین ہے کہ یہ ممانعت دس روز تک قائم رہی حضرت علی مرتضےٰ کے پاس ایک دینار تھا اُس کو خورد کرکے ایک درہم صدقہ دیا کرتے تھے اور رسول اللہ سے راز کہتے تھے

امام زاہد نبود کہ حکمے نازل شد و جز مرتضےٰ علے کسے بدان کار نہ کرد این ہمہ از

امام زاہد کا قول ہے کہ ایک حکم ایسا نازل ہوا کہ اُس کی تعمیل بجز علی مرتضےٰ کے

جزمنا سید دست دگوید این حکم یک ساعت — کسی سے نہین کی اور یہ امر حضرت علی کے خاص

در بیش نہ بود مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دران — مناقب مین سے ہے منقول ہے کہ یہ حکم ایک دن

ہر سہ آیت این کار کردیں آیت اخفتم الخ — مین ایک گھنٹہ سے زیادہ نہین رہا اور علی مرتضے

مارا رشد — نے اس گھنٹہ مین اسپر عمل کیا پس آیت اخفتم

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۰۷) — نازل ہوئی

غرض مصیبت و رنج کے وقت اول تو آپ کے عزیز و اقربا ہی نے آپ کا ساتھ دیا جنکے سردار ابوطالب تھے اور جب آپ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو حضرت علی جعفر حمزہ ابوذر غفاری عمار یاسر وغیرہ وغیرہ نے آپ کی تصدیق کی اور راہ خدا مین نہ صرف مصیبتین اور تکلیفین اٹھائین بلکہ اپنی جانین اپنے پیغمبر کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کین۔ ان انصار خدا کے سردار صاحب ذوالفقار قاتل کفار حیدر کرار غیر فرار تھے جن کا راہ خدا مین مصائب جھیلنا خلق خدا سے پوشیدہ نہین ہے۔ شعر

گر نہ بودے ہمت حیدر ذوالفقار — کے شدی اللہ اکبر آشکار

کس جنگ مین سینہ کو سپر کرکے نہ آئے — کس مرحلہ صعب کو سر کرکے نہ آئے

کس فوج کی صف زیر و زبر کرکے نہ آئے — کونسی شب جسکو سحر کرکے نہ آئے

تھا کون جو ایمان تہ صمصام نہ لایا

اس شخص کا سر لاے جو اسلام نہ لایا

اصحاب خدا رسول کی مخالفت کی انہین

افسوس کہ جناب بھائی صاحب رحلت فرما گئے ورنہ مین دست بستہ پوچھتا کہ وہ اصحاب جنکو آپ خون گنگا کے شہیدون مین داخل کرتے ہین اور زبردستی اشداء علی الکفار کا مصداق بتانا چاہتے ہین

احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ سے ہمیشہ فرار ہوتے رہے یا نہین؟ بیعت رضوان مین جب ان سے اس امر پر بیعت لی گئی تھی کہ آیندہ جہاد سے نہ بھاگین اور اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو یہ حضرات نکث بیعت کرکے فرار ہوے تھے یا نہین۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کو مکہ جانے کا حکم دیا تھا تو ان اشداء علی الکفار نے یہ نہ کہ

"کفار قریش میرے دشمن ہین مجھے مار ڈالین گے"

پیش کیا تھا یا نہین۔ اور مہر و ماہ فلک اسلام (حضرت عمرؓ) نے صلح حدیبیہ پر اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت مین شبہہ عظیم کیا تھا یا نہین۔ جناب رسول اللہؐ کو ابی بن کعب کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے دامن پکڑ کر کھینچا تھا یا نہین؟

اے بھائیو! سچ کہو کہ پیغمبر خدا نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی استخلاف شاہ ولایت کا بھی اظہار ان الفاظ پاک مین کہ

"یہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر اور میرا وصی ہے اس کی اطاعت کرو"

کیا اور قریب زمانہ رحلت بمقام غدیر خم حسب فرمان الٰہی (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرما کر امیر المومنینؑ کی خلافت اور اطاعت و پیروی کا حکم دیا تھا یا نہین؟ اور اس امر پر آیہ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی ہے یا نہین؟ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکرؓ سے یہ ارشاد

"تم لوگون کی طرف سے مجھے اس امر کا خوف نہین ہے کہ بعد میرے شرک اختیار کروگے لیکن اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور اس کے لیے باہم جدال و قتال کروگے"

فرمایا تھا یا نہین؟ آنحضرت صلعم نے شہداے احد کے لئے مغفرت کی دعا کی تو حضرت ابو بکرؓ اس تمنا سے کہ یا رسول اللہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے تھے اسی طرح ہم بھی ایمان لائے جہان یہ لوگ گئے

ومن ہم کو بھی جانا ہے، پھران کو ہم پر کیا "۔ ۔ ۔ ت ہے" تو آنحضرت صلعم ۔ بہت "یہ لوگ میرے سامنے سے یا میرے بعد دنیا سے اُٹھ گئے تم لوگ میرے بعد احداث کروگے" دیا تھا ۔ ن آنحضرت صلعم نے اپنی وفات سے تین چار دن قبل اصحاب ثلثہ وغیرہ کا لشکر اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو ان حضرات نے تعمیل امر مین یہ کہکر کہ

"ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا"

اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی تھی یا نہین ؟ جب رسول مقبولؐ نے وقت رحلت اپنی عزیز امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھنے کو دوات و قلم طلب کیا تو حضرت عمرؓ گستاخانہ ھذا الرجل لیھجر کہکر مانع و مزاحم ہوے تھے یا نہین ؟ اور بخلاف وصیت رسول صلعم صرف حسبنا کتاب اللہ" کہکر عترت رسول کو چھوڑ چکے تھے یا نہین جب نور الٰہی سے دنیا تاریک ہوگئی تو اصحاب فادار و جان نثار دفن و کفن چھوڑ کے خلافت پر قبضہ کرنے کیلئے سقیفہ چلے گئے تھے یا نہین ۔

اے یارو! سچ کہو کہ خانہ زہرا کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیان لے جانا ۔ وصی رسول کو دربار خلافت مین لیجا کر کھڑا کرنا ۔ بنت رسول اللہؐ کو میراث سے محروم کرنا ۔ فدک ضبط کرنا ۔ اپنے بیٹیون کو بارہ بارہ ہزار دینار دینا اور قرباء پیغمبر خداؐ پر خمس بند کرنا وغیرہ وغیرہ مظالم آل رسولؐ انھین لوگون کے ہاتھ سے جن کو تم مہر و ماہ فلک اسلام سمجھتے ہو پہونچے تھے یا نہین حضرت عثمانؓ جامع القرآن نے اصحاب رسول اللہؐ سے قرآن مجید کے نسخے لیکر جلوائے تھے یا نہین ؟

ام المومنین حضرت عائشہؓ بخلاف فرمان الٰہی وقرن فی بیوتکن ، بنفس نفیس پہ سالاری اہل بغاوت و شقاوت کرکے نفس رسول سے لڑی تھین یا نہین ۔ اور جناب امام حسن علیہ السلام کی لاش پر تیر چلائے گئے یا نہین ۔ سورہ احزاب و سورہ تحریم مین جو آیات دربارۂ افشار راز رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ و حفصہ کی مذمت و عتاب مین ہین اُن مین اللہ جل شانہ نے ان کی نسبت یہ ارشاد

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸۴)

(اے پیغمبر کی دونون بیبیو! اِس حرکت سے خدا کی جناب مین توبہ کرو تو تمھارے حق مین بہتر ہے کیونکہ تم دونون نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف سازشین کروگی تو اُن کا حامی و مددگار اللہ اور جبریل اور صالح المومنین ہین اور ان کے علاوہ فرشتے پیغمبر کے حامی و مددگار ہین،

فرمایا ہے یا نہین۔ آنحضرت صلعم نے بالائے منبر حضرت عائشہؓ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے

الان الفتنۃ ھھنا ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان

اسکو جائے فتنہ بتایا ہے یا نہین۔

مجلس شورے سے جب امیر المومنینؑ و وصی ختم المرسلین اُٹھ کر چلے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے

"کہان چلے آیئے عثمان کی بیعت کیجیئے ورنہ حسب وصیت عمرؓ تم قتل کیے جاؤگے"

کہا تھا یا نہین؟۔

پس ایسی بدیہیات سے انکار کیجیئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اِس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اگر ان کے ظلم و جور اور کفر و نفاق کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف بھی کرین، کہ جن لوگون نے رسول اللہ صلعم کو یہ تکلیفین اور اذیتین پہونچائین اور آپ کی آل پاک کا قلع و قمع کیا ان سے آنحضرت صلعم کو کیسا صدمہ و غم پہونچا ہوگا۔

(۱۸۵)

اے بھائیو! تم کو اپنے حضرت عمرؓ ہی کی قسم ہے کہ اگر کوئی تمھارے رفقاے تم کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑکر فرار کر جائے اور جب تم اپنے دشمنون سے بچنے کی غرض سے کسی غار تنگ و تارین جاکر اپنے یار غار کے ساتھ مخفی ہو جاؤ اور تمھارے دشمن تلوار تولے ہوے تمھارے سر پر آکھڑے ہون تو اُن کو دیکھکر وہ یار غار زور زور سے چلانا اور رونا شروع کرے تو تم اُسکو اپنا دوست سمجھوگے یا دشمن؟

اے یارو! جن لوگون پر تمھارے انعامات و احسانات کثیر ہون وہی لوگ تمھارے آل و اولاد کو طرح طرح کی ایذائین و تکلیفین دین اور اُن کے قتل و ہلاکت کا سامان کرین تو تم کو اُن یاران وفاشعار

سے عداوت و نفرت ہوگی یا نہیں اگر ہو تو وہی تم اپنے اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت جناب رسول مقبول صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جب اصحاب مانع تحریر وصیت نامہ ہوے ہونگے اور حضرت عمرؓ نے "ھذا الرجل لیھجر" کہا ہوگا اور آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی آپ کی دختر کو محروم کیا ہوگا اور جب آپ کی دختر کا گھر جلانے آئے ہونگے۔ اور دربار خلافت سے پہلی پہل ضبطی فدک اور منع خمس و میراث کے فرمان جاری کیے ہونگے اور جب بنت رسولؐ اُن کے جور و ستم سے متاذی ہو کر اپنے باپ کی لحد مبارک پر سر رکھ کر بصد نالہ و آہ با چشم گریان و سینہ بریان اس طرح نوحہ خوان ہوئی ہوں گی

چو زہرا بہ نزدیک مرقد رسید — شد از آب دیدہ رخش ناپدید
بیفتاد در پاے قبرِ پدر — ہمی گفت گریان ز سوزِ جگر
کجائی تو اے دین و ایمانِ ما — کجائی ز ما اے نگہبانِ ما
کجائی تو اے شمعِ شبہاے تار — کجائی بروزِ سیہ غمگسار
تو در شانِ ما گفتۂ از کرم — بود فاطمہ بضعۂ از تنم
کسے کو اذیت رساند باو — در ایذاے ما کردہ باشد غلو
کہ حق را رسد جور و ایذاے او — جہنم بود جاے ماواے او
کنون دارد این بضعت اے پدر — دلِ پارہ پارہ ز دستِ عمر
پسر عم تو آن کہ با تیغِ کین، — جہان را بپرداخت از مشرکین
تو دستش گرفتی بہ خمِ غدیر — بحکمِ خداے علیم و قدیر
نمودی امیرش بر امت تمام — کہ دانند بعد از تو او را امام
کنون امتت دشمنانِ وے اند — ہمہ تشنۂ خون و جانِ وے اند

Presented by Ziaraat.Com

نہ رحمے بر احوال سبطین تو کہ بودند انوار عینین تو
نظر کن بر احوال ریحانتین بحالِ حسن بین و حال حسین
ہمین ست منظور این پیروان کہ از ما نماند بہ گیتی نشان
بعالم نماند ز آلِ تو کس باصحابِ اُمّت شناسد ولبس
بجز ما ہمہ وارثِ حق شدند چہ وارث کہ مختارِ مطلق شدند
نمودند ہم خمس بر ما حرام کہ نہ چاشت یابند اینان نہ شام
بگفتند دعوائے تو بہرِ چیست حقِ مسلمین ست حق تو نیست
الم ریخت برجان ما تا حدے کہ بر روز اگر ریختے شب شدے
یکے از پدر از فراقت دگر ز جَورِ ابو بکر و ظلم عمر
طلب کن مرا نزدِ خود اے پدر کہ طاقت نہ دارم ازین بیشتر
چو در پیش قبرِ رسولِ خدام باین درد نالید خیر النسا
دران دم شدہ وحشتے آشکار کہ دارد ز شرحش قلم اعتذار
چہ محراب و ممبر چہ مسجد تمام چہ آن مرقد پاک خیر الانام
چہ دیوار و چہ صحن و چہ آستان بلرزید آمد ز دورش چنان
کہ از پائے دیوار برخاست کرد ز بس ہول شد رنگ خورشید زرد
برآن حال سلمان نظر چون فگند خروشے کشید از دل دردمند
کہ اے بضعہ مصطفے الحذر کنون می شود دہر زیر و زبر
بدانسان کہ فرمود خیر البشر بجز صبر نبود علاج دگر
چو زہرا نمود آن سخن استماع چنان خستہ دل از پدر شد وداع

Presented by Ziaraat.Com

تو اس وقت روح اقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا
اور جب کہ اس نوحۂ جان گداز کی صدا گوش مبارک مین پہونچی ہوگی تو کیسا رنج و ملال آپ پر
طاری ہوا ہوگا اور قدسیان ملاء اعلےٰ مین حشر مچا ہوگا اور عرش و کرسی کو کیسا زلزلہ ہوا
ہوگا شعر

گذر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار اند

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

قال

قولہ اصحاب کے مرتبون کی انتہا نہین ہے

اے یارو؟ اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحابۂ کرام کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے کون شخص اِس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون پر پہونچے اور اُن کا سا درجہ پاسکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور اُن کے قبیلے کے لوگ اُن کو جھٹلا دین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت یارسول اللہ کہکر آپکے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت جو پیغمبر خدا ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اُسوقت ساتھ ہوے اور یار غار کہلاوے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراء مہاجرین کو لے کر حضرت مدینہ کو پہونچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت کو گوارا کرکے اُن کو اپنے گھرون مین ٹھیرائین اور انصار کہلائین۔

کیا وہ دن پھر آسکتے ہین کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہوین اور ہماری مدد کیلئے خدا تعالیٰ ملائکہ کو بھیجے۔ اور لقد رضی اللہ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی اُن کو مل گئی جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی ہوچکی جو مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوچکے۔ اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے "السّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ" کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹادے مگر اصحاب بدر و یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا اُن دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے۔ شعر

حریفان باد ہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

Presented by Ziaraat.Com

اقول

تنزیہ مراتب اصحاب محمد وحسن

پہلی دلیل کے جواب مین ہم بخوبی ثابت کرآئے ہین کہ اس نازک وقت مین سچے دوست اور حقیقی جان نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز و احباب ہی تھے نہ کہ وہ حضرات جو جناب رسول اللہ صلعم کا فرق مبارک تن سے جدا کرنے کیلئے تلوار گلے مین حمائل کرکے چلے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ حقیقۃً صدقت یارسول اللہ کہتے تو غزوۂ احد سے فرار کرتے ہوے

قد قتل محمدٌ فارجعوا الی دینکم — اے قوم! محمد قتل ہوگئے تم اپنے دین پر پلٹ جاؤ

فرماتے جاتے تھے۔ پس اُن کا صدقت یارسول اللہؐ کہنا" یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مین داخل ہے اصحاب منافقین جناب رسول اللہؐ کے سامنے تو بہت کچھ اپنے ایمان اور خلوص کا اظہار کرتے تھے لیکن پیچھے آنحضرت صلعم کے خلاف سازشین کرتے تھے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اُن کی چالون سے آگاہ فرماتا ہے۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منھ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندك بیّت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول ط واللہ یکتب	جاتے ہین تو بعض لوگ رات کو تمھاری باتون
مایبیتون ج فاعرض عنھم وتوکل	کے خلاف مشورے کرتے ہین خدا اُن کے نامۂ
علی اللہ ط وکفی باللہ وکیلا	اعمال مین لکھ لیتا ہے تم اس کا کچھ خیال نہ کرو اور
پ ۵ ۔ س نساء (قریب نصف)	خدا پر توکل کرو خدا ہی تمھارا وکیل ہے

اور یارغار کی رفاقت اور ایمان تو اسی سے ظاہر ہے کہ باوجود علامات نصرت الٰہی یعنی خشک درخت کے سرسبز ہوجانے درخت کا غار کے مُنھ کو گھیر لینے کبوتر کے جوڑے کا آشیانہ بنانے۔ اسی وقت

انڈا دینے۔ اور مکڑی کا درِ غار پر جالا تننے پر بھی ان یارِ غار نے خدائے پاک کی امانت و حفاظت پر بھروسہ نہ کیا بلکہ جب اعدا دین بر سرِ غار آپہونچے تو ان کو دیکھکر غار کے اندر زور زور سے رونے اور چلانے لگے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو طفلِ نابت تک کی زبان پر ہے۔ اور اصحاب بدر مین شریک ہونے سے بھی ان کو کچھ فضیلت نہین ملی اس لئے کہ اصحاب بدر سے مراد وہ غازی ہین کہ جو کفار و مشرکین سے لڑکر قاتلوا و قتلوا کے مصداق اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت سے مستفیض ہوے۔ حضرات ثلثہ مین سے حضرت عثمان ذوالنورین تو اس جہاد مین اپنی بیوی کی علالت کا عذر کرکے غیر حاضر تھے۔

اب رہے شیخین ان کی شجاعت و مردانگی کا یہ حال تھا کہ جب یلان مشرکین و کفار نے میدان جنگ مین آکر آواز دی کہ یا محمد! ہمارے بھائی بندون کو ہمارے مقابلے مین بھیجو تو ایسے شجاعون نے قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور طعن آمیز باتین کین۔ پس یہ حضرات بوجہ اس مشورہ کے جو اس سفر مین انھون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیا تھا خدا و رسول کے عتاب مین داخل ہین (یہ واقعہ تیسری جلد مین ہم نے لکھا ہے جو بفضلہ قابل ملاحظہ ہے) اور بیعت الرضوان کی شرکت تو ان کی عدم فضیلت کی دلیل بین ہے اس لئے کہ یہ بیعت کل اصحاب سے اس اقرار پر لی گئی تھی کہ آیندہ لڑائی سے نہ بھاگیں مگر اس کے بعد جنگ خیبر و حنین پیش آئی تو وہان بھی میدان جنگ مین نہ ٹکے بلکہ حنین کے جہاد سے بعد ہوے کہ آنحضرت صلعم بہ نفس نفیس یہ فرما کر (انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب) اور یا انصار اللہ یا انصار رسول اللہ الی عباد اللہ و اولیائہ النبی پکارتے تھے لیکن بقول صاحب روضۃ الصفا بھاگنے والون کا یہ حال تھا۔

ہرچند حضرت اشارت بسبز ثبات میفرمود مگر از غایت دہشت کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود

لہ ترا از دہا گر بود یار غار ازان رہ جاہل بود نگسار (سعدی)

ہیچکس روے بازپس نہ میکرد۔

اور یہی صورت والسابقون کی فضیلت مین ہے اس لئے کہ ہجرت کے لئے ایمان کی شرط ہے جس کی ان حضرات کو ہوا بھی نہین لگی تھی اور نہ پہلے ایمان لانے والون اور پہلے ہجرت کرنے والون مین ان کا شمار ہے۔ اِس لئے کہ حضرت افضل الصحابہ تو پچاس اشخاص کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت عمر چھ برس کے بعد جیسا کہ دلیل اول مین بخوبی ثابت کر آئے ہین۔ چونکہ آپنے پانچ آیات الٰہی سے اِستدلال فضیلت صحابہ ثلثہ کیا ہے اِس لئے ہم نے بھی دوسری اور چوتھی جلد آیات محکمات مین ان فضیلتون اور علماء اہل سنت کی تحریفات اور توجیہات کی قلعی کھولی ہے وہ مجلدات انشاء اللہ نظر سے گذرین گی۔

ہم

اے بھائیو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو اصحاب مومنین کے مرتبون کی کوئی اِنتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون کو پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خداؐ کہ وہ دعوت کرین اور مشرکین و کفار اُن کو ستائین اور ایذائین دین اور ہم مین سے کوئی حضرت ابوطالب جیسا مربی و شفیق چچا کی طرح آپ کی اعانت اور حفاظت اور اعلاے کلمۃ اللہ مین آپ کی حمایت و نصرت کرے۔ کہان ہین رسول خدا کہ کوئی دشمن ابوجہل سا آپ کو دشنام دے اور ہم مین سے کوئی مثل حضرت حمزہؓ اُس کے سر پر اس زور سے کمان مارے کہ اُس کا سر پھٹ جائے۔ کہان ہین محبوب خدا کہ کوئی عدو حضرت عمرؓ کی طرح تلوار گلے مین حائل کر کے آپکا فرق مبارک کاٹنے کو چلے اور ہم مین سے کوئی حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ کی طرح یہ کہکر اُٹھے کہ

صحابہ مومنین کے مراتب

"اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر"

کیا وہ دن پھر اب مل سکتے ہین کہ جب اعداے دین رسول اللہ صلعم کو آپکے فرش پر قتل کرنے کے ارادہ سے آئین تو ہم مین سے کوئی علے مرتضیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے فرش مبارک پر سو کر

اپنی جان آنحضرتؐ پر نثار کرے اور خداوند متعال آیۂ کریمہ :-

"مَنْ یَشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ"

نازل فرماکر خاص توقیر و منزلت عطا فرمائے۔ کیا وہ وقت پھر آسکتا ہے کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی مین جائین اور ہم لوگ مثل حضرات مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ وغیرہ ہمراہ رکاب ہون اور ہماری مدد کے لئے خدا ملائکہ بھیجے اور لقد رضی اللہ کہہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ مبارک زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جنکو وہ نعمتین ملنے والی تھین مل گئین جن کو یہ دولتین حاصل ہونے والی تھین حاصل ہوچکین جو لوگ سچے مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ خدا کی راہ مین ہجرت کرکے اور اپنے ایمان پر قائم رہکر داخل مہاجرین ہوگئے۔ اور جو لوگ انصار مین شامل ہونے والے تھے خدا کی خوشنودی کے لئے رسول اللہؐ کی نصرت کرکے اور اعدل یا محمد کہنے والون کے گروہ کو چھوڑ کر انصار مین شامل ہوگئے اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے مگر مثل نفس رسول علی مرتضےٰ و دیگر اصحاب حضرت جعفرؓ۔ عمارؓ۔ مقدادؓ وغیرہ کی طرح۔ والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار کی فضیلت نہین پا سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے لیکن اصحاب مومنین بدر اور مومنین بیعت الرضوان مین داخل نہین ہو سکتا۔ اور اپنے خدا سے لقد رضی اللہ عن المومنین کی سند پا نہین سکتا۔ خوشا نصیب کہ ان دولتون کو لینے والے لیگئے اور ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے ؎

حریفان باد ہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

مرحبا اُن اصحاب مومنین پر جو خدا اور رسول کی اطاعت اور حمایت کرکے ایمان کے ساتھ اِس دار فانی سے اُٹھ گئے اور وائے ان اصحاب منافقین پر جو بحالت کفر و نفاق خدا کے سامنے گئے اور جس روز یہ دونون خدا کے سامنے حاضر کیئے جائینگے تو اصحاب مومنین کے چہرے بفحوائے آیۂ شریفہ

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ — اور بہت سے چہرے اُسدن خندان شادان و درخشان ہونگے۔

رشک قمر ہونگے۔ اور منافقین کے چہرے حسب آیۂ کریمہ

وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ — اور کتنے لوگون کے منھ اسدن ایسے ہونگے کہ اُن پر گرد پڑی ہوگی اور گرد کے علاوہ سیاہی چھائی ہوگی وہی لوگ بدکار منکرین ہین۔

سیاہ اور گرد آلود ہونگے۔ انجام کار حسب فرمان ذوالجلال والاکرام

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر — ایک گروہ اسدن جنت مین اور ایک گروہ بھڑکتی آگ مین ہوگا۔

مومنین بہشت مین داخل ہونگے اور منافقین دوزخ مین جھونکے جائینگے اور مومنین اپنی کامیابی پر منافقین سے یہ سوال کرینگے

ونادی اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کافرون — اور جنتی لوگ جہنم والون سے پکار کر کہینگے بیشک جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہمنے ٹھیک ٹھیک پالیا۔ کیا تمنے بھی جو تم سے تھا پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پالیا وہ جواب دینگے کہ ہان پالیا تب ایک منادی انکے درمیان ندا کریگا کہ ان ظالمون پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے لوگون کو روکتے تھے اور اسمین کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور روز آخرت کے منکر تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قولہ
صحابہ کے کفر و
ارتداد پر اعتقاد
رکھنا نبوت پر
داغ لگانا ہے

اے یارو! جن لوگون نے پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اُن کی محبت اور تمھاری نظر مین اُنکی قدر و منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اِس کو قبول کرتی ہے کہ ان ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو برسون پیغمبر صاحب کی صحبت مین رہے کسی کے دل پر ایمان کا اثر نہ ہوا اور اُن بے شمار آدمیون مین جو نمازون مین حضرت کے شریک رہے کوئی اسلام پر ثابت نہ رہا باوجودیکہ حضر و سفر مین آپکے ہمراہ رہے شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے لیکن اپنے کفر و نفاق سے عیاذاً باللہ باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُنکو دکھلائے اور انواع و اقسام کی دعائین اُنکے حق مین فرمائین لیکن نہ معجزے کا اثر اُن پر ہوا نہ کوئی دعا اُن کے حق مین مقبول ہوئی. بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور اپنے پیغمبر کی شان مین داغ لگائے گا اور اُس کے شاگردون اور کل مریدون کو کافر و مرتد کہے گا۔ ذرا تو سوچو اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہین اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق و فاجر ہون تو کیا اُس سے کچھ بدظنی اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولی کی نسبت لوگون کو نہو گی بیشک ضرور ہو گی پس تمام صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا در پردہ حضرت کی نبوت مین داغ لگانا ہے

تعوذ باللہ من ذالک

القول

تردید قول روایات
لفظ اصحابی ماہ
علم قرآن حدیث

جو اصحاب کبار صدق دل سے ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی منزلت و مرتبت ہماری آنکھون مین اور اُن کی محبت و مودت ہمارے دل مین بہت کچھ ہے جیسا کہ علمائے کرام امامیہ کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہین کہ امامیہ جمیع اصحاب را مجروح و مقدوح نمی دانند بلکہ بسیارے را از اولیائے کرام و مستحق رضوان الٰہی می پندارند البتہ اُن اصحاب کی محبت شیعون کے دلون مین نہین ہے جو رسول اللہ اور آل رسول اللہ کے مخالف و دشمن تھے اور دنیا حاصل کرنے کے لئے بظاہر اسلام لائے تھے اور اپنے مقاصد حاصل ہونے کی غرض سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے انھون نے نہ تو پیغمبر خدا سے تعلیم حاصل کی اور نہ صاحب شریعت سے ہدایت ہی پائی بلکہ ہر حرص دنیا اور لہو و لعب مین مصروف رہا کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ علم قرآن اور علم حدیث سے کورے رہے چنانچہ خلفائے ثلثہ کے علم و فضل کی نسبت دو چار روایات کتب اہلسنت سے اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اوّل

عن ابی جریج عن عمرو بن	ایک لڑکے کو عمر ابن الخطاب نے دیکھا کہ
دینار قال سمعت بجالۃ التمیمی	اُس کی گود مین قرآن ہے اور اس مین یہ آیت
قال وجد عمر ابن الخطاب مصحفا	لکھی ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم
فی حجر غلام فیہ النبی اولی	وھو ابوھم (یعنی لفظ ابوھم قرآن متداول سے
بالمومنین من انفسہم وھو ابوھم	زیادہ ہے) عمر نے اُس لڑکے سے کہا کہ اس لفظ
فقال حکھا یا غلام فقال واللہ لا	کو حذف کر دال اُس نے جواب دیا واللہ مین نہ کھیونگا
وھی فی مصحف ابی ابن کعب	اس لئے کہ آیت ابی بن کعب کے قرآن مین
فانطلقوا الی ابی بن کعب فقال	اسی طرح ہے پس عمر ابی ابن کعب کے پاس آئے

Presented by Ziaraat.Com

فقال انی شغلنی القرآن و شغلك الصفق بالاسواق اذا تعرض ردائك على عنقك يباع ابن العجماء

(کنز العمال صفحہ ۲۰۰)

تو اسنے کہا کہ مجھ کو قرآن کے پڑھنے مین مصروف رہنا تھا اور تو بازار مین سیر و تماشا کرتے تھے اور پیرہن کاندھے پر ڈالے ہوئے دروازہ پر جا بیٹھتے تھے اے ابن العجماء ہم قرآن سے جاہل ہے۔

قال اراد عمر بن الخطاب ان يجمع القرآن فقام في الناس فقال من تلقى من رسول الله شيئا عن القرآن فليأتنا به (الى ان قال) وكان لا يقبل من احد شيئا حتى يشهد شهيدان فقتل

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۲۵۶)

دوم

روایت ہے کہ جب عمر ابن الخطاب نے جمع قرآن کا قصد کیا تو کھڑے ہو کر تمام لوگون مین اعلان کیا کہ جس نے رسول اللہ سے جسقدر قرآن لیا ہے وہ ہمارے پاس لیکر آئے اور جب تک دو گواہ نہ دیتے تھے تو وہ آیت نہ لی جاتی تھی اتنے مین حضرت عمر شہید ہو گئے۔

سوم

اس روایت کو شمس العلما شبلی صاحب نے الفاروق حصہ دوم مین تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:-

"نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی حصہ رسول اللہ سے لیا ہو پاس لے آئے۔ اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اُسپر دو شخص کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اُس کو آنحضرت کے عہد مین لکھا تھا۔ غرض اسطرح جب تمام سورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوے کہ ان کی نگرانی مین پورا قرآن بکمال و تمام لکھا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مدت علم قرآن سے فیض سے محروم رہتے اور اسپر ان کا حسبنا کتاب اللہ کا دعوے بھی تھا اور یہی سبب کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی کی یاد سے کوئی آیت قرآن مین نہین لکھی گئی۔

چہارم علم قرآن کے بعد علم حدیث کا مرتبہ اور درجہ ہے اس مین بھی آپ اور آپکے احباب کوئے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔۔

عن ابی هریرة ان اخوانه من	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے
المهاجرین ینغلهم الصّفق	برادر مہاجرین بازار کے کاروبار مین مشغول رہا
بالاسواق وان اخواننا من الانصار	کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
کان یشغلهم الحمل فی اموالهم	تھے اور ابو ہریرہ صحبت رسول کو ایکدم نہ چھوڑتے
وان اباهریرة کان یلزم رسول	تھے اور اپنے پیٹ کو بھرتے تھے جو حدیثین مہاجرین
الله یشبع بطنه ویحضر مالا یحضرون	وانصار کو معلوم نہ ہوتی تھین وہ سب ابو ہریرہ
ویحفظ مالا یحفظون (دوالعقاید ۱۲)	کے پاس محفوظ رہتی تھین۔

پنجم اسی طرح شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۲۲۶) مین تحریر فرماتے ہین :۔

صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استیذان کی لاعلمی کا حضرت عمر نے بھی عذر کیا کہ مین زید و بخت مین مشغول رہنے کی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تھا

ششم علامہ جلال الدین سیوطی (اتقان فی علم القرآن) مین تحریر فرماتے ہین :۔

واما الخلفا فاکثر من روی عنه	خلفا مین سب سے زیادہ روایات درباره تفسیر
منهم علی بن ابیطالب کرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہین
والروایة عن الثلثة نزرة	اور اصحاب ثلثہ سے تو بہت ہی کم ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا اثارا قلیلۃ جدا الا تکاد تجاوز العشرۃ (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

اور ابو بکر سے تو ہمارے خیال مین دس حدیثون سے زیادہ نہین ہین۔

چنانچہ ان حضرات کا قرآن و حدیث سے لاعلم رہنا اسی سے ثابت ہے کہ بقول شبلی صاحب :۔

حضرت ابو بکر نے پانسو حدیثین قلم بند کین لیکن پھر انکو آگ مین جلا دیا اور کہا ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اسکے ذریعے سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو۔ اور حضرت عمر خود فرماتے ہین کہ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کے روایت کرنے مین مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

اسپر شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۱۸۴) یہ تحریر فرماکر ان کو عرش پر چڑھاتے ہین کہ :۔

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

ع "ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا"

اور پھر اپنی بگڑی بات یون بناتے ہین کہ :۔

"اس موقع پر ایک دقیق نکتہ خیال رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ عام خیال یہ ہے کہ حضرت عمر نے حدیث کی اشاعت مین گو بہت کچھ اہتمام کیا لیکن خود بہت کم حدیثین روایت کین چنانچہ کل احادیث جو ان سے بروایت صحیح مروی ہین سو سے زیادہ نہین ہین یہ خیال بظاہر صحیح ہے لیکن واقع مین یہان ایک غلط فہمی ہے محدثین کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس مین رائے اور اجتہاد کو دخل نہین تو گو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اسنے رسول اللہ سے سنا ہے"

Presented by Ziaraat.Com

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین

مضمون احادیث درخطبہ خود ارشاد — مضمون احادیث اپنے خطبہ مین بیان فرمایا

فرمودہ اصل حدیث بان موقوف خلیفہ قوت — ہے کہ اصل احادیث جو کہ موقوف خلیفہ ہین اُنکو

باید یا اینکہ بغور سخن نمیرسند در بن آنکہ در متفق علیہ — تقویت حاصل ہو جو ابوبکر سے احادیث مروی

از حضرت صدیق صحیح نشد مگر شش حدیث و — ہین وہ چھ سے زیادہ نہین ہین اور فاروق اعظم

از فاروق اعظم بصحت نرسید مگر قریب ہفتاد حدیث — سے ستر سے زیادہ نہین ہین لوگ اُس کو نہین

این را نمی فہمند و نمی دانند کہ حضرت فاروق تمام — سمجھتے اور نہین جانتے کہ حضرت فاروق نے

علم حدیث را اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ — تمام علم حدیث کو تقویت دی ہے اور اعلان

(العارون حصۂ دوم صفحہ ۱۷۶) کیا ہے۔

ہر چند کہ روایات مذکورہ اور نیز شمس العلما شبلی صاحب کے بیان سے حضرت عمر کا علم قرآن حدیث سے لاعلم و ناواقف ہونا بخوبی ثابت ہے لیکن اسپر بھی شبلی صاحب حضرت عمر کو علم قرآن و حدیث مین سارے عرب پر جو ترجیح و فوقیت دیتے ہین تو اس سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اس مدح و ثنا سے ممدوح کی فضیلت و قابلیت تو مطلقا ظاہر نہین ہوتی ہان البتہ مداح کا راسخ الاعتقاد ہونا منکشف ہوتا ہے۔

خرقۂ زہد و جام مے گرچہ نہ در خور منست — این ہمہ نقش میزنم در طلب وفاے تو

غرض اصحاب ثلثہ کا صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کرنے اور تعلیم پانے کا یہ حال ہے کہ گو ہمیشہ سفر و حضر مین رسول مقبول صلعم کے ہمراہ رہے اور شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے لیکن جیسے تھے ویسے ہی رہے اور جب اپنے مطلب حاصل ہونے کا وقت دیکھا تو وحی الٰہی کو صاف ہذیان کہکر اُڑا دیا اور بقول امام غزالی صاحب اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے پس اگر یہ بھی مثل

Presented by Ziaraat.Com

دیگر مومنین صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ کلام زبان سے نہ نکالتے اور ان مظالم کے مرتکب ہوتے جو آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ ہی آل رسول پر کئے اس لئے کہ تعلیم و ہدایت کے یہ اثرات نہین ہوتے کہ جس کی بدولت عزت و توقیر پائین جسکی بدولت سلطنت پائین اسی کی آل پر ہاتھ صاف کرین ؎

کس نیاموخت علم تیر از من　　کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اگر وہ حضرات سزاوار عزت و منزلت ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مخالفت نہ کرتے اور انصار آمادۂ جدال و قتال نہ ہوتے۔ اگر حضرت عمرؓ کی وقعت اصحاب کرام کی نظر مین ہوتی تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرتے وقت اُن کے منھ پر یہ نہ کہتے کہ

"آپ خدا کے پاس جارہے ہین اتنا سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی توقیر اصحاب رسول اللہ کی نظرون مین یہ تھی کہ جب ممبر نبوی پر خطبہ پڑھنے کو بیٹھے تو لوگ کہنے لگے کہ (عثمان) توبہ کرو سب لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی بھی نہ کہتا تھا۔

اور جناب ام المومنین عائشہ رضؓ نے تو خاص خطاب (نعثل) دیا تھا۔

پس آپ پہلے کتب صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے وہ تمام روایتین اور حدیثین جو ان حضرات کے ایمان اور منزلت کے خلاف مین ہین نکال ڈالین تب شیعون سے ان کے اچھا نہ سمجھنے کا گلہ کرین۔ بہرحال شاگرد وہی رشید اور مرید وہی سعید تسلیم کیا جاسکتا ہے جو اپنے استاد اور پیر کے قدم بقدم چلے اور اُن کی جانشینی کے لئے اپنے کو اس کا اہل ثابت کردے شعر

تکیہ بر جاے بزرگان نہ توان زد بگزاف　　مگر اسباب بزرگان ہمہ آمادہ کنی

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"

Presented by Ziaraat.Com

پس جن لوگون نے پیغمبر خدا صلعم سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی وہ خاص لوگ تھے جن کے سردار غالب کل غالب علی بن ابیطالبؑ تھے جنکے حق مین خود صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا — مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اسکا دروازہ ہے

اور جس کی شان مین

علی مع القرآن والقرآن مع علی — علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے

فرمایا۔ پس اُس کی اور دیگر صحابہ مومنین کی عزت و منزلت اور اُن کی الفت و محبت جو شیعون کے ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہین ہے البتہ اہل سنت کی نگاہون مین اِن اصحاب علوم کی یہ قدر و منزلت نہین کہ بقول شبلی صاحب

"حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیا جاتا تھا"

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول ہے کہ

"وہیچ فنونے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضوی بظہور نیامدہ"

چنانچہ مسئلہ فضیلت صحابہ مین ہم اِس امر کا اظہار کر چکے ہین کہ جن کو پیغمبر خدا صلعم کل امت پر ہادی و پیشوا کر گئے تھے اہل سنت ان سے منحرف ہین۔ اور اپنے خلفاء کی پیروی کر کے آل رسولؐ کی توہین و تہجین کو عین ایمان سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ پر انکے مٹائے سے کیا ہوتا ہے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو بُرا لگے

اب رہا یہ امر کہ ان ہزارون اور لاکھون آدمیون مین سے جو دن رات آنحضرت صلعم کی

Presented by Ziaraat.Com

اصحاب کی عدم ہدایت سے سوء پر داغ نہین لگتا

صحبت مین رہے اور نمازون اور جہادون مین شریک ہوے اگر ان مین سے اکثر پر عموماً اور اصحاب ثلثہ پر خصوصاً آپ کی ہدایت اور وعظ کا اثر نہوا تو اس سے رسالت ونبوت پر کوئی داغ نہین آتا کیونکہ انبیا ومرسلین کا فرض صرف امت کو ہدایت اور نصیحت کرنے کا ہے جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے:-

فذکر انما انت مذکر لست	(اے رسول) تم اُن لوگون کو سمجھاتے
علیھم بمصیطر ہ	اور ہدایت کرتے رہو کہ تمھارا کام سمجھانے ہی کا
(پارہ عم سورۃ الغاشیہ)	ہے تم ان پر داروغہ تو نہین ہو

نیز اور ارشاد فرماتا ہے:-

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر	پس جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو جو
من یخشی ویتجنبھا الاشقی الذی	خوف رکھتا ہو وہ فوری سمجھ جائیگا - اور بدبخت اُس سے
یصلی النار الکبری	پہلوتہی کریگا جو (قیامت مین) بڑی تیز آگ مین داخل ہوگا

چونکہ اصحاب مین روشن ضمیر بھی تھے اور سیاہ قلب بھی لہذا جنکے دل صاف تھے اُنھون نے تو آپ کی تعلیم وعظ ونصیحت سے ہدایت پائی اور خاتمہ ایمان پر ہوا - جو سیاہ قلب تھے زبان سے تو توحید ورسالت کا اقرار کرتے رہے لیکن دل سے منکر رہے - انھین کو منافق کہتے ہین اور وہی آنحضرت صلعم کے دشمن تھے جیسا کہ خداے پاک سورۂ منافقون مین فرماتا ہے -

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم اللہ	وہی تمھارے دشمن ہین اُنسے پرہیز کرو خدا
انی یوفکون	اُن کو قتل کریگا کدھر بہکے جاتے ہین -

غرض ؎

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نااہل را چون گردگان برگنبدست

پس صاحب شریعت کی تعلیم وہدایت تو فی نفسہ ایک ہی سی تھی مگر جس کا جیسا مادہ تھا

سیہ بخت پر ہدایت و تعلیم کا اثر نہیں ہوتا

اُسنے ویسا ہی اُس سے فیض پایا یعنی جو متقی تھے اُن کے دل تعلیم و ہدایت سے روشن ہو گئے اور جو خبیث باطن تھے بمصداق مصرع "سیاہی زمو رفت واز رو نرفت" ایمان و اسلام لانے کے بعد بھی وہ سیاہی نہ گئی قطعہ

شمشیر نیک زاہن بد چون کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔

عمدہ زمین جس پروردگار کے حکم سے سبزہ اچھا ہوتا ہے اور جو زمین بری ہے اسکی پیداوار بھی خراب ہوتی ہے۔

ہدایت اور وعظ و نصیحت کا اثر اُس دل پر نہیں ہوتا جو زنگ آلود ہو ؎

درختے کہ تلخ ست ویرا سرشت ورش گر نشانی بباغ بہشت،
ور از جوے خلدش بہنگام آب بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
ہمان میوۂ تلخ بار آورد سرانجام گوہر بکار آورد

اسی مضمون کو ایک اور لائق شاعر نے بھی خوب نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

اگر بیضہ زاغ ظلمت سرشت، نہی زیر طاؤس باغ بہشت
اگر وقت ان بیضہ پروردنش زانجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمۂ سلسبیل، دران بیضہ گردم دمد جبرئیل
شود عاقبت بیضۂ زاغ زاغ برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

جو لوگ متاع دنیا کے والہ و شیدا ہیں اُن پر نہ واعظ کے وعظ و پند کا کوئی اثر ہوتا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

نہ ہادی کی ہدایت کا ہے

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

یہی سبب تھا کہ جو سعید و رشید تھے وہ تو دولت ایمان سے متمتع ہوے اور جو شقی ازلی تھے پیغمبر خدا کی ہدایت و نصیحت پر بھی کورے کے کورے ہی رہے۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض، ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

بلکہ اُس تعلیم و ہدایت پر مثل امتہاے سلف کے تمسخر کرتے رہے قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن یعنی حسرت ہے ان بندون پر کہ وہ کون سا رسول ہے جس سے اُنھون نے ٹھٹھا اور تمسخر نہین کیا

حضرت نوحؑ و حضرت لوطؑ کی ہدایت پر معدودے چند ایمان نہین لائے

اگر کوئی غور و تعمق سے خدا کی کتاب دیکھے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے اپنی امتون کو ہر طرح سے ہدایت و نصیحت کی اور وعظ و پند سنایا مگر اسپر بھی مخصوص لوگ اُنپر ایمان لائے ورنہ عام طور پر اُن کی تکذیب اور نافرمانی ہی کرتے رہے چنانچہ جب حضرت نوح و صالح و لوط و شعیب و دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتون کو اپنی نبوت کی نشانیان دکھلا کر پند و نصیحت کی اور فرمایا:۔

وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین فاتقوا اللہ واطیعون ۵ اور مین تم سے اپنی پیغمبری کا کچھ اجر نہین چاہتا میرا اجر تو اللہ پر ہے مگر تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اِس ہدایت پر بجز معدودے چند کے ایمان نہ لائے جس پر خدا کا یہ کلام شاہد ہے:۔

وما کان اکثرھم مومنین ۵ سو اچھے لوگون کے اور لوگ ایمان نہ لائے۔

(سورہ شعرا۔ رکوع ۱۵)

بلکہ ان کا مسخکہ کرتے رہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اُمت نے جواب دیا:۔

فالوا انومن لك واتبعك	اُنھون نے کہا کہ جب کمینون نے تمھاری
الارذلون	پیروی کرلی ہی تو ہم تمپر کیا ایمان لائین۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا حال تھا کہ سیکڑون اور ہزارون گھرمین سے صرف ایک ہی گھر کے لوگ ایمان لائے جیسا کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین خبر دیتا ہے:۔

قال فما خطبکم ایھا المرسلون	حضرت ابراہیم نے پوچھا اے خدا کے
قالوا انّا ارسلنا الی قوم مجرمین	بھیجے ہوے فرشتو! آخر تمھین کیا مہم درپیش ہے ہ
لنرسل علیھم حجارۃ من طین	بولے ہم تو گنہگاران (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے
مسومۃ عند ربك للمسرفین فاخرجنا	ہین تاکہ اُنپر مٹی کے پتھریلے کھرنچے برسائین جنپر حد
من کان فیھا من المومنین فما	سے بڑھ جانے والون کے لئے تمھارے پروردگار
وجدنا فیھا غیر بیت مّن	کیطرف سے نشان لگا دیے گئے ہین۔ غرض وہان
المسلمین	جتنے لوگ مومنین سے تھے اُنکو ہمنے نکالدیا اور وہان
(ب ۲۷۔ س ذاریات)	تو ہم نے بجز مسلمانون کے ایک گھر کے کوئی گھر یا یہی نہین

اس آیہ وافی ہدایہ مین جس ایک گھر کے ایمان لانے والون کا ذکر ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کے گھر والے تھے حاصل کلام یہ کہ خود بعثت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پچھلی امتون کے شرک وکفر اور غوایت وضلالت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

اب اہل سنت یا تو ان امتون کے کفر وشرک سے انکار کرین یا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ومرسلین گذرے ہین سب پر داغ لگائین

نعوذ باللہ من ذلك۔

Presented by Ziaraat.Com

الحاصل شیعون کے اس اعتقاد سے جو اصحاب ثلثہ ؓ کی خلافت اور فضیلت کے بارہ مین ہو آنحضرت صلعم کی نبوت پر تو کوئی دھبہ نہین لگتا - ہان حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلعم کے فرمان مبارک کو نہ ماننا کہنا اور ان کی خاطر سے علماے اہلسنت کا یہ فیصلہ کرنا کہ (نبی و رسول سے بھی نسیان ہو سکتا ہے) اور وحی خدا کی یہ تفسیر کرنی کہ (جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی) اور شبلی صاحب کا یہ کلام کہ (اگر کوئی صاحب شریعت ایسا حکم دے کہ خمس قیامت تک اسکی آل و اولاد کو ملتا رہے تو آیمین اور ایک خود غرض برہمن مین کیا فرق ہی) وغیرہ وغیرہ اقوال سے البتہ رسالت و نبوت پر طرح طرح کے داغ لگے ہین اور بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی فرضی حدیثون سے جو خلاف شان رسالت و نبوت ہین مخالفین و منکرین اسلام کو آپ کی نبوت اور رسالت تسلیم کرنے مین عذر و انکار ہوا - شعر

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بینی
کہ دیمین و یسارت چہ بقرار انند

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا و من یضلل اللہ فلا ہادی لہ و نحن

من ہادی و من یہدی اللہ فما لہ من مضل

پ ۲۴ - س ۱۰

Presented by Ziaraat.Com

قال

تیسری دلیل

قولہ
کمالات ومعجزات
رسالت اور صداقت
قرآن مجید دیگر
ذرایع سے لوگ
ایمان لائے

اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین مبعوث ہوے کہ لوگ توحید سے منکر ہوگئے تھے عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے عبادت کے طریقون کو بھول گئے تھے دین ابراہیم مین تحریفین کرنے لگے تھے جانورون کیطرح آپس مین لڑتے اور خیون کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم وحکمت سے بے بہرہ ہوگئے تھے۔ اخلاق حسنہ کو چھوڑکر جاہلانہ رسمون کے پابند ہوگئے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے توحید کے پھیلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیم کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لئے حضرت صلعم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپکی ذات پر ختم کرنا منظور تھا۔ اسلئے جو فضائل وکمالات اور معجزات جدا جدا اور انبیا علیہم السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیے گئے تھے اور جو طریقے ہدایت وتعلیم کے علیحدہ علیحدہ اور پیغمبرون کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپکے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپکی ہدایت وتعلیم مثل بعض اور نبیون کے بے اثر نہ ہوجائے اور کسی کو کوئی عذر ایمان واسلام لانے پر باقی نہ رہے اور کسی کو موقع آپ کی نبوت کے انکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرتؐ کو دیے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دیے گئے اور اُن باتون کی اجازت آپکو دیگئی کہ کسی اور پیغمبر کو نہین دیگئی اسیواسطے آپ کی ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو فصحا وبلغا مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہوگئے اور جو لوگ علم وحکمت کا دعوے کرتے تھے وہ آپکی حکیمانہ تعلیم دیکھکر معتقد ہوگئے جو شخص معجزے کے طالب تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت ومردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے آخر مغلوب ہوکر مطیع بنگئے

Presented by Ziaraat.Com

القول

حضرت کی وہ آیت اور قرآن مجید کی فصاحت پر وہی لوگ ایمان لائے جو متقی تھے

یہ جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا ہے اس سے تو صفات ختم الانبیاء علیہ الاف التحیۃ والثنا ظاہر ہوتے ہین اور اسکے اظہار کی ضرورت اُسوقت تھی اگر معاذ اللہ کوئی شیعہ آنحضرت صلعم کے فضائل و کمالات کا منکر ہوتا۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے :-

"انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

لیکن کمالات رسالت و نبوت مستلزم افضلیت صحابہ کرامؓ نہین ہین

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے یہ لازم نہین آتا کہ جمیع فصحا اور بلغا اس کی فصاحت پر ایمان لائین کیونکہ قرآن مجید سے صرف اُنھین لوگون نے ہدایت پائی جو متقی تھے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

الٓمٓ ۝ ذلک الکتاب لاریب	اس کتاب مین شبہہ نہین ہے کہ ہدایت کرتی
فیہ ھدی للمتقین الذین	ہے متقیون کو متقی وہ ہین اشخاص ہین جو ایمان لائے
یومنون بالغیب	غیب پر یعنی بغیر دیکھے ہوے
(۱) ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم	اور جو لوگ قائم کرتے ہین نماز کو اور ہمارا
ینفقون ۝ والذین یومنون بما انزل	دیا ہوا خرچ کرتے ہین اور جو لوگ ایمان لائے ہین
الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ	اُسپر جو کچھ ہمنے (اے رسول) نازل کیا تم پر اور
ھم یوقنون ۝ اولٰئک	جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا اور آخرت کا بھی یقین
علیٰ ھدیً من ربھم	رکھتے ہین یہی لوگ ہین جنھون نے بفضل الٰہی ہدایت پائی

Presented by Ziaraat.Com

واولئك هم المفلحون ۝ ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ۝

اور یہی لوگ ہین جو مراد کو پہونچے اور۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے اُن کے لئے برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

(۲) هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

یہ ہے بیان آدمیون کے لئے اور ہدایت و نصیحت متقیون کے لئے۔

چنانچہ مومنین کے قلوب مین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ آیات الٰہی کے پڑھنے اور سننے سے اُنکے ایمان کو اور ترقی ہوتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۳) انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم ايته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون

ایمان والے وہی ہین کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے قلوب خوف زدہ ہوجاتے ہین اور جب اُن پر آیات پڑھے جاتے ہین تو اُن کا ایمان ترقی کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہین۔ (سورۂ انفال رکوع اول)

(۴) فاما الذين امنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون

جو لوگ ایمان لائے ہین اُن کے ایمان کو بڑھا دیتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین

اور جو لوگ سیاہ قلب تھے اُن پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کچھ بھی اثر نہوا جیسا کہ آیہ کریمہ

ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون

اور وہ لوگ جو کافر ہوگئے اُن کے لئے برابر ہے ان کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر ان پر جو ہوتا تھا اُس پر یہ آیت شاہد ہے:۔

واما الذين فى قلوبهم مرض

لیکن جن لوگون کے دلون مین بیماری ہے

Presented by Ziaraat.Com

فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا اُن کی خباثت پر اور خباثت بڑھ جاتی ہے یہ لوگ

وهم کافرون (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۴) کفر کی حالت مین مرگئے۔

اور وہ لوگ اسکی فصاحت و بلاغت سُنکر رہجاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسکو تو خود پیغمبر نے بنالیا ہے، جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی جو کچھ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا اگر تم کو اسمین

عبدنا فاتوا بسورة من مثله شبہہ ہے تو مثل اُسکے کوئی سورہ بنا لاؤ

خدائے پاک نے ایسے لوگون کے نہ ماننے اُسکے بڑھنے۔ سے بھی اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو آیہ کریمہ

واذا رأیت الذین یخوضون فی اے نبی جب تم دیکھو یہ لوگ ہماری آیتون مین

ایاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی بیہودہ بکتے ہین تو اُن سے کنارہ کرو جب تک کہ

حدیث غیره واما ینسینك الشیطن وہ کسی اور بات مین مشغول ہون اور اگر کبھی شیطان

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم تم کو بہلا دے تو بعد نصیحت کے بے انصاف قوم

الظلمین (سورہ انعام رکوع ۷) کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور اگر ہم سب کا اسلام لانا فصاحت قرآن پر تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ جب قرآن پر اسلام لائے تھے اکثر لوگ پھر کفر و ارتداد کی طرف عود کر گئے جیسا کہ اسی قرآن سے ظاہر ہے۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے

اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور کفر مین

کفرا ترقی کرتے رہے

اور آنحضرتؐ کی تعلیم حکیمانہ کا ذکر تو ہم دلیل دوم مین تفصیل کے ساتھ کر آئے ہین کہ اپنے پیغمبر کی اس تعلیم سے انھین لوگون نے ہدایت و تعلیم پائی جو متقین و صالحین سے تھے اور جو طاعنین و صنائعین

سے نفے وہ گمراہ کے گمراہ رہے

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض ورنہ ہر سنگ و گلی لولو و مرجان نہ شود

معجزات کا اثر صرف قلیل اشخاص پر ہوا

یہی معجزات کی تاثیر کا بھی حال ہے کہ اسپر بھی وہی لوگ ایمان لائے جو اسکو معجزہ سمجھے اور جنھون نے اسکو سحر جانا وہ ہرگز ایمان نہ لائے دیکھیے ؎

جاہل و منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

اگر مطالب قرآن مجید پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر بارہ ہزار ساحر جن کو فرعون و ہامان نے تمام ممالک سے طلب کرکے جمع کیا تھا وہ تو سب کے سب ایمان لے آئے مگر فرعون و ہامان وغیرہ اس معجزہ کو جادو ہی سمجھتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ یہی حال ان لوگون کا ہے چنانچہ آپ خود پہلی دلیل مین اس صفت کے اثر کو صرف چالیس سے کم آدمیون پر باین الفاظ

"باوجود اظہار معجزات صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے"

محدود کر آئے ہین۔

اصحاب کا خوف عمرو عبدود سے

اصحاب ثلثہ کو شجاعان عرب مین شمار کرنا خلاف واقعہ ہے اور باعث ننگ و عار انکی شجاعت کا حال ذرا اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ کرلین کہ جنگ خندق مین جب مشرکین و کفار کے لشکر سے عمرو بن عبدود میدان جنگ مین آیا اور فوج اسلام سے مبارز طلب ہوا تو اصحاب ممدوح اسکی آمد سنکر ایسے سراسیمہ و خائف ہوگئے کہ گویا کسی کے تن مین روح باقی ہی نہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اصحاب کے خوف و دہشت کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ آیا تم مین ایسا کوئی خدا کا دوست ہے جو اس دشمن خدا سے مقابلہ کرے اس فرمان پر حضرت عمرؓ جو اہلسنت مین اشتداء علی الکفار کہلائے جاتے ہین اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ! ایک دفعہ مین طائفہ قریش کے ہمراہ مال تجارت لیکر ملک شام کو گیا تھا اُس وقت عمرو بن عبدود ہمارے طائفہ مین تھا ایک مقام پر اثنار راہ مین ہزار ڈاکون نے ہم کو گھیر لیا

۴۲ ہم

ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ دھوئے عمرو ابن عبدوُد نے جب ہم لوگون کا یہ خوف وہراس دیکھا تو فوراً اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور مثل پیل دمان وشیر ژیان ڈاکوُون پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ وہ سب فرار ہوگئے اور ہمارا قافلہ اُس کی بدولت صحیح وسلامت رہا۔ بھلا ایسے شجاع ودلاور کے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے"

جناب امیر کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا

۴۳ آخر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب، آنحضرت صلعم سے اذن لیکر اُسکے مقابل آئے اور ایک ہی وار مین اُسکو داخل جہنم کیا ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم — رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم
تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب وروم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم
اک ضرب مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سر نحس ادھر تھا

اس فتحیابی پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

ضربۃ علی یوم الخندق — علیؑ کا ایک وار روز خندق کا دونون
افضل من عبادۃ الثقلین الیٰ — جہان کی عبادت سے بہتر ہے جو قیامت تک
یوم القیٰمۃ — کی جائے گی۔

یہ حال تو ہم نے تذکرہ بیان کیا ہے ان مجاہدون کے حالات قاتلوا وقتلوا کے جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ قابل ملاحظہ ہونگے کہ ان شجاعون نے جو کچھ غزوات احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ مین اپنی شجاعت ظاہر کی ہے۔ اور خداے پاک نے کیسے کیسی آیتین مذمت وعتاب کی ان لوگون کی نسبت نازل فرمائی ہین۔

اب رہے وہ لوگ کہ جو مقابلہ کی تاب لاکر اسلام لائے تھے ان کا اسلام قابل شمار نہین ہے

Presented by Ziaraat.Com

اِسلئے کہ جب جان کے خوف کا وقت نکل گیا تو پھر اپنے دین پر پلٹ گئے۔

الغرض کمالات آنحضرت صلعم کسی طرح صحابہ کی فضیلت کی دلیل نہین ہوسکتے کیونکہ کلام تو شاگرد کے جہل سے ہے اور صفت و ثنا استاد کے علم و فضل کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ جو مختلف ذرایع سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کا ایمان قبول کرنا بتاتے ہین وہ ایمان نہ تھا بلکہ اِسلام تھا اور ایمان اور اسلام مین جو فرق خداے پاک نے بتا دیا ہے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ایمان شے دیگر ہے اور اسلام چیزے دیگر۔ اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت ہے اسمین نشہ اور وہ رکھتا ہے اثر اور

چنانچہ انھین سچے اسلام لانے والون مین سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کربلا مین اپنے رسول کے نواسہ کے قتل مین شریک تھی جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار مورخین اہلسنت نے بتائی ہے

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك کثرة الخبیث فاتقوا الله یا اولی الالباب لعلکم تفلحون

(اے رسول) کہدے کہ ناپاک اور پاک برابر نہین ہوسکتا۔ اگرچہ تمھین ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو! خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔

پ (۷) س مائدہ

قال

قولہ
نہ کی نبوت سے
دی سے روسے
سول اہلسنت حقہ
ہوتی

جو غرض اللہ جل شانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہوئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔ اور موافق مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اُن کی نسبت یہ اعتقاد کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہوگئی مگر جب کہ اُن لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذًا باللہ کافر یا حضرت کے بعد مرتد ہوگئے۔ تو کس کے منھ سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

اللہ جل شانہ نے بعثت انبیا و مرسلین و تنزیل کتب و تقرر اوصیا سے اپنی حجت پوری کی چنانچہ یہ بعثت ختمی مآب ہی کا طفیل تھا کہ جو تاریکی شرک و کفر کی کل عالم پر چھائی ہوئی تھی وہ نور ایمان کی شعاعون سے کافور ہوگئی اور یہ بڑا احسان ہے خداے پاک کا جس کو اتنا نا خود فرماتا ہے:۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث	بیشک اللہ نے مسلمانون پر بڑا احسان
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم	کیا جبکہ ایک رسول انھین مین سے مبعوث کیا جو
ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب	انپر خدا کی آیتین پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی	ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
ضلال مبین	بلاشبہ اس سے پہلے وہ گمراہ تھے۔

اگرچہ اللہ جل شانہ نے نبوت اپنی ذات پاک پر ختم کردی ہے۔ مگر اُس نے اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ صلعم کے بعد بھی دین کی حفاظت کا انتظام فرمادیا یعنے جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرتؐ کا وصی اور خلیفہ کیا۔ اور آپ کی اولاد سے گیارہ اوصیا جانشین کئے۔ تاکہ جو ہدایت و تعلیم رسول خدا صلعم نے کی ہے وہ بعد آپ کے بے اثر نہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ہی امیر المومنین علیہ السلام کی وصایت کا بھی اعلان صاف الفاظ مین فرمادیا تھا کہ "یہی میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ تم سب اسکی اطاعت کرو" اور قبل رحلت بمقام غدیر خم اپنا جانشین بھی کردیا (یہ حال تیسری جلد مین ملاحظہ ہو) نیز وقت مرض الموت بھی عام و خاص کو ہدایت فرمائی تھی کہ

"مین اپنے بعد تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی آل ان دونون کو پکڑے رہو اگر چھوڑوگے تو گمراہ ہوجاؤگے"

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ اصحاب مومنین حسب احکام خدا و رسولؐ وصی رسول کو اپنا ہادی اور امام سمجھ کر قرآن وآل سے متمسک رہے۔ الحمدللہ کہ باتباع اصحاب مومنین شیعیان علی ابن ابیطالبؑ بھی حدیث حوض اور حدیث سفینہ سے متمسک ہین اور اپنے کو ناجی سمجھتے ہین۔ لاریب فیہ

کشتی آل محمد مین جو بیٹھے ہین وہی — لینگے پروانے جنان کے مصطفےٰ کے ہاتھ سے

گو قلیل ہین مگر بفحوائے آیۂ کریمہ:-

وقلیل من عبادی الشکور — اور میرے بندون مین سے شکر گذار بہت تھوڑے ہین

کل فرقون پر غالب ہین۔ قولہ تعالی

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من — یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

یشآء واللہ ذوالفضل العظیم — عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک

(پ۲۸ سورہ جمعہ) ہے

ہرچند کہ پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے ساتھ ہی اصحاب اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت اور وصیت کے خلاف وصی رسول سے منحرف ہوگئے۔ اور خود ہادی و پیشوائے اُمت بن بیٹھے۔ سنت رسول اللہؐ کے خلاف عمل کیا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اُمور شریعت مین اپنے گمان اور قیاس کو دخل دیا اس وصی رسول کے مرتبہ قرآن کے لینے سے انکار کیا جس کی شان مین رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن علیؑ کے ساتھ"

دیگر اصحاب کے ذریعہ سے قرآن مرتب کرایا گیا۔ اس کو رکھ کر باقی اور اصحاب سے لیکر جلوا دیئے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ کتاب خدا مین تحریفات کی گئین۔ رسول اللہ کی حدیثین جلائی گئین، رسول پاک کی تعلیم مٹائی گئی۔ احادیث رسولؐ کے مٹانے مین اس درجہ اہتمام و انصرام کیا گیا کہ جو صحابی قال الرسول کہتا تھا وہ درّے کھاتا تھا۔ قید کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان بدعتون سے

دین خدا مین بہت کچھ زوال آیا مگر پھر بھی وصی رسول کی وجہ سے آفتاب اسلام بالکل منکسف نہونے پایا جیسا کہ خود جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے۔

لولا انت یا علی لما عرف المومنون — اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ہمارے بعد مومن

بعدی — کی شناخت نہ ہوتی۔

چنانچہ اسکے تو خود علماے اہلسنت بھی معترف ہین کہ :-

"جن امور مین خلفاے ثلثہ خطا کر جاتے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصلاح فرماتے تھے"

منجملہ دیگر اسباب تنزل اسلام قوی سبب اُس کے ضعف کا یہ ہوا کہ بنی امیہ جن کو جناب رسول اللہ صلعم نے سلسل دس سال کی کوشش سے سرنگون کیا تھا جن کو خداے پاک نے شجرہ ملعونہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ جیسا کہ بر الہ تفسیر ابن جریر و تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف تاریخ الخلفا مین ہے کہ

"آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر بندر اچک رہے ہین۔ جب حضرت صلعم بیدار ہوے تو اس خواب سے بہت ہی محزون و مغموم ہوے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی"

ماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ — (اے رسول!) جو خواب ہم نے تمکو دکھلایا ہے وہ لوگون

للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران — کے لئے امتحان ہے اور شجرۂ ملعونہ کو قرآن مین ہمنے لوگون کے واسطے محل امتحان قرار دیا ہے۔

جسوقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لیکر نازل ہوے تو یہ عرض کی" یا رسول اللہ! آپ کی امت مین فتنہ برپا ہوگا اور وہ شجرۂ ملعونہ بنی امیہ ہین۔ جو آپکے منبر پر جائین گے اور لوگون کو دین حق سے پھرائینگے"۔ اس خواب کے بعد تا وقت رحلت آنحضرت کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا"۔

اگرچہ اصحاب ان حالات سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔ ابوسفیان وغیرہ نے جو مزاحمتین اعلاء کلمۃ اللہ مین کی تھین اور رسول اللہ صلعم کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی تھین۔ وہ سب کچھ اپنی

آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ باین ہمہ خلافت اول ہی سے بنی اُمیہ کو فروغ ہونے لگا۔ ملک شام مین اعلی عہدون پر مامور کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وفات کے وقت مجلس شوریٰ قائم کرکے جو باعث فتنہ وفساد ثابت ہوئی۔

چنانچہ حسب رائے مجلس شوریٰ حضرت عثمانؓ کے سر پر جو بنی امیہ کے معزز رکن تھے تاج خلافت رکھا گیا جناب خواجہ حسن نظامی صاحب رسالہ محرم نامہ مین مجلس شوری کی کارروائیون پر یہ جملہ تحریر فرماتے ہین کہ

جب حضرت عثمانؓ ہوگئے تو حضرت علیؓ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے "مکر، مکر!" فریب فریب"!

دور خلافت حضرت عثمانؓ مین تو بنی امیہ کے ستارے ایسے چمکے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے فرزند رشید یزید مالک تخت و تاج بنگئے۔ حالانکہ ابوسفیان کو جو عداوت اسلام سے اور حضرت معاویہ کو جو دشمنی علیؑ اور اولاد علیؑ سے تھی وہ کسی پر مخفی نہین ہے۔

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی — کہ ازو دزد سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید
پدر او در دندان پیمبر بشکست — مادر او جگر عم پیمبر بکید
خود بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت — پسر او سر فرزند پیمبر بہ برید

اِس دور مین حیلہ و تزویر اور مکر و فریب۔ فتنہ و فساد اور آل محمد سے بغض و عناد اِس حد کو پہونچا کہ مسجدون مین بالاے منبر علیؑ اور اولاد علیؑ پر بالاعلان تبرے ہوتے رہے۔ اسکو اصل ایمان سمجھ کر خطبہ مین داخل کیا معاویہ صاحب کے عہد خلافت مین بیشمار شیعیان علیؑ نہایت بیرحمی سے ہلاک کئے گئے۔ کسی کی زبانین کھنچوائی گئین۔ کسی کی آنکھین نکلوائی گئین۔ بہتیرے سولی چڑھائے گئے۔ اور بہتیرے جلاوطن کیئے گئے۔ عہد خلافت یزید بن معاویہ مین تو اسلام کی یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ عام طور پر شرک و کفر فسق و فجور پھیل گیا تھا۔ چنانچہ خود یزید کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ سے

Presented by Ziaraat.Com

اس کا کفر و شرک۔ نفاق و شقاق اور فسق و فجور ظاہر ہوتا ہے۔ اِس نے جمیع منہیات شرعیہ کو بالاعلان رواج دیدیا تھا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے سر الشہادتین مین اِن خلیفہ صاحب کا ایمان و اسلام ان الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے۔

لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر ظالما وہ فاسق۔ فاجر۔ اور ظالم و شرابی تھا

مکہ و مدینہ جو مقدس مقامات اور خدا و رسول کے گھر ہین جن کو خداے پاک نے عرش و کرسی کے برابر درجہ و مرتبہ دیا انھین پاک مقامات کے اصحاب بلکہ کل عرب کے مسلمانون نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو خلیفہ رسول مانا۔ اور اسکی بیعت کی حضرت عبداللہ رضؓ بن عمرؓ تو اسقدر اُسکے حامی اور معین تھے کہ شمس العلماء شبلی نعمانی نے اخبار الحدیث مین لکھا ہے کہ:۔

"جب لوگون نے عبدالملک بن مروان کی بیعت کی تو عبداللہ بن عمر نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے مین بھی اِس خیر مین داخل ہوتا ہون جس مین مسلمان داخل ہوئے ہین اور یزید بن معاویہ کی جب خبر پہونچی تو اُنھون نے لکھا کہ اگر یہ خیر ہے ہم اسپر راضی ہین۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہین"

غرض ایسے نازک وقت مین جبکہ جہاز اسلام سخت طوفان مین آگیا تھا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے اور اپنے بھائی بھتیجون اور بیٹون حتی کہ ایک چھ مہینے کے معصوم بچے کی بھی قربانی کرکے جہاز اِسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ بلاشبہہ ؎

تباہی مین سفینہ آچکا تھا اُمت جد کا یہ کشتی بحر خون مین ڈوبکر شہ نے نکالی ہے

المختصر جو چشم بینا و گوش شنوا رکھتا ہے وہ اِن روایتون کو دیکھ کر انصاف سے کہے گا کہ اسلام پھیلانے مین شیر خدا علی مرتضی و دیگر بنی ہاشم مثل حضرت حمزہ وغیرہ اور دیگر اصحاب مومنین نے خدا و رسولؐ کی مدد کی۔ بعد رسول مقبول صلعم ایسے پُرآشوب زمانہ مین اصحاب نبوی نے دین اسلام قائم رکھا یا

یا سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے چنانچہ ایک بزرگ فرما گئے ہین کہ۔

سر در سر راہِ حق نثارے کردی　　تنہا بہ لکوک کارزارے کردی

اے فدیۂ اُمتی ! دلم بر تو فدا　　واللہ کہ اے حسینؑ ! کارے کردی

پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام اِس مظلومیت اور مصیبت سے شہید نہ ہوتے تو اِسلام دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہین۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسینؑ　　دین است حسینؑ و دین پناہ است حسینؑ

سر داد و نداد دست۔ در دست یزید　　حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

یہ بھی واضح ہو کہ آخر زمانہ مین اسی دین کو حسب ارشاد جناب سرور کائنات صلعم بعہد جناب حضرت صاحب العصر علیہ السلام وہ عروج ہوگا کہ تمام عالم مین از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال ایک ہی مذہب رہے گا۔ اور یہ عروج دین حق کا محض بنا بر عقائد مذہب اہل تشیع ہی نہین ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اِسکے قائل و معتقد ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب "حجج الکرامہ" کے صفحہ ۶۲ مین رقمطراز ہین :۔

مقابلہ کند بر سنت و ترک ندہد ہیچ سنت را　　وہ سنت پر جہاد کرے گا اور کسی سنت کو

مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ　　متروک نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ کہ اسکو قائم

برآرد آن را و قائم شود دین اسلام در آخر زمان　　کرے گا۔ اور کسی بدعت کو باقی نہ رکھے گا۔

بزمان او۔ چنانکہ بود در اول زمان بعہد　　جو حالت اسلام کی آنحضرتؐ کے عہد مبارک

سعادت آنحضرتؐ۔　　مین تھی پھر وہی قائم ہو جائے گی۔

پس حسب عقیدۂ امامیہ اللہ جل شانہ کا مقصود بعثت نبوی سے بخوبی حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ع :۔

"عالم ہمہ پُر نور ز انوار محمدؐ"

اور اُسکا یہ وعدہ :۔

Presented by Ziaraat.Com

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ — "وہی (خدا) تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

ودین الحق لیظهره علی الدین کله و — اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اُس کو تمام ادیان پر

لوکره المشرکون (پ۱۰ س توبہ ع ۵) — غالب کردے گو مشرکون کو برا لگے"

آیات وتفاسیر وغیرہ دبارۂ کفر و ارتداد اصحاب

پورا ہوگیا۔ اگر حسب عقیدہ اہلسنت خدا کی غرض بعثت نبوی سے یہ تھی کہ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے ایمان و اسلام لاچکے تھے وہ سب کے سب اپنی حیات تک اُس پر قائم رہتے تو مطلق حاصل نہین ہوئی اِس لئے کہ کتب اہلسنت کے مطالعے سے منکشف ہوتا ہے کہ ان مین سے گروہ کے گروہ اور فوج کی فوج پھر کافر و مرتد ہوگئی جیسا کہ پہلی دلیل مین ہم ثابت کر آئے ہین کہ ابتداء عہد بعثت آنحضرت صلعم مین جو لوگ اِسلام لے آئے تھے انمین سے کثیر لوگ آنحضرت صلعم کی معراج سے منکر ہوکر اُسیوقت اپنے پچھلے دین پر پلٹ گئے تھے اور بعد وفات آنحضرتؐ ان کے کفر و ارتداد پر خود کلام الٰہی اور اقوال علماء اہلسنت شاہد ہین چنانچہ دو چار آیات و روایات پیش کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

پہلی

ذٰلك بانهم اٰمنوا ثم كفروا — ایمان لائے پھر اسلام سے پھر گئے یہان تک

فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون — کہ ان لوگون کے دلون پر مہر کردی گئی ہے جسکی وجہ

(پارہ (۲۸) سورہ منافقون) — سے وہ سمجھتے نہین ہین۔

دوسری

ان الذین کفروا بعد ایمانهم — جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو بیٹھے پھر کفر مین

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم — ترقی کرتے گئے۔ تو ان کی توبہ ہرگز نہ قبول

واولئك هم الضالون — کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہین

پ ۳ - س آل عمران - ع ۹

تیسری

یاایها الذین اٰمنوا من یرتد — اے ایمان لانے والو! تم مین سے جو اپنے

منکم عن دینه فسوف یاتی الله — دین سے پھر جائے گا تو خدا عنقریب

بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی	ایسے لوگون کو لائے گا جن کو دوست رکھتا ہے اور
المؤمنین اعزۃ علی الکافرین	اُس کو وہ دوست رکھتے ہین مومنون کے لئے وہ
یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون	رحمدل ہین اور کافرون کے لئے سخت اور راہ خدا
لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ	مین جہاد کرتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے
من یشآء واللہ واسع علیم	کی ملامت سے نہین ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو
پارہ ۶ سورۃ مائدہ ع ۸	چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالی صاحب وسعت
	وعلیم ہے۔

مفسرین اہلسنت اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین :-

"حضرت کی وفات کے بعد عرب دین سے پھر گئے تھے حضرت صدیق نے یمن سے لوگ بلائے اور اُن سے جہاد کرایا پھر تمام عرب مسلمان ہوے یہ اُن کے حق مین بشارت ہے"

(دیکھو قرآن مجید صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ میرٹھ بخط حنائی)

اور تفسیر حسینی مین یہ ہے :-

"بعد از رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ" ..... صفحہ ۱۴۹

چوتھی

وما محمد الا رسول قد خلت	اور محمدؐ تو صرف رسول ہین ان سے پہلے
من قبلہ الرسل افائن مات او قتل	اور بھی بہت پیغمبر گذر چکے ہین پھر کیا اگر محمدؐ
انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب	مرجائین یا مارڈالے جائین تو تم اُلٹے پاؤن اپنے
علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا	کفر کی طرف پلٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن پھریگا
وسیجزی اللہ الشٰکرین	تو سمجھ لو ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب
(پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۵)	خدا شکر کرنے والون کو اچھا بدلہ دیگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اس آیہ شریفہ کی تفسیر یہ ہے :-

" اس سے بشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد لوگ پھر جائین گے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہوگئے حضرت صدیق نے پھر اُن کو مسلمان کیا اور بعضون کو مارا "

پانچوین تفسیر منتیا پوری مین ہے :-

" زمانہ خلیفہ اوّل مین ساٹھ قبیلے مرتد ہوگئے تھے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین "

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ :-

" سوائے مسجد مکہ و مدینہ و قریہ حواسا کے سب لوگ مرتد ہوگئے تھے "

چھٹے شمس العلماء شبلی نعمانی فرماتے ہین کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا وہ یہ ہے :-

ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جسوقت وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اِس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ صلعم کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پائمال کردین (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ مطبوعہ دہلی)

ساتوین جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر کرتے ہین کہ :-

" ما انکار نمی کنیم کہ در عصر اول مسلمانان خوئے فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت بسیارے مرتد گشتند (قرۃ العینین صفحہ ۱۶۳)

آٹھوین " درحقیقت مدینہ مین منافقون کا بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سی تکرار ہوجانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلاکر اور شہر مین بساکر اپنے سر پر ڈالی ہے (دیکھو لائف آف محمد۔ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰)
(منقول از ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰)

Presented by Ziaraat.Com

زین — مولوی عبید اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ :۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی اب باہر کی حالت سنو کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کی ابتدا سی سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پرخاش تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کیلئے آنحضرت صلعم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ چونکہ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام برگشتہ ہو گئے تھے اور برگشتہ ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور مین گرفتار رہتے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہ تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۹)

دسوین — مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"حکومت اسلام کے بغلی گھونسے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتین اسکو ہر وقت انکھین دکھاتی رہتی تھین کہ پیغمبر صاحب کی آنکھ بند ہو جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

گیارھوین — تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱ مین ہے کہ :۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر نے اُسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو تمام عرب مرتد ہو گئے اور ملک مین فساد کی آگ چارون طرف پھیل گئی اور قریش کے سوا ہر ایک قبیلہ بالکل مرتد ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کے پاس ہر طرف سے نبی صلعم کے امیرون کے خط آئے کہ عرب مرتد ہو گئے اور عموماً سب قبیلون مین بغاوت پھیل گئی۔

بارھوین — ان تمام روایتون کے ساتھ صحاح کی یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو :۔

وانہ یجاء برجال من امتی — آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہین کہ آگاہ ہو میری امت مین سے کچھ لوگ

فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب — میرے سامنے ذات کے دن، لائے جائینگے پھر آنکو شمال

اصحابی فیقال انك لاتدری ما احدثوا — کی جانب لیجائینگے مین کہونگا کہ اے پروردگار یہ تو

بعدك فاقول کما قال العبد الصالح کنت — میرے اصحاب ہین تو کہا جائیگا کہ کیا تم نہین جانتے کہ انہون نے

علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما — تمہارے بعد کیا کیا بدعتین حادث کین پس مین کہونگا

توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت — جسطرح عبد صالح عیسیٰ نے کہا تھا کہ اے پروردگار جبتک

اما هؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ — کہ مین نہین ہا ان کا نگران رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے

فارقتهم — اٹھالیا تو تو خود ہی انکا نگہبان تھا پس خدا فرمائیگا کہ یہ لوگ

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۲۴۹) — جب سے تم انسے جدا ہوے برابر مرتد ہوتے رہے۔

اب فرمائیے کہ جو غرض حسب عقیدۂ اہلسنت اللہ جل شانہ کی آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہو جائے وہ بروے اصول مذہب اہلسنت کہان حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ اُنکے اصول سے تو اسوقت حاصل ہوتی کہ جس قدر مخلوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایمان لاچکی تھی ان کی نسبت اگر اہلسنت یہ اعتقاد رکھتے کہ وہ کلهم اجمعین اپنے ایمان و اسلام مین قائم اور دل سے آنحضرتؐ کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اوسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض خدا کی تھی وہ حاصل ہو گئی تھی مگر جب کہ ان سچے اسلام لانیوالون پر اور پکے ایمان والون کی نسبت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جب کہ اُن کے کفر و ارتداد کو ان الفاظ مین تشہیر کرتے ہین کہ

"نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیارے مرتد گشتند۔"

تو پھر اہلسنت کے منہ سے کیونکر یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا ؎

نازم کہ بار قیبان دامن کشان گذشتی — گوشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

Presented by Ziaraat.Com

قال

شیعون کے سوال سے سالت پہ الزام آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو اعتقاد صحابہ کی نسبت شیعون کا ہے اس سے الزام آپ کی نبوت پر آتا ہے اور سننے والے کو مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اُن کے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا وہ صرف ظاہر مین مسلمان اور عیاذا باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا، اور کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی تھے تو کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے ان پر ایمان لایا ہوتا اور منجملہ ہزارون لاکھون آدمیون کے جو ان پر ایمان لائے سو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہتے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

ترجمان الا

شیعون کے اعتقاد سے تو رسالت اور نبوت پر مطلق کوئی داغ نہین آتا اسلئے کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے تھے اُن کے دلون پر آنحضرتؐ کی ہدایت کا یہ اثر ہے کہ آخر عمر تک اپنے ایمان پر قائم رہے ہان جو لوگ بظاہر رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور دل مین اُس کی تکذیب ان مین سے بہت خود آنحضرتؐ کے سامنے ہی ایمان سے پھر گئے اور گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت بعد وفات آنحضرت صلعم مرتد ہوگئی جیسا کہ آیات الٰہی واحادیث ومفسرین ومحدثین اہلسنت کے اقوال سے ثابت کر آئے ہین۔ پس انبیا ومرسلین کا کام ہدایت ونصیحت اور وعظ وپند کا ہے نہ کہ کل امت کو صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور کرنے کا۔ اگر بعد ایمان لانیکے کوئی اُس سے پھر جائے تو ان پر کیون الزام آنے لگا جیسا کہ خداوند تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

اوّل

قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل

تم کہدو، اے لوگو، بیشک تمھارے رب کیطرف سے حق تمھارے پاس آیا ہے اب جو شخص راہ راست اختیار کریگا اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا جو گمراہی اختیار کرے گا۔ سواے اسکے نہین ہے کہ اُسکا وبال اُسی پر رہے گا اور مین کچھ تمھارا نگران نہین ہون۔

پ ۱۱ سورہ یونس ع ۱۲

دوم

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردان ہوجاؤگے تو ہمارے رسول پر صرف پیام پہونچا دینا واجب ہے۔

پ ۲۸ سورہ تغابن ع ۱

Presented by Ziaraat.Com

سوم | فذکر انما انت مذکر | پس نصیحت کرو تم! فقط نصیحت کرنے والے ہو

لست علیهم بمصیطر (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ) | ان پر کوئی داروغہ نہین ہو۔

چہارم | افانت تکرہ الناس حتی یکونوا | پھر کیا تم لوگون کو ایمان لانے پر مجبور

مؤمنین (پ سورہ یونس ع۱۰) | کروگے۔

پنجم | فلعلك باخع نفسك علی اثارهم | پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائین تو

ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفا | شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان

(پ سورہ الکہف ع۱) | ہلاک کر ڈالوگے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائیون کے عقائد سے جو اصحاب کی نسبت ہین ان کی فضیلت و خلافت راشدہ دونون درست ہوتے ہین چنانچہ آپ ان کے امنوا و عملوا الصالحات کی شان مین اس طرح رطب اللسان ہین کہ :-

آنحضرت صلعم کی ہدایت سے عرب کی حالت مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی قرآن مجید مین لوگون کے دلون کی تسخیر اور روحانی اور اخلاقی تعلیم کی وہ قوت تھی جس نے حیرت انگیز نتائج کرشمہ دکھائے اور دائم الاثر حقانی نتیجہ پیدا کئے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جس کلام کے ایسے عظیم الشان اور قوی اور قائم نتیجہ ہون وہ بلاشبہہ خدا کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے زمانہ مین پیدا ہوے جب کہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتہ کی حالت مین تھی۔ اور آپ ایسے ملک مین مبعوث ہوے جہان اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا۔ ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدون اور باطل خیالات اور غلط رایون اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی نفاق و جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے اپنے ایسی عجیب و غریب

تاثیر کی کہ اس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتین بدل گئین. برسون کے بھٹکے ہوے خدا کی راہ پر چل نکلے اور مدتون کے سوئے ہوے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہو گئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہی بت شکن بنگئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھلانے لگے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا اُن مین نام نہ رہا۔ خانہ جنگی جھگڑے اور پشتینی عداوتین جاتی رہین۔ دماغ غرور اور نخوت سے خالی ہو گئے اور اُن کے دل صبر و توکل حلم و بردباری۔ زہد و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست، پاک طبیعت۔ استباز۔ نیکدل لوگون کا قائم کر دیا جن کی کوششون سے شرک اور بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نماے عرب مین گونج رہی تھین بند ہو گئین اور اُسکے بدلے ایک بیچون و بیچگون بے شبہہ بے نمو۔ خدا کی منادی پھر گئی۔ بتون نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانون کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا! وہام پرستی کا باطل خیال باطل ہو گیا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع۹)

آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا ہے۔

اور اس سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ حقیقت مین سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور اخلاقی حالت مین پیدا کر دیتا اور ایسے جنگجو ستم پیشہ لوگون کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اخوت کے ایک رشتہ مین باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتون اور کینون سے اُن کے دلون کو ایسا صاف کر دیتا کہ اُس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا بلکہ دنیا مین اُن کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا

(آیات بینات جلد دوسری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ صفحہ (۹۶))

Presented by Ziaraat.Com

پس آپ تو اِس شد و مد سے اصحاب ثلثہ وغیرہ کے صفات بیان فرما رہے ہین لیکن کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے انتقال فرماتے ہی مہاجرین وانصار نے اپنی حرص وہوا کو دخل دیکر ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا تھا۔ چنانچہ جو کچھ واقعات کتاب ارجح المطالب مین درج ہین ہم اُسکا اقتباس اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتین گذری تھین اور صحابہ کرام تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے کہ اُن کے پاس خبر آئی کہ انصار بقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر وخلیفہ بنالین درحقیقت یہ یہ مین منافقانہ جو بنیاد پہلے ۔۔۔ عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار سے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلاکر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے

لالف آف محمدؐ نواقہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰

انصار کو جلدی نے اِس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ مین نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والون کے زیر حکومت رہنا کسیقدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے وطن سے بھاگے ہوے لوگون کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور اُن کی اعانت کی ہے ہمارے اوپر احسان ہین یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئین نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائین وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکت ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل وجان سے کرتے تھے اب اُن کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگون پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ نہایت الامر ہم ایک کو اپنے مین سے جداگانہ امیر بنالین چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کر لیا تھا۔

غرضکہ بقول سر ولیم میور) وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آیندہ اتفاق

معرض خطر مین تھا۔ (حقوق کتاب لیس آف اسلام صفحہ ۱۲)

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے حضرت ابوعبیدہ رہتہ مین اُن کے ساتھ ہولئے۔ یہ تینون اصحاب انصار کے مجمع مین جا پہونچے اور دقت کے بعد اُن کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ مین سے جو اس وقت حاضر ہین ایک کو منتخب کرلو حضرت عمر نے عجلت کرکے کہ مبادا انصار مین سے کوئی برگشتہ نہو جائے اور فتنہ برپا ہوجائے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس جو کہ انصار مین سے دوسرا گروہ تھا بیعت کرلینے پر کامیاب ہوسکا۔

(دیکھو لائف آف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴)

حضرت علی علیہ السلام اُسوقت موجود نہین تھے اور نہ اُن سے راے لینے کی مہلت ملی جب حضرت ابوبکرؓ وہان سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہوچکے تھے اِس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اِسلام کی تھی۔ اور باہر کی حالت یہ کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہورہے تھے اور اُسکی اشاعت کے پہلے ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت برسرپرخاش تھے جن کی تنبیہ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ سرداری اُسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہوچکے تھے اور جنکے دل پر خدا نے

سکینہ اُتارا تھا۔ اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہین تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جبکہ ان تھوڑے سے لوگون مین بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہی تھی اگر عجالۃً حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہوجاتی اور مہاجرین و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر و انصار ہی مین تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ مین نہ پہونچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظار مین بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امتِ محمدی مین پیدا ہوجاتا پھر جس کی اصلاح غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہوجاتی۔

(دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالبؑ صفحہ ۵۳۸)

اسی طرح شمس العلماء شبلی نعمانی مہاجرین کی کدورت و مخالفت کا حال جو انصار سے ان کو تھی اس طرح لکھتے ہین کہ

ایسے نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑکر حالت کو اور نازک کر دیا تھا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اسقدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر مین جب انصار اُن کے مقابلہ کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے کہا کہ محمدؐ ہم ناجنسون سے نہین لڑ سکتے کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہین کر سکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار رہتا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ مین جو خطبہ دیا اُس مین صاف اس خیال کو ظاہر کیا اور کہا

وان العرب لا تعرف هذا الامر الا لهذا الحی من قریش۔ اسکے علاوہ انصار مین دو گروہ

Presented by Ziaraat.Com

اوس امر خرچ ان مین باہم نفاق نہ تھا۔ اس حالت مین ضرور تھا کہ انصار کے دعوی خلافت کو دبا دیا جاے۔ اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کرلیا جائے۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۶)

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ

"اگر کہین خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوتی کہ ایک تختہ کا بھی پتہ نہ ملتا"

پس ان اقوال سے ظاہر ہے کہ جن اصحاب کے ایمان اور اسلام کی تعریف شد و مد سے آیات بینات مین کی گئی ہے انجام کار ان کے ایمان و اسلام کے یہ جوہر کھلے۔ اور تیئیس برس تک جو ہدایت اور تعلیم آنحضرت صلعم سے حاصل کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے۔ ان کے دلون سے اخلاقی تعلیم بالکل محو ہوگئی۔ لوگ اوہام فاسد عقیدون۔ باطل خیالات غلط رایون۔ وحشیانہ اعمال۔ بد اخلاقی جنگجوئی اور نفاق و شقاق کی طرف پھر لپٹ گئے۔ پس اگر صحابہ کے ارتداد و کفر کا اعتقاد رکھنے سے رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے تو اہلسنت ہی کے عقاید سے الزام آتا ہے معاذ اللہ اور انھین کو ہادی اسلام کی ہدایت پر شبہہ ہو سکتا ہے اور وہی لوگ نبوت کی تصدیق کر نہین سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر سچے نبی تھے تو آپ کی ہدایت و نبوت کے یہ نتیجے نہ نکلتے کہ:۔

"جس وقت حضرت نے وفات پائی تو تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا اور مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجرین کی عداوت و مخالفت پر تلے ہوے تھے اگر ایسے نازک وقت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً مسند نشین خلافت نہ کر دیے جاتے جہاز اسلام کا جو ایک سخت طوفان کے تلاطم مین آگیا تھا غرق ہو جاتا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

الغرض شیعون کے عقائد سے تو مطلق الزام آنحضرت صلعم کی رسالت پر نہین آتا البتہ اہلسنت کے

اِن عقیدون سے کہ :۔

"نزول وحی حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوتا تھا"

اور جناب شاہ صاحب کے اِس کلام سے کہ :۔

صد ہزار تحسین و آفرین بر دقت نظر عمر — عمرؓ کی اس باریک بینی پر ہزار تحسین و آفرین ہے کہ

است کہ اگر آنحضرت درین حالت کہ چیزے جدید — اگر آنحضرت صلعم ایسی حالت مین کوئی ایسی نئی بات لکھواتے

کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساند موجب — کہ اس سے قبل کتاب و شریعت مین نہو تو حضرت کی تحریر

تکذیب آیہ خواہد بود — باعث تکذیب آیت ہوتی

البتہ رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے۔ معاذ اللہ

علی ہذا القیاس بخاری شریف مین تو ایسی ایسی رکیک بے بنیاد احادیث منافی شان رسالت درج ہین جن سے سراسر خاتم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کی توہین ہوتی ہے چنانچہ اُنھین شرمناک حدیثون اور روایتون سے جن کی نقل کرنے سے ہم کو حیا اور شرم آتی ہے منکرین و مخالفین اسلام کو رسالت و نبوت کی تکذیب اور مضحکہ کرنے کا موقع ملا اور یہی سبب ہے کہ نصارا وغیرہ اسلام اور ہادی اِسلام کی رسالت و نبوت سے منکر ہو گئے۔

قال

اگر صحابہ کرام تمہارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کون سے تھے جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اور وہ لوگ کتنے تھے جن کو حضرت کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبی سوائے معدودے چند بقول تمہارے سب کے سب عیاذا باللہ منافق و مرتد تھے تو دین اسلام کو کس نے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کی تعلیم و تلقین سے کس کو نفع پہونچا اور کن لوگون نے حضرت کے کہنے سے شرک چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقون کو سیکھا اور کس گروہ نے دین محمدی کو رائج کیا۔ اور کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔

سے ہدایت پائی اور سے ایمان لایا

اقول

نفس رسول اصحاب سے بہتر تھے

جو لوگ صحابۂ کرام سے تھے وہ کلھم اجمعین اپنے اسلام و ایمان مین کامل تھے اور وہ معدودے چند نہ تھے جیسا کہ "نزہہ اثنا عشریہ" مین ہے :-

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت جعفر صادق — ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام

علیہ السلام روایت کردہ است کہ اصحاب رسول صلعم — سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول بارہ ہزار تھے

دوازدہ ہزار نفر بودند در دین خدا بجز سخن حق — جو بجز سخن حق دین خدا مین کلام نہین کرتے تھے اخوف

نمی گفتند و شب و روز گریہ می کردند و می گفتند — خدا سے رات دن روتے رہتے تھے اور مناجات

خدایا روحہای ما را قبض کن پیش از انکہ نان — کرتے تھے خداوندا قبل اسکے کہ ہم میوۂ ری روٹی کھائین

میوہ بخوریم — ہم کو موت دے -

انھین برگزیدگان خدا پر حضرت کی ہدایت و وعظ کا اثر ہوا ان لوگون نے خود بھی ہدایت حاصل کی اور گمراہون کو بھی راہ ہدایت دکھائی - نفوس پاک ایسے ہادی اور واعظ تھے کہ ہدایت کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا اپنے خدا و رسول کے عشق مین ایسے دیوانے اور اپنے دین مین ایسے متوالے تھے کہ جب خلفائے ثلثہ خدا و رسول کے خلاف اپنی حرص و ہوا سے اور دین رسولؐ مین احکام صادر فرماتے تھے تو یہ عاشقان خدا و رسول اُن کو سر دربار ٹوک دیا کرتے تھے اپنے مالک کے اِس فرمان کو :-

"فلا تخشوا الناس واخشون" "آدمیون سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو"

پیش نظر رکھ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہدایت کرتے تھے اس ہدایت کی خاطر اُنکو خلافت و حکومت کا پرگس کے بھی برابر خوف نہ ہوتا تھا ؎

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی — بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی

Presented by Ziaraat.Com

فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی　　شریعت کے قبضہ مین تھی باگ اُن کی

جہان کردیا نرم نرما گئے وہ

جہان کردیا گرم گرما گئے وُہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت　　سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت

بچی اور تُلی دشمنی اور محبّت　　نہ بیوجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو۔ جھک گئے اُس سے وہ بھی

رُکا حق سے جو۔ رُک گئے اُس سے وہ بھی

اور ان خلفاے وقت کا یہ حال تھا کہ ان کی ہدایت و نصیحت پر شعلہ بھبوکا ہوتے تھے اِن عاشقان خدا

و رسول کو انواع و اقسام کی تکلیفین اور ایذائین پہونچاتے تھے ازانجملہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو برتاؤ

پایہ مرتبہ کے صحابی تھے اسی ہدایت و نصیحت کے پیچھے جناب خلیفہ صاحب سوم نے جو سلوک کئے، وہ

اہلسنت کی کل کتب عربی و فارسی و اُردو مین درج ہین چنانچہ اس جگہ چند سطرین "محرم نامہ"، خواجہ

حسن نظامی صاحب دہلوی کے صفحہ (۳۰) سے نقل کی جاتی ہین ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ کیا تحریر فرماتے ہین :۔

حضرت ابوذر غفاری ایک بڑے مرتبے کے صحابی تھے حضرت رسول خدا سے اُن کو عشق

تھا اور حضرت صاحب بھی ان کے ناز اُٹھایا کرتے تھے۔ حدیثون اور تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ

ابوذر بہت کھرے اور منھ پر صاف بات کہنے والے آدمی تھے۔ خدا کے حکم کے بموجب حق بات کہنے

مین کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا۔ برا کام کرتے ہوے دیکھتے تو کھلم کھلا ٹوک دیتے تھے

ایک جہاد مین فوج کی برکت کے خیال سے خدمت ابوذر کے نام سے کی گئی یہ ستانے اور

تنگ رسول اللہ کے پروانے تھے۔ اللہ اللہ کرنے کے سوا لڑائی کی تدبیرون سے انھین کچھ

سروکار نہ تھا اِسواسطے ان کے ساتھ معاویہ کو کردیا گیا کہ فوج کو لڑائین تو معاویہ مگر نام افسری مین

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابوذر کا رہے کہ بزرگ کی برکت اور مقرب رسول کی عزت سے فتح نصیب ہو معاویہ حکمرانی اور عیش زندگانی کے آدمی تھے ممکن ہے کہ انمین وہ کچھ کمزوریان ہون جو دنیاوی امرا مین عموما ہوا کرتی ہے حضرت ابوذر نے ان کو نصیحت کرنی شروع کی ۔ امیر معاویہ کی عزت ملک شام مین بہت زیادہ تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اور مجمع عام مین حضرت ابوذر معاویہ کو ٹوک دیتے تھے اور لوگون کی نگاہون مین معاویہ کی خفت ہوتی تھی کہ ایک معمولی سا آدمی اتنے بڑے افسر کو مذہبی مسائل کی نصیحت کرتا ہے مگر معاویہ بے بس تھے فوج کی سرداری بوذر کے نام تھی اور معاویہ پر ان کی اطاعت فرض تھی منھ سے تو کچھ نہ کہتے مگر دل ہی دل مین چر مراتے حضرت ابوذر کا یہ عالم تھا کہ معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے جہان کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے کیا کرتا ہے ؟ شرم نہین آتی ! اسلام کے حکم کو بھول گیا ۔ توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو ۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز ہو گئے اور ان کا ناک مین دم آگیا تو انھون نے حضرت عثمان کی خدمت مین عرضی بھیجی کہ یہ ملک شام ہے ، یہان میری بڑی عزت ہے ابوذر اس کا خیال نہین کرتے ۔ حضرت عثمان بجاے اسکے کہ ایک طرف تو ابوذر کو نصیحت لکھتے کہ عام لوگون کے سامنے نہ کہا کرو تخلیہ مین سمجھا دیا کرو اور دوسری طرف معاویہ کو سمجھاتے کہ ابوذر کی یہ کوئی نئی بات نہین ہے ۔ حضرت رسول خدا صلعم کے روبرو بھی انکا یہی حال تھا کہ وہ کوئی بات جو دین و مذہب کے خلاف ہو دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے صبر برداشت نہین کر سکتا تم ایسا کام ہی کیون کرو کہ جو ابوذر کو یہ موقع ملے مگر حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا ۔ حضرت ابوذر یہ سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول صلعم کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی ۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین جا بسے ۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج داری کرتے ہو ۔ امیر معاویہ نے چاہا کہ حضرت ابوذر کو مدینہ جانے کے لئے سواری اور خرچ راہ دین مگر ابوذر ایسے خفا تھے کہ پیدل

Presented by Ziaraat.Com

چل کھڑے ہوے اور بات کے ایسے پورے کہ پیدل ہی مدینہ پہونچے یہ سمجھ کر کہ حضرت عثمان نے
میرے اور رسول اللہ کے راز و نیاز دیکھے ہین اگر سامنے جاؤن گا میرے پیدل آنے پر افسوس
ہوگا اور وہ مجھ سے عذر کرینگے مگر وہ جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سُنا کہ تم نے کیون
معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی اور عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صم سے
مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا۔ لہذا مجکو اجازت دیجئے کہ مین کسی
تنہا مقام مین جا کر رہون حضرت عثمان نے فرمایا اچھا جاؤ اجازت ہے۔ بیچارے ایک معمولی
بستی مین جا کر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اِس واقعہ سے رسول مقبول
کے اصحاب کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ تو رسول کی محبت کے دیوانے تھے جس سے آنحضرت ص کو
محبت کرتے دیکھا تھا اُسکے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری
دیکھی حضرت عثمان سے بگڑ گئے : انتہی

اگرچہ یہ بیان مطابق روایات مندرجہ کتب اہل سنت ہے مگر اسپر بھی خواجہ صاحب نے حضرت عثمان کی
خاطر بچا بچا کر لکھا ہے اور ان مظالم کا ذکر نہین کیا جو خلیفہ صاحب نے حضرت ابوذر پر کئے تھے یعنی
"خلیفہ صاحب نے معاویہ کو یہ حکم دیا تھا کہ ابوذر کو ایک شتر بدرفتار بلاکجاوہ پر سوار کرا کے ایک درشت مزاج
رہبر کے ساتھ جو اونٹ کو رات دن بھگاتا لائے مدینہ بھیجدو"

معاویہ صاحب نے حسب تعمیل کی ابوذر ضعیف العمر ہو چکے تھے ان تکلیفون اور صدمون سے زانوؤن کا
گوشت چھل چھلکر جدا ہو گیا تھا جب وہ دربار خلافت مین حاضر کئے گئے تو جناب خلیفہ صاحب کلمات سخت
و درشت حضرت ابوذر کی شان مین زبان مبارک پر لائے اور مدینہ سے اخراج کرا دیا اور مروان کو حکم دیا کہ
اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکالدے اور کسی کو اُن کے ساتھ جانیکی اجازت نہ دے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ یعقوبی وغیرہ)

اِس جگہ چند جملے حضرت ابوذر رض کی نسبت تاریخ "روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۲" سے نقل کیے جاتے ہین

اور وہ یہ ہین :-

ذوالنورین بعداز وقوف بر مضمون — معاویہ کی تحریر پر عثمان نے ابوذر کا شام مین

مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابوذر در شام ندید — دکھنا خلاف مصلحت خیال کیا اور مدینے مین بلایا

وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت و بعداز — اور غصہ کیا اور بہت تقریر کے بعد ابوذر کو

ردو قدح بسیار و قیل و قال میشمار ابوذر را از — فتوی دینے سے منع کیا اور مدینہ سے اخراج کا حکم

افتا منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا دستوری — دیا۔ ابوذر نے کہا مجھے شام مین رہنے کی اجازت دیجائے

داد تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم — جواب ملا کہ اگر شام مین تم کو جانے کا اذن دون تو

چرا از انجامی طلبیدم صبح اشتہار تو دیگر از افق — وہان سے مین تم کو بلاتا ہی کیون تیری اشتہار کی

شام طالع نہ شود گفت پس بگذار تا بعراق روم — صبح شام کے افق سے طلوع نہ ہو۔ انھون نے کہا

فرمود میخواہی کہ در عراق فرقہ خبیث را متحرک — اچھا عراق جانے دو فرمایا کہ عراق کے فرقہ خبیث

گردانیدہ اہل آن مملکت را در عناد بر من — کو دغلان کر وہان کے لوگون کو مجھ سے باغی

غریق سازی ابوذر گفت پس ہر جا فرمانی بروم — کروگے ابوذر نے کہا اچھا جہان کے لے حکم ہو وہین

امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع — جاؤن عثمان نے کہا کہ حجاز کے اطراف مین کونسا

تو بغض ست گفت زبذہ و آن موضعے ست — مقام تعین نا پسند ہی کہا ربذہ عثمان نے کہا اچھا وہان جاسکتے

قریب بینہ عثمان گفت بآن موضع می باید رفت ابوذر — ابوذر نے کہا آپ خوش رہین مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر میری

گفت خوش باشید اما بدانکہ اگر شمشیر تیز بر قبہ — گردن پر تلوار بھی کھیگے تب بھی مین بی با تونکو منع کرنے اور حق

من نہیدام معروف و نہی منکر در رسانیدن آنچہ ز — با تونکی تعلیم سے خاموش نہ ہونگا جیسا کہ مین نے رسول صلعم

پیغمبر صلعم شنیدہ ام ار خود تمتنع نخواہم گردانید و — سے سنا ہے -

کلمہ حق را ہر جا کہ باشم خواہم رسانید

مثل اسکے انواع واقسام کی اذیتین دیگر اصحاب مومنین کو دین۔ جن کا ذکر ہم نے دوسری جلد مین کیا ہے اب اگر حضرات اہلسنت تعصب چھوڑ کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اِس نکتہ پر کہ (حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جاے گی مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اُٹھانے والے تو قبر مین جا بسے اب کس کے بل پر مزاحداری کرتے ہو) تو یہی نکتہ اُن کے اصلاح مذہب کے لئے کافی و وافی ہے۔

اے یارو! چشم انصاف سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے ایمان و اسلام مین تقابل کرو کہ پیغمبر صاحب کی تعلیم اور تلقین سے کس نے فائدہ اُٹھایا۔ کس نے خدا و رسول کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا۔ کس نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت و تعلیم سے انحراف کر کے امور دین مین اپنی حرص و ہوا کو دخل دیا۔ کس پر اللہ جل شانہ کا فرمان :۔

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر ط	حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور منع کرتے ہو بری باتون سے

صادق آتا ہے اور کس پر

یأمرون بالمنکر وینهون عن المعروف ط	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے

کا اطلاق ہوتا ہے

اے حضرات جن اصحاب پر تم شیفتہ و فریفتہ ہو۔ جن کو تم مرتبہ مین افضل و اعلے سمجھے ہوے ہو اور جنکی نسبت تم نے اچھے خیالات قائم کر لئے ہین ذرا اُن کے کارنامون پر تو غور کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ کیسے قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے۔ اور حرص و ہوا کو ہر کام مین کیسا دخل دیتے تھے آفرین ہے تمھاری اِس عقیدت و مودت پر ؎

بوسے بنفشہ می دہد طرۂ مشکسائے تو　　پردۂ غنچہ می درد خندہ دلکشائے تو

Presented by Ziaraat.Com

اس ذات مقدس کے علاوہ اور بہت سے اصحاب کبار ایسے ہین جو دین خدا مین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرتے تھے جو شب و روز خوف خدا سے گریہ و بکا کرتے تھے اور اپنے خدا کی خوشنودی و رضا کے لئے نفس کشی اُن کا شعار تھا۔

پس اسی گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور اسی فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔ انھین مومنین کے راس و رئیس جناب امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کی تائید و نصرت کیلئے خلق فرمایا تھا۔ جسپر یہ حدیث شاہد ہے

حضرت علی کو خدا نے اپنی مدد کے لئے خلق فرمایا

عن ابی حمراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسری لی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا فیہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ بہ۔ اخرجہ الاعلاقی۔

ابو حمرا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ شب معراج مجکو آسمانون کی طرف لے گئے مین نے عرش مجید کے داہنے ساق پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کے رسول ہین اور اُن کی مدد کے واسطے مین نے علی کو خلق کیا ہے۔ (ارجح المطالب صفحہ ۴۹۶)

اُسی کتاب کے صفحہ ۴۰۷ مین یہ حدیث بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ۔

کعب بن عجرہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو تحقیق کہ وہ خدا کی ذات مین ممسوس ہے

اللھم صل علی محمد وآل محمد

چنانچہ جناب حیدر کرار غیر فرار نے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو اعانت و نصرت کی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش رہے۔ کونسا جہاد رسول اللہ کے زمانے مین ایسا ہوا جو ید اللہ کے ہاتھ پر فتح نہ ہوا ہو جس خانۂ خدا مین تین سو ساٹھ بتون کی پرستش ہوتی تھی اور ہر قبیلہ کا بت جدا جدا ایک ایک رب سمجھا جاتا تھا۔ اُس گھر کو مولائے کونین ہی نے

حضرت علی نے بتا ۔ ۔ دیا

پاک و صاف کیا تھا اور فضیلت و منزلت خدائے پاک نے اپنے ولی ہی کو عطا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے خانہ خدا کو اصنام سے پاک کرایا اور جبرئیل علیہ السلام نے بازو تھام کے اتارا جس کا ذکر شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ) مین یاین الفاظ کرتے ہین :-

بتے چند در موقع بلند نہادہ بودند کہ دست
بر آنہا نمی رسید و در بعضی روایات آمدہ -
بتی چند بلند ایشان ہبل نام می داشت علی کرم اللہ
وجہہ عرض نمایند کہ یا رسول اللہ پائے مبارک
بر کتف من بنہ و این اصنام را فرود آر آن سرور
فرمود یا علی تو پائے خود بر کتف من بنہ و این کار کن
علیؓ امتثالا پائے بر کتف رسول اللہ صلعم نہادہ بتہا
را فرو گرفت در آن حالت حضرت از وے پرسید کہ
خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان ہستم
کہ حجب مکشوف شد و گویا سر من بساق عرش
رسیدہ است و ہر چہ دست دراز می کنم بدست من آید
حضرت فرمود اے علی خوشا وقت کہ کار حق می کنی
چون علی بتان را بر زمین انداخت و قطعہ قطعہ
ساخت و خود را از دوش آنحضرت بر زمین زد تبسم
فرمود رسول اللہ صلعم از وے پرسید چہ چیز ترا خندانید
گفت آنکہ خود را از چنین جاے بلند انداختم

چند بت ایک بلند مقام پر رکھے ہوے تھے کہ
وہان حضرت علی کا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا اور بموجب
بعضے روایات کے سب سے بڑا بت جس کا نام ہبل تھا وہ
ایک اونچے مقام پر رکھا تھا حضرت علی نے جناب
رسول اللہ صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک
میرے کاندھے پر رکھکر ان بتون کو نیچے گرا دیجئے رسول اللہ
نے فرمایا کہ یا علی تم اپنے قدم میرے کاندھے پر رکھکر کام کرو
حضرت علی نے بہ تعمیل فرمان مبارک اپنے قدم حضرت کے دوش انور
پر رکھ کر اُن بتونکو گرا دیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا کہ اسوقت تم
اپنے آپکو کیسا پاتے ہو علی نے کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہون
کہ پردے حجاب کے کھل گئے اور گویا کہ میرا سر ساق عرش پر ہے
جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہون میرے ہاتھ مین آجاتی
ہے حضرت نے فرمایا علی بڑی خوشی کا وقت ہے کہ تم کار نیک
کر رہے ہو جب علی نے بتون کو گرا دیا اور اُنکو توڑ ڈالا اور دوش مبارک
رسول اللہ سے کود کر زمین پر آئے تو مسکرائے رسول اللہ نے
مسکرانے کا سبب پوچھا علی نے عرض کی کہ مین اتنی بلند جگہ سے کودا

Presented by Ziaraat.Com

وہ ہیچ الم نہ رسید آنحضرت فرمود چگونہ بتو الم رسد حالانکہ اگر کچھ بھی مجھے تکلیف نہین پہونچی حضرت نے فرمایا

بردارندہ تو رسول اللہ باشد و فرود آرندہ تو کیونکر پہونچتی جب کہ تم کو اُٹھانے والا خدا کا رسول

جبریل۔ اور اُتارنے والا جبریل ہو۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

چنانچہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

علی بر دوشِ احمد چشم بدُور عیاں شد معنی نورٌ علیٰ نُور

اِس حدیث کے مضمون کو میر انیس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جس لطف سے نظم کیا ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمایئے ؎

زنار گردنون پہ تمھارے سوار تھی، شرکِ جلی یہ تھا کہ پرستش مین نار تھی

اِسلام کے چمن مین کبھی یہ بہار تھی حق حق کی مسجدن مین یہ کسدن پکار تھی

چرچا تھا کفر و فسق و فجور و گناہ کا

یہ شور کب تھا "اشھدان لاالٰہ" کا

خالی کیا علیؑ نے بتون سے خدا کا گھر سُنّی کہان ہے لات و ہبل آج ہین کدھر

غل تھا علیؑ ہین دوش محمدؐ پہ جلوہ گر مصحف پہ مصحف آج ہے اور نور نور پر

سب سے علیؑ کا مرتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو

شیرِ خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو"

جب جنگ احد مین اصحاب ممدوحین اشداء علی الکفار اپنے پیغمبر کو زخمی چھوڑ کر فرار ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے بعد افاقۂ غشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! اگر وہ مشرکین و کفار پر حملہ کرو

اِس موقع پر محدث موصوف کرار غیر فرار ضرغام الٰہی بازوے نبیؐ سے ملون کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:

... صحابہ کا فرار اور ثبات امیرؑ کا ثبات

"حیدر کرار شمشیر آبدار فوج فوج مشرکان را — "مشرکین کی فوجون کو جو ثریا کی طرح جمع تھین

کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و — حیدر کرار نے مثل بنات النعش متفرق اور پریشان

متفرق گردانید درین حالت جبرئیل با رسول اللہ — کر دیا۔ اسی حالت مین جبرئیل نے رسول اللہ صلعم

گفت کہ این کمال مواساۃ ست کہ علی بدان قیام نمود — سے کہا کہ یہ کمال یاری و غمخواری ہے جو علی نے

رسول اللہ فرمود "انہ منی وانا منہ" (بدرستیکہ او از من — کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا بتحقیق کہ علی مجھ سے ہے

است و من از او) جبرئیل گفت کہ "انا منکما" (یعنی من — اور مین علی سے ہون۔ جبریل نے کہا کہ مین آپ دونون

از شما ہر دو ہستیم) " — سے ہون۔"

چنانچہ جنگ خیبر مین جب سپر دست یداللہ سے گر گئی اسوقت کرار غیر فرار نے بکمال جوش ایمان

در قلعہ کو جس کا وزن تین ہزار من کا تھا اکھاڑ کر بجاے سپر دست مبارک مین لیا اسوقت ؎

یون معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا — ایک ہاتھ مین تلوار تھی ایک ہاتھ مین در تھا

اللہ اکبر حیدر کرار، اشداء علی الکفار کی بہادری دلاوری کی توصیف کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی

ثنا خود خدا اور رسول نے کی ہو جیسا کہ "مدارج النبوۃ" مین ہے :-

حین کارزار شمشیر آبدار امیر المومنین بشکست — علی کی تلوار قتل کفار سے ٹوٹ گئی تو رسول اللہ

رسول خدا صلعم ذوالفقار خود بوے ارزانی فرمود — صلعم نے اپنی ذوالفقار عنایت کی۔ شیر بیشۂ ہیجا

ہر گاہ شیر بیشہ ہیجا علے مرتضی بدفع مشرکان مشغول — علی مرتضےٰ نے مشرکین پر ایسے حملہ کئے کہ آنحضرت صلعم

شد رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی مدح خود را — نے فرمایا اے علی تم نے سنا کہ تمہاری صفت و ثنا

کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید :- — فرشتہ رضوان آسمان پر اس طرح کرتا ہے :-

لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار — کوئی تلوار بجز ذوالفقار، اور کوئی شجاع سوائے علی کے نہین ہے

واضح ہو کہ جناب امیر المومنین خیر الوصیین علی مرتضےٰ علیہ السلام نے دین محمدیؐ کو جاری کرنے مین دو طرح سے

(۱) یعنی کافر سے جنگ کر کے (۲) مشرک سے مسلمان ہو

جہاد کیا۔ ایک جہاد بالدعوت اور ایک جہاد بالسیف۔ جہاد بالدعوت وہ ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ذریعہ وعظ و نصیحت اور حسن طلاقت لسانی سے اسطرح دور کئے جائین کہ ان کے دل اسلام کیطرف مائل ہوجائین۔ اور یہ جہاد منشاء خدا و رسولؐ کے مطابق ہونے کی وجہ سے افضل و اعلے ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے وعظ کی تاثیر سے اہل یمن مشرف باسلام ہوگئے۔ جیساکہ کتب اہلسنت مین ہے ازانجملہ دو چار روایتین اس جگہ نقل کرتا ہون اور وہ یہ ہین :-

پہلی

عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى اليمن يدعوهم الى الاسلام فكنت فيمن سار معه فاقام عليه ستة اشهر لا يجيبونه الى شئ فبعث النبي صلى الله عليه وسلم اليهم علي بن ابي طالب فلما وصل الى اوائل اليمن بلغ الخبر فجمعوا له فصلى بنا فلما فرغنا صففنا صفا واخله تقدم بين ايدينا فحمد الله واثنى عليه ثم قرء عليهم كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت همدان كلها في يوم واحد وكتب بذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قرء كتابه

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو یمن کیطرف بھیجا تاکہ وہان کے باشندون کو اسلام کی طرف دعوت کرے۔ مین بھی انھین کے ہمراہ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگون نے کوئی بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابیطالب کو روانہ کیا۔ جب آپ حدود یمن پر پہونچے سب لوگ آپ کی خدمت مین جمع ہوگئے حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسول اللہ صلعم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہوگئے یہ خبر آنحضرت صلعم کے حضور مین لکھ بھیجی گئی تو

خرساجدا (اخرجا ابو عمر و ابن عبد البر فی الاستیعاب) آپ سجدہ شکر بجالائے

(ارجح المطالب ص۱۲۳)

دوسری ارسالہ موسومہ ذکر مبارک متذکرہ دلیل اول کے صفحہ ۸۹ مین درج ہے کہ :-

"ہجرت کے دسوین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اسلام کا وعظ کہنے کیلئے یمن کے صوبہ مین بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اے علی! اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ پر ایمان لائے تو یہ اُن تمام چیزون سے بہتر ہے کہ جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے حضرت علی کے وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ تین کے ہزارون آدمی ایک ساتھ مسلمان ہو گئے۔

تیسری روضۃ الاحباب مین ہے کہ :-

از علی کرم اللہ وجہہ مرویست کہ مرا پیغمبر خدا صلعم بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول اللہ مرا بدیار جماعتے انا اہل کتاب میفرستی و حالانکہ من جوانم و علم قضایا نیکونمی دانم حضرت دست مبارک را بر سینہ من نہاد و فرمود اللھم ثبت لسانہ وائد قلبہ (فرمود رودیا) کہ اللہ تعالیٰ قلب ترا کمال بخشد و زبان ترا راست براست گرداند) علی گوید کہ دیگر ہرگز در ہیچ قضیہ مرا شک واقع نہ شد لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشتم کہ زبان معجز بیان محمدی در وصف او فرمود کہ اقضاکم علی

حضرت علی سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن بھیجا مین نے عرض کی آپ مجھے اہل کتاب کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مین جوان ہون اور علم قضایا اچھی طرح نہین جانتا حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو کمال ہدایت بخشے اور تیری زبان کو راست ثابت کرے حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر مجھے کسی فیصلہ مین شک واقع نہین ہوا علی الخصوص علم قضایا مین تو مجھ کو یہانتک دقیقت ہوئی جسکی صفت مین آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہم مین علی ہے

از براء ابن عازب مرویست کہ گفت من در آن لشکر ہمراہ علی بودم چون نزدیک باہل یمن رسیدیم

براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین اُس لشکر مین حضرت علی کے ہمراہ تھا جب ہم اہل یمن کے قریب پہونچے

Presented by Ziaraat.Com

بیرون آمد علی ما را امام شد و نماز گذارد و نگاه صف — تو وہ لوگ باہر آئے حضرت علیؑ کی امامت کے ساتھ ہمنے
لشکر خویش سلامت و در میدان آمد و کتاب — نماز ادا کی جب نماز آپ لشکر کی صف بندی کر کے میدان
رسول اللہ صلعم برایشان خواند و ایشان را باسلام — مین تشریف لائے اور آپ پر پیغام رسول خدا کا پہنچایا
دعوت نمود قبیلہ همدان از اہل یمن یکبارہ مسلمان شد — اور اسلام کی دعوت دی کل قبیلہ همدان اہل یمن
علی مکتوبے بہ پیغمبر صلعم نوشت و از اسلام آن قبیلہ — نامہ مسلمان ہو گیا حضرت علی نے آنحضرت صلعم کو
آن سرور را اعلام کرد چون حضرت بر مضمون مکتوب — کہ بذریعہ عریضہ انکے مشرف باسلام ہونے پر اطلاع دی
علی وقوف یافت خوش وقت شد و سجدہ شکر — جب آنحضرت صلعم مضمون عریضہ پر مطلع ہوے تو سجدہ
بجا آورد و از نگاہ سر برداشت و گفت السلام — شکر بجا لائے اور سر مبارک سجدے سے اٹھا کر فرمایا کہ
علی همدان (جلد اول صفحہ ۴۴ و ۴۵) — همدان پر میرا سلام ہو۔

غرض بدر۔ احد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ وغیرہ کونسا جہاد ہے جو بغیر امیر المومنین علیؑ کے فتحیاب ہوا اور وہ کونسا سر الٰہی ہے جو اس محرم اسرار خفی و جلی سے پنہان رہا ؎

امین سر الٰہی معین ختم رسل — شگفتہ گلشن عدل و نہیب داد کا گل
شجاع وہ کہ ہے غزوون کا جسکی دہر مین غل — کہ جس نے کفر کے جلتے چراغ کر دیئے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرت النبی مین آیۂ شریف

وانذر عشیرتك الاقربین — اپنے خاندان والون کو خدا سے ڈراؤ

کے حال مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا کہ تمام خاندان عبد المطلب جمع کیا گیا۔ حمزہ۔ ابو طالب۔ عباس

Presented by Ziaraat.Com

سب شریک تھے حضرتؐ نے کھانیکے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے اس بارگران کے اٹھانے مین کون میرا ساتھ دے گا تمام مجلس مین سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھکر کہا گو مجھ کو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگین پتلی ہین۔ اور مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کیلئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص "محمد" و "علی" دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا (صفحہ ۱۵۲)

جس طرح شیر خدا، شاہ لافتے ہر غزوہ مین ثابت قدم رہے اوسی طرح اصحاب محمد حسین جن کو اشداء علی الکفار بتاتے ہین ہر جنگ سے فرار ہوے اے یارو! ذرا تو خدا لگنی بات کہو کہ اشداء علی الکفار حضرت علی علیہ السلام ہین یا حضرت عمرؓ جن کی کفار پر شدت و صلابت کا اظہار جناب شبلی صاحب نے ان الفاظ مین کیا ہے۔

ہمارے مومن صادق ہین

"علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر ان لوگون مین تھے جو جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے۔"

پس یہ فرار ان کے عدم ایمان پر شاہد ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مومن اوسکو بتایا ہے جو خدا و رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لائے یعنی اس ایمان مین کبھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ ہو اور خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہو ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

انما المومنون الذین امنوا باللہ	یعنی ایسے مومنین جو اللہ و رسول پر ایمان لائے
ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم	ہین اسمین انھون نے شک و شبہہ نہین کیا۔ اور خدا
وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم	کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا وہی لوگ
الصادقون	سچے (ایمان والے) ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اب فرمائیے کیا خدائے پاک نے یہ تعریف اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ جہاد سے فرار ہوتے رہے۔ جو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے اور صلح حدیبیہ میں اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کرتے رہے حالانکہ مجاہدین کو خداوند عالم نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو جب تم کافروں سے جنگ
کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ۔ ومن	میں آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور جس
یولھم یومئذ دبرہ الا متحیزا لقتال	جو پیٹھ دکھائے گا سوا اسکے کہ لڑائی کے لئے ترچھا
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من	ہوتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
اللہ ومأواہ جھنم ۔ وبئس المصیر	وہ یقینا غضب خدا میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا
(سورہ انفال ۔ ۸)	جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

غرض ان حضرات نے اپنے پیغمبر سے ایسی تعلیم و تلقین حاصل کی کہ ہمیشہ اپنے ایمان میں مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھولاء ڈانواڈول رہے مواعظ و نصائح کا اثر اُن کے دلوں پر نقش برآب کی طرح ہوتا تھا کہ ادھر مجلس وعظ سے اٹھے اور اُدھر اپنے گھروں میں پہونچنے تک سنا سنایا سب فضول جاتا تھا یہ حال آیات محکمات کی دوسری جلد میں لکھا ہے دیکھو (شواہد تقلی صحابہ کی فضیلت میں) جو قابل ملاحظہ ہے۔

ہدایت و اقوال درمارہ اصل ایمان صحابہ سنو

اب ان حضرات کے صدق و ایمان کے بارے میں ایک دو حدیث ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی حدیث

عن حذیفۃ بن الیمان عن	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ خدا وند عالم
ابی بکر عن النبی قال لتترک فیکم	نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرک تم لوگوں
اخفی من دبیب النمل قال ابو بکر	میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے میں نے
یارسول اللہ ھل الشرک الا ما عبد	عرض کیا یا رسول اللہ شرک تو وہ ہے کہ غیر خدا کی
من دون اللہ او ما دعی مع اللہ	پرستش کی جائے یا خدا کے ساتھ دوسرا معبود پکارا جائے

Presented by Ziaraat.Com

مال تکلمت امك الثرك فكوا خفي آپ نے فرمایا تمہاری ماں تمہارے غم مین روئے

من دبيب النمل شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے زیادہ تر

ازالہ اخفا صفحہ ۱۹۹ مخفی ہے۔

اسی طرح جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عائشہ سے یہی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۹۴ مین ہے :۔

عن عائشة قالت سمعت رسول الله حضرت عائشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہین کہ

يقول لايذهب الليل والنهار حتى نا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ نے دنیا ختم ہوگی جبتک

تعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله کہ تم لات وعزی کو نہ پوجو ام المومنین نے کہا یا رسول اللہ

انكنت لاظن حين انزل الله هو الذى جبکہ آیہ ہوالذی ارسل رسولہ الخ نازل فرمائے ہیں

ارسل رسوله بالهدى ودين الحق گمان تھا کہ جو شرف باسلام ہوا وہ ضرور رستگار

الى قوله ولو كره المشركون انك ذلك ہوگا۔ فرمایا حضرت نے عنقریب میرے کہنے کے موافق

بانه قال انه سيكون من ذلك ما شاء واقع ہوگا پھر اللہ ریح طیبہ کو بھیجے گا پس مرے گا

ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل وہ شخص کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو

من فى قلبه مثقال من خردل من اور باقی رہ جائے گا وہ شخص کہ جسمین بالکل خیر نہین پس

ايمان فيبقى من لاخير فيهم فيرجعون لوگ لوٹ جائین گے اپنے آبا کے دین

الى دين ابائهم۔ (از مجمع الحدیث صحہ ۴۰۵) کی طرف۔

پس یہ شہادتین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ یہ حضرات صحابہ بظاہر اسلام لائے تھے، بیان کی جھلک تو ان پر پڑی ہی

اصحاب کا حالت نماز مین مستورات پر نظر ڈالنا

نہ تھی اب ان صحابہ کی عبادت اور زہد و تقوی کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے زاہد و متقی تھے کہ قبل از ہجرت

عین نماز جماعت مین مستورات کو گھورا کرتے تھے جیسا کہ صاحب جامع الاصول نے محدث ترمذی و امام نسائی

Presented by Ziaraat.Com

اور محدث طیالسی سعد بن منصور امام احمد۔ ترمذی۔ امام ابو عبد الرحمٰن نسائی ابن ماجہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی سے اور حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امرأة — یعنی ایک دن زن حسینہ جناب رسول اللہ صلعم

تصلی خلف رسول اللہ حسناء من — کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی کچھ صحابہ اُس کی وجہ سے

احسن الناس فکان بعض القوم یتقدم — پہلی صف مین کھڑے ہوگئے تاکہ اُس پر نظر

حتی یکون فی الصف الاول لئلا یراها — نہ پڑے لیکن بعض صحابہ پچھلی صف مین تصدا

ویستاخر حتی یکون فی الصف الموخر — کھڑے ہوے اور جب رکوع کرتے تھے تو

فاذا رکع نظر من تحت ابطہ فانزل اللہ تع — اُسپر نظر ڈالتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل

ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا — ہوئی۔

المستاخرین — (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

صحابہ کا جمعہ مین دار ہونا

اور نماز جمعہ مین اصحاب کا نماز توڑکر شغال دنیا مین مشغول ہونا تو خود کلام مجید سے ثابت ہے چنانچہ علمار اہلسنت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین جمعہ کے دن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین مع اصحاب نماز پڑھ رہے تھے کہ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور لوگون کو خبر کرنے کیلئے دف اور تالیان بجا" تا ہوا مسجد سے گذرا اُسکی آواز پر بجز بارہ اصحاب کے سب نماز توڑکر غلہ خریدنے اور تماشہ دیکھنے چلے گئے جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

واذا رأوا تجارة او لهوا نفضوا الیها — اور اُنکی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ

وترکوك قائما قل ما عند اللہ خیر من — ہوتا دیکھین تو اسکی طرف لوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین

اللهو ومن التجارة واللہ خیر الرازقین — اے رسول تم کہدو جو چیز خدا کے یہان ہے وہ تماشہ اور سودے

(سورہ جمعہ۔ پ ۲۸) — سے بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شمس العلما مولوی نذیر احمد نے اس آیہ کی یہ تفسیر کی ہے۔

پیغمبر صاحب کے عہد مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ملک شام کا ٹانڈا تجارت کا غلہ لیکر آیا اور اُسنے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے نقارہ بجایا جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے اُس ٹانڈے کی سیر دیکھنے اور کچھ خرید و فروخت کیلئے کھسک گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے اُسپر یہ عتاب نازل ہوا (ترجمہ قرآن مجید نذیر احمد صفحہ ۲۰۲)

اور یہی ذکر سب تفسیرون مین ہے۔

واضح ہو کہ مفسرین نے بجاے نماز خطبہ کا لفظ محض صحابہ کی خاطر لکھا ہے ورنہ امام بخاری صاحب نے وجابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے:۔

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم	یعنی جب کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز
اذا قبلت عیر تحمل طعام فالتفتوا	پڑھ رہے تھے کہ قافلہ تجارت غلہ کا آیا سب لوگ اسکی
الیها حتی ما بقی مع النبی صلعم الا	طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کے پاس سوائے بارہ آدمی
اثنا عشر رجلا و اذا لرأوا تجارة او لهوا انفضوا	کے کوئی نہین رہا اُسپر یہ آیت نازل ہوئی واذا
الیها و ترکوك قائما	رأوا تجارة تا آخر

اگرچہ بارہ اصحاب کا نماز مین حاضر رہنا تبلایا ہے مگر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ

لم یبق مع النبی صلعم الا رجلان	یعنی رسول اللہ کے ساتھ صحابہ مین سے صرف
و امرأة۔	دو مرد اور ایک عورت نماز مین باقی رہ گئے تھے۔

الحاصل جو لوگ نماز چھوڑ کر چلے گئے یہ وہی اصحاب ہون گے جن کا پیشہ تجارت تھا جیسا کہ کتب اہلسنت مین حضرت ابوبکر کا واسطے تجارت غلہ کے ملک شام مین جانا اور حضرت عمرؓ کا خرید و فروخت

Presented by Ziaraat.Com

کے لئے بازار مین گشت لگانا اور اسوجہ سے، قرآن واحادیث سے بخبر رہنا درج ہے

اور سنیے کہ جناب شاہ صاحب صحابہ کے اِس فعل کی یہ توجیہ کرتے ہین کہ قحط کے دن تھے اِس لیے اصحاب مضطرانہ خطبہ چھوڑ کر سودا خریدنے کو چلے گئے اور اصحاب سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کچھ بعید نہین ہے جب کہ خود انبیا و مرسلین سے بھی یہ امور سرزد ہوے ہین اور اُنپر خدا نے عتاب شدید کیا ہے۔ ہم اُس عبارت کی نقل تحفہ سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

این قصہ در ابتداے زمان ہجرت واقع شدہ	یہ قصہ ہجرت کے ابتداے زمانہ کا ہے وقت
ہنوز از آداب شریعت واقف نہ شدہ بودند و	تک آداب شریعت سے لوگ واقف نہ تھے اور قحط
ایام قحط بود و رغبت مردم بخرید غلہ زیادہ از حدی داشتند	کے دن تھے اس وجہ سے لوگون کو غلہ خریدنے کی
کہ اگر کاروان بگذرد و باز نرخ گران خواہد شد	طرف رغبت زیادہ تھی اور جانتے تھے کہ اگر کاروان
باین جہات مضطرارہ مسجد برآمدند و صدور زلت	نکل گیا تو نرخ گران ہو جائے گا ان وجوہ سے
از صحابہ و امتیان چہ بعید ست جائیکہ از انبیاء و	مضطرانہ مسجد سے نکل کر چلے گئے اور صحابہ اور امتیون
رسل زلات صادر شدہ باشد و بر آنہا عتاب شدید	سے اس قسم کی لغزشین صادر ہونا بعید نہین ہے
از حضور آلہی رسیدہ باشد۔	جبکہ انبیاء اور مرسلین سے بھی صادر ہوئی ہین اور خدا
(از تحفہ اثنا عشری صفحہ ۲۴۲)	کی طرف سے انپر عتاب شدید نازل ہوا ہے

خیر شاہ صاحب نے صحابہ کی خاطر انبیاء و مرسلین پر جو یہ ہین اتہام رکھین خدا کا عتاب و عذاب بھی انبیاء علیہم السلام پر اور خوشنودی و رضامندی خدا صحابہ کے لئے تجویز کرین مگر صحابہ کے فرار سے تو انکار نہین ہے اور ہمارا مطلب انہی سے حاصل ہے اس لئے کہ وہ لوگ زمرۂ مومنین مین شمار نہین کیے جا سکتے جو لہو و لعب اور مال و منال کے پیچھے نماز اور عبادت آلہی ترک کر دین جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :-

Presented by Ziaraat.Com

یاایھا الذین اٰمنوا لاتلھکم اموالکم	اے ایمان والو کہین ایسا نہ ہو کہ تمھارے مال
واولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذٰلک	اور تمھاری اولاد اللہ کے ذکر سے تم کو غافل کر دے
فاولئک ھم الخاسرون (سورہ منافقون ع۲)	اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹے مین ہین

حضرت عمرؓ حالت نماز مین انتظام ملک سوچتے تھے

اور یہ تو خود حضرت عمرؓ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت نماز مین میرا خیال لشکر کے انتظام مین رہتا ہے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔

قال عمر انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ

چنانچہ شبلی صاحب نے بھی الفاروق مین منجملہ اور اوصاف کے یہ صفت بھی لکھی ہے کہ:۔

"یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند و موعظت فخر و ادعا قدرتی واقعات کا بیان رنج و خوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پر پیچ معاملات خطبے مین نہین ادا ہو سکتے تھے حضرت عمرؓ پہلے شخص ہین جس نے پولیٹکل خطبے دیئے (الفاروق ص۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ جو مقام وحی خدا کی تفسیر کا تھا وہ اور کچھ قرار دیا گیا۔ پس یہ روایتین اصحاب کی دنیا طلبی پر شاہد ہین حالانکہ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین جا بجا دنیا کی مذمت کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

ولاتمدن عینیک الی مامتعنا	اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزون سے ہمنے
بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوٰۃ	کفار کے مختلف گروہ کو اس غرض سے نفع پہونچایا ہے
الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک	کہ ہم ان کی آزمائش کرین تم اے رسول اُنکی طرف
خیر وابقی	آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور تمھارے پروردگار کا
(پارہ ۱۶ - سورہ طٰہٰ ع۵)	عطیہ سب سے اچھا اور پائدار ہے۔

لیکن ان اصحاب کے زہد و تقوی اور عبادت و اطاعت مین خضوع و خشوع کی یہ حالت تھی جس کو

کسی شاعر نے اِس طرح نظم کیا ہے رباعی

آنکہ بالقلب باخدا باشد — از سوی اللہ نہ آشنا باشد

ہرکہ بالملک وزر ہوس دارد — بالیقین از خدا جدا باشد

حالانکہ مومن وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ مین ثابت قدم رہے نماز رجوع قلب کے ساتھ یعنی خضوع وخشوع سے ادا کرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

قد افلح المؤمنون الذین ھم — بیشک اُن مومنین نے فلاح پائی جو اپنی

فی صلاتھم خاشعون۔ والذین ھم — نمازون مین خشوع کرنے والے ہین اور جو بیہودہ باتون

عن اللغو معرضون (سورہ مومنون پ۱۸) — سے منھ پھرانے والے ہین -

تفسیر قمی مین ہے کہ:-

"تمھارا خشوع نماز مین یہ ہے کہ سب باتون سے آنکھ بند کرلو اور پوری توجہ افعال نماز کیطرف رکھو جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع وخشوع سے ختم کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز مین داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کے دل مین خشوع ہوتا تو جوارح پر بھی اسکا اثر ہوتا۔

جناب امیرؑ کی نماز مین محویت

اے بھائیو! اب تمھین انصاف کرو کہ آیہ شریفہ متذکرہ بالا کے مصداق وہ اصحاب ہین جو نماز جمعہ مین مال دنیا کے لئے دوڑین یا یہ کہ وہ خاصان خدا ہین جن کی نسبت صاحب "وما ینطق الھوی" ارشاد فرمائین کہ اے لوگو! علیؑ کے پیرے اُسوقت تیر نکالنا کہ وہ جب نماز مین مشغول ہوجائین جیسا کہ شقائق نعمانیہ مین ہے۔

ان علی بن ابی طالب ضرب فی بعض — کسی جنگ مین حضرت علی علیہ السلام کے

الغزوات بسھم فبقی نصلہ فی بدنہ — ایسا تیر لگا کہ اُس کی پیکان آپکے بدن مبارک مین پیوست ہوگئی

فخرج عنه فصد اخرجه فصدروا حتی اشتغل فی الصلوة فاخرجوه و لم یحس بذلك۔

جب سنگی نکالنے کا قصد کیا تو آپ بہت بیقرار ہوئے جب یہ حالت دیکھی تو اپنے قصد سے باز رہے پس جب حضرت نماز مین مشغول ہوئے تو موقع پاکر آپکے جسم مبارک سے اُس پیکان کو نکال لیا اور آنجناب کو متعلق خبر نہوئی۔ (سقاق عمانیہ)

مذکورہ بالا صحیح روایتیں اسی قسم کی کتب اہلسنت مین درج ہین۔ صدحیف کہ جن اصحاب کے زہد وتقوی اور ایمان واسلام کا یہ رنگ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ تو فلک اسلام کے مہر وماہ ٹھہرائے جائین اور جو بسخن اور نفس پرست ہو جس کی شان مین اللہ جل شانہ

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خیر البریه

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہین

اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینة العلم وعلی بابها

مین علم کا شہر ہون اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین اُس پروردگار سے جو احادیث وارد ہون اہلسنت بغیر تاویل ودیگر اصحاب کے اُنپر اعتبار نہ کرین

فاعتبروا یا اولی الابصار

واضح ہو کہ اصحاب جس طرح احکام دین وشریعت سے ناواقف تھے اسی طرح آداب رسالت سے بھی بیخبر تھے چنانچہ جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آتے تھے تو جہلا کی طرح حجرے کے باہر ہی سے آنحضرت صلعم کو آواز دیکر پکارتے تھے جسپر یہ آیت نازل ہوئی:۔

ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون

اے رسول جو لوگ تم کو حجرون کے باہر سے آواز دیتے ہین اُن مین اکثر بے عقل ہین۔

اسی طرح آنحضرت صلعم سے گفتگو مین بھی ادب ولحاظ بالائے طاق رکھتے تھے جسپر آیہ کریمہ

یاایھاالذین اٰمنوا لاترفعوا — اے ایمان لانے والو مت بلند کرو اپنی آوازوں کو

اصواتکم فوق صوت النبی الخ — نبی کی آواز پر الخ

شاہد ہے جو مسئلہ فضیلت صحابہ کے ذکر مین درج ہے۔ اس جگہ ہم ایک روایت اُس آیہ کی تفسیر مین لکھتے ہین جسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ آیہ مذکورہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ابن منذر سے و ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے کہا کہ ان لوگون کا حاکم قعقاع بن معبد کو بنائیے اسپر حضرت عمر بولے اسکو نہین بلکہ اقرع بن حابس کو انکا امیر کیا جائے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے تمھاری مخالفت منظور نہین ہے ان باتون مین جب دونون کی آوازین بلند ہونے لگین تب اللہ جل شانہ نے انکی تنبیہ کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور جلد ششم صفحہ ۱۲۳)

اسی طرح نسائی و ترمذی و بخاری مین ہے۔

فقال ابوبکر لعمر ما اردت — ابوبکر نے عمر سے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو

الا خلافی قال ما اردت خلافك — اُنھون نے کہا کہ مین نے آپکے خلاف نہین کیا۔

فارتفعت اصواتھما فی ذلك فانزل — پس دونون کی آوازین بلند ہوین اللہ جل شانہ نے

اللہ تعالیٰ یاایھاالذین اٰمنوا لاترفعوا — یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو اپنی آوازین

اصواتکم فوق صوت النبی (بخاری ۱۲۰) — نبی کی آواز سے مت بلند کرو۔

(منقول از معیار العقائد صفحہ ۱۶۱)

مگر اِس تاکیدی اور امتناعی حکم پر بھی اپنے پیغمبر سے بے ادبانہ اور گستاخانہ کلام اور شور و غل ہی کرتے رہے جسپر وقت وصیت ھذا الرجل لیھجر کہنا اور حضرت کا فرمانا کہ

"اُٹھ جاؤ میرے پاس سے خدا کے رسول کے سامنے شور و غل اور لڑائی جھگڑا جائز نہین ہے"

Presented by Ziaraat.Com

شاہد ہے۔ غرض ہتیہ ہے خدا کے خالص و مخلص بندے ایسے تھے جو اعلاے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی یاری و مددگاری مین سرگرم رہے اور راہِ خدا مین اپنی جانین نثار کر گئے جو زندہ رہے وہ حسب وصیت رسولؐ قرآن اور آل رسول سے متمسک رہے اور باایمان اِس جہان فانی سے اُٹھ گئے اور لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم وأثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ ورضوا عنہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی رہنے کی بشارت حاصل کر کے روضۂ جنان مین داخل ہو گئے۔ ہر چند کہ اصحاب ممدوحین اہانت نصرتِ صلعم کے ساتھ برابر بظاہر نمازون اور جہادون مین شریک رہے اور سفر و حضر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب اور ہمیشہ وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ مگر بقول امام غزالی صاحب بعد رحلت آنحضرت صلعم اپنی حالت اصلی پر عود کر گئے اور جیسے رسول اللہ صلعم کے پہلے مخالف تھے بفحواے آیۂ شریفہ

فَنَبَذُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ — پھر انھون نے اُس عہد خدا کو پس پشت ڈالا

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ — اور اُسکے بدلہ مین تھوڑی سی قیمت حاصل کری پس یہ

مَا يَشْتَرُوْنَ (پ ۴ س آل عمران ع ۱۵) — کیا بُرا (سودا ہے) جو یہ لوگ خرید رہے ہین۔

پھر مخالف ہو گئے ؎

ہزارون عاشق لگا کے پڑے ہوے دنیا سے ہو گئے پار
مگر یہ کشتی ہے بیوفا کی ہنوز لنگر لٹک رہا ہے

Presented by Ziaraat.Com

قال

اے یارو! تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب کے ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار پانسو کو تم کافر کہتے یا ان لوگون کو جو بعد غلبہ اسلام مسلمان ہوے منافق جانتے تو بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ تم انھین کو منافق بتاتے ہو جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ان ہزارون لاکھون آدمیون سے جو حضرت پر ایمان لائے سواے چار چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین سمجھتے بھلا کیون کر ایسے عقیدے پر تعجب نہ آئے اور کیونکر تمھاری اس گمراہی پر افسوس نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

شیعہ چار چھہ چند اصحاب کو اسلئے زیادہ اچھا سمجھتے ہین کہ بعد وصی رسول مقبول صلعم کل صحابہ کبار
مین ہی افضل تھے جن کی فضلت مین مخصوص آیات واحادیث نبوی وارد ہین جو جلد دوم مین ناظرین
کے ملاحظہ سے گذرینگے چونکہ وجہ اون [illegible] پس خدا و رسول ان بزرگون کی تھی اصحاب ممدوحین
ان سے کدورت وعناد رکھتے تھے [illegible] حضرت عثمان غنی [illegible] مارا مرتق پر ان بزرگون
کے ساتھ طرح طرح کے ظلم وستم وجور کیے کہ کسی کو شتر بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر بدر کیا۔ کسی کو اپنے غلامون سے
پٹوایا کسی کا حق تلف کیا۔ لہذا اصحاب المسنت کی نگاہون مین بُری کھٹکتے ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب
ان بزرگون کی شان مین فرماتے ہین کہ (خوشا کہ بنزلے خود رسیدند) ماوراء ان کے دیگر اصحاب جو صدق دل سے
ایمان لائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت کے موافق تاب خدا اور عترت رسول خدا کا ساتھ دیکر باایمان اُٹھ گئے
امامیہ انکی بزرگیون اور فضیلتون کی دل سے معتقد ہین جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا ان سے راضی رسول ان سے خوش — علی اُن سے راضی بتول اُن سے خوش

پس خدائے پاک نے جو تعریفین اصحاب کی اپنے کلام پاک مین کی ہین اور اپنی خوشنودی و مغفرت
کی بشارت دی ہے وہ اصحاب مومنین کی شان مین ہین نہ کہ منافقین کی جن کی مذمت مین ربع قرآن مجید
بھرا پڑا ہے۔

اے بھائیو! آپ صاحبون کو البتہ سلام کا نام لینا اور پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی کرنا چاہئے
کاش اگر پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب مین سے آپ کسی اور کو اچھا سمجھتے تب بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر
آتا ہے کہ جنھون نے اپنے پیغمبر کے حکم کو ہذیان سمجھا جنھون نے حرص دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کی نماز جنازہ تک

Presented by Ziaraat.Com

نہ پڑھی۔ جنھون نے آل رسول کے حقوق برباد کیئے اور اُن کو تباہ و تاراج کیا۔ تم انھین حضرات کو کل اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ افضل اور ایمان و اسلام مین بہتر و کامل سمجھتے ہو اور فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہو اور باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ اصحاب نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور اور یہ مخالفت کفر ہے مگر تم ان کی محبت مین آیۂ کریمہ ۔۔

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ جس شخص نے خدا
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا	اور رسول کی مخالفت کی تو اسمین شک نہین کہ اسکے لئے
ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ تیار رکھی ہے جسمین وہ ہمیشہ جلتا و بھنتا
(سورۂ توبہ رکوع ۱۰)	رہیگا۔ یہی تو بڑی رسوائی ہے۔

کو پس پشت ڈالتے ہو۔ اُن کی خاطر ان کلمات سے (صد ہزار آفرین و تحسین بر دقت نظر عمر است اگر آنحضرت درین حالت چیزے جدید کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساند موجب تکذیب آیہ "الیوم اکملت لکم دینکم خواہد بود" رسالت و نبوت پر داغ لگاتے ہو پھر بھلا کیونکر تمھارے اس عقیدے پر تعجب اور کیونکر آپ کی اس فہم و فراست اور ایمان و اسلام کے دعوے پر تاسف نہو قولہ تعالیٰ

ومن یعش عن ذکر الرحمان	اور جو شخص خدائے رحمٰن کی نصیحت سے آنکھین
نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین و	بند کرلیگا ہم اُن کیلئے شیطان مقرر کردینگے پس وہی
انھم لیصدونھم عن السبیل	اُنکا ساتھی رہیگا اور یقیناً وہی شیاطین تو راہ راست سے
ویحسبون انھم مھتدون	روکتے رہینگے اور وہ لوگ یہ گمان کرتے رہین گے
(پ ۲۵ سورۂ الزخرف ع ۴)	کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

قال

چوتھی دلیل

ولہ
صحابہ آنحضرتؐ
کی زیارت سے مشرف
ہونے سے

ہم لوگ کیا شیعہ کیا سُنّی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افضل ترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور چونکہ اب زمانہ آپ کی حیات کا نہین ہے اِس لئے آپ کی قبر مبارک دیکھنے اور آپکے روضۂ انور کی خاک آنکھون سے لگانے کو غنیمت جانتے ہین اور اُس کو بہترین عبادت سمجھتے ہین اگر کوئی شخص خواب مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ بڑے بزرگون مین شمار کیا جاتا ہے اور درحقیقت جبتک نہایت نیک و پرہیزگار نہو وہ خواب مین بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہین ہوسکتا۔ پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اُن لوگون کی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نہ کرین جو برسون حضرت کی زیارت کرتے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکے دیدار سے مشرف اور ہمکلام ہوتے رہے

اقول

شاہ عبدالحق کا بھی یہی قول ہے

جس طرح آپنے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے اصحاب کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ آئمہ دیگر علماے اہلسنت بھی نغمہ سرا ہین جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:—

وخود کدام دلیل فضیلت صحابہ واضح ترین	اس سے بڑھکر کونسی اور دلیل صحابہ کی
ازین باشد کہ بواسطہ جمال مصطفے را دیدہ وبا وے	فضیلت مین کیا ہوسکتی ہے کہ بلا واسطہ انھون نے
صحبت داشتہ ودین وقرآن از زبان وے شنیدہ	آنحضرت کا جمال پاک دیکھا اور آپ کی صحبت
وباوجود ہیچ فضل وہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر	مین رہے اور دین وقرآن زبان مبارک سے سنا
برجمال مصطفے صلعم نرسد	پس آنحضرت کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسا شرف
(مدارج النبوۃ)	ہے جس کو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچتا

لیکن بوجوہ چند اس دلیل سے نہ تو اصحاب ثلثہ رض کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے نہ افضلیت۔

اوّل — اگر شرف زیارت ہی افضل ترین سعادت اور بہترین تقربات سے ہے تو اس فضیلت مین جمیع اصحاب اور اُن کے ساتھ منافقین بھی شامل ہین اس صورت مین اہل سنت صحابہ ثلثہ رض ہی کو کس لئے تمام امت سے مرتبہ مین اعلے اور افضل سمجھتے ہین۔

دوسری — اگرچہ شرف زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماے اہلسنت صحابہ کو افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود ہی اس شرف سے اپنے اصحاب ممدوحین پر اُن لوگون کو فضیلت دیتے ہین جو آنحضرت کو بغیر دیکھے ایمان لائے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد اول صفحہ ۲۰ مین ہے:—

شیعہ سمجھتے ہین کہ جو ایمان لائے وہ اصحاب سے افضل ہین۔

پہلی — اخرج البزار وابو یعلی والذہبی فی فضل العلم والحاکم وصححہ عن عمر — بزار اور ذہبی بسند صحیح عمر رض

بن الخطاب قال کنت جالسا مع النبی فقال
انبؤنی بافضل اهل الایمان ایمانا قالوا یا
رسول الله الملئکة قال هم کذلک ویحق
لهم ومایمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة
التی انزلهم بها قالوا یا رسول الله الانبیاء
الذی اکرمهم الله برسالاته والنبوة قال
هم کذلک ویحق لهم ومایمنعهم قد
انزلهم الله المنزلة التی انزلهم بها قالوا
یارسول الله الشهداء الذین استشهدوا مع
الانبیاء قال هم کذلک ویحق لهم ومایمنعهم و
قد اکرمهم الله بالشهادة مع الانبیاء بل
غیرهم قالوا فمن یارسول الله قال قوام فی
اصلاب الرجال یاتون من بعدی یومنون
بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی
یجدون الورق المعلق فیعملون بما فیه فهؤلاء
افضل اهل الایمان ایمانا

ابن الخطاب سے روایت کرتے ہین کہ مین ایکروز
حضرت کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت
نے اصحاب سے پوچھا سب سے بڑھ کر افضل ایمان
مین کون ہے لوگون نے بہ ترتیب ملائکہ انبیا
وشہداء کے نام لئے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ کیون
ایمان نہ لائین حالانکہ وہ سب باتین خود مشاہدہ
کرتے ہین اور خدا نے ان کو یہ مدارج دیے ہین
سب نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمائین حضرت نے
فرمایا وہ لوگ جو کہ اصلاب الرجال مین ہین
ابھی پیدا نہین ہوے ہمارے بعد آئین گے اور
ہمپر بے دیکھے ایمان لائین گے۔ وہ ایک ورق
لٹکا ہوا پائین گے۔
اور جو کچھ اوس مین ہوگا اُس پر
عمل کرین گے پس یہ لوگ بلحاظ ایمان کل اہل ایمان
سے افضل ہین۔

یہی دوسری روایت مین ہے کہ جب صحابہ نے اپنی افضیلت کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الان اعجب الخلق الی ایمانا یکونون — سب سے زیادہ تعجب خیز ایمان ان لوگون کا ہے

من بعد کم یجدون صحیفا فیها کتاب — جو ہمارے بعد پیدا ہون گے وہ ایک صحیفہ پائینگے

یومنون بما فیہ — اور اُسکے لکھے ہوے پر ایمان لائین گے

تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر زیارت ایمان لانے والون کو اپنا بھائی فرمایا ہے :-

اعجب لناس ایمانا قوم یجیئون — تعجب خیز ایمان اُن لوگون کا ہے جو ہمارے بعد

بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی — ہون گے وہ بغیر ہم کو دیکھے ایمان لائین گے اور ہماری

ولم یرونی اولئك اخوانی (ایضاً) — تصدیق کرینگے اور وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے

چوتھی روایت اسماعیلی کی ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :-

اولئك اخوانی وانتم اصحابی (ایضاً) — وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے اصحاب ہو

پانچوین روایت ابن شیبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یالیتنی قد لقد لقیت اخوانی — کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے

چھٹے ابن عساکر سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون — تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی۔ وہ

من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم — قوم ہین جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائین گے پھر

قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون — آیۂ "یومنون بالغیب" الخ کی تلاوت

الصلوٰۃ الخ — فرمائی۔

ساتوین یہ حدیث صواعق محرقہ کی صفحہ ۱۲۸ سے پیش کی جاتی ہے جو خاص افضل الصحابہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے :-

واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم — انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب اور میرے بھائی وہ ہین جو بعد میرے ایمان لائینگے

Presented by Ziaraat.Com

قال یاابابکر لیت انی لقیت اخوانی	حضرت ابی بکرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کاش کہ مین اپنے
فقال ابوبکر یارسول اللہ صلعم نحن	بھائیون سے ملاقات کرتا ابوبکرؓ نے کہا ہم لوگ ہی تو
اخوانک قال لا انتم صحابی اخوانی	آپ کے بھائی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا نہین تم لوگ
الذین لم یرونی وصد قونی واحبونی	بھائی نہین ہو بلکہ اصحاب ہو ہمارے بھائی وہ لوگ
حتی لانی احب الی احدھم من ولدہ	ہونگے جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے
ووالدیہ قالوا یارسول اللہ نحن	اور ہماری محبت اُن کے دلون مین اولاد اور والدین سے
اخوانک قال لا انتم صحابی	زیادہ ہوگی پھر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم لوگ
	تو آپ کے بھائی ہین فرمایا نہین تم اصحاب ہو

اگرچہ اہلسنت نے جو اپنے حسن عقیدت باطلہ سے اپنے اصحاب کو فضیلت دے رکھی ہے وہ ان روایتون سے ہوا ہوگئی لیکن بقول شاعر ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے　　جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اس فضیلت کو جس پر جناب محدث دہلوی ان الفاظ مین :-

"ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد"

ناز فرماتے ہین خود ان ہی کے قول مندرجہ مکارم النبوۃ سے ہبا منثا کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ :-

در حدیث آمدہ کہ پرسیدند یارسول اللہؐ	اصحاب رسول اللہؐ سے پوچھا کہ ہم سے جو آپ پر
ہیچ یکے از ما کہ بتو ایمان آوردیم و ہمراہ تو جہاد کردیم	ایمان لائے اور آپکے ساتھ جہاد کرتے رہے کوئی اور
بہتر از ما باشد رسول اللہؐ فرمود نعم قومیکہ بعد از	بہتر و برتر ہے حضرتؐ نے فرمایا ہان وہ لوگ تم سے بہتر ہین
شما بیایند و نادیدہ بمن ایمان آرند بہتر از شما باشند	جو کہ بعد تمہارے آئینگے اور بغیر دیکھے ایمان لائینگے۔
بعض مفسرین یومنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند	بعض مفسرین نے یومنون بالغیب کی یہی تفسیر کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اسما بنت عمیس کو حضرت عمر پر فضیلت

اصحاب ثلثہ رض کی عدم فضیلت پر وہ روایت بھی شاہد ہے جو اسی معنی مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے

" ایک دن اسما بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالب رض ام المومنین حضرت حفصہ رض سے ملنے آئین۔ اسما نے حضرت جعفر کے ہمراہ حبش کو ہجرت کی تھی اُسوقت حضرت عمر رض بھی وہان موجود تھے اور حضرت حفصہ سے پوچھا یہ عورت کون ہے اُنھون نے کہا اسما بنت عمیس ہے یہ سنکر حضرت عمر رض بولے زن حبشیہ یہی ہے۔ یہ کہہ کر اسما سے فرمایا ہم کو ہجرت مین تم پر فضیلت ہے اسما نے جواب دیا کیونکر ہم سے افضل ہو سکتے ہو اس لئے کہ ہم نے بحر نجاشی کے کفار حبش کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھائی ہین اور تم یہان امن و امان مین رہے یہ کہکر اسما پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان باتون کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے سنکر فرمایا کہ تم پر عمر رض اور اُنکے احباب کو میرے پاس ہرگز مرتبہ نہین ہے۔ ان کو ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ اور تم کو دو ہجرت ہین ایک مکہ سے حبش اور دوسرے حبش سے مدینہ (جلد دوم صفحہ ۳۰)

سبحان اللہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو اصحاب پر ان لوگون کو جنا دیدہ ایمان لائینگے مرتبہ دین۔ اور حضرت ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر فرمائین کہ تم لوگ تو میرے اصحاب ہو بھائی نہین ہو میرے بھائی وہ لوگ ہین جو بغیر دیکھے مجھپر ایمان لائین گے اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرینگے اور مجھ کو اپنے والدین سے بڑھ کر عزیز رکھین گے۔

بخلاف اِسکے اہلسنت اپنے اصحاب کو افضلیت دین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام مین تحریف کر کے اپنے مذہب کا رنگ جمائین۔ کیا خوب! ہر چند کہ اہلسنت اصحاب کو زیارت کے شرف سے فضیلت دیتے ہین مگر افسوس کہ اُن کے اصحاب اس شرف مین بھی پورے نہ اُترے کہ باوجود شرف زیارت و قربت رسول ان حضرات کو اپنے پیغمبر کا حلیۂ مبارک بھی معلوم نہ تھا۔ جیسا کہ ذخائر العقبیٰ مین ہے:۔

حضرت ابوبکر آنحضرت کا حلیہ مبارک نہ بتا سکے

عن ابن عمر قال ان الیھود — حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہود

Presented by Ziaraat.Com

جاؤا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبك — حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رسول کا حلیہ

فقال یا معشر الیهود لقد کنت معرفی — بیان کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ یہود اگرچہ

الغار کاصبعی هاتین ولقد صورت معه — بیشک مین غار مین حضرت سے مثل دو انگلیون کے متصل رہا

جبل حراء وان خنصری لفی خنصره و — اور مین اُنکے ساتھ کوہ حرا پر بھی چڑھا کہ میری چھوٹی انگلی

لکن الحدیث عنه شدید وهذا — آپ کی چھوٹی انگلی مین تھی مگر حضرت رسول اللہ کا حلیہ

علی ابن ابی طالب فاتوا علیا فقالوا — بیان کرنا مشکل ہی یہ علیؓ موجود ہین اُنسے پوچھ لو وہ لوگ

یا ابا الحسن صف لنا ابن عمك — حضرت علیؓ کے پاس آئے کہا کہ اپنے بھائی کا حلیہ بیان کرو

فوصفه لهم — اُنھون نے بیان کردیا۔

الحاصل خدائے پاک کے نزدیک ہی لوگ افضل و اعلےٰ ہین جو سب مین زیادہ زاہد و ابرار ہون جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے

ان اکرمکم عند الله اتقکم — اہین شک نہین کہ خدا کے نزدیک تم سب مین بڑا عزت والا وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو

اور یہ جامہ خیاط ازل نے آل رسول ہی کے اجسام پاک پر روز ازل سے قطع کیا تھا۔ اصحاب ممدوحین کو تو اسکی ہوا بھی نہین لگی تھی لہذا اُن کو نہ تو قربت اور صحبت نبوی سے کچھ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے نہ جمال مصطفویؐ کی زیارت سے سعادت و منزلت ؎

ہرکہ اورو بہ بہبود نداشت — دیدن روے نبیؐ سود نداشت

خار گل کے پہلو مین رہتا ہے مگر باوجود قربت و صحبت پھر بھی خار کا خار ہی رہا۔ گل کی صحبت سے اُسکو کچھ بھی توقیر نہ ملی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہر آب جہان مین آب حیوان نہ ہوا — بیشک خر عیسےٰ کبھی انسان نہ ہوا

نااہل جو نیکون مین رہے کیا حاصل — دیکھو کہ ابوجہل مسلمان نہ ہوا

Presented by Ziaraat.Com

قال

اور نہ صرف صحبت اور زیارت پائی سعادت پائی بلکہ حضرت کے غم و خوشی مین شریک رہے اور آپکی یاری و مددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے ؎

قال
سمی رسول اللہ
فی غم وخوشی مین
شریک ہے اور اعلاء
کلمۃ اللہ مین
معین

از وطنہا مہاجرت کردند　　بر الہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ از و　　ہمہ اسرار دین شنیدہ از و
با نبی در شدائد و اہوال　　بذل ارواح کردہ و اموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اُس کو نہین پاتی نہ کہ جب اُسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ مین موجود ہون تو اُنکے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہو سکتی ہے ۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے تو ان کو کچھ فضیلت حاصل نہین ہوئی۔ ہان اہلسنت اپنی طرف سے دے رہے ہین اور یہ صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کچھ اپنے پیغمبر کی رفاقت وحمایت ان رفقانے کی ہے وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان، جس کا کچھ ذکر پچھلے صفحات مین آچکا ہے کہ وقت نصرت ؎

بگر کس نہ بدزان دلیران بجا　　رسول خدا ماند وشیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند　　علیؑ ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکرد چہ زید وچہ عمرو ولید　　شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض دگر زد بطول　　نہ خوف از خدا ونہ شرم از رسولؐ

یہی حال خدا کی راہ مین ایذائین اُٹھانے اور ہجرت کرنے کا ہے جیسا کہ حسب بیان مفسرین ومحدثین ومورخین ومجتہدین اہلسنت اور حضرت اسمٰعیل بخاری شعب ابوطالب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین سال تک تکلیفین اُٹھانا اور ان رفقا کا اپنی قوم مین امن وامان سے رہنا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ وہ اور ہی جان نثار تھے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ مین مشرکین وکفار کے خون کے دریا بہائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل کرکے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے وہی بزرگوار ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

کے مصداق ہین۔ اِس لشکر خدا کے سردار شاہ ذوالفقار کرار غیر فرار غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ جن کی شجاعت وصلابت کا مخالفین بھی لوہا مانے ہوے ہین ؎

شجاع حیدر صفدر سا تھا نہ ہے کوئی اب　　کہ جسکی تیغ سے دہشت زدہ تھے کافر سب

Presented by Ziaraat.Com

ظفر جہاد مین تھی تابع امیر عرب　　شکست دیکے پھر اجب بڑھا وہ ضیغم رب

شمار جس کا نہین کافر اتنے مارے ہین

چڑھے ہین رنپہ تو لاکھون کے سر اُتارے ہین

وہ عمر جس کا نہ ثانی تھا کافرون کیطرف　　زمین بھی ہلنے لگی جب بڑھا وہ تیغ بکف

پڑی جو دیو پہ اِک ضربت خدیو نجف　　تو الامان کا اُٹھا غلغلہ میان دو صف

علیؑ کے زور پہ حیران تمام لشکر تھا

فرس پہ جسم تھا۔ فتراک کے تلے سر تھا

یہی انصار اللہ، اعلاء کلمۃ اللہ من خدا و رسولؐ کی یاری و مددگاری کرتے رہے۔ انھین خاصان خدا کی شان مین ہے ؎

رضی اللہ عنھم ازسوے حق　　بہر ایشان بشارتِ مطلق

نہ کہ ان لوگون کی شان مین ہے جو ثم ولیتم مدبرین کے مصداق ہین۔

غرض ان رفقاء کا اپنے پیغمبر کو دشمنون مین چھوڑکر فرار ہونا ہی ایک ایسی معصیت ہے کہ کوئی برائی اُسکو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگانا حدیث ثقلین سے انحراف کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف اور تحریر وصیت مین مزاحمت کرنا حکم رسول اللہ کو ہذیان بتانا۔ جگر گوشہ رسول اللہ کو ایذائین دینا۔ آل رسول کے حقوق ضبط کرنا۔ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو پسِ پشت ڈالنا۔ حرص و ہوا کو دخل دے کر احکام خدا و رسول مین دخل دینا اور امور شریعت مین آیات و احادیث کے بجاے اپنے قیاس سے کام لینا۔ وغیرہ وغیرہ ذاتی صفات موجود ہون تو پھر ان کے مطاعن کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ اور مداحون کی فرضی مدح سرائیان ان ممدوحین کے کام کب آسکتی ہین ؎

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیرؑ کو صحاب پر فضیلت

اس موقع پر مین اپنے بھائیون سے داد انصاف چاہتا ہون کہ جب وہ اپنے اصحاب ممدوحین کو محض جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و زیارت کی وجہ سے تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل سمجھتے ہین تو کیا اسی دلیل سے اصدق الصادقین۔ سید المسلمین۔ امیر المومنین۔ امام المتقین نفس رسول۔ زوج بتول علی بن ابیطالب علیہ السلام کی افضلیت اصحاب پر ثابت نہین ہوتی جو سید الوصیین نہ صرف اصحاب بلکہ نفس رسولؐ اور برادر رسولؐ بھی تھے جو شفقت و محبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان جناب سے تھی اسکے متعلق دو چار حدیثین اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :—

پہلی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ فقال العباس اتحب ھذا یا رسول اللہ فقال یا عم واللہ اللہ اشد حبا منی وجعل ذریتی فی صلبہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیرؑ آنحضرت صلعم کی خدمت مین تشریف لائے حضرت اُن کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپ کو پیارے ہین حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لئے یہ مجھے نہایت پیارے ہین پروردگار نے ہر ایک نبیؑ کی اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسکے صلب سے پیدا کی۔

(ارجح المطالب صفحہ ۵۰۵)

دوسری

عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیہم فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا مین سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی تو جب تک مجھے علی کو نہ دکھا دے تب تک مجھے نہ مار

(اخرجہ الترمذی ایضاً صفحہ ۵۰۵)

Presented by Ziaraat.Com

تیسری

عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت له ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فلدعوت لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ علیا فواللہ ما یرید غیرہ فلما راہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (الاخرج الدارقطنی)

(ایضا صفحہ ۵۰۵)

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے انتقال کا وقت آگیا تو حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ مین نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ مین نے عمرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے انکو بھی دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ مین نے لوگون سے کہا افسوس ہے تمپر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے سوا کسی دوسرے کو طلب نہین کرتے ہین جب حضرت نے علی کو دیکھا تو اس چادر کو جو حضرت اوڑھے ہوے تھے اٹھایا اور علی کو اسکے اندر لیلیا اور انتقال فرمانے تک انکو اپنے سینہ سے لگاے ہوے تھے اور آپکا ہاتھ علیؑ پر رہا

چوتھی

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم بکی وقال این علی بن ابی طالب فوثب علیؑ قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ وضمہ الی صدرہ و قبل بین عینیہ ثم بکی حتی سالت دموعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ فرمایا اور لوگون کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابیطالب کہان ہین جناب امیر حلبی سے اچھلکر اپنے دونون پاؤن پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مین حاضر ہون حضرت نے اُن کو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک گئے تو آپنے اُنکو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہانتک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر آواز بلند ارشاد کیا

Presented by Ziaraat.Com

یامعشر المسلمین هذا علی بن ابیطالب	اے گروہ اسلام یہ علی ابن ابیطالب شیخ المہاجرین
هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا	وانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا دا
اخی وابن عمی ولحمی ودمی هذا ابوالسبطین	اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابوالسبطین یعنی امام حسن
الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة هذا	اور امام حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانون کے
مفرج الکرب عنی هذا اسد الله فی ارضه	سردار ہین یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ
وسیفه المسلول علی اعدائه فعلی	خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اسکی تلوار ہے اسکے دشمنون پر
مبغضیه لعنة الله ولعنة اللاعنین	اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنون پر خدا کی لعنت
والله منه بری وانا منه بری فمن احب	کرنے والے لعنت کرتے ہین اللہ ان سے بیزار ہے
ان یبرأ من الله ومنی فلیتبراء منه	ہین اُن سے بیزار ہون پس اگر کوئی خدا کی اور میری
فلیبلغ الشاهد منکم الغائب	بیزاری کو چاہتا ہو اس سے بیزاری کو چاہتا ہو تم میں سے
(اخرجه ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان	حاضرین ہین سے ہر اک کو چاہئیے کہ غایبون کو اس سے
محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوة)	آگاہ کردین۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲۹۰ و ۱۴)

پانچویں! جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

ان کے حق مین پیغمبر صاحب نے دمك دمی لحمك لحمی وانت منی بمنزلة هارون من موسے

فرمایا یعنی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی) اور یہ بھی فرماتے تو ان کا اور پیغمبر صاحب کا گوشت پوست

اور خون ایک تھا وہ پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو پیغمبر صاحب نے بچپن سے بیٹون

کی طرح پالا تھا۔ ایک روایت مین ہے کہ علی طفل نوزائیدہ دودھ کے لئے روتے تھے وہ کسی عورت کی

چھاتی منھ مین نہ لیتے تھے پیغمبر صاحب اپنی زبان انکو چوساتے اور وہ سیر ہو کر سو جاتے تھے ان کی سب سے بڑی

خصوصیت یہ تھی کہ پیغمبر صاحب نے اپنی لخت جگر فاطمہ زہراء کو ان سے بیاہ دیا تھا اور ان سے پیغمبر صاحب کی

Presented by Ziaraat.Com

نسل چلی تھی وہ اپنی ذات سے بڑے لائق تھے کہ پیغمبر صاحب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا سے انکی لیاقت کی تصدیق و توثیق کی تھی وہ شجاعت اور سخاوت اور خطابت اور زورمندی مین بیمثیل تھے انکی اصابت راے پر پیغمبر صاحب کو کلی اعتماد تھا کہ نوعمری مین ان کو یمامہ کا قاضی بنا کر بھیجا تھا جس رات کو کفار مکہ پیغمبر صاحب کو مار ڈالنے کے ارادہ سے رات بھر پیغمبر صاحب کا گھر گھیرے پڑے رہے پیغمبر صاحب انکو اپنی جگہ لٹا کر چپکے سے باہر نکل آئے ع

"این کار از تو آید و مردان چنین کنند" (اہانۃ الامۃ)

اصحاب ثلثہ آل رسول کی غلامی پر فخر کرتے تھے

چھٹی طرفہ تر یہ امر ہے کہ اہلسنت تو اس شد و مد سے اپنے اصحاب ممدوحین کو آل رسول سے افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود اصحاب آل رسول کی غلامی پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور اُس کو اپنی عزت و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ جناب راجہ اجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت جی سی۔ اے۔ آئی۔ مشیکار۔ وسابق مدار المہام بہادر سرکار نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنی تالیف رسالہ تزین حسین صفحہ ۱۸ مین یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ

ایک واقعہ یاد آیا جسکا تذکرہ ایک مرتبہ وعظ کی محفل مین سنا تھا جسمین اصحاب کبار کے اتحاد کا ذکر بھی آیا تھا وہ یہ ہے کہ کسی موقع پر حضرت عمرؓ کے فرزند حضرت امام حسین سید الشہدا کے ساتھ طعام کو مدعو تھے ہمسنون کا مجمع تھا کسی بات پر جناب سید الشہدا نے حضرت عمرؓ کے فرزند کو "غلام" کے لفظ سے منسوب کیا وہ روتے ہوے اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوے اتفاق سے تینون اصحاب مسجد مین جمع تھے وجہ آزردگی دریافت کی حضرت عمرؓ کے فرزند نے واقعہ بیان کیا سر پر صاحبین نے حضرت عمرؓ فرزند کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ رونے کی بات نہین ہے بلکہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے زہے نصیب ہمارے کہ حضرت امام حسین نے تجھ کو اپنے غلامون مین شریک کیا بلکہ یہ ایک سند ہمارے سب کے لئے ہے فوراً جاکر حضرت سے لکھوا لے کہ مین ایسا ہون کہ اس خطاب کے دوسرے

مستحق رجا ئین - یہ واقعہ درست صحیح ہوگا کیونکہ یہ خطا ایک نہایت معتبر صاحب تھے جنکا ثقہ و مثبت
ہونا بتلائے ہوئے تھے یعنی مولوی احمد خیر الدین صاحب)

ساتویں - از اتحاف - کنز العمال - تہذیب الکمال لاسماء الرجال - اور ضیاء العین مین ہے جسکی نقل یہ ہے کہ -

عن حسین بن علی قال

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ ایکروز

صعدت الی عمر ابن الخطاب المنبر

مین عمر بن خطاب کے پاس گیا دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہین مین بھی منبر

فقلت انزل عن منبر ابی واصعد منبر

پر چڑھ گیا اور اُن سے کہا کہ میرے والد کے منبر سے اُتر و اور اپنے

ابیک فقال ان ابی لم یکن له منبر وانما قعدنی

باپ کے منبر پر جاؤ اُنھون نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہین ہے

معه فلما انزلنی ذهب بی الی منزله فقال لی من

یہ کہکر مجھے اُٹھالیا اور اپنے پاس مجھے بٹھالیا تھوڑی دیر کے بعد وہ منبر

علمك هذا فقلت ما علمنیه احد فقال ای بنی

سے اُترے اور مجھے وہ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کسنے

لو جعلت تاتینا وتغشینا قال فجئت

سکھائی مین نے کہا مجھے یہ بات کسی نے نہین سکھائی یہ سنکر اُنھون نے

یوما وهو خال بمعویة وابن عمر

کہا اے صاحبزادے آپ کیا کریں یا آیا کریں تو خوب ہے حضرت فرمانے

بالباب لم یوذن لهم فرجعت فلقینی

ہین کہ پھر مین ایکدن اُنکے پاس گیا اُسوقت معاویہ سے خلوت کئے

بعد فقال لم ارك اتیتنا فقلت انی

ہوئے تھے اُنکے فرزند عبداللہ دروازے پر کھڑے تھے انکو اندر جانیکی

جئت وانت خال بمعویة فرأیت

اجازت نہ ملی جب مین نے حال دیکھا تو واپس چلا گیا اسکے بعد

ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت

ایکمرتبہ اُنھون نے مجھسے ملاقات کی اور کہا کہ آپ پھر کیوں یہان نہین آئے

فقال انت احق بالاذن من عبد الله

مین نے کہا آیا تو تھا مگر آپ و معاویہ خلوت مین تھے اور آپکے فرزند

بن عمر انما انبت فی رؤسنا ما ترى

عبداللہ دروازے پر جب وہ چلے گئے مین بھی چلا گیا یہ سنکر حضرت نے

الله عزوجل ثم اتم

نے کہا آپ اجازت پانیکے ابن عمر سے زیادہ مستحق ہین یہ ہال جو ہمارے

(ضیاء العین صفحہ ۱۹۱)

سر مین ہیں انکو خدا تعالی اور آپ لوگون نے ہی اُگایا ہین -

وعن ابن عباس قال قدم على امير المؤمنين عليه السلام

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابام عمر امر عمر بالاقطاع فقطع في

المسجد فاتى من عبد الحسن فقال

يا امير المومنين اعطني حتى ما في

على المسلمين فقال

الكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف

فدعا البراء الحسن وامر له بالف درهم

ثم انصرف فدعا عبد الله بن عمر فامر له

بخمس مائة درهم فقال يا امير المومنين

انا رجل متسبد اضرب بالسيف بين

يدي رسول الله صلعم والحسن والحسين

طفلان يدرجان في سكك

المدينة تعطيهما الف درهم و

تعطيني خمس مائة فقال عمر بعم

اذهب فاتي بابيك وعمك

اشركاتهما وجدك بجدهما

وجدتك بجدتهما وعمك بعمتهما

وعمتك بعمتهما وخالك بخالتهما

Presented by Ziaraat.Com

فانك لا تاتيني به ابوهما فعلي امرتضیٰ — مگر تو ہرگز نہ لا سکیگا۔ انکا باپ علیؑ مرتضےٰ انکی ماں فاطمہؑ زہراؑ

وامهما فاطمة الزهراء وجدهما — ہین ان کے جدامجد محمد مصطفےٰ صلعم ان کی جدہ کریمہ

محمد المصطفى وجدتهما خديجة — جناب خدیجۃ الکبریٰ ان کے چچا جعفر طیار ان کی

الكبرى وعمهما جعفر بن ابيطالب وعمتهما — پھوپھی ام ہانیؑ بنت ابی طالب ان کی خالہ رقیہ اور

ام هانی بنت ابيطالب وخالتهما رقية و — ام کلثوم (آنحضرت صلعم کی بیٹیان) اور ابراہیم

ام كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه — علیہ السلام ان کے ماموں ہین۔

وسلم وخالهما ابراهيم (اخرجہ ابو سعید السجستانی ارجح المطالب صفحہ ۳۰۰)

سبحان اللہ! زبان سے تو آل رسولؐ کی عقیدت اور مودت اس طرح ظاہر کرین اور عملا یہ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر جلانے کو آگ اور لکڑی لے کر جائین چنانچہ ابو محمد سعید اللہ بن مسلم ابن قتیبہ کتاب الامامۃ السیاسۃ مین اس واقعہ کا تفصیلی حال یون تحریر فرماتے ہین :-

عمرؓ بن خطاب نے فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا گھر مین سے نکلو ورنہ مین گھر کو آگ لگا دون کا کسی نے کہا اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت) اس گھر مین تو فاطمہؑ اور حسنینؑ ہین۔ حضرت عمر نے کہا ہوا کریں (یہ اصل روایت آیات محکمات جلد سوم بحث خلافت مین نقل کیگئی ہے)۔

اس جگہ روایتون کے نقل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرات آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار جانتے تھے اور آل رسول کی غلامی پر فخر اور اسکو وسیلہ نجات سمجھتے تھے تو پھر ہمارے سُنّی بھائی کس بنا پر اُن کو نفس رسولؐ پر خصوصًا اور آل نبیؐ پر عمومًا افضلیت دیتے ہین جو خود انھین کے خلفاء کرام کے اقوال سے باطل ثابت ہوئی۔ واہ یہ خوب افضلیت ہے کہ خلفاء کرام تو اپنے آپ کو آلؑ نبی کا غلام بتائین اور اُن کے معتقدین و مقلدین بمصداق (مدعی سُست گواہ چست) یہ خطاب افضل البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر کو عطا کر کے اُن کو تمام اُمت سے درجے اور مرتبہ مین افضل و اعلیٰ ٹھہرائین۔

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین :-

(۱) عن عطآء قال سئلت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن علیؑ فقالت ذلک من خیر البریۃ ولا شک فیہ الا کافر (اخرجہ احمد فی المناقب واخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

عطاء ناقل ہین کہ مین نے حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؑ کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگین کہ علیؑ تمام خلقت سے بہتر ہین اس مین کسی کافر کے کوئی شخص شک نہین لا سکتا ۔

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ علیؑ تمام مخلوقات سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

کیا خوب اصحاب ثلثہؓ کو اُن خاصان خدا پر فضیلت دیتے ہین۔ جن کی عظمت و منزلت پر ثلث قرآن شاہد ہے اور جنکی توقیر اور منزلت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ ؎

از جملہ آفرینش کون و مکان مقصود خدا علیؑ و اولاد وی ست

یہ مفہوم اس حدیث کا ہے :-

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ تعالی آدم و نفخ فیہ من روحہ عطس آدم فقال الحمد للہ اوحی اللہ الیہ حمدنی عبدی بعزتی لولا عبدان ارید ان اخلقھما فی دار الدنیا ما خلقتک

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان مین اپنی روح پھونکی تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ کہا پروردگار نے فرمایا میرے بندہ نے میرا شکر کیا ہے مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم ہے اگر مین اپنے دو بندون کو دنیا مین پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو مین تجھے ہرگز نہ پیدا کرتا

Presented by Ziaraat.Com

قال الٰہی یکونان منی قال نعم — حضرت آدم نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھسے

یا آدم ارفع راسك وانظر فرفع — پیدا ہونگے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے

راسہ فاذا مکتوب علی العرش — سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش

لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی — پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے اور علی

مقیم الحجۃ (اخرجہ الاصابہ المناقب ابن المطلب صفحہ ۲۹) — حجت کا قائم کرنے والا ہے۔

مختصر آل رسول کہ خدا وند تعالیٰ جل شانہ نے جو فضائل ومناقب عطا فرمائے وہ ان سے پہلے

کسی کو دیے اور نہ ان کے بعد کسی کو ملے چنانچہ ان کے فضائل پر خود کلام الٰہی شاہد ہے از انجملہ دو چار آیات بھی

اس جگہ نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب — پس آدم کو اپنے رب کی طرف سے جو کچھ

علیہ انہ ھو التواب الرحیم — کلمات ملے جن سے ان کی توبہ خدا نے قبول

پارہ ۱ سورہ بقرہ رکوع ۴ — کرلی بیشک وہ بڑا توبہ کرنے والا ہے

کتب تفاسیر فریقین مین ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولی ہوا اور آپ نے اپنے خدا سے

استغفار اور معذرت چاہی تو منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ تم ہم سے محمدؐ اور آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگو ہم تمہاری

دعا قبول کرلینگے حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار الٰہا محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کیواسطے

سے میری توبہ قبول فرما۔ اسپر خدا نے حضرت آدم کی دعا قبول فرمالی۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۱۰۶ مین آیۂ متذکرۂ بالا کی تفسیر ان الفاظ مین ہے۔

اخرج ابن النجار عن عباس — ابن نجار نے حضرت عباس سے روایت

قال سالت رسول اللہ صلعم عن — کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وہ کونسے

الکلمات التی تلقاھا آدم من ربہ — کلمات ہین جن سے خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کی

Presented by Ziaraat.Com

فتاب علیہ قال سأل بحق محمد — توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے

وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین — بواسطہ محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ دعا مانگی تھی اسلیئے

فتاب علیہ — خدائے پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی

یہی نیا بیع المودۃ باب ۲۴ مین بھی ہے:۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی — حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس

رحمہ اللہ علیہ مرفوعًا عن ابی ھریرۃ — کے اسناد کو بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہونچاتے ہین

رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ — کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ

قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ — جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا

فیہ من روحہ التفت آدم یمین العرش — کیا اور اُن کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم

فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا — نے عرش کے داہنے طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اُسمین

قال آدم یا رب ھل خلقت احدًا من — پانچ تنِ پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے

طین قبلی قال لا یا آدم قال — آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ

فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین — سے بھی پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا

اراھم فی ھیئتی وصورتی قال — کہ نہین۔ آدم نے عرض کیا پھر یہ کون اشخاص ہین جنکو مین

ھؤلاء خمسۃ من ولدک ولاھم مما خلقتک — اپنی ہیئت وصورت مین پاتا ہون خدا تعالیٰ نے

ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ — فرمایا کہ یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین۔ اور

اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت — جس چیز سے تجھے مین نے پیدا کیا ہے یہ اُس سے

الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی — نہین ہین انکے لیے مین نے اپنے ناموں مین سے پانچ نام مشتق کیئے

ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ — ہین اگر یہ نہوتے تو مین جنت اور دوزخ اور عرش و کرسی آسمان زمین اور فرشتے

Presented by Ziaraat.Com

ولا الانس ولا الجن فانا المحمود و اور انسان وجن وغیرہم کو ہرگز نہ پیدا کرتا پس مین
هذا محمد وانا العالی وهذا علی محمود ہون اور یہ محمد ہین مین عالی ہون اور یہ علی
وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا ہے مین فاطر ہون اور یہ فاطمہ ہے مین احسان ہون
الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن اور یہ حسن ہے مین محسن ہون اور یہ حسین ہے ۔ مجھے
وهذا الحسین الیت بعزتی انه اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ
لا یاتینی بمثقال حبة من خردل کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئے گا تو
من بغض احدهم الا دخلت مین اسکو ضرور دوزخ مین جھونکون گا اور مجھے
نار ولا ابالی یا ادم هولاء صفوتی اُس کی کچھ بھی پرواہ نہوگی ۔ اے آدم یہ میرے
بهم انجیهم وبهم اهلکتهم فاذا برگزیدہ ہین مین انکی وجہ سے بہت سے لوگون کو
کان لک حاجة فبهؤلاء توسل فقال نجات بخشون گا اور ان کی وجہ سے بہتون کو ہلاک
النبی صلی الله علیه وسلم نحن کرون گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو
سفینة النجاة من تعلق بها ونجی اُن کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر ۔ پس آنحضرت صلعم
ومن عادعنها هلك فمن کان ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نجات کی کشتی ہین جس نے
له الی الله حاجة فلیسال بنا اهل اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پاگیا
البیت راخرجه ابوالقاسم عبدالکریم اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا ۔ پس جس
بن محمد عبدالکریم الرافعی وابراهیم کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی
بن الحموینی) منظور ہو اس کو چاہیئے کہ ہم اہلبیت کے واسطے
(ابرج المطالب صفحہ ۴۶۱) سے سوال کرے ۔

اِس روایت کو ملا معین نے بھی معارج النبوۃ مین تحریر فرمایا ہے اُس کی نقل یہ ہے :-

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ ششم نیز بشارت آدم صفی اللہ است
امام جعفر صادق علیہ السلام در تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی
آدم من ربہ کلمات می فرماید کہ آدم و حوا در حینیکہ
بر سریر جنت متمکن بودند از زندگانی بروفق کامرانی
غیر مشکی حق تعالیٰ جبرئیل امین علیہ السلام را بفرستاد
تا آدم علیہ السلام را بر منازل و قصور درجات جنت
سیر دہد جبرئیل دست آدم را گرفتہ بمنزلی آورد کہ
بنائے خشتی از زر و خشتی از نقرہ بود کنگرہائے ان
از زمرد اخضر درین تختی بود از یاقوت احمر بنگاشتہ
و بر بالائے آن تخت قبہ از نور برافراشتہ و دران قبہ
بر بالائے آن تخت صورتے در غایت حسن و جمال
ترتیب دادہ تاجی از نور بر سر وے نہادہ و دو گوشوارہ
از لولو در گوش در آوردہ و قلادہ از نور در گردن او
کردہ آدم از غایت صباحت و ملاحتش انگشت حیرت
در دندان گرفت و حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش ساخت پرسید یا رب ما ھذہ الصورۃ
خطاب آمد کہ این صورت فاطمہ زہرا ست دختر محمد مصطفیٰ
و آن تاج نور بر سر او نمودار پدر بزرگوار او ست علیہ الصلوٰۃ
افضلہا و آن قلادہ نور در گردن او مثال شوہر عالی قدر

بشارت آدم صفی اللہ کی ہے کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات مین
فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت آدم و حوا تخت جنت پر
جلوہ افروز ہوے اور اپنی کامیابی پر کچھ شکایت
نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اُنکو جنت کے منازل
و مکانات و قصور و درجات کی سیر کرائین حضرت جبرئیل
حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکے اُن کو ایک محل
مین لائے جو سونے اور چاندی کی اینٹون سے تعمیر
ہوا تھا اور جسکے کنگرے طلاے اخضر کے تھے اس محل مین
ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا جسپر ایک نورانی قبہ استادہ
تھا قبہ کے اندر ایک تخت پر ایک صورت نہایت حسین
و جمیل جلوہ فرما تھی اُسکے سر پر نورانی تاج تھا کانوں مین
موتیونکے دو بندے تھے اور گلے مین ایک نورانی ہیکل تھی حضرت آدم
اس صباحت و ملاحت کو دیکھکر حیرت سے انگشت بدندان ہوے
یہانتک کہ اُسکے آگے حضرت حوا کا حسن و جمال بھی بھول گئے
عرض کیا بار الہا یہ صورت پاکیزہ کسکی ہے جواب آیا کہ
یہ صورت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ کی ہے اور نورانی تاج
جو انکے سر پر ہے وہ انکے پدر بزرگوار ہین اور نورانی ہیکل سے مراد انکے شوہر عالیقدر

Presented by Ziaraat.Com

علی کرم الله وجهه آن دو گوشواره چون لآلی اند و گوشوارے خوش آب موتی کے

کنایه از دو فرزند ارجمند فرمان برادر رسول الله مانند ہین ان سے اشارہ ہے کہ دو فرزند ارجمند سے ہی

علیهما بعد ازان بر بالاے سر نظر کرد پنج دروید کشاده اسکے بعد حضرت آدم نے سر کے اوپر نظر کی تو پانچ

بر کتابه یک کلمه از نور ثبت ساخته بر بالاے یک در دروازے کھلے ہوے تھے اور ہر ایک پر کلمات نورانی

نوشته و انا المحمود هذا محمد و بر فرق دیگر تحریر تھے ایک دروازے پر لکھا تھا کہ مین محمود ہون

رقم زده بود انا العلی الاعلی و هذا علی و بر کتابه اور یہ محمد ہین اور دوسرے پر لکھا تھا کہ مین بزرگ و

منظر سیم این کتابت کرده بود که انا الفاطر و هذه برتر ہون اور یہ علی ہے تیسرے پر تھا کہ مین فاطر ہون

الفاطمه و بر عصابه روزن دیگر این کلمه مرقوم اور یہ فاطمہ ہین چوتھے پر تحریر تھا کہ مین محسن ہون اور

ساخته بود که انا المحسن و هذا الحسن و بر ایوان یہ حسن ہے اور ایوان پنجم پر ثبت تھا کہ مین احسان

منفذ پنجم این ترکیب ثبت فرمود که انا الاحسان ہون اور یہ حسین ہے۔

و هذا الحسین جبرئیل علیه السلام فرمود که اے آدم جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم! یہ کلمات

این کلمات بابرکات و این اسامی گرامی را بخاطر بابرکات اور اسماء گرامی یاد رکھو کہ شاید ایکدن

میدار که روزے شاید که کار این کلمات محتاج گردی تم کو ان کلمات کی حاجت پیش آئے چنانچہ جب بوجہ

بعد ازانکه سیصد سال بجهت ارتکاب زلت گریسته ترک اولی تین سو سال تک حضرت گریہ و بکا فرماتے

بود بمقتضاے نداے هاتف غیبی این کلمات مستفید رہے تو حسب ندائے غیبی ان کلمات سے مستفید

گشت تا گفت یا محمود یا علی الاعلی و یا فاطر ہوے اور کہا یا اعلی الاعلی یا فاطر یا محسن

و یا محسن و یا منك الاحسان بحق محمد یا احسان بحق محمد و علی و فاطمة

و علی و فاطمة و الحسن و الحسین ان تغفر لی والحسن والحسین مجھے بخش دے اور اے غفور الرحیم

و تقبل توبتی یا غفور از جانب حضرت ذوالجلال قدس جل و علی میری توبہ قبول فرما خداوند جل و علا کی جانب سے

Presented by Ziaraat.Com

وحی آمد کہ اے آدم اگر از من مجرمان تمامی ذریت خود را

درخواست میکردی ببرکت این پنج همه را مغفور

می ساختم فذلك قوله فتلقی آدم من ربه

کلمات فتاب علیه صفحہ ۱۰ جلد دوم

دوسری آیہ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔

(سورۂ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۱)

وحی آئی اے آدم اگر مجھ سے اپنے تمام گنہگاروں کی

جو تمھاری ذریت سے ہین درخواست کرتے تو مین

ان پانچ نامون کی برکت سے سب کو بخش دیتا یہ وہ

قول ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

اے اہلبیت (رسول) خدا یہی چاہتا ہے کہ

تمہارے کل برائیان دور کردے اور پورے طور پر

تمکو پاک و پاکیزہ بنادے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر مفسرین عظام اہلسنت اس طرح کرتے ہین:۔

عن عائشة قالت خرج رسول الله

صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط

مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن

علی فادخل ثم جاء الحسین فادخل

معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء

علی فادخله ثم قال انما یرید الله الخ

(اخرجه احمد والمسلم والترمذی وابن

شیبة وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم

والبیوطی فی تفسیر الدر المنثور) (ایضاً صفحہ ۱۲ المطالب)

عن ام المومنین ام سلمة قالت ان

هذه الآیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس

جناب عائشہ رض روایت فرماتی ہین کہ

ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

صبح کو ایک سیاہ بالون کی گلیم منقش اوڑھے ہوے باہر

تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے

ان کو اسمین داخل کرلیا پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی

آپنے داخل کرلیا پھر جناب فاطمہ تشریف لائین حضرت نے

ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپنے

ان کو بھی اسمین لے لیا پھر آپ نے آیہ انما

یرید اللہ الی آخرہ تلاوت فرمائی۔

۲۰ عن ام المومنین ام سلمہ قالت ان

هذه الآیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

بتحقیق یہ آیت کہ انہین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے

Presented by Ziaraat.Com

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی بیتی وانی جالسۃ عند الباب فی البیت رسول اللہ صلعم وعلی وفاطمہ والحسن و الحسین فخللهم بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا فقالت وانا معهم یا رسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی والدارمی والبیهقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور ایضا)

اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میرے گھر مین نازل ہوئی ہے مین دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی وفاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے ان کو چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہین پس مین نے نجاست کو دور کر اور ان کو خوب پاک کر پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بھی ان کے ساتھ ہون فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی انجام تمھارا نیک ہے)

(۳) وصاحب عین المعانی فرمود کہ ظاہر تفسیر دلالت برآن دارد کہ اہلبیت ازواج باشند اما از عائشہ وام سلمہ وابو سعید خدری وانس بن مالک نقل کردہ اند کہ اہلبیت فاطمہ وعلی وحسن وحسین اند ودر اسباب نزول آوردہ کہ ام سلمہ فرمود کہ پیغمبر صلعم در خانہ من بر گلیمے کہ برائے فرش وے افگندہ بودیم نشستہ بود۔ فاطمہ درآمدہ وجہت حضرت صلعم سنبوسات باگوشت پختہ آوردہ بود حضرت فرمود کہ اے فاطمہ ابعلی وفرزندان مرا بخوان تا درین خوان با ما ہمکاسہ شوند

صاحب عین المعانی تحریر فرماتے ہین کہ بظاہر مراد اہلبیت سے ازواج رسول ہین لیکن حضرت عائشہ وام سلمہ وابو سعید خدری وانس بن مالک سے روایت ہے کہ مراد اہلبیت سے حضرت علی وحضرت فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہین اور حضرت ام سلمہ نے اس آیہ کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلعم میرے گھر مین اس کمبل پر جو اُن کے واسطے بچھایا گیا تھا رونق افروز تھے کہ ناگہان حضرت فاطمہ تشریف لائین اور گوشت کے سنبوسہ جو حضرت کے واسطے لائین تھین پیش کیے حضرت نے حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹی اور جگر علی وحسنین علیہم السلام کو بلا لو تاکہ ہمارے شریک طعام ہون

Presented by Ziaraat.Com

چون طعام خورد مصطفی صلعم آن گلیم بر ایشان
پوشید و گفت خدایا این اہلبیت من اند جس
راز ایشان ببر و ایشان را پاکیزہ گردان این
آیت (انما یرید اللہ الخ) نازل شد بمن
سر خود در زیر گلیم کردم و گفتم یا رسول اللہ من از
اہلبیت تو ام فرمود کہ انک علی خیر
ازین جہت ست کہ آل عبا و برین پنج تن اطلاق
می کنند۔ شعر

آل عبا رسول اللہ و ابنتہ
والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

و بعضی دیگر تفاسیر از انس بن مالک نقل کنند کہ
چون وقت نماز بر در خانہ فاطمہؓ بگذشتے و
الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم
الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا
فرمودی۔ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۰۰)

جب حضرت کھانے سے فارغ ہوے تو آپ نے
اس کملی مین اُنکو لیا اور فرمایا کہ بارالہا یہ میرے
اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو دور کرکے پاک و
پاکیزہ فرما۔ اس ثنا مین آیہ انما یرید اللہ
لیذہب الخ نازل ہوئی (ام سلمہ کہتی ہین) کہ مین نے
بھی اپنا سر کملی مین داخل کرکے کہا یا رسول اللہ
مین تمہارے اہلبیت مین نہین فرمایا کہ تم خیر پر ہو
اسیوجہ سے آل عبا کا اطلاق انھین پانچ پر ہوتا ہے
شعر "آل عبا رسول خدا اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہرا
اور علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام ہین جبکہ جمع ہوے"
اور دیگر تفاسیر مین انسؓ بن مالک سے نقل کرتے ہین
کہ جب نماز کے وقت حضرت فاطمہ کے دروازے
پر گذر ہوتا تو آپ الصلوۃ انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا
فرماتے تھے۔

صحیح مسلم۔ ینابیع المودۃ۔ تفسیر ثعلبی۔ جذب القلوب۔ جواہر العقدین۔ صواعق محرقہ۔ مودۃ القربےٰ۔ اور تفسیر کبیر۔ ان سب مین ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک ہی کی شان مین ہے۔

تیسری

فمن حاجتك فیہ من بعد ما جاءك
من العلم فقل تعالوا ندع

پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اسکے بعد اگر
تم سے کوئی (نصرانی عیسیٰ کے بارہ مین) حجت کرے تو کہو کہ

Presented by Ziaraat.Com

ابنائنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ؛ (پھر میدان مین آؤ) ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل ؛ اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو (بلائین) تم اپنی
لعنۃ اللہ علی الکاذبین ؛ عورتون کو اور ہم اپنی جانون کو (بلائین) تم اپنی جانون کو
یارہ ۳ سورۂ آل عمران ؛ پھر ہم سب ملکر خدا کی درگاہ مین گڑگڑائین اور
ع ۱۴ ؛ جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین۔

شان نزول اس آیۂ وافی ہدایہ کا جو تحریر کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ :۔

حضرت عیسیٰ کے بارہ مین نجران کے نصارٰی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاکھ سمجھایا کہ عیسےٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی بھی مثال دی مگر ان لوگون نے ایک نہ سنی آخر آپنے حکم خدا سے قسمانمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہین اور یہ قول و قرار ہوا کہ فلان جگہ فلان وقت ہم اور تم دونون اپنے بیٹے عورتون اور جانون کو لیکر جمع ہون اور ایک دوسرے پر لعنت کرین اور خدا سے عذاب کے خواستگار ہون جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سُرخ کملی اور چار لکڑیان دیکر اسمین ایک چھوٹا سا سائبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل مین لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھاما۔ اور جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے پیچھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اُنکے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے بیٹون کی جگہ نواسون کو اور عورتون کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہین یہ میرے اہلبیت ہین ان کو ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھ۔ الغرض جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے میدان مین پہونچے تو نصارے کا سردار عاقب آپکی طرف دیکھکر اپنے لوگون سے کہنے لگا خدا کی قسم مین ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہون اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے

Presented by Ziaraat.Com

ست جانے کو کہینگے تو یقینا ہٹ جانے کا تیرِ یت اسی مین ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ
قیامت تک نسل نصارے سے ایک بچہ گا آخر اُن لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپ نے فرمایا
کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر کی صورت مین مسخ کردیتا

ہم بعض مفسرین اہلسنت کے اقوال و اسناد بھی پیش کرتے ہین جس سے ہمارے قول کی صداقت پورے
طور سے ہوجائے گی ملاحظہ ہو :-

۱) عن سعد بن ابی وقاص قال — سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ
لما نزلت هذه الآية فدعا رسول الله ﷺ — جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد ﷺ
ابنائنا وابنائكم ونساءنا ونساءكم — نجران سے کہو آؤ ہم بلائین اپنے بیٹون کو
وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل — اور تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو
لعنة الله على الكاذبين دعا — اور ہم اپنے جانون کو اور تم اپنے جانون کو پھر دعا
رسول الله صلى الله عليه وسلم — کرین جھوٹون پر خدا کی لعنت کریں تو بولے رسول خدا
عليا وفاطمة وحسنا وحسينا و — صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو
قال اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد — کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت
والمسلم والترمذي والنسائي في الخصائص) — ہین (رشد الطالب صفحہ ۵۵)

۲) عن ابن عباس قال ان اهطا من — ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران
نجران قدموا على رسول الله صلى — چند آدمی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر
الله عليه وسلم فقالوا ما شانك — کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہین آپ نے
تذكره صاحبنا قال من هو قالوا — فرمایا کہ وہ کون ہین وہ بولے عیسیٰ کہ جنکی نسبت آپ یہ گمان کرتے
عيسى تزعم انه عبد الله قال اجل — ہین کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا گمان بجا ہے

فقالوا فهل رأيت مثل عيسى — وہ کہنے لگے کہ آپ نے عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھا دیں

وانبئت به ثم خرجوا من عنده — یا آپ کو اُن کے جیسے کا پتہ لگا ہے تو بتائیں یہ

فجاء جبرئيل فقال له قل لهم — کہکر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ پس حضرت جبرئیل

اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله — علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے اور کہنے

كمثل ادم وفى رواية انه — لگے کہ جب وہ لوگ آئین آپ ان سے کہدین کہ خدا

احد منهم قال له المسيح ابن — کے نزدیک عیسیٰ بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہین

الله لا اب له وقال الاخر هو الله — ایک روایت مین ہے کہ نجران کے لوگون مین سے

لانه احى الموتى واخبر عن — ایک شخص نے حضرت کی جناب مین عرض کیا مسیح

الغيوب وابرء الاكمه والابرص — خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہین ہے اسکے ساتھ

وخلق من الطين طيرا وتزعم — والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے مردے

انه عبد الله فقال صلى الله — زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتین بیان کرتے تھے۔ واندھے

عليه وسلم هو عبد الله وكلمته — اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ کو

القاها الى مريم فعصبوا وقالوا — خدا کا بندہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا

انما لا نرضى الا ان نقول هو — کا بندہ اور اُس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف

الله وقالوا ان كنت صادقا — القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہین

فارينا عبد الله يحى الموتى — راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہین کہ وہ خدا

ويشفى الاكمه والابرص — تھے۔ اگر آپ صادق ہین تو آپ ہمین کوئی خدا

ويخلق من الطين طيرا فينفخ — کا بندہ ایسا دکھا دین جو مردون کو زندہ کرے

فيه فيطير فسكت عنهم — اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے

Presented by Ziaraat.Com

فنزل الوحی یقول لہ تعالیٰ
لقد کفر الذین تالوا ان اللہ ھو
المسیح ابن مریم وقولہ تعالیٰ
فمن حاجّک فیہ من بعد
ما جآءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابنآءنا وابنآءکم و
نسآءنا ونسآئکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتھل فنجعل
لعنۃ اللہ علی الکاذبین
ثم قال لھم ان اللہ امرنی
ان لم تنقادوا لاسلام اباھلکم
ثم انھم وعدوا الی لغد لما
اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اقبل مع علی والحسن
والحسین وفاطمہ وعند
ذلک قال لھم انی
لاری وجوھا لو سئل اللہ ان
اللہ ان یزیل لھم الجبل
لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوم

جانور بنائے اور پھر انمین روح پھونکی اور وہ
اڑجائین۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالی
ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوے ہین وہ لوگ
جو کہتے ہین کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ
تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے
اس کے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہدے
آؤ بلائین ہم اپنے بیٹون اور تم اپنے بیون کو اور ہم
اپنی عورتون اور تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنی جانون
اور تم اپنی جانون کو پھر مدد دعا کرین اور
اللہ کی لعنت بھیجین جھوٹون پر۔ پھر آپنے نصاٰی
کے گروہ سے ارشاد کیا کہ اگر تم اسلام کے مطیع نہ ہوگے
تو خدا ے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے مین تمسے مباہلہ
کرون پھر ان لوگون نے دوسرے روز کا وعدہ کیا
جب صبح ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو
ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے اُن سے کہا
واللہ مین ایسے چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خدا سے
یہ دعا مانگین کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاے تو

Presented by Ziaraat.Com

لاہبی ... خدائے تعالیٰ سے ڈرا کیجئے جلد سے ٹلا دیجئے ۔

تلو ... ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر ایک نصرانی

الحرجہ یوحنا ... باقی نہ رہے گا ایں ہفت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

(ایسا صفحہ ۵۰) وسلم سے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ۔

۱۰ ... رسالہ موسومہ ذوالکتاب جو بتقریب سالگرہ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند

زمان روا ... بوپال دام اقبالہا بتقسیم ہدایات طبقہ زنان بعد ملاحظہ جناب مولوی حبیب الرحمن

خانصاحب شیروانی بیس علی گڈھ وصدر الصدور المخاطب بہ نواب صدیار جنگ بہادر امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن

مطبوعہ علیگڈھ شایع ہوا ہے اسکے صفحہ ۱۰۰ مین یہ واقعہ ان الفاظ مین لکھا ہے :-

"نجران کے عیسائیون نے پاس جب رسول اللہ کا خط پہونچا تو انھون نے اپنی قوم کے چودہ آدمی

مدینہ بھیجے رسول اللہ نے انکو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننا بہت بری بات ہے اگر حضرت عیسیٰ اسوجہ سے

خدا کے بیٹے ہوے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے تو حضرت آدم کو ضرور خدا کا بیٹا ہونا چاہیئے یہ دلیل انکے

سمجھ مین آگئی لیکن اپنے عقیدے پر قائم رہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا رسول اللہ نے خدا کے

حکم سے ارشاد فرمایا اچھا یون نہین مانتے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی ہم اپنے اپنے بال بچون کو لائین اور خدا سے

دعا مانگین کہ جو جھوٹا ہو وہ دنیا سے میست و نابود ہو جائے ۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ مباہلہ کرنے

تشریف لائے آپ امام حسن کی انگلی پکڑے ہوے تھے گود مین امام حسین تھے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا

اور انکے عقب مین حضرت علی تھے ابو الحارث بن علقمہ ایک عالم بھی عیسائیون کے ساتھ تھا اس نے آپکے

اور آپکے اہلبیت کو دیکھکر اپنے لوگون سے کہا اے بھائیو! مین اسوقت ایسی صورت دیکھ رہا ہون کہ اگر

وہ پہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے خبردار تم مباہلہ نہ کرو ورنہ تمھاری خیر نہین عیسائی یہ بات

سنکر ڈر گئے اور رسول اللہ سے کہا ہم جزیہ دیا کرینگے ۔ رسول اللہ نے انکی درخواست منظور فرمائی اور خصومت کر دیا"

Presented by Ziaraat.Com

صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی یعنی یہی بزرگوار اہل کسا مین اور یہی بزرگوار مصداق آیۂ تطہیر ہین پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات کل اہل عالم سے افضل و برتر ہین اگر اور کوئی ان کے مساوی ہوتا تو وہ ضرور شریک لیا جاتا جیسا کہ مودۃ القربیٰ مین لکھا ہے

لو علم اللہ تعالیٰ ان نبی	یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
الارض عبادا اکرم من علی و	ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ زمین پر عالم الغیب کے نزدیک کوئی
فاطمۃ والحسن والحسین	علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو حق بات
لامرنی ان اباھل بھم و لکن	تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ لیکر مباہلہ کرنے کیلیے مجھ حکم دیتا
امرلی بالمباھلۃ مع ھؤلاء	مگر چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہین اس لیے
وھم افضل الخلق فغلبت بھم	ان کو لیکر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھے دیا
النصاری	اور انکی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔

اس مباہلہ سے چند امور ظاہر ہوے :-

پہلے۔ حقیت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسرے۔ آل عبا علیہم السلام بزرگترین خلق تھے کہ ان کو حضرت نے اپنے ساتھ مباہلہ مین شریک کیا

تیسرے۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عزیزترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیت کیلیے انکو مقام دعا پر اپنے ہمراہ لائے۔

چوتھے یہ کہ حسنؑ و حسینؑ یقینی حضرت کے فرزند قرار پائے اور ان کا رتبہ باوجود سنی سب صحابہ سے خدا و رسول کے نزدیک زیادہ تر ہوا۔

پانچوین یہ کہ حضرت فاطمہؑ زنان عالم سے بہترین و افضل اور سب عزیزون اور بیبیون سے آنحضرت صلعم

Presented by Ziaraat.Com

کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھین اور خدا کے نزدیک جملہ عورتون سے زیادہ عالی مرتبہ۔
چھٹے یہ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باتفاق سنی و شیعہ داخل مباہلہ تھے اور ابنا دنسا کا مصداق
نہ تھے بلکہ داخل انفسنا تھے یعنی بمنزلہ نفس و جان پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پس جو کمالات کہ حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین مجتمع تھے چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام مین بھی باستثنا پیغمبری ہی ہون

ملاحظہ ہو صواعقہ احمدیہ صفحہ ۱۰۴ صحیحہ جناب شمس العلما مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ

الحاصل اللہ جل شانہ نے جناب امیر علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینے کے بعد انکی زبان مبارک
مین یہ اثر عطا فرمایا کہ اگر وہ رسولخدا کی دعا کے وقت اپنی زبان مبارک سے آمین ارشاد فرمائین تو پہاڑ اپنی جگہ سے
حرکت کرے۔ بخلاف اسکے جب صحابہ ثلثہ رض مسجد قبا کی تعمیر کیلئے رسول خدا کے ناقہ پر سوار ہون کہ جس جگہ
ناقہ خود ٹھہر جائے اُسی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی جائے تو ناقہ اپنا قدم بھی نہ اُٹھائے جیسا کہ وفاء الوفا مین ہے۔

عن جابر بن سمرہ قال لما سئل اھل القباء	جابر بن سمرہ راوی ہین کہ اہل قباء نے
النبی صلعم ان یبنی لھم مسجدا قال رسول اللہ	جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگون
صلعم لیقم بعضکم فیرکب لنا قہ فقام	کے لئے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم
ابوبکر رض فرکبھا فلم تنبعث فرجع فقعد	مین سے ناقہ پر سوار ہو۔ ابوبکر اُٹھے اور سوار ہوے
فقام عمر رض فرکبھا فلم تنبعث فرجع فقعد	مگر ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا وہ اُتر پڑے پھر عمر سوار ہوے
فقال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لیقم	تب بھی ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا یہ بھی اُتر پڑے پھر
بعضکم فیرکب الناقۃ فقام علی	حضرت نے فرمایا اور کوئی سوار ہو اسپر جناب علی
فلما وضع رجلیہ فی غرز الرکاب تنبعث	اُٹھے اور جب سوار ہوے اور پاے مبارک رکاب مین
بہ قال رسول اللہ صلعم اخر زمامی وابتنوا	رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرت نے فرمایا اسکی مہار پھیڑ دو
علی مدارھا فانھا مامورہ	ابی الطالب صفحہ ۴۹ اور اُسکے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامورہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پس ہر عاقل و ذی فہم اُن کے فضائل کا تقابل کرکے اس امر کا فیصلہ ضرور کریگا کہ ائمین کون فاضل ہے اور کون مفضول اور کون عند العقل قابل پیروی و اقتدا ہے اور کون لائق عدم تمسک۔

چوتھی آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۲)

(اے رسول) کہدو کہ مین تبلیغ رسالت کا تم سے کوئی صلہ اپنے اقربا اہلبیت کے محبت کے سوا نہین چاہتا۔

آیۂ مذکورۂ بالا کے متعلق جو روایات و تفاسیر اہلسنت مثل مدارک۔ بیضاوی۔ کشاف۔ ثعلبی۔ درمنثور سیوطی۔ تفسیر کبیر صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ احمد بن حنبل مین مندرج ہین وہ ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین :-

(۱) اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی قالوا یا رسول اللہ من قرابتك ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی و فاطمۃ وولدیھا

ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون آپ کے اہل قرابت ہین جن کی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور اُن کے دونون بیٹے یعنی حسن و حسین ہین (علیہم السلام)

(۲) قال ابو الحسن حدثنی ابی عن جدی عن ابی المومنین علیہ انہ اجتمع المھاجرون والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان لك یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتك وفیمن یاتیك من الوفود و ھذہ اموالنا

ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت لوگون کو نفقہ دیتے ہین اور اسوجہ سے آپ کو عسرت و تکلیف رہتی ہے آپ ہمارے جان و مال کے مالک ہین لہذا آپ ہمارے مال مین سے جسقدر

معہ دماءنا فاحکم فیھا بارٰی مستجورا
اعط ماشئت ولمسک ماشئت من
غیر حرج فانزل اللہ تعالی علیہ الروح
الامین فقال یا محمد قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فقال
الذی افقت بما حمل رسول اللہ علی
ترک ما عرضنا علیہ لیخشنا علی مودۃ
قرابتہ من بعدہ ان ھؤلاء سیتخذ فتراہ
فی محبتہ فھذا بھتان عظیم فانزل
اللہ تعالی ام یقولون افتری علی اللہ
کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک
ویمحو اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ
انہ علیم بذات الصدور فبعث الیھم
النبی فقال ھل من حدیث قالوا لقد
قال بعضنا کلاما غلیظا کرھناہ فتلا
علیھم ھذہ الایۃ فبکوا واشتد بکاؤھم
فانزل اللہ تعالی وھو الذی یقبل
التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات و
یعلم ما تفعلون

چاہیں سے لیں اور جتنا چاہیں چھوڑ دیں پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہدو کہ ہم
اپنی رسالت کا اجر تم سے نہیں چاہتے بجز اسکے کہ
تم ہمارے قرابتداروں سے دوستی اور محبت کرو
جب رسول خدا نے یہ حکم مسلمانوں کو سنایا اور انکے
پوچھنے پر حضور نے ارشاد فرمائی کہ جن قرابتداروں
کی محبت اور دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علی
اور فاطمہ حسن و حسین ہیں تو جو لوگ منافق تھے
باہم کہنے لگے کہ انھوں نے یہ حکم اپنی طرف سے
ہم کو دیا ہے تاکہ ہم ان کے بعد بھی اہلبیت کی
اطاعت کرتے رہیں پس اللہ تعالی نے آنحضرت
کو خبر کردی کہ یہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہیں اور یہ
آیۃ کریمہ ام یقولون افتری علی اللہ کذبا نازل
فرمائی جب قوم نے آیۃ کریمہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ
آپ صادق ہیں ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہیں
اسوقت یہ آیت نازل فرمائی ھو الذی یقبل
التوبۃ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی
توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے
درگذر کرتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اس سے واقف ہے

(ینابیع المودۃ)

Presented by Ziaraat.Com

(۳) ان الله تعالی جعل اهل بیت نبیه مطابقا له فی اشیاء کثیرة عد فخر الدین الرازی منها خمسة اشیاء احدها فی السلام قال الله تعالی السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته وقال لاهل بیته سلام علی ال یسین والثانیة فی الصلوة علی النبی وعلی اله کما فی التشهد وغیره حیث لا تکون للصلوة علیه صلعم الصلوة البتراء والثالثة فی الطهارة قال الله عزوجل طه ای طاهر ما انزلنا علیك القران لتشقی الا تذکرة لمن یخشی وقال لاهل بیت نبیه انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا والرابعة تحریم الصدقة قال صلعم لا تحل الصدقة لمحمد ولال محمد والخامسة فی المودة قال الله عزوجل قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر محمد مصطفےٰ صلعم اور اُن کے اہلبیت کو بہت سے فضائل مین مطابق و مساوی قرار دیا ہے از انجملہ پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت کی ہے ایک تو سلام مین کہ خداوند کریم نے اپنے نبی کی نسبت فرمایا السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور ان کے اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام ہے آل یسین پر دوسرے صلوٰۃ یعنی درود مین جیسا کہ تشہد وغیرہ مین ہے کہ بغیر آل کے شامل کیے درود ناقص ہو تیسرے طہارت مین کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو بخطاب طٰہٰ یعنی اے طاہر یاد فرمایا اور اُن کے اہلبیت کے لئے آیۂ تطہیر نازل فرمائی چوتھے تحریم صدقہ مین حضرت نے فرمایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر صدقہ حرام ہے۔ پانچوین محبت و مودت مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اے پیغمبر! کہہ دو امت سے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے

Presented by Ziaraat.Com

یحبکم الله وقال لاهل بیته — محبت کرے گا۔ اہلبیت کے بارے مین فرمایا ہی
قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة — اے پیغمبر کہدو اُمت سے مین تم سے رسالت
فی القربی لما نزلت هذه الایة — کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہین چاہتا کہ میرے
قیل یا رسول الله من قرابتك — قرابتداروں یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے
هولاء الذین وجبت علینا — دوستی و محبت کرو یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی
مودتهم فقال علی و فاطمه — رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار
وابناهما فثبت هؤلاء الاربعة — ہین جن کی محبت اور دوستی ہم پر واجب کیگئی
ان رب النبی واذا ثبت هذا — آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور
وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید — اُن کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہین
التعظیم ویدل علیه وجوه — پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار
الاول قوله تعالی الا المودة — ہین جن کا ذکر اس آیہ مین ہے اور جب یہ
فی القربی ووجه الاستدلال — ثابت ہوا تو اُنکا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا
به ما سبق الثانی لا شك — واجب ہوا اور اس امر پر چند وجوہ دلالت کرتے
ان النبی کان یحب فاطمة — ہین اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول المودة فی القربیٰ
علیها السلام قال فاطمة — اور وجہ استدلال اس پر وہ ہے جو سابق مین بیان
بضعة منی یؤذینی ما — ہوچکی ہے۔ دوسری یہ کہ اس مین شک نہین ہے
یوذیها وثبت بالنقل المتواتر — کہ فاطمہ کو پیغمبر خدا دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ نے
عن محمد صلی الله علیه — فرمایا کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے جو امر اوسکی اذیت کا
والہ وسلم ات کان — باعث ہو اس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے پیغمبر خدا کی حدیث متواتر

Presented by Ziaraat.Com

يحب عليًّا وفاطمة والحسن
والحسين واذا ثبت ذلك وجب على
كل الامة مثله لقوله واتبعوه
لعلكم تهتدون ولقوله تعالى
فليحذر الذين يخالفون عن امره
ولقوله تعالى قل ان كنتم
تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله
ولقوله سبحانه لقد كان لكم
فى رسول الله اسوة حسنة۔ الثالث
ان الدعاء للال منصب عظيم
ولذلك جعل هذا الدعا خاتمة
لتشهد فى الصلوة وهو قوله
اللهم صل على محمد وعلى ال
محمد وارحم محمدا وال محمد
وهذا التعظيم لم يوجد فى حق
غير الال فكل ذلك يدل على
ان حب ال محمد واجب

ثابت ہوا کہ آپ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے
محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہوا تو امت پر
ان کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا تعالے
فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تھتدون ۔ یعنی
متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ ہدایت پاجاؤ
اور فلیحذر الذین یعنی پرہیز کرو اُن لوگون
سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہین قل ان
کنتم تحبون الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے اُن
لوگون سے کہدو کہ اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری
پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور لقد
کان لکم اسوة حسنة سے فرمایا اے لوگو
رسول اللہؐ کی پیروی کرو تمھارے لئے بہتر ہے
تیسرے یہ کہ آل محمدؐ کے لئے دعا ایک مرتبہ عظیم
ہے اسی واسطے اس دعا کو نماز مین خاتمہ تشہد
قرار دیا ہے یعنی اللھم صل علی محمد وال
محمد وارحم محمدا وال محمد اور یہ عظمت
بجز آل محمد کے کسی اور مین پائی نہین جاتی ۔ لہذا
یہ تمام اُمور اسپر دلالت کرتے ہین کہ آل محمدؐ کی محبت
واجب ہے ۔

تفسیر امام فخر الدین
رازیؒ

Presented by Ziaraat.Com

شواہد التنزیل مین ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے پاک نے دیگر انبیاء کو متفرق اشجار سے پیدا کیا لیکن مین اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوے ہین مین اُس درخت کی جڑ ہون اور علیؑ اُسکی شاخ ہین اور فاطمہؑ اُسکے لئے شگوفہ ہین اور حسنؑ اُس کے ثمر ہین اور شیعہ اُس کے پتے ہین پس جو کوئی اُس کی کسی شاخ سے متعلق ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف میل کرے گا وہ جہنم مین ڈالدیا جائے گا اگر کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے تین ہزار برس خدا کی عبادت کرے یہانتک کہ مثل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو خدا اُسکو منھ کے بل جہنم مین ڈالے گا یہ فرماکر آیہ قل لا اسئلکم پڑھی۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ دیگر انبیا و مرسلین اپنی اپنی امتون سے طالب اجر رسالت نہین ہوے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا۔

ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا	اور اے قوم مین اس نصیحت کے صلہ مین
ان اجری الا علی اللہ	تم سے کچھ مال طلب نہین کرتا میری مزدوری تو
(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۳)	صرف اللہ پر ہے۔

اسیطرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت سے فرمایا:۔

یٰقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان	اے میری قوم اس نصیحت و ہدایت کے عوض
اجری الا علی الذی فطرنی	مین تم سے کچھ مزدوری نہین مانگتا میری مزدوری اُسکے
افلا تعقلون	(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵) ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم نہین سمجھتے۔

لیکن اصحاب رسولؐ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ہم سے جس قدر مال چاہین اجر رسالت مین لے لین قبل اس کے کہ آپ اُن کے اس سوال کا جواب دین۔ خود

Presented by Ziaraat.Com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم الخ نازل فرمائی۔ پس اس ارشاد باریتعالیٰ سے آل رسولؐ کی اس عزت ومنزلت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے جو پیش خدائے عزوجل ان خاصان خدا کی تھی لہذا جس طرح جمیع انبیا ومرسلین سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز وممتاز ہین اسی طرح آل رسول بھی کل انبیا ومرسلین کی آل واولاد سے ممتاز ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے بجز آل محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور کسی نبیؑ ومرسل کی آل واولاد کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا نہین فرمایا کہ اُن کی مودت مثل مودت آل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر فرض کیگئی ہو۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

یا یحوین	اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد آیا گردانتے ہو تم حاجیون کو پانی پلانا اور رہنا
	الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاخر مسجد الحرام کا مثل اُس شخص کے اعمال کے جو ایمان
	وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند لایا ہے خدا اور روز قیامت پر اور جس نے خدا کی
	اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین راہ مین جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر
	(پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع) نہین ہین اور خدا ظالمون کو ہدایت نہین کرتا

مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عباسؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کا قول نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی و	یہ آیت حسب بیان ابن عباس علی اور عباس
عباس اخرج ابو داؤد وابو الشیخ عبد الرزاق وابن	کے حق مین نازل ہوئی (ابو حاتم ابو الشیخ عبد الرزاق
ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن مندۃ والثعلبی فی	ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن مندہ اور ثعلبی اپنی
تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول	تفسیر مین۔ واحدی اسباب النزول مین اور
والقرظی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ	قرظی اور ابن اثیر جامع الاصول مین نسائی سنن مین
والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم اخرجہ ابو بکر بن مردویہ	اور سیوطی در منثور مین اور حافظ ابو نعیم

Presented by Ziaraat.Com

فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی و لوشئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقایم علیھا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشھر قبل الناس وانا صاحب الجھاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ

فضائل صحابہ مین روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم فخر و مباہات کرنے لگے طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا متولی ہون اگر مین چاہون تو اسی مین رہا کرون۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مین زمزم کا متولی ہون اور اُس پر کھڑا ہونے والا ہون۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا مین نہین جانتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے چھ ماہ قبل تمام لوگون سے نماز پڑھی ہے اور مین خدا کے راہ مین جہاد کرنے والا ہون پس خداوند تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل فرمایا

(ارجح المطالب صفحہ ۱۶۲)

اب چند احادیث نبوی بھی کتب اہلسنت سے نقل کی جاتی ہین ملاحظہ ہون

احادیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

پہلی حدیث

عن یحیی بن عوف قال انے جالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوموا معنا واما ان تخلو بھؤلاء وھو یومئذٍ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم۔

یحییٰ بن عوف کہتے ہین کہ مین ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ نو قبیلون کے آدمی ان کے پاس آئے انھون نے کہا تم ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ یا تخلیہ مین ہو جاؤ۔ ابن عباس اُس زمانہ تک نابینا نہ ہوے تھے تندرست تھے ابن عباس نے کہا مین تمھارے ساتھ اُٹھتا ہون۔

فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء وھو تفیض ثوبہ و

پس لوگون نے کچھ ان سے کہا راوی کہتا ہے مین نہین جانتا کہ کیا باتین ہوئین ابن عوف وہان سے

Presented by Ziaraat.Com

يقول اف وتف لبغون فی — آئے اور اپنے کپڑے جھٹک رہے تھے اور یہ کہتے
رجل لہ عز وقعوا فی — جاتے تھے کہ اف اور تف ہے اُن لوگون پر جو
رجل قال رسول الله صلعم — اس شخص کی نسبت کلام کرتے ہین (مراد علیؑ بن
لابعثن رجلا یحب الله — ابیطالب سے ہے جس کے بارے مین رسول خداؐ
ورسوله ویحبه الله — نے فرمایا ہے کہ مین اس مرد کو بھیجون گا جس کو خدا
ورسوله لایخزیه الله ابدا — ورسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا ورسول کو
فاشرف من اشرف — دوست رکھتا ہے اور اس کو خدا رسوا نہ کرے گا آئے
فقال این علی قیل هو — سن کر جس تس کو گردن بڑھانی تھی اُس نے
فی الرحی یطحن قال وما — بڑھائی (یعنی طمع منصب مین) پس رسول خدا صلعم
کان احدکم یطحن — نے فرمایا کہان ہین علی لوگون نے کہا وہ چکی
من قبله فدعاه وهو — پیس رہے ہین پس رسول خدا نے فرمایا کہ تم مین
ارمد ما کان ان یبصر — سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے لئے پہلے ہی سے
فتفث فی عینیه ثم هز — پیس دیتا پس حضرت کو طلب کیا حضرت کی آنکھین
الرایة ثلثا فدفعها الیه — ایسی آشوب کر آئی تھین کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے
فجاء بصفیه بنت حی و — آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
وبعث ابا بکر بسورة التوبة — آنکھون پر ملا۔ پس آنحضرتؐ نے تین مرتبہ علم کو
وبعث علیا خلفه — جنبش دی اور اُس کے بعد جناب امیرؑ کو
فاخذها منه وقال لا — رخصت فرمایا پھر جناب امیرؑ وہان سے صفیہ
یذهب بها الا رجل من — بنت حی بن اخطب کو لیکر آئے (جو آنحضرت صلعم کی

Presented by Ziaraat.Com

اهلبتی وهومنی وانا
منہ ودعا رسول اللہ الحسن
والحسین وعلیا و فاطمۃ
فمد علیھم ثوبًا فقال
اللھم ھولاء اھلبیتی وخاصتی
فاذھب عنھم الرجز وطھرھم
تطھیرا وکانت اوّل من اٰمن
الناس بعد خدیجۃ ولبس
ثوب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھم یعبدون اللہ
نبی اللہ فجاء ابوبکرؓ
فقال یا نبیّ اللہ!
فقال علی رض ان النبی
قد ذھب نحو بیر میمون
فاتبعہ فدخل معہ
الغار فکان المشرکون
یرمون علیًا حتی اصبح
وخرج بالناس فی غزوۃ
تبوک فقال علی رض

ازواج سے تھین، اور آنحضرتؐ نے ابوبکر کو سورۂ توبہ دیکر
بھیجا اور اُنکے عقب مین جناب امیر کو روانہ فرمایا اُنھون
نے جاکر وہ سورۂ توبہ حضرت ابوبکر سے لیلیا آنحضرتؐ نے
فرمایا اس سورہ کو کوئی نہین لیجا سکتا مگر ہان وہ شخص
جو میرے اہلبیت سے ہو اور علی مجھ سے ہین اور مین علی
سے ہون حضرت رسول خدا نے امام حسن و حسین علی و فاطمہ
کو طلب فرمایا اور ان لوگون کو اپنی چادر مین لے لیا
بعد اُسکے فرمایا خدایا یہ لوگ میری اہبیت اور خواص
سے ہین ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک
کر جیسا کہ پاک ہونا چاہئے علیؑ ان پہلے مردون سے
ہین کہ جو خدیجہ کبری کے بعد سب سے پہلے حضرت
رسول خداؐ پر ایمان لائے علی نے ردائے مبارک حضرت
رسول خدا اوڑھ لی اور کفار نے یہ کہا کہ یہ رسول خدا
ہین پس حضرت ابوبکر آئے اور کہنے لگے کہ یا نبی اللہ
جناب امیر نے جواب دیا رسول خدا چاہ میمون
کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر بھی انکے پیچھے
وہان گئے اور اُنکے شریک غار رہے۔ کفار رات بھر
جناب امیر پر تیر برساتے رہے یہان تک کہ سفیدی سحر
نمایان ہوئی جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو جانے لگے

Presented by Ziaraat.Com

اخرج معك فقال لا قب كى قال — توجناب ميرے كہا نہين بى آپ كے ہمراہ چلون حضرت

اما ترضى ان تكون منى بمنزلة — نے فرمايا نہين علىؑ رونے لگے رسول خدا صلعم نے فرمايا

هارون من موسى الا انك — كيا تم راضى نہين ہو كہ تمھارا مرتبہ ميرے ساتھ ويسا ہو

لست نبي انت خليفتي على كل — جو حضرت ہارون كا حضرت موسى كے ساتھ تھا۔ مگر

مومن من بعدى قال و سد — فرق يہ ہو كہ وہ نبى تھے اور تم نبى نہين ہو بعد اسكے

ابواب المسجد غير باب على — ارشاد فرمايا كہ تمام مومنون پر تم حاكم ہو ميرے بعد

قال كان يدخل المسجد وهو — حضرت ابن عباس نے كہا كہ رسول خدا نے مسجد

جنب وهو طريقه وليس له — كے تمام دروازے بند كر دئے سواے دروازہ على

طريق غيره وقال من كنت — كے كہ وہ حلالا جناب ميرے حالت جنابت ميں مسجد

وليه فعلى وليه — مين تشريف لے جاتے تھے اور جناب اميرؑ كے ليے مسجد

خصائص امام نسائى — نبوى سے راستہ تھا اس كے سوا و كوئى راہ ان كے

صفحہ ۲۲ — آنے كى نہ تھى حضرت رسول خدا نے فرمايا كہ مين جسكا

صحيح مسلم — حاكم ہون على بھى اسكا حاكم ہے

يہ حديث ازالۃ الخفا اور مفتاح النجاۃ وغيرہ وغيرہ مين بھى ہے۔

دوسرى عن على عليه السلام قال قال — يعنى خود حضرت على عليہ السلام ناقل ہين كہ

رسول الله يوم فتحت خيبر لولا ان — جناب رسول خداؐ نے فرمايا كہ اگر تمھارے مارہ مين

تقول طائفة من امتى ما قالت — ميرى امت مين وہ وہ باتين نہ كرنے لگتے جو

النصارى فى عيسى بن مريم لقلت — نصارى حضرت عيسى بن مريم كى نسبت كرتے ہين تو

فيك اليوم مقالا حيث لا تمر على ملاء — آج مين تمھارى شان مين وہ بات كہتا كہ تم جس

Presented by Ziaraat.Com

من المسلمين الاخذ والثواب من — مسلمانون کی طرف سے ہو کر نکلتے لوگ تمہارے

تحت رجليك وفضل طهورك ليستشفوا — قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوے آب طہارت

بها ولاكن حسبك ان تكون مني و — سے شفاے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا

انا منك تتلى وانا وارثك وانت — کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون تم میرے

مني بمنزلة هارون من موسى — وارث ہو مین تمہارا وارث ہون تم میرے بھائی

الا انه لا نبي بعدي يا علي — اور وزیر ایسے ہو کہ جیسے ہارون موسی کے تھے لیکن

انت تؤدي ديني وتقاتل — بعد میرے نبی نہوگا۔ تم میرا قرض ادا کروگے تم

على سنتي وانت في الاخرة — میری سنت پر جہاد کروگے تم روز آخرت سب

اقرب الناس مني وانك غدا — مین سے مجھ سے قریب ہوگے تم حوض کوثر پر سب سے

على الحوض خليفتي تذود عنه — پہلے میرے پاس پہونچوگے اور وہان بھی میرے

المنافقين وانت اول من يرد — خلیفہ ہوگے تم منافقون کو وہان سے دور کروگے

على الحوض وانت اول داخل في — تم تمام امت سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوگے

الجنة من امتي وشيعتك على — اور میری اُمت سے پہلے جنت مین جاؤگے تمہارے

منابر من نور رواء مرويين مبيضة — شیعون کو نور کے ممبرون پر جگہ ملے گی وہ میرے

وجوههم حولي اشفع لهم فيكونون — ہون گے۔ ان کے چہرے نورانی ہون گے

غدا في الجنة جيراني وان اعدائك — وہ سب میرے گرد ہونگے مین اُن کی شفاعت

غدا ظماء مظمؤن مسودة وجوههم — کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہون گے

مقمحون ومقمعون يضربون — اور تمہارے دشمن پیاسے ہون گے چہرے اُنکے

بالمقامع وهي سياط من مقمحين — کالے ہونگے اور شکین کسی ہونگی جہنم مین آتشین

Presented by Ziaraat.Com

حربك حربي وسلمك سلمي و	تازیانون سے ارے بائین گے تم سے جنگ مجھ سے
سرك سري وعلانيتك علانيتي	جنگ ہے تمھاری صلح میری صلح ہے تمھارا زاز میرا
وسريرة صدرك كسريرة صدري	راز ہے تمھارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمھارے
وانت باب علمي وان ولدك	سینے مین ہے وہ میرے سینہ مین ہے تم میرے شہر
ولدي ولحمك لحمي ودمك	علم کے دروازے ہو تمھاری اولاد میری اولاد ہے
دمي وان الحق على لسانك و	تمھارا گوشت میرا گوشت تمھارا خون میرا خون ہے
في قلبك وبين عينيك و	حق تمھاری زبان پر ہے حق تمھارے دل مین ہے
ايمان مخالط لحمك ودمك	حق تمھاری آنکھون مین ہے اور ایمان تمھارے گوشت
كما خالط لحمي ودمي ان الله	وخون مین اس طرح مخلوط ہے جس طرح کہ میرا گوشت
عزّوجل امرني ان أبشرك	وخون مین ہے اے علی مین خدا کے حکم سے تمکو بشارت
انك انت وعترتك في الجنة	دیتا ہون کہ تم اور تمھاری اولاد جنتی ہین اور
وعدوك في النار لا يرد علي	تمھارے دشمن دوزخی ہین اور وہ کبھی حوض کوثر
الحوض مبغض لك ولا يغيب	تک پہونچ نہین سکتے کوئی دوست تمھارا حوض
عنه محب لك قال علي فخررت	کوثر سے محروم نہین رہ سکتا۔ جناب علی مرتضےٰ
ساجدا لله وحمدت على ما انعم	فرماتے ہین کہ یہ سن کر مین سجدہ مین گر گیا
به علي من الاسلام والقرآن	اور اسپر حمد خدا کی بجا لایا کہ اس نے اسلام و
واجبني الى خاتم النبيين وسيد	قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور خاتم النبیین و
المرسلين (باقی الصاب صفحہ نمبر ۴۱۶)	سید المرسلین کا مجھے محبوب قرار دیا۔
تیسری قال رسول الله صلعم لعلي	جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علیؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

وضرب بين كتفيه يا علي لك سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيمة انت اول المومنين بالله ايمانا واوفاهم بعهد الله واقواهم بامر الله وارفقهم بالرعية واقسمهم بالسوية و اعلمهم بالقضية واعظمهم رتبة يوم القيمة

دونوں شانوں کے درمیان دست مبارک پھیر کر ارشاد فرمایا کہ یا علی تم مین سات صفات ایسے ہین کہ بروز قیامت کوئی شخص ان مین تمہاری بربری نہین کرسکتا۔ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر ایمان لائے سب مومنین سے زیادہ خدا کا کام بجا لانیوالے ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے احکام کی پابندی کرنے والے ہو اور سب سے بڑھ کر امت پر مہربان ہو اور سب سے سوا امت پر مساوی طور پر تقسیم کرنے والے ہو سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہو قیامت کے روز تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا

چوتھی قال رسول الله النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء واهل بيتي امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض

(مناقب امام احمد بن حنبل)

یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ستارے اہل سماوات کے لئے باعث امن ہین جب وہ فنا ہو جائینگے تو اہل سموات بھی فنا ہو جائینگے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امن ہین جب وہ ہلاک ہو جائینگے تو اہل زمین بھی ہلاک ہو جائینگے

پانچوین عن ابي الزبير المكي قال سمعت جابر بن عبد الله يقول كان رسول الله صلعم بعرفات وعلى تجاهه

ابو زبیر مکی کہتے ہین کہ مین نے جابر سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلعم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے کہ جناب امیر حضرت کے سامنے

فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فدنا علی منہ فقال خسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت من شجرۃ انا اصلھا وانت فرعھا والحسن والحسین اغصانھا فمن تعلق بغصن منھا ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبھم اللہ تبارک وتعالی علی وجوھھم فی النار۔ اخرجہ عبداللہ بن احمد بن حنبل ابونعیم وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر (ایضاً صفحہ ۲۵۰)

آرہے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ حضور مین حاضر ہوے تو آپنے ارشاد کیا کہ تیرا پنجہ میرے پنجہ مین یعنی تیرا ہاتھ میرے ہاتھ مین یا علی مین اور تو ایک شجر سے پیدا ہوے ہین مین اوسکی اصل ہون اور تو اوسکی فرع ہے حسن حسین اُسکی شاخین ہین جس نے کسی شاخ کو پکڑا خدا نے اُسے جنت مین داخل کیا اے علی اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھین کہ مثل کمان خمیدہ ہوجائین اور یہان تک نماز پڑھین کہ مثل تار باریک ہوجائین پھر اگر تجھ سے بغض رکھین تو خدائے تعالیٰ اُن کو منہ کے بل دوزخ کی آگ مین گرائے گا۔

چھٹے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ تعالیٰ قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعلہ امام العرش حتی کان اول شعبتی فتق منہ نصفہ فخلق منہ نبیکم فالنصف الاخر علی بن ابی طالب ع

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے سامنے گاڑدی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا اُسمین سے آدھی توڑکر تمھارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالب کو

(اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه و محمد یوسف الگنجی
الشافعی فی کفایۃ الطالب و الترمذی شہاب الدین احمد
والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول یا علی
خلقت انا وانت من نور اللہ تعالی (ایضاً صفحہ ۴۴)

کو پیدا کیا۔ حموینی ابن عباس سے ناقل ہین کہ وہ
کہتے تھے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت علی
سے فرماتے سُنا ہے کہ مین اور تم خدا کے نور سے
پیدا ہوے ہین۔

ساتوین

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ
صلعم یقول لیلۃ اسری بی الی
السماء قال لی الجلیل جل جلالہ
یا محمد من خلفت فی امتک
قلت خیرھا قال علی بن ابیطالب
قلت نعم یارب قال یا محمدؐ
اطلعت الی اھل الارض اطلاعا
فاخترتک منھا فشققت لک اسما
من اسمائی فانا المحمود وانت محمد
ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منھا
علیاً وشققت لہ اسما من اسمائی
فانا الاعلیٰ وھو علی یا محمد
انی خلقتک وعلیا من سخ نور
من نوری وعرضت ولایتکما
علی اھل السمٰوات والارض فمن

جناب رسول اللہ صلعم کے گلہ بان ابو سلیمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت
صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ شب معراج مین پروردگار
جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا محمدؐ تم اپنی
اُمت مین اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مین نے
عرض کیا انکے بہتر و برتر کو فرمایا کیا علی بن ابیطالب
کو مین نے عرض کیا ہان اے پروردگار نے فرمایا
یا محمد مین نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر
تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے نامون مین سے ایک نام
سے تمھارا نام مشتق کیا پس مین محمود ہون اور تم
محمدؐ ہو پھر مین نے دوبارہ زمین کے لوگون کو دیکھا
اور علیؑ بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اُسکے لئے
بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس مین
اعلی ہون اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ مین نے تم کو اور علیؑ
کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا اور تم دونون کی

Presented by Ziaraat.Com

قبلها کان عندی من المؤمنین ومن جحدها کان من الکافرین

ولایت کو اہل آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا پس جسنے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جسنے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ مین سے بنگیا۔ (ابحج الطالب صفحہ ۱۰)

آٹھوین

عن ابن عباس قال لما اخی رسول الله صلعم من المهاجرین والانصار وهو اخاه صلی الله علیه وسلم اخی بین ابی بکر وعمر رضی الله عنهما وبین عثمان وعبد الرحمن بن عوف واخی بین طلحة وزبیر واخی بین ابی ذر الغفاری والمقداد رضوان الله تعالی علیهم اجمعین ولم یواخ بین علی بن ابی طالب وبین احد منهم جزع علی مغضبا حتی اتی جدولا من الارض وتوسد ذراعیه ونام فیهما فسفی علیه الریح التراب فطلبه النبی صلعم فوجده علی تلك الصفة فوکز برجله وقال له قم فما صلحت الا ان تکون اباتراب لغضبت حین اخیت

ابن عباس کہتے ہین کہ جب کہ جناب رسول خدا صلعم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمنؓ بن عوف کا طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابوذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا علیؑ بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا۔ جناب امیر نہایت غصہ سے جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کو تکیہ بناکر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلعم انکو ڈھونڈھنے لگے اور ان کو اس حالت مین پایا اور اپنے پاؤن سے ٹھکرا کر فرمایا تو نے ابوتراب بننے مین اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جب مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان

Presented by Ziaraat.Com

بين المهاجرين والانصار ولم اواخ — بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی
بينك وبين احد منهم اما ترضى ان — نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا۔ تو راضی نہین کہ تو مجھ سے
ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى — ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد
الّا انه لا نبي بعدي الا من احبك — کوئی نبی نہین ہوگا آگاہ ہو کہ جو کوئی تجھ سے محبت
فقد حف بالامن والايمان ومن — کرے گا وہ امن و ایمان مین چھپا رہیگا اور جو شخص
ابغضك اماته الله ميتة جاهلية — کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اُس کو کافرون کی موت
اخرجہ ابوبکر الخوارزمی) — مارے گا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲)

بین — عن ابن عباس قال كان رسول الله — ابن عباس کہتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم
صلعم في صحن الدار نائما واذا راس — دحیہ کلبیؓ کے آغوش مین سر رکھے ہوے اپنے دولتخانہ کے
في حجر دحية الكلبي فدخل علي عليه — صحن مین استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام
السلام فقال السلام عليك كيف اصبح — تشریف لائے اور سلام علیک کہکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رسوله الله صلعم فقال بخير قال دحيه — کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ مین تمسے
اني لاحبك وان لك مدحة ازفها — محبت رکھتا ہون آپکے چند مناقب مجھے معلوم ہین جنکو مین
اليك انت امير المومنين وقائد الغر — آپسے بیان کرنا چاہتا ہون آپ تمام مومنون کے امیر اور تمام سفید
المحجلين انت سيد ولد ادم ما خلا النبيين — دست و پا والون کے پیشوا ہین آپ سوا انبیا و مرسلین کے تمام بنی آدم
والمرسلين لواء الحمد بيدك يوم القيمة — کے سردار ہین قیامت کے دن لواء الحمد آپکے ہاتھ مین ہوگا اور
تزف انت وحزبك مع محمد صلعم — آپکا گروہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور اُنکے گروہ کے ساتھ
وحزبه الى الجنان زفا وقد افلح من — جنت مین بھرتا ہوگا بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے
تولاك وخسر من تخلاك محبّ — آپسے تولا رکھا اور نقصان اُٹھایا اُسنے جو آپسے علیحدہ ہو گیا

Presented by Ziaraat.Com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوک و مبغضوک — محمد صلعم کے دوست آپکے محب ہین اور آپکے دشمن

لن ینالھم شفاعۃ محمد صلعم ابدا — جناب محمد صلعم کی شفاعت ہرگز بہرہ یاب

یا صفوۃ اللہ ھذا حذراس النبی صلی اللہ — نہونگے اے برگزیدۂ خدا میرے قریب تشریف لاؤ

علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال — جناب امیر جب ان کے قریب گئے تو انھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما — سر عالم صلعم کا سرانور اپنے آغوش سے لیکر ان کے

ھذہ المھمۃ فاخبرہ الحدیث قال — آغوش مین رکھدیا اتنے مین سر کا نے خواب سے بیدار

لم یکن دحیۃ الکلبی کان — ہوکر یوچھا یہ آدمی کیسی ہے۔ بنی ضیہ

جبرئیل ہمالک باسمک اللہ بہ — تم ہا جراءت کیا نہین دحیہ نہین

وھو الذی الفی محبتک فی صدور — تھے بلکہ جبرئیل شان لائے تھے آکر ان کتاب سے

المومنین وھیبتک فی صدور — یہ نگارے تھے جنمین کہ بسا ہے ان۔ تمہین کا دہ

الکافرین۔ (آخر حدیث بکیب مرویہ — کریں خدا نہارے محبت کو مومنین کے بے

اوضح المطالب

صفحہ (۱۴۱) — دل مین والد یا ہے۔

دین — عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی — جناب امیر علیہ السلام غلام سالم رضی اللہ عنہ

ارض لہ وھو یحرثھا حتی جاء ابوبکر و — بیان کرتے ہین کہ مین جناب امیر کے ساتھ تھا اور

عمر رضی اللہ عنہما فقالا السلام علیک — وہ اپنی زمین کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر

یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — وعمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آکر

فقبل کنتم تقولون فی حیوۃ — یا امیر المومنین تم اس کو کہتے تھے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے

ذلك فقال عمر هو امرنا (اخرجه ابن مردویہ)

ارجح المطالب

بارھوین عن حذیفة بن الیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا فضله سمی امیر المومنین وادم بین الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالی انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم

(اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار)

(ایضا صفحہ ۱۶)

بارھوین عن انس قال بینما انا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ قال الان یدخل سید المرسلین وامیر المومنین وخیر الوصیین اذا اطلع علی فقال صلی الله علیه وسلم اللهم والی فجلس بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم

میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمر نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر لوگون کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز ان کے فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا نام اُسوقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اسوقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمھارا خدا ہون اور محمد صلعم تمھارا نبی ہی اور علی تمھارا امیر ہے۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین میں ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانون کا سردار اور مومنون کا امیر اور اوصیاء کا بہتر یہان آئیگا ناگہان جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرا شکر ہے اے علی میرے پاس آؤ اے علی میرے پاس آؤ انس کہتے ہین کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ مبارک اور جبین کا

وجهه یمسح به وجه علی ویمسح العرق من جبینه علیه السلام — عرق اُنکے چہرہ پر اور اُن کے چہرہ کا عرق اپنے چہرہ

به وجهه فقال له علی یا رسول الله انزل فی — اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ

شیئی قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة — آیا میرے حق مین کوئی آیت نازل ہوئی ہے

هارون من موسیٰ الا انه لا نبی — آپنے ارشاد کیا کیا تو راضی نہین ہے کہ تیری منزلت

بعدی انت اخی و وزیری وخیر — مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسی سے ہارون کی لیکن

من اخلف بعدی تقضی دینی و — کوئی نبی میرے بعد نہین ہونے والا ہے۔ تو میرا

تنجز وعدی وتبین لهم ما اختلفوا — بھائی اور وزیر ہے جن کو کہ مین اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا

من بعدی وتعلمهم تاویل — اُن سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور

القرآن ما لم یعلموا وتجاهدهم — میرے بعد وعدہ کو پورا کرنے والا جن اُمور مین کہ لوگ

علی التاویل کما جاهدتهم علی — میرے بعد اختلاف کرینگے تو اسکو رفع کرنے والا ہے

التنزیل۔ (اخرجه الدیلمی و — تو انھین قرآن کی تاویل سکھلائے گا جو وہ نہین جانتے

ابن مردویه) — ہین اور لوگون کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا

(ایضا صفحہ ۱۷) — جیسے کہ مین نے تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

تیرھوین — عن عبدالله بن سعد بن ضرارة قال — عبداللہ بن سعد ضرارہ سے روایت ہے کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب

لیلة اسری بی انتهیت الی ربی عزوجل — ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے

فاوحی الی فی علی ثلاث انه سید المسلمین — میری طرف علی کے تین القاب وحی فرمائے کہ یہ مسلمانون

وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجه الحاکم — کا سردار اور متقیون کا امام اور سفید دست و پا

وابونعیم وابن مردویه وابن قانع) (ایضا صفحہ ۱۸) — والون کا پیشوا ہے۔

چودھویں عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی البقیع الغرقد قال والذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القران کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یشھدون لا الہ الا اللہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا علمہ کما سخط موسی امر السفینۃ وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینہ وقتل الغلام و اقامۃ الجدار للہ رضی (اخرجہ الخوارزمی)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد مین تشریف فرما تھے اور مین خدمت اقدس مین حاضر تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ تم مین ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل پر لوگون سے لڑیگا جس طرح سے مین نے قرآن کی تنزیل پر مشرکون سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسلئے اُن سے جہاد کرنا لوگون پر شاق گذریگا یہانتک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہوجائینگے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کشتی کے امر مین اور لڑکے کے قتل کرنے مین اور دیوار کے بنانے مین حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی مین سوراخ کرنا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضامندی کے لئے تھا۔ (ایضاً صفحہ ۳۰)

پندرھویں وعن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عزوجل یباھی بعلی کل یوم والملئکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً صفحہ ۳۰)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز مباہات کرتے ہین یہان تک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مرحبا یا علی

Presented by Ziaraat.Com

دلھوین	عن عثمان بن عفان قال قال	حضرت عثمان رضہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہین
	عمرؓ ان الله تعالی خلق ملائکة	کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو علی کے منہ کے نور
	من نور وجه علی بن ابی طالب	سے پیدا کیا ہے
	(اخرجه الخطب الخوارزمی فی المناقب	(ایضا صفحہ ۴۶۳)
تیرھوین	عن عبد الله بن عمر قال سمعت	عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ مین نے جناب
	رسول الله صلعم وسئل بای لغت	رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ لوگون نے حضرت سے
	خاطبك ربك لیلة المعراج فقال	پوچھا۔ یارسول اللہ شب معراج اللہ تعالی نے آپ سے
	خاطبتنی ربی بلغة علی فقلت یارب	کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ
	خاطبتنی انت امر علی فقال یا احمد	مین نے عرض کیا اے پروردگار مجھ سے تو باتین کرے
	انا شئ لیس کالاشیآء ولا اقاس	یا کہ علی فرمایا اے احمد مین ایک ایسی چیز ہون کہ کسی چیز سے میرا
	بالناس ولا اوصف بالاشباه خلقتك	قیاس نہین کیا جا سکتا اور مین لوگون جیسا نہین
	من نوری وخلقت علیا من نورك	اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے مین نے تجھے اپنے
	فاطلعت علی سرائر قلبك فلم	نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے مین
	اجد الی قلبك احب من علی بن	تیرے دل کے بھید سے واقف ہون کہ تیرے قلب
	ابی طالب فخاطبتك بلسانه کیما	مین علی سے زیادہ کسی کی محبت نہین پس مین
	یطمئن قلبك (اخرجه الخوارزمی فی المناقب)	اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے
	ایضا صفحہ (۵۰۰)	دل کو تسلی رہے۔
اٹھارھوین	عن علی قال قال رسول الله صلعم	جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب
	لما اسری بی رأیت علی باب	سرور کائنات صلعم فرماتے تھے شب معراج ہم نے

Presented by Ziaraat.Com

الجنة مكتوبًا بالذهب لا الٰہ جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا کہ نہین

الا الله محمد حبیب الله وعلی ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد خدا کا حبیب ہے

ولی الله وفاطمة امة الله والحسن علی خدا کا والی ہے فاطمہ پروردگار کی کنیز ہے

والحسین صفوة الله علی باغضیهم اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہین انکے دشمنون پر خدا کی

لعنة الله (اخرجه الدیلمی) ایضاً صفحہ ۳۰ لعنت ہو

انیسوین عن ابی الحمراء قال قال رسول الله ابی حمراؓ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلعم

صلی الله علیه وسلم من اراد ان نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم مین حضرت آدم اور

ینظر الی آدم فی علمه والی نوح فی فهمه فہم مین حضرت نوح اور حلم مین جناب ابراہیم اور

والی ابراهیم فی حلمه والی یحیی بن زہد مین حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حملہ مین حضرت

زکریا فی زهده والی موسی بن عمران فی موسی بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی

بطشه فلینظر الی علی بن ابیطالب ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔ ۔

(اخرجه احمد وابو الخیر القزوینی والبیهقی فی فضائل الصحابہ ارجح صفحہ ۴۵۲)

بیوین عن الحارث الاعور صاحب رایة حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار

علی قال بلغنا النبی صلی الله ناقل ہین کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی

علیه وسلم کان جمع من اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت مین دق فرو

اصحابه فقال اریکم آدم تھے کہ ارشاد فرمایا مین تمھین ایسا شخص دکھاؤن کہ اپنے

فی علمه ونوحا فی فهمه وابراهیم علم مین وہ جناب آدم اور فہم مین جناب نوح اور

فی حکمته فلم یکن باسرع حکمت مین جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہین گذری

من ان اذ طلع علی فقال تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ — ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم

اقست رجلا بثلثۃ من الرجل بخ بخ — نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ جو فضائل مین

ھذا الرجل من ھو یارسول اللہ قال — تین نبیون کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے مرحبا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ — ہو ایسے شخص کو اچھا فرمایے وہ کون ہے حضرت

یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم — نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہین جانتے حضرت

قال ابوالحسن علی بن ابی طالب — ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے

قال ابوبکر بخ بخ لک یا ابا الحسن — والا ہے۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) — ہین حضرت ابوبکر نے کہنے لگے مرحبا ہو تجھ کو اے

(ایضا سنحہ ایضا) — ابوالحسن"

اِس حدیث کے ذیل مین امام فخرالدین رازیؒ تحریر فرماتے ہین :-

امام فخر الدین رازی کا قول علی افضل البشر ہین

ھذا الحدیث یدل علی ان علیا — یہ حدیث دال ہے کہ حضرت علیؑ ان

کان مساویا لھولاء الانبیاء فی ھذہ — صفات مین انبیاے کرام علیہم السلام کے مساوی

الصفات ولاشک ان ھؤلاء الانبیاء — تھے۔ اور اسمین کسی قسم کا شک نہین کیا جا سکتا

کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی — کہ یہ انبیاء جمیع صحابہ سے افضل تھے اور افضل کا

الافضل افضل فوجب ان یکون علی — مساوی افضل ہوا کرتا ہے اِس لئے حضرت علیؑ بھی

افضل منھم (اربعین فی اصول الدین) — اُن صحابہ سے افضل ٹھہرے"

اسی طرح اسی کتاب مین رقم طراز ہین -

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد — اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیۂ مباہلہ

من قولہ تعالی وانفسنا ھو علی و — مین انفسنا سے جناب علی مراد ہین اور یہ بات بھی

معلوم انه یمتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ فلا بد ان یکون المراد هو المساواۃ بین النفسین وهذا یفید ان کل ما حصل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی ما وراء صفۃ النبوۃ ثم لاشک ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیا متساویا فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل الخلق۔ (کفایۃ الطالب صفحہ ۲۵۲)

معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعینہ نفس جناب علی علیہ السلام نہین ہو سکتا پس بالضرور یہان مساواۃ مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکت مین تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اسمین شک نہین کہ آنحضرت تمام فضائل مین تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ ان صفات مین جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول خدا بھی افضل البشر ہین ۔

الیسوین آیۂ والی ہدایہ :-

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولٰئک هم خیر البریۃ۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہین۔

کی یہ تفسیر کی ہے ۔

" ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیر سامنے سے نمودار ہوے حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ مین میری جان ہے یہ اور اسکے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المراد ہونگے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اسی دن سے جب اصحاب رسول حضرت علی کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ آیا

ادو ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہین۔

(دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

اس موقع پر ہم اُس مناظرہ کی بھی نقل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو حُرّہ بنت حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارۂ افضلیت حضرات خلفا ثلثہ رضؓ اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے :-

مُناظرۂ حُرّہ اور حجّاج

مناظرہ حرہ و حجاج بن یوسف

اورد الصدوق طاب ثراہ نقلا	صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل
عن جماعۃ ثقاۃ قال لما وردت حرۃ	کرتے ہین کہ جب حرّہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف
بنت حلیمۃ السعدیۃ رضی اللہ عنہا	ثقفی کے پاس آئین اور اسکے سامنے بیٹھین تو حجاج
علی الحجاج بن یوسف الثقفی وجلست بین	نے کہا اے حرّہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ
یدیہ فقال لھا انت حرۃ بنت حلیمہ	کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر فضیلت دیتی ہے اسنے
قد قیل عنک انک تفضلین علیا علی	کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے مین تو فضیلت
ابی بکر وعمر وعثمان فقالت لقد کذب	دیتی ہون علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ
الذی قال انی افضلہ علی آدم ونوح	و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰؑ بن مریمؑ پر
ولوط وابراھیم وموسیٰ وداؤد و	حجاج نے کہا تجھپر وائے ہو مین تجھسے صحابہ پر
سلیمان وعیسی بن مریم فقال لھا ویلک اقول	فضیلت دینے کی وجہ سے باز پرس کرتا ہون تو انکو
لک انک تفضلینہ علی الصحابۃ فتزیدین علیھم	آٹھ انبیا کو اور زیادہ کرتی ہے اگر تو نے اپنی
ثمانیۃ من الانبیاء فان لم ترتدعی ببیان ما قلت لاضربت	حجت نہ بیان کی تو مین تیری گردن اُڑا دون گا

Presented by Ziaraat.Com

عنقك فقالت ما انا فضلت على هؤلاء
الانبياء بل الله عزوجل فضله فى
القران عليهم فى قوله فى حق آدم
فعصى آدم ربه فغوى وقال فى
حق على وكان سعيهم مشكورا
فقال احسنت يا حرة فلم تفضلينه
على نوح ولوط قالت الله تعالى فضله
عليهما بقوله ضرب الله مثلا للذين
كفروا امرأة نوح وامرأة لوط كانتا
تحت عبدين من عبادنا صالحين
فخانتاهما وعلى بن ابى طالب
كانت زوجته بنت محمد فاطمة
الزهرا التى يرضى الله لرضاها و
يسخط بسخطها فقال الحجاج احسنت
ياحرة فلم تفضلينه على اب الانبياء
ابراهيم خليل الله فقالت الله
يفضله بقوله قال ابراهيم رب
ارنى كيف تحى الموتى قال اولم تومن
قال بلى ولاكن ليطمئن قلبى

حرہ نے کہا کہ میں نے انھین ان انبیا پر فضیلت نہین
دی بلکہ خدا نے قرآن مین ان پر فضیلت دی ہے
خداوند عالم آدم کے حق مین فرماتا ہے جس کا حاصل
یہ ہو پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان
اٹھایا اور علی کے حق مین فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
ان کی کوشش وسعی قابل شکریہ ہے حجاج نے کہا
احسنت۔ مگر نوح اور لوط پر کس طرح فضیلت ہے انسنے کہا
کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ خداوند تعالی کفار کیلئے زوجۂ نوح ولوط کی مثال
بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندون کی تحت
تھین اور انھون نے ان کی خیانت کی اور علی
ابن ابیطالب کی زوجہ فاطمہ زہرا ہین جنکی رضامندی
سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا
ہے۔ حجاج نے کہا احسنت۔ اب ابوالانبیا ابراہیم
پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا انکے بارہ مین
ارشاد خدائے تعالی ہے جسکا حاصل یہ ہے ابراہیم نے
کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردہ کو زندہ
کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تو ایمان نہین لایا عرض کیا کہ
ہان ایمان تو لایا ہون لیکن اطمینان قلب چاہتا ہون

Presented by Ziaraat.Com

وامیرالمومنین قال قولا لم یختلف
فیہ احد من المسلمین لو کشف الغطاء
لما ازددت یقینا۔ وھذہ کلمۃ
لم یقلھا احد قبلہ ولا بعدہ قال احسنت
یاحرۃ فبم تفضلہ علی موسی کلیم اللہ
قالت یقول اللہ عزوجل فخرج منھا
خایفا یترقب قال رب نجنی من
القوم الظلمین وعلی بن ابی طالب
بات علی فراش رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ لم یخف حتی انزل اللہ
فی حقہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد" قال
احسنت یاحرۃ قال فبم تفضلہ علی
داؤد قالت اللہ فضلہ علیہ بقولہ یا
داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض
فاحکم بین الناس بالحق ولا
تتبع الھوی" قال لھا فای شیئ
کانت حکومتہ قالت فی رجلین
احدھما کان لہ کرم

اور امیرالمومنین کا یہ ارشاد ہے جسمین کسی مسلمان نے
اختلاف نہین کیا کہ اگر پردے اٹھا دئے جائین پھر
بھی میرے یقین مین زیادتی نہین ہوسکتی۔ اور یہ کلمہ
وہ ہے کہ نہ اس سے پہلے یہ کلمہ کسی نے کہا نہ ان کے بعد
حجاج نے کہا احسنت۔ مگر موسیٰ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت
دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ خداوند عالم موسیٰ کے بارے مین
بیان کرتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر
سے خوف کھا کر نکلے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے
اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے ظالمین سے نجات دے
اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے
اور خدا نے ان کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی
جسکا حاصل یہ ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا
کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہو۔ حجاج نے کہا
احسنت یاحرہ اب داؤد پر کس طرح فضیلت دیتی ہو
اس نے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر
خلیفہ مقرر کیا ہے لوگون مین حق کے ساتھ فیصلہ کر
اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر حجاج نے کہا ان کا
فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے ایک کی اس

Presented by Ziaraat.Com

وللآخر غنم فعثت الغنم فی کرم انگورون کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریان
فرعته فلحتکما الی داؤد فقال رات کو بکریان آکر انگور کی بیلین کھا گئین۔ یہ
تباع الغنم وینفق ثمنها علی الکرم دونون داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے انھون نے
حتی یعود علی ما کان علیه فقال له کہا کہ بکریان بیچ کر ان کی قیمت انگورون پر خرچ
ولده یا ابت بل یاخذ من لبنها و کی جائے تاکہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائین اسوقت
صوفها فقال الله عز وجل ففهمناها اُنکے بیٹے سلیمان نے کہا کہ اے پدر بزرگوار بلکہ انکے
سلیمان وان مولنا امیر المومنین دودھ کی قیمت خرچ کیجائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ
علیه السلام قال سلونی عما فوق جسکا حاصل یہ ہو کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا
العرش سلونی عما تحت الارض اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ
سلونی قبل ان تفقدونی وانہ پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزین سوال کرو مجھسے
علیه السلام دخل علی النبی صلی الله زمین کے نیچے کی چیزون کا اور سوال کرو مجھ سے قبل
علیه وآله وسلم یوم فتح خیبر اسکے کہ تم مجھکو گم کرو اور جسوقت کہ آپ بروز فتح خیبر
فقال النبی صلعم افضلکم خدمت رسول اللہ مین آئے تو رسول اللہ نے
واعلمکم علی فقال لها احسنت فرمایا کہ تم مین سب سے افضل اور اعلم علی ہے حجاج
یا حرة فلم تفضلینه علی سلیمان نے کہا احسنت۔ مگر سلیمان پر فضیلت کیونکر ہو سکتی ہے
فقالت الله فضله بقوله رب اُسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
هب لی ملکا لا ینبغی لاحدٍ جسکا حاصل یہ ہے سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھے
من بعدی" ومولنا ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو اور
علیه السلام قال یا دُنیا مولانا امیر المومنین نے فرمایا کہ اے دنیا مین نے تجھے

Presented by Ziaraat.Com

طلقتك ثلثا لارجعة لی فیك فعند — تین طلاق دیے ہین مین تجھ سے رجوع نہین کرسکتا

ذلك انزل الله علیه تلك الدار — اسوقت آپکی شان مین خدا نے یہ آیت نازل فرمائی

الاخرة نجعلها للذین لایریدون علوا فی — جسکا حاصل یہ ہے۔ یہ آخرت کا گھر اُن لوگون کیلئے

الارض ولافسادا والعاقبة للمتقین قال — ہے جو زمین مین بلندی نہین چاہتے اور نہ فساد

احسنت یاحرة فلم تفضلینه علی عیسی — چاہتے ہین اور حسن عاقبت متقین کے واسطے ہے۔

بن مریم قالت الله فضله اذ قال الله یا — حجاج نے کہا احسنت مگر عیسی پر فضیلت کی کیا دلیل

عیسی انت قلت للناس اتخذونی و — ہے اسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ

امی الهین من دون الله قال سبحانك — فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ اے عیسی کیا تو نے

الایة وعلی بن ابیطالب لما ادعوا — لوگون سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا

النصیریة فیه ما ادعوا لم یعابته الله — بنا لینا عیسی نے کہا خدا وندا تیری ذات پاک ہے آنکہ

سبحانه۔ فقال احسنت یاحرة — اور علی بن ابی طالب کیلئے نصیریون کا دعوے

خرجت من جوابك ولولا ذلك — خلو ہے مگر خدا نے علی بن ابیطالب سے اسکی پرسش

لما كان ذلك۔ — نہین کی حجاج نے کہا احسنت یاحرہ تو اپنے جواب

ثم اجازها واعطاها وسرحها — سے عہدہ برآ ہوئی اگر ایسا نہوتا (علی مین یہ صفات

سراحا جمیلا۔ — نہوتے) تو ایسا کلام نہ کرسکتی پھر اسے جائزہ دیا

اور انعام دیا اور اچھی طرح سے رخصت کیا

صد حیف کہ جن خاصان الٰہی کے پیش خدا و رسول یہ مرتبے اور درجے۔ یہ عزت و منزلت ہو کہ

اُن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جن کی مودت اجر رسالت قرار پائے اور جو باعث

ایجاد عالم ہون جن پر صلوٰۃ کا بھیجنا ایسا لازمی اور ضروری ہو کہ نمازون مین تشہد کا خاتمہ قرار دیا جائے

طعانے
ل رسول
تے اور
لطف

Presented by Ziaraat.Com

افسوس کہ ہمارے بھائی احکام خدا ورسول کو پس پشت ڈالکر ان اصحاب کو وصی رسول اور آل رسول پر فضیلت دین۔ جنکے ایمان و اسلام اور اعمال وافعال پر خود طعنہ زن ہوتے ہین۔ واحسرتا کہ جو خاصان خدا حسب احکام خدا ورسول کل اُمت پر ہادی و پیشوا ہون اُن کی منزلت اور وقعت اصحاب کی بدولت ایسی گھٹے کہ عوام الناس اُنکو پہچان نہ سکین کہ یہ آل رسول سے ہین۔ چنانچہ صواعق محرقہ مین طبرانی سے روایت ہے۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السّلام اسیر ہو کر ملک شام مین آئے تو دمشق کے رستہ مین ایک شامی نے آپسے کہا خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ قتل کئے گئے۔ آپنے فرمایا اے شخص کیا تو نے آیہ کریمہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" نہین پڑھی۔ یہ سُنکر اُسنے بہت استعجاب سے عرض کیا کیا وہ لوگ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ لوگ ہین حضرت نے فرمایا ہان وہ ہم ہی ہین۔

پس جبتک خلفا کا دور دورہ رہا آل محمدؐ کے نام ونشان اور عزت ومنزلت مٹانے مین کوشان رہے اب نمبدار کھے علمار اہلسنت کو جنھون نے باوجود اعتراف اس امر کے "باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلعم فرمودانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی پس پیغمبر ما این دو چیز عظیم القدر حوالہ فرمودہ است بخدا و رسول کے احکام کو پہیلی سمجھ کر دوسرون کو اپنا ہادی و پیشوا ٹھہرا لیا اور باوجود اس اقرار کے مذہب کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ (قرآن وعترت) نماید گمراہ وخارج از دین ست) اپنے مذہب کو سچا اور اُس فرقے کے مذہب کو جو اپنے رسول کی وصیت کے بموجب قرآن وعترت کو اپنا امام ورہنما قرار دیتا ہے جھوٹا بتاتے ہین اور اپنے پیشوا ؤن کے نقش قدم پر چل کر آل محمدؐ کے درجے اور مرتبے گھٹانے مین ساعی رہتے ہین۔

المختصر ہمارے سنی بھائیون کا عمل اگر خدا ورسول کے احکام کے موافق ہوتا تو آل رسول سے منحرف ہو کر غیرون کو اپنا امام اور خلیفہ نہ بناتے اور اُن حضرات کو شاہ دوسرا خاتم الاوصیا غالب کل جا

علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دیتے جن کی شان مین حسب اقوال مفسرین و محدثین اہلسنت تین سو (۳۰۰) آیات الٰہی نازل ہوئی ہین۔ جس کی شان مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ علی خدا کا ولی ہے۔ علی وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ علی وہ ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ علی کرار غیر فرار اور قسیم جنت و نار ہے۔ خدا نے مجھے اور علی کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ علی میری کل امت پر ایسا آقا اور امام ہے کہ جس کی امامت پر خدا نے دین اسلام کی تکمیل کی ہے۔ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون۔ علی مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ علی کا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا مین عبادت ہے۔ علی اور قرآن جو حوض کوثر پر ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے۔ علی روز محشر ساقی کوثر ہے۔ علی میدان حشر مین لواء حمد کا حامل ہے۔ علی کا دوست جنتی اور دشمن اسکا دوزخی ہے۔ نہین پہچانا کسی نے علی کو مگر مین نے اور خدا نے۔ اور نہین پہچانا مجھے اور خدا کو کسی نے مگر علی نے۔ علی وہ ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی سیف النجبۃ

وہ دست حق اسد اللہ سرور غالب — سپہر اوج امامت کے اختر ثاقب
امام دہر مددگار حاضر و غائب — ابو الائمہ و لخت دل ابو طالب

ملے علیؑ کو وہ رتبے جو مصطفےٰ کو ملے
شرف انھین کے سب اولاد مرتضےٰ کو ملے

دیگر
کس منہ سے کرین آلِ پیمبر کی ثنا ہم — مشکل ہی کہ اک کوزہ مین دریا ہو فراہم
جب معترف عجز ملائک ہین تو کیا ہم — وہ غیرت خورشید جہانتاب۔ سہا ہم

عاجز کی زبان اور ثنا حق کے ولی کی
ذرے کوئی گن لے تو کرے مدح علی کی

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ کتب اہلسنت مین یہ حدیث ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول — ابن عباس سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان — صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا

البحر مدادا والاشجار اقلاما و — سیاہی اور کل درخت قلم بنجائین اور سب انسان

الانس کتابا والجن حسابا ما احصوا — کاتب اور تمام جن محاسب ہوجائین تب بھی اے علی تمھارے

فضائلك یا ابا الحسن — فضائل کا شمار نہ کرسکین گے (ارجح المطالب صفحہ ۱۱)

بعض شعرا امام شافعی رح کی ارادت و عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہین :-

لو لا تردی المرتضی بدا محلہ — لکان الخلق طرا یسجدون لہ

اگر علی مرتضے اپنا محل و مقام ظاہر کرتے تو — عموما خلق آپ کو سجدہ کرتی

کفی فی فضل مولانا علی — وقوع الشک فیہ انہ اللہ

مولا علی کے لئے یہ فضیلت کافی ہے — انکے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہین

ومات الشافعی ولیس یدری — علی ربہ امر بہ اللہ

شافعی مرگیا مگر یہ نہ سمجھا کہ — اس کا رب اللہ ہے یا علی

اس موقع پر ہم اس مہتم بالشان مناظرہ کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتے جو خلیفہ مامون رشید اور اسحٰق وغیرہ چالیس علماء اکابر اہلسنت سے ایک ہی جلسہ مین ہوا تھا ۔ اور یہ وہ مشہور مناظرہ ہے جو تمام و کمال کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر مین درج ہے ۔ اس کتاب کا مصنف شہاب الدین احمد ہے ۔

اور جناب مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صفحہ ۲۰۶ مین مامون کے اس مناظرہ کو کتاب مذکور سے نقل فرما کر مصنف کے اعتبار کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ :-

Presented by Ziaraat.Com

"شہاب الدین احمد کا، الم جلیل القدر ہونا اکابر اہلسنت نے مثل ابو نصر علی کے کتاب الاکمال مین اور علامہ ابن خلکان کے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین اور ابو الفدا کے تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین اور علامۂ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ کے تسلیم کیا ہے۔

اگر جناب ممدوح کے بیان پر اسوجہ سے کہ وہ علماء امامیہ سے ہین۔ اطمینان نہو تو شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تحریر جو الفاروق مین ہے ملاحظہ فرمائین کہ اُنھون نے اِس مناظرہ کی تصدیق اِس شد و مد سے کی ہے کہ

"مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس مین اُسکا یہ دعوے تھا کہ تمام صحابہ مین حضرت علیؑ افضل تر ہین بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اِس دعوے کے مخالف تھے اور ادھر مامون سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی صبح سے تقریبًا دو پہر تک دونون فریق مین مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر انصاف یہ ہی کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔

اِس مشہور مناظرہ کو جناب مولوی علی حیدر صاحب نے اپنے رسالۂ "الکلام" ماہ شوال ۱۳۳۳ھ مین اصل کتاب سے نقل کر کے مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ ہم رسالۂ مذکور سے اُس مناظرہ کا ترجمہ اِس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:—

فضیلت جناب امیرؑ مین مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحٰق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستون کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علماء فقہ کو لیکر اُسکے دربار مین حاضر ہون۔ جو

Presented by Ziaraat.Com

پختہ عقل و فہم کے ہون اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دین۔

پس تم لوگ اُن علماء کے نام پیش کرو جو تمھارے خیال مین مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہون" یحییٰ کے حکم کی تعمیل مین ہم لوگون نے چند علماء کے نام پیش کئے اور کچھ لوگون کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علما کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہان تشریف لائین۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحیی کے یہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہن کر ہم لوگون کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم سب لوگ سوار ہو کر قصرِ مامون الرشید کے دروازے پر پہونچے جہان ایک دربان کھڑا تھا۔ جس نے ہم لوگون کو دیکھ کر کہا" ابو محمد! (یحییٰ) خلیفہ دیر سے آپ کے انتظار مین ہین" بعد ازان ہم لوگون کو مکان مین لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز مین مشغول ہوے لیکن ابھی تمام نہین کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہونچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف لیچلین۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی لباس پہنے۔ دوشالہ اوڑھے پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوے اپنی مسند پر جلوہ افروز ہے۔ ہم لوگون نے وہان پہونچنے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ جسکا جواب دیکر اُسنے بیٹھنے کو کہا۔ اور جب ہم مطمئن ہو کر بیٹھ چکے تو اپنے مسند سے اُترا۔ اور اپنے عمامہ اور دوشالہ کو اُتار کر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا" مین نے ان چیزون کو اس لئے اُتارا ہے کہ آپ حضرات بھی اپنے بدن سے ان پر تکلف کپڑون کو اُتار دین۔ ہان مین نے موزہ نہین اُتارا کیونکہ اس کی وجہ آپ حضرات جانتے ہین اور جس کو نہ معلوم ہو اُسے مین ابھی بتا دون"

بعد ازان مامون نے اپنے پیرون کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا" آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی یوزہ۔ اور دوشالہ اُتار کر رکھ دین اور بے تکلف ہو بیٹھین" لیکن اسمین ہم لوگون نے تامل کیا تو یحییٰ بن اکثم نے کہا" آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہین اُسکے بجا لانے مین آپ لوگ کچھ بھی پس و پیش

Presented by Ziaraat.Com

نہ کرین" تب ہم سب نے کنارہ جاکر اپنے موزے ٹوپیان اور دوشالہ اتار دیئے۔ اور مامون کیخدمت مین پھر آکر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہوگئے تو مامون نے کہا "حضرات علماء! مین نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کیلئے زحمت دی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آپ حضرات سے اُس مذہب کے متعلق مناظرہ کرون جسپر مین ہون اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہون"

ہم لوگون نے یہ سنکر متفق اللفظ کہا "بہتر ہے حضور مناظرہ کرین۔ خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائے"

بعدازان اِس طرح مناظرہ شروع ہوا:—

مامون "میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسول خداؐ کے بعد علیؑ بن ابیطالب سارے خلفاء سے افضل۔ اور کل آدمیون مین خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

سبحان اللہ و بحمدہ

اسحٰق "آپ نے حضرت علیؑ کے بارے مین جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ہم لوگون کو تو حضرت علیؑ کی ذات مین کچھ نہین معلوم ہوتی۔ اور جب مناظرہ کے لئے بلایا ہے تو اِس دعوے کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون "اسحٰق! اچھا، خواہ مین تم سے سوال کرون۔ خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کرون)

اسحٰق "نہین مین ہی حضور سے سوال کرتا ہون"

مامون "اچھا۔ پوچھو"

اسحٰق "حضور نے یہ کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علیؑ بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس۔ اور اُن سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے"؟

مامون "اسحٰق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل مین بڑھ جاتے ہین اور فضل کہلاتے ہین"؟

اسحٰق "اعمال صالحہ کے سبب سے"

Presented by Ziaraat.Com

مامون ۔ ہان سچ ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ مین سب سے افضل رہا ہو لیکن بعد رسول خدا صلعم کے دوسرے لوگ اس سے زیادہ افضل اعمال بجا لائین تو کیا شرف و فضل مین یہ لوگ اُس سے بڑھ جائین گے؟

اسحٰق ۔ کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا۔

مامون ۔ "اسحٰق! تم جواب مین تو ہان کہہ ہی نہین سکتے کیونکہ پھر مین اس زمانہ مین ایسے لوگون کو بتاؤنگا جن کو اُن سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم و صلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ کے بجا لانے کا موقع ملتا ہے تو چاہیئے کہ سب لوگ بھی اُنسے افضل ہوجائین!"

اسحٰق ۔ "حضور! بیشک زمانۂ رسولؐ خدا مین جو شخص افضل تھا اُسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہین ہو سکتا

مامون ۔ "اسحٰق! اچھا۔ اب دیکھو کہ تمھارے صحابۂ کرام۔ تابعین۔ محدثین۔ اور وہ علمائے جن کو ہم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین جنھون نے حضرت علیؑ بن ابیطالب کے فضائل مین کتنی اور کیسی کیسی حدیثین روایت کرتے ہین۔ پھر اُن احادیث سے مقابلہ کرو۔ اُن احادیث کا جو فضائل ابوبکرؓ مین محدثین سے تم کو ملی ہین۔ اگر وہ فضائل علی کے برابر ہی ہون تو بیشک تم یہ دعوے کرو کہ ابوبکرؓ افضل تھے علیؑ سے نہین خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکر و عمر دونون کو جمع کرو۔ اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہین۔ بلکہ صرف برابر ہی نکلین فضائل علیؑ سے جب بھی تم کو حق ہوگا ابوبکرؓ و عمر کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا!

نہین خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر۔ و فضائل عمر فضائل عثمان کو جمع کرو۔ اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بیشک کہو کہ یہ سب افضل تھے علی سے!

نہین خدا کی قسم!!! بلکہ عشرۂ مبشرہ کے فضائل کو (جنکے جنتی ہونے کی گواہی رسول خدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علیؑ بن ابیطالب کے فضائل سے زیادہ کہا،

Presented by Ziaraat.Com

اُن کے برابر بھی ہو جائیں۔ اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ میزان نہ جھکے تو بیشک تمہارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیر المومنین علیؑ سے (ورنہ اِس خیال باطل سے باز آؤ)

مامون "اسحٰق! اچھا ان سب کو جانے دو۔ یہ بتاؤ۔ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق "خلوص دل سے کلمۂ شہادتین پڑھنا"

مامون "کیا اِسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا"؟

اسحٰق "بیشک تھا"

مامون "کلام مجید کے اِس آیۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون" پڑھو۔ اس مین "سابقون" سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اِسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمہارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحٰق "حضور! علیؑ تو کمسنی مین مسلمان ہوے تھے۔ جب کہ آنحضرت اِن کو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے۔ جب اُن سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی"۔

مامون "۔ اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا"۔

اسحٰق "بیشک ابوبکر سے پہلے علیؑ نے اِسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ (کہ وہ کمسن تھے)۔

مامون "۔ ہان ٹھیک ہے (کہ علیؑ کمسنی مین مسلمان ہوے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علیؑ آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا بغیر الہام خدا و اقتدا (اسحٰق) تا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین علیؑ کو آنحضرتؐ سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا

بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق :۔ بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون :۔ تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی (کہ علی تم مسلمان ہو جاؤ) (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق ! رسول خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کلام کرنے کا الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارے مین فرماتا ہے" وما انا من المتکلفین" (کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانے والا نہین ہون)۔

اسحٰق :۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علیؑ کو دعوت دی تھی۔

مامون :۔ تو کیا خدائے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جو بچہ کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق :۔ معاذ اللہ ہرگز نہین"

مامون :۔ اسحٰق ! تم نے جو کہا کہ علیؑ نے کمسنی مین اسلام لائے جب اُنپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اِس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دے کر ایسے امر کی تکلیف دی جو اُن کی طاقت سے باہر تھا۔ پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہین ہوتی؟ اور کیا آنحضرت کا اُن کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا؟ کیا تم اس امر کو آنحضرتؐ کے بارے مین کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق :۔ معاذ اللہ! ہرگز نہین"

مامون :۔ تو ثابت ہوا کہ تم اِس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دے کر تمام مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے علیؑ کو اُن سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرتؐ نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق "بیشک"

مامون "تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے اہل وعیال۔ اعزہ واقربا سے کسی اور بچہ کو بھی اسلام کی دعوت دی ہین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچازاد بھائی تھے اِس سبب سے آنحضرت نے اِن سے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق "مجھ کو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین!

مامون "اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اُسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائے گا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اُس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تم کو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور بھی کسی بچہ کو اِسلام کی دعوت دی تو ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ بعثت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق "خدا کی راہ مین جہاد کرنا"

مامون "ہان سچ ہے۔ تو جہاد مین جو خدمات علیؑ نے کی ہین کیا تم اُن کو اصحاب رسولؐ سے کسی اَور مین بھی پاتے ہو"؟

اسحٰق "کس جنگ مین"؟

مامون "کسی جنگ مین"

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق "اچھا جنگ بدر کو لیجئے"

مامون "خیر یہی سہی۔ کیا اِس جنگ مین بھی علیؑ کی خدمات نے کے مقابلہ مین دوسرون کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہین پاتے؟ بتاؤ تو اسمین کتنے آدمی قتل ہوے تھے"؟

اسحٰق "کچھ اوپر ساٹھ[۲۱] مشرک"

مامون "او۔ انمین تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کتقدر تھے"؟

اسحٰق "یہ تو مین نہین جانتا"

مامون "مجھ سے سنو تینتیس[۲۲] یا کم از کم بائیس[۲۳] اور چالیس باقی کل لشکر اسلام کے"

اسحٰق "حضور! یہ بھی تو دیکھین کہ ابوبکر آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ مین تھے"

مامون "ہان لیکن وہان بناتے کیا تھے"؟

اسحٰق "تدبیر سوچ رہے تھے"

مامون "واے ہو تم پر۔ آنحضرتؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرت کے ساتھ؟ اگر حضرت کے ساتھ تھے تو آیا حضرت نے اِن کو اپنا شریک کرلیا تھا یا اُن کی راے کے محتاج تھے اِن تین صورتون مین سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق "معاذاللہ! نہ حضرت سے علیحدہ سوچتے تھے نہ حضرت کے شریک ہوکر اور نہ آنحضرت اِن کی راے کے محتاج تھے۔؟

مامون "بھائی! تو آخر عریشہ مین بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرت کی حفاظت مین تلوار سے لڑرہا ہو کیا وہ اِس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہوگا؟

اسحٰق "حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا (علیؑ کی خصوصیت کیا تھی؟

مامون "ہان یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہو آنحضرت اور آپکے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

چین سے بیٹھنے والون کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے توضرور ہی افضل ہے۔ کیا تم نے
کلام مجید مین نہین پڑھا ہے "لایستوی القاعدون من المؤمنین الخ" یعنی معذور لوگون
کے سوا گھر مین بیٹھ رہنے والے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہین
ہو سکتے (بلکہ) جان و مال سے جہاد کرنے والون کو گھر مین بیٹھے رہنے والون پر درجہ مین خدا نے
فضیلت دی ہے اور اگرچہ خدا نے سب ایمانداروں سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد
کرنے والون کو خانہ نشینون پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔
(سورۂ نساء آیۂ ۹۵)

اسحٰق "لیکن ابوبکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ مین آئے تھے)"

مامون "تو جو لوگ اس جنگ مین آئے ہی نہین اُنپر ابوبکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہین؟"

اسحٰق "ضرور تھی"

مامون "اسی طرح جس نے اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈال کر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابوبکر اور
عمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے)"

اسحٰق "ہان یہ بھی درست ہے"

مامون "اسحٰق! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہوگے؟"

اسحٰق "جی ہان"

مامون "ذرا سورۂ ہل اتی" تو مجھے سناؤ"

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا
ویتیما واسیرا" تک پہونچا تو مامون نے کہا:-

مامون "ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہان یہ آیات کس کی شان مین نازل ہوئی ہین؟"

اسحٰق "علیؑ بن ابیطالب کی شان مین"

Presented by Ziaraat.Com

مامون "کیا تم کو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا "انما نطعمکم لوجہ اللہ"، اور کیا تم نے سنا ہے کہ جیسے خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحٰق "نہ علیؑ نے "انما نطعمکم لوجہ اللہ" کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن مین نازل ہوئی"۔

مامون "ہان سچ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہین کہ عشرۂ مبشرہ جنتی ہین"۔

اسحٰق "ہان گواہی دیتا ہون"۔

مامون "اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین یہ حدیث صحیح ہے یا نہین یا آنحضرت نے اس کو فرمایا یا نہین تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا؟

اسحٰق "معاذ اللہ ہرگز نہین"۔

مامون "اچھا اب اگر یہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین۔ سورۂ ہل اتی خدا کا کلام ہے یا نہین۔ تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے یا نہین؟

اسحٰق "ہان ضرور ہو جائے گا"۔

مامون "تو دونون قولون مین فرق کی وجہ بتاؤ! اچھا اسحٰق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "جی ہان"۔

مامون "تمھین حدیث طیر کا بھی پتہ ہے"۔

اسحٰق "جی ہان ہے"۔

مامون "بیان تو کرو"۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث طیر کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔

مامون "اسحٰق! مین تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہین ہو لیکن اب حق سے تمھاری

Presented by Ziaraat.Com

دشمنی واضح ہوگئی۔ تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟

اسحٰق "۔ ہان یقین ہے کیونکہ اِس کی روایت اُن محدثین نے کی ہے جن کی حدیثین رد نہین ہوسکتین۔

مامون "۔ تو تمھاری سمجھ مین یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسولؐ مین علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُسکو تین امرمین سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا یا یہ کہ آنحضرت کی دعا خدا نے قبول نہین کی (یعنے خدا نے اُس شخص کو نہیں بھیجا جس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ کہ افضلِ خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ اُس نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اُسی کو بھیجنا چاہیئے تھا تاکہ معلوم ہوتا خدا اسی کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو افضل و مفضول مین تمیز نہین تھی کیونکہ اس نے علیؑ ہی کو بھیجا۔ پس تم اِن تینون باتون سے کس کے قائل ہوتے ہو؟ (اسحٰق کہتا ہے کہ یہ سنکر مین پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا)۔

"اسحٰق! اِن تین باتون سے تو کسی کے تم قائل نہین ہوسکتے ورنہ مین تم سے توبہ کراؤن گا۔ ہان کوئی چوتھی صورت اسکی تاویل مین ہو تو بیان کرو۔

اسحٰق "۔ اس کے جواب سے مین عاجز ہون لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے؟

مامون "۔ بیشک کیونکہ اگر اُن مین کوئی بھی فضل نہو تو یہ کہنا ہی لغو ہوجائے کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہین اس لئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جس مین دوسرے سے زیادہ فضل ہو یعنی مفضول مین کم اور افضل مین زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اس وقت تو کوان کی کسی فضیلت سے [illegible]

اسحٰق "۔ آیہ غار جس مین ارشاد ہے" ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" اس مین خدا نے ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا"

Presented by Ziaraat.Com

مامون "۔ اسحق ! مین تمھین کسی مشکل راہ کی طرف نہین لے چلون گا۔ بیشک خدا نے ابو بکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔ لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا قول یہ ہے " فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ" یعنی اُس کا ساتھی جو اُس سے باتین کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اُس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔ (سورۂ کہف آیۂ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحٰق ۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے۔

مامون "۔ یہی تو مطلب ہے کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اِس سے وہ شخص افضل المومنین نہین ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہین)

اسحٰق "۔ حضور! ابو بکر کی شان کا آیۂ غار نہایت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو مین کے دوسرے (پیغمبر) اُسوقت جبکہ یہ دونون غار مین تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن واندوہ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مامون "۔ اسحٰق ! جبتک مین تمھاری پوری خبر نہ لون گا تم مانو گے نہین۔ اچھا بتاؤ ابو بکر کا حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"؟

اسحٰق "۔ یہ حزن آنحضرت کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے مین ابو بکر کو خوف وغم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو"۔

مامون "۔ میرے سوال کا جواب یہ نہین ہے بتاؤ کہ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"۔

اسحٰق "۔ خدا کی رضا تھی"۔

مامون "۔ تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگون کی طرف ایسا رسول بھیجا جو رضاے خدا سے لوگون کو منع کرتا تھا"۔

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق "معاذ اللہ یہ کیونکر؟

مامون "کیا تم نے ابھی نہین کہا کہ ابوبکر کا حزن و اندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔

اسحٰق "بیشک کہا ہے"

مامون "تو کیا تم نہین دیکھتے کہ قرآن مین ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "لاتحزن" "حزن نہ کرو اس طرح حزن سے منع کیا (حالانکہ اس حزن کو) رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرتؐ مانع رضائے خدا ہوئے

اسحٰق "معاذ اللہ! مجھ سے کیا غلطی ہوگئی"

مامون "اسحٰق امین تمہارے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتا ہون شاید تم راہِ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ (خدا نے اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسولؐ خدا ہین یا ابوبکر؟

اسحٰق "نہین رسول خدا صلعم مراد ہین"

مامون "ٹھیک ہے۔ اب آیہ "ویوم حنین" (یعنی خدا نے تمہاری مدد حنین مین بھی کی جب تم اپنی کثرت پر بھروسے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے [illegible] مومنین پر نازل کی) کے متعلق بیان کرو کہ اس مومنین سے کون لوگ مراد ہین؟

اسحٰق "مجھے نہین معلوم"

مامون "جنگ حنین مین کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ بنی ہاشم سے سات آدمیون کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان مین سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرتؐ کی حفاظت مین لڑ رہے تھے عباس حضرت کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپ کو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہان تک کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو

ظفریاب کیا پس مومنون سے اِس آیہ مین خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہین جو بنی ہاشم سے اُسوقت حاضر خدمت تھے۔ تو اب بتاؤ جو اُسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہی یا وہ لوگ جو جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ اُن کو پایا ہی نہین تاکہ اپنی تسلی اُن پر بھی نازل کرے"؟

اسحٰق "نہین افضل وہی شخص ہے جسپر خدا نے اپنی تسلی نازل کی"۔

مامون "۔ بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار مین تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا اور جس نے اپنی جان ہلاکت مین ڈال کر حضرت کو بچا دیا جس کے سبب سے آنحضرت ہجرت مین کامیاب ہوگئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونے کے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کرکے تم کو بچائین چنانچہ آنحضرت نے علیؑ سے اِس کو کہا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا "علیؑ کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو"؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اِس سبب سے مین نہین روتا بلکہ آپ کے سبب سے کہ کہین مصائب مین نہ مبتلا ہون۔ اچھا مین سو رہون تو آپ کی جان بچ جائے گی؟ حضرت نے فرمایا "ہان ضرور بچ جائے گی؟ تب علیؑ نے (خوش ہوکر کہا) "یا حضرت پھر کیا پرواہے مین نہایت اطمینان سے سوؤن گا اور انتہاے مسرت سے اپنی جان دونگا اور آپ کو بچاؤن گا"۔ بعد ازان آنحضرت کی خوابگاہ مین تشریف لائے اور حضرت کی چادر اوڑھ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اِس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا صلعم ہین اور سب نے یہ طے کر لیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کا ایک ایک وار آنحضرتؐ پر لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکین اور باوجودیکہ علیؑ مشرکین کے اِن کل مشورون کو سُن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی

جان لینے پر آمادہ ہین لیکن ان اُمور سے آپکے ابرو پر ذرا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا
بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سوتے رہے حالانکہ ابوبکر ذراسی بات پر غارمین
ڈر کر رونے لگے تھے۔ اِسیطرح علیؑ نہایت صبر اور اطمینان سے دیر تک سوتے رہے بعدازان
خداوند عالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپکے پاس بھیجدیا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے
صبح کو جب آپ اُٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا محمدؐ کہان ہین؟ علیؑ نے
جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہان تشریف فرما ہین" تب اُن لوگون نے کہا علی! معلوم
ہوتا ہی کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوے ہو" (یعنی رات ہی سے یہان سوے ہوے تھے)
پس اسیطرح مرتے وقت تک ہر واقعہ مین علیؑ لوگون سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسیوقت
کسی فضیلت مین بھی کسی شخص سے کم نہین ہوے۔ اچھا اسحٰق! تم حدیث غدیر بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "حضور! ہان"

مامون "اُس کو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا)
اسحٰق! تم بھی دیکھتے ہو کہ اِس حدیث نے علیؑ کے بارے مین ابوبکر اور عمر پر اُس چیز کو واجب
کیا جو ابوبکر و عمر کے بارے مین علیؑ پر واجب نہین تھی (یعنی ابوبکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ
علیؑ کو اپنا مولا سمجھین اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہین ہوا کہ وہ ابوبکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھین"۔
اسحٰق "لوگ بیان کرتے ہین کہ اِس حدیث کا باعث زید بن حارث ہے کیونکہ اُس کے اور علی کے
درمیان مین کچھ اختلاف ہوگیا تھا جس سے علیؑ کی ولایت کا وہ منکر ہوگیا ہے پس آنحضرت
صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ"
مامون "تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا "کیا حجۃ الوداع" سے لوٹتے وقت (خم غدیر مین) نہین فرمایا تھا"؟
اسحٰق "ہان اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا"

Presented by Ziaraat.Com

مامون "تو اگر زید بن حارثہ اِس واقعۂ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہون تو تم کیونکر اِس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دوگے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ مین جو ۸ھ مین ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے۔ اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے ۱۰ھ کے آخر مین بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمھارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کا ہو کہے" جو میرا مولا ہے وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اِس بات کو یاد کر لو تو کیا تم کو یہ بُرا نہین معلوم ہوگا کہ تمھارا لڑکا ایسی لغو بات لوگون کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہین اور جس کا انکار بھی نہین کرتے۔

اسحٰق "ضرور بُرا معلوم ہوگا"

مامون "تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہین کرتے اُسکو رسول خدا صلعم کیلئے پسند کرتے ہو؟ وائے ہو تم لوگون پر اپنے علماء کے بندے نہ ہو جاؤ! خداوند عالم نے کلام مجید مین فرمایا ہے "اتخذوا احبارھم الآیہ" یعنی ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور زاہدون کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورۂ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگون نے نہ علماء و زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُن کا روزہ رکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہین۔ چونکہ اُن علماء نے جو کہا اُسے مان لیا اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا، اچھا اسحق! تم اِس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے"

اسحٰق "ہان مین نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگون کو بھی سنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہین۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہین"

مامون "تو ان دونون مین کون لوگ زیادہ معتمد ہین جنھون نے اِس کو صحیح کہا یا جنھون نے اس سے

انکار کیا؟

اسحٰق "وہ لوگ جنھون نے صحیح کہا ہے"

مامون "تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحٰق "معاذاللہ! ہرگز نہین"

مامون "تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہین ہے جسکا سمجھنا ممکن نہین"

اسحٰق "معاذاللہ! یہ بھی نہین"

مامون "کیا تم نہین جانتے کہ ہارون [illegible]

اسحٰق "ہان جانتا ہون"

مامون "تو کیا سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے"

اسحٰق "نہین"

مامون "اور [illegible]

اسحٰق "بیشک ہے"

مامون "پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے اور نہ [illegible] تھے حالانکہ ہارون میں یہ دونون صفتین تھین (یعنی ان دونون صفتون مین تو علیؑ ہارون کے شابہ ہین نہین) تو اب حضرتؐ کے قول "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" کے معنی کیا ہوئے؟

اسحٰق "آنحضرتؐ نے اس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ مین اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ ان سے دل مین کچھ ناراض تھے"

مامون "تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علیؑ کو خوش کرنا چاہا؟" اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید مین صاحت سے موجود ہے

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے" قال موسیٰ لاخیہ ھارون" الایہ یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین میرے جانشین ہو اور اُن کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والون کے طریقہ پر نہ چلنا (سورہ اعراف آیہ ۱۴۲)

اسحٰق "حضور! موسےٰ نے ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُسوقت کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اِسیطرح رسول خدا صلعم نے جنگ تبوک مین جاتے وقت علیؑ کو اپنا خلیفہ اپنی حیات مین کیا تھا"

مامون "نہین نہین تم جو کہتے ہو ایسا نہین ہے۔ بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ ہارون کو خلیفہ کر کے طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "اور تمام اُمت پر اُن کو خلیفہ کیا تھا یا نہین؟

اسحٰق "ہان تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون "لیکن جب آنحضرت غزوۂ تبوک مین تشریف لیجانے لگے تو سوائے ضعفا و عورات و اطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ مین چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰ تنہا گئے اور رسول خدا صلعم غزوۂ تبوک مین مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے۔ دونون مین فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے اور جو دلیل قوی ہے اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اِس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہین کر سکتا اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اِس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ مین سمجھتا ہون کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے"

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق "حضور وہ کیا"؟

مامون "یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ "واجعل لی وزیرا الآیہ" یعنی خداوندا! تو میرے کنبہ والون سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اُن کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اُسے میرا شریک بنا۔ تاکہ ہم دونون کثرت سے تیری تسبیح کرین اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے تم میرے وزیر اور وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کردی اور جس کو میرے کام مین شریک کردیا تاکہ ہم دونون اُسکی کثرت سے تسبیح کرین۔ اب کیا کسی شخص مین قدرت ہے کہ اس معنیٰ کے علاوہ اور کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت کا قول باطل ہو نہ وہ مہمل اور لغو قرار پائے"؟

اسحٰق کہتا ہے کہ اسیطرح مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ بہت طول ہوگیا۔ اور دوپہر ہوگئی۔ پس یحییٰ بن اکثم نے کہا حضور نے طالبان خیر کیلئے حق کو واضح کرکے بیان کردیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہین کرسکتا ہے" اسحٰق کہتا ہے یہ سنکر مامون ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "اور تم لوگ کیا کہتے ہو"؟ پس ہم سب لوگون نے کہا "ہم لوگ بھی حضور ہی کے ہم کلام ہین" تب مامون نے کہا "خدا کی قسم اگر آنحضرت نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ لوگون کی باتون کو مان لیا کرو تو مین ہرگز تمھاری بات نہ مانتا (کیونکہ تم دل سے اسکا اقرار نہین کرتے ہو) خداوندا مین نے ان لوگون کو اچھی طرح نصیحت کردی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کردیا۔ خداوندا! مین محبت و ولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا اور اسی دین کا پیرو ہون" انتہی فقط

اب اس بحث کو ہم قصیدہ مصنفہ جناب شاہ علی حسن اشرفی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعار پر

ختم کرتے ہین جسمین جناب امیر علیہ السلام کے مناقب اور اُن احادیث کا ترجمہ ہے جو مولائے کونین کی شان مین ہین

قصیدہ

قصیدہ عروۃ الوثقیٰ

چہ سمد خالقِ بیچون بہ نعتِ صاحبِ لولا — کنم قرطاس را گلگون بوصفِ عروۃ الوثقیٰ

امیر المومنین حیدر سراج السالکین حیدر — امام المتقین حیدر وصیِ مصطفےٰ حقا

امام المومنین مولا علی بن ابیطالب — ان وصهِ حبیبِ کبریا دشوہرِ زہرا

امام المتقین یعسوبِ دین نامآورِ صفین — یداللہ شاہِ مردان شیرِ یزدان افضل اعلا

علی کہف الوریٰ جامع علی شمس الضحیٰ خامہ — علی بدر الدجیٰ نامہ علی صدر العلا الامضا

علی شوق و علی ذوق و علی فوق و علی فائق — علی نجد و علی مجد علی زہد و علی تقویٰ

علی خیر فضل علی افضل علی کامل علی اکمل — علی آخر علی اوّل علی دنیا علی عقبیٰ

علی خیر الوریٰ شوکت محمد مصطفےٰ صولت — شفیع المذنبین دولت امام المسلمین طغرا

علی و احمد حق گو بہ معنی یک بظاہر دو — نبی در انبیا فرد و علی در اولیا یکتا

محمد رو محمد خو محمد بو محمد جو — محمد دیسو ابرو محمد عارض و سیما

نبی عدل و نبی خصلت نبی فیض و نبی احسان — نبی اصل و نبی نسل و نبی صورت نبی معنیٰ

نبی سیرت نبی خصلت نبی رفعت نبی عظمت — نبی ہیبت نبی سطوت نبی قوت نبی یارا

نبوت را ازو نصرت ولایت را ازو رفعت — شہادت را ازو عزت امامت را ازو مبدا

عرب پر نور از رویت عجم مسرور از رویت — فروغ طور از رویت ہمہ شیرب شہ بطحا

زہے عشرت زہے شادی خوشا اعراس و دامادی — نبی منذر علی ہادی نبی اولا علی مولا

روانش حق توانش حق سانش حق زبانش حق — علی حق جسم و جانش حق علی بعلو ولائیلا

شہِ دین شہ مردان ز یک نور اند نورافشان — ز نبی این ز نبی آن نبی فرد و علی یکتا

Presented by Ziaraat.Com

بیاران گفت پیغمبر که وحی خالق اکبر — رسانم من باحمد ندارد دیگرے یارا
نبی شهر علوم و در علے اش فاتح خیبر — اگر باشی تو خواهش گر زباب شهر اندر آ
نبی از گفته داور همه مسدود کرده در — که وا می شد مسجد در مگر باب علے مولا

محب ایزد و احمد محبش احمد و ایزد — بود کرارش بید بود فرارش عنقا
پے هر انسی و جانی به نص خاص قرآنی — خدا اول ولی۔ ثانی نبی۔ ثالث علی مولا
اگر پرسی زجاه او بخوان من کنت مولاه — بیک معنی است در هر دو درین مولی در آن مولی
عبث در معنی من کنت مولا میدوی هر سو — علے مولا باین معنی که پیغمبر بود مولی

زهے مغرب زهے مطلع یکی اعلے یکے ارفع — نبوت را نبی مقطع امامت را علے مبدا
پس از حمد خدا فایق وجودت مصحف ناطق — ولایت از ازل عاشق امامت تا ابد شیدا
توئی اکرم توئی اعظم توئی عالم توئی اعلم — توئی سارم توئی اقدم توئی حاکم توئی اقضی
توئی فاروق دهم فایق توئی صدیق دم صادق — توئی دائم بحق ناطق توئی هر دم بحق گویا۔
توئی احسن توئی فرع۔ توئی شرع و توئی قرآن — توئی ایمان توئی عرفان توئی رمز توئی طوبی
توئی شاه و توئی سلطان توئی قیصر توئی خاقان — نه بلکه قیصر و خاقان ایاز و تنبرت آقا
تو آن بدرے که بے نور تو ناقص مجمع انجم — تو آن صدرے که بے رای تو فاسد مجلس شورے

خطاب یا امن والاه مخلص را کند خوشدل
عتاب یا عدو من عاداه دشمن را کند رسوا

اللهم صل علی محمد و آل محمد

قال

پانچوین دلیل

اس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اور ان دونون جگہون کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد۔ دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی قائم ہوئی اور مدینہ منورہ مین اُس کی ترقی ہوئی اور ان دونون جگہ کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل پھر ان مین جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذر ان مین نہ ہوگا۔ پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرون کے رہنے والے اب تک اصحاب کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ جو کچھ اعتقاد ہو اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے۔

مکہ مدینہ کی بابت ایسی ہے کہ انمین کوئی باطل مذہب جاری نہ ہوگا

پس خدا کے فضل سے اِن دونون شہرون کے رہنے والے بلکہ تمام عرب کے باشندون کا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

ان مقدس مقامات کی پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہے

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متبرک مقام ہونے مین کس کو کلام ہے مگر ان مقامات کی پاکی اور برکت سے یہ لازم نہین آتا کہ اصحاب معلومین بھی تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل تھے بلکہ اسی دلیل سے ان کی فضیلت و خلافت کا بطلان ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ نیز ان مقامون کی بزرگی و پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہوسکتی۔ مکہ معظمہ کی منزلت و حرمت کی ابتدا ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے نہین ہے بلکہ وہ مقام بوجہ بیت اللہ ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے متبرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین مکہ پر وارد ہوے تو آپ کو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ "زمین حرم پر ایک گھر بناؤ اور اُسکے گرد طواف کرو" پس حسب الارشاد ایک گھر بنایا گیا جب وہ تیار ہوگیا تو خداوند متعال نے بہشت سے حجر اسود بھیجا۔ جو اِس گھر مین ایک مقام پر رکھا گیا حضرت آدم علیہ السلام اِس گھر کے طواف کیلئے ہر سال ہند سے جایا کرتے تھے۔ پس اگر اُس گھر کی پاکی و برتری مانع ترویج مذاہب باطلہ ہوتی تو لازم تھا کہ امم انبیاے ماسلف اُسکو پاک رکھتین۔ مگر بخلاف اسکے اُنھون نے اُس پاک گھر کو شرک و کفر و فسق و فجور سے نجس کردیا۔

امم ماسلف کا شرک سے نجس کرنا

حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کا پاک کرنا اور پھر اس کا نجس ہونا

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے گھر مین نجاست کی یہی حالت رہی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تو بیت اللہ طرح طرح کی نجاستون سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ ہمارے گھر کو رکعین و ساجدین و طائفین کیلئے پاک کرو۔ جیسا کہ اس آیۂ وافی ہدایہ سے ظاہر ہے:-

وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل — اور ابراہیم اور اسمعیل سے فرمایا کہ

ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود

سورۃ البقرۃ ع ۱۵

ہمارے گھر کو طواف کرنے والون اعتکاف کرنے والون اور رکوع اور سجود کرنے والون کے لئے پاک وصاف رکھو ۔

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہین :-

فرمان فرستادیم بسوے ابراہیم و اسمٰعیل کہ یاک سازند خانہ را از اصنام و انجاس و خباثت و حدث و جنب و حیض برائے طواف کنندگان ۔

ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کے پاس حکم بھیجا کہ ہمارے گھر کو بتون اور خباثتون اور حدث سے پاک وصاف کرو ۔

اور تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ

"حجر اسود جس وقت بہشت سے نازل ہوا تھا اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا ۔ مگر بنی آدم کی خطاون کے باعث سے بوجہ تاثیر دست گنہ گاران سیاہ ہوگیا ۔

جب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کو از نو پاک و مہیا کر چکے تو بہ انقضاے زمانہ حضرت اسمٰعیل بنی آدم نے اس پاک گھر مین پھر بت پرستی شروع کردی جب قوم جرہم تسلط ہوا تو وہ بیت اللہ کے تحائف بھی چرا کر لے جاتے تھے ۔ ان کے بعد دوسری قوم آئی اسنے تو خانہ کعبہ کو صنم خانہ ہی کر دیا ۔

یہ حالات تو اس پاک گھر کے قبل ولادت باسعادت حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اب عہد رسالت کی کیفیت سنیئے کہ جب مہر رسالت و شمس نبوت کے نور سے عالم روشن و منور ہوا اسوقت تمام دنیا مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً تاریکی شرک و کفر کی پھیلی ہوئی تھی اور بنی آدم طرح طرح کے مذہبی و اخلاقی برائیون اور خرابیون کے خوگر ہو گئے تھے اور بالخصوص اس پاک جگہ مین جہان سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوے تھے خاص خدا کے گھر مین اس درجہ بت پرستی ہوتی تھی کہ

بعثت نبوی سے دس سال پہلے بیت اللہ کی

کفار و مشرکین نے اُس کو صنم خانہ بنا رکھا تھا جو تین سو ساٹھ بتون سے بھرا ہوا تھا جنکے نام "ہبل" "لات" "عزّیٰ" وغیرہ وغیرہ رکھے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے بت کو معبود سمجھ کر پرستش کیا کرتا تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز تولد سے چالیس سال تک خدا کے گھر مین ان ناپاکیون کو ملاحظہ کرتے اور تنفر فرماتے رہے۔ چالیس برس کے بعد جب غار حرا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہوا یعنی خدائے عزوجل نے آپ کو نبوت و رسالت کا مرتبہ درجہ بخشا تو آپنے پوشیدہ طور سے اپنے عزیزون و رشتہ دارون کو اسلام کی دعوت دی جب بہ فرمان الٰہی عام طور سے اعلاء کلمۃ اللہ کیا تو مشرکین وکفار جو اپنے اپنے اصنام ہی کو معبود سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہوگئے اور یہانتک آپ کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائین کہ آخر کار آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ اور اس زمین کو اپنی سکونت سے شرف بخشا بعثت نبوی کے بعد بھی دس سال تک مکہ معظمہ مین بت پرستی کا اس قدر زور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ساتوین برس عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ مین جانا چاہا تو کفار مکہ نے باوجودیکہ چودہ سو اصحاب ہمراہ رکاب تھے جانے نہ دیا۔ چنانچہ آیۂ وافی ہدایہ :-

ومن اظلم ممن منع مساجد	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا
الله ان یذکر فیها اسمه وسعی	کے سجدون مین اُنکا نام لیے جانے سے (لوگون کو)
فی خرابها اولئك ماکان لهم ان	روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہو ایسون ہی
یدخلوها الا خائفین پارہ اول ع ۱۵	کو اس مین جانا مناسب نہین مگر سہمے ہوے۔

اسپر شاہد ہے اور اس کا ذکر سورہ فتح مین بھی ہے جس کو انشاء اللہ ہم دوسری جلد مین مفصل لکھین گے جب مکہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح پائی تو ولی خدا نے دوش پاک رسول پر معراج پاکر

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک — علے کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک

Presented by Ziaraat.Com

حسام خوف سے تیرے شرکون کے دل صد چاک　　اذان جو دی تو ہوے شاد سید لولاک

حرم مین جس طرف سے وہ اذان کی جاتی تھی

صدائے کلمۂ طیبہ اُدھر سے آتی تھی

عہد یزید مین مکہ و مدینہ کی بیحرمتی

واضح ہو کہ جس طرح امم سابقہ خدا کے گھر کو نجس کرتی رہین اُسیطرح ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کے بعد بھی وہ خانۂ خدا نجس کیا گیا اور کفار و مشرکین کے ہاتھون سے نہین بلکہ سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون اور انھین پاک جگہ کے رہنے والون کے ہاتھ سے ہوا جنکے عقائد کو اہل سنت اصل ایمان سمجھتے ہین چنانچہ کتب تواریخ مین مثل تاریخ ابن قتیبہ و جذب القلوب وغیرہ منقول ہے کہ

بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام مکہ مدینہ یزید بن معاویہ کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ ہر طرح کی بدعتین اور فسق و فجور ان مقدس مقامات مین ہونے لگے۔ تین سو باکرہ لڑکیون کی عصمت لی گئی سات سو مہاجر و انصار اور عام مقتولین جن کی تعداد دس ہزار تک ہے قتل کئے گئے۔ کعبۂ معظمہ تباہ کیا گیا بیت اللہ کو منجنیق سے مسمار کیا۔ بعد موت یزید حصین بن نمیر نے جو یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا عبداللہ بن زبیر کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمین طواف خانۂ کعبہ کی اجازت دو تو اُس نے کہا کہ کیا تم نے بجز اینٹ اور پتھر کے کچھ باقی چھوڑا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت مین بھی ان پاک جگہون کی بیحرمتی ہوئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے جس کو عراق اور حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی خاص حرم کعبہ مین عبداللہ بن زبیر کو ذبح کیا کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا گیا۔ پتھرون کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا

(دیکھو تاریخ اعثم کوفی و روضۃ الصفا وغیرہ)

اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے جس کی نقل یہ ہے :-

"جب عبدالملک نے مصعب بن زبیر پر فتح پائی چاہا کہ فوج عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ مین

Presented by Ziaraat.Com

بھیجے۔ لوگون نے غور کیا کہ حرم محترم مین جدال وقتال حرام ہے وہان جاکر کیونکر لڑین۔ آخر اکین حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے سامنے بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہے۔ عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکہ جانے کو عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ مین تیار ہے اس نے جلد ایک لشکر حجاج کے پاس نام کرکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا وہان آکے اور فوج جمع کرکے متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور وہان سرگرم قتال و جدال ہوا اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم چھوڑ کر نہایت بے ادبی اور گستاخیون پر کمر باندھی یہان تک کہ تمام حرم محترم کو شہیدون کے خون سے رنگین کیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا۔

(ترجمہ سر الشہادتین صفحہ ۳۹)

اب بھی ان پاک جگھون مین مذہب باطلہ جاری ہین

الغرض اعدائے دین ہمیشہ خدا کے گھر کو از عہد آدم تا ایندم نجس کرتے رہے اور جس طرح انبیائے سلف کے زمانہ مین پاک مقامات مین مذاہب باطلہ کا رواج رہا اسیطرح بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آجتک بہت سی پاک جگھون مین مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے ساتھ دیگر مذاہب بھی مثل زیدیہ۔ وہابیہ۔ اسمٰعیلیہ۔ کیسانیہ۔ حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ صوفیہ۔ قادریہ وغیرہ وغیرہ جاری ہین بلکہ خود فرقہ اہلسنت والجماعت کے چار مصلے مکہ معظمہ مین قائم ہین یعنی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ شافعی اور باہم ان مین جس قدر اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اگر ان پاک جگھون کی پاکی و بزرگی کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب باطل ان مین جاری نہین ہوسکتا تو یا تو ان کل فرقون اور منافقون کے نفاق اور مشرکین و کفار کے شرک و کفر کو اصل ایمان سمجھین! صحابہ کی فضیلت سے دست بردار ہون۔

مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر ہے

الحاصل اگر مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی پاکی مستلزم ایمان ہوتی تو ان پاک جگھون مین ایک متنفس بھی مشرک و کافر نہ ہوتا حالانکہ یہ پاک مقامات از ابتدائے آدم تا ایندم مشرکین و کفار۔ اور منافقین فاسقین۔ فاجرین۔ ضالین و مضلین کے معدن و مخزن رہے بلکہ ان پاک جگہ کے رہنے والے تو کفر و

Presented by Ziaraat.Com

نفاق مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ ہم نہین کہتے ہین بلکہ خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے :-

الاعراب اشد کفرا و نفاقا — اعراب کفر و نفاق مین زیادہ سخت

(سورۂ توبہ - رکوع ۱۲) — ہین -

اور منافق بھی ایسے کہ جن کا نفاق خود خدا کے رسول پر بھی نہ کھلا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان منافقون کو پہچانا جیسا کہ آیۂ کریمہ :-

وممن حولکم من الاعراب منفقون — اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق — گنوارون سے منافق ہین اور بعضے لوگ مدینہ کے

لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین — سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا

ثم یردون الی عذاب عظیم — ان کو ہم جانتے ہین ان کو عذاب شتاب کرینگے

(ایضا رکوع ۱۳) — ہم ان کو دوبارہ پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرینگے

سے منکشف ہوتا ہے وہ اپنے نفاق مین ایسے پکے تھے کہ جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے ساتھ ملکر بیٹھتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین رسول سے تو ہم استہزا کرتے ہین دیکھو آیۂ کریمہ

واذا لقوا الذین امنوا قالوا — اور جب ان لوگون سے ملتے ہین جو ایمان

امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا — لا چکے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو ایمان لا چکے اور

انا معکم انما نحن مستھزؤن — جب اپنے شیطانون سے تخلیہ کرتے ہین تو کہتے ہین

پ ۱ سورۃ بقر — کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین ہم مسلمانون سے ٹھٹھا

ع ۲ — کرتے ہین -

چنانچہ خدائے پاک نے ان منافقون کے نفاق و عداوت سے اپنے پیغمبر کو متعدد آیات اور خاص سورۂ المنافقین

کے ذریعے آگاہ فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد	اے رسول جب تمہارے پاس منافقین
انك لرسول الله والله يعلم	آتے تو کہتے ہین کہ ہم تو اقرار کرتے ہین کہ آپ
انك لرسوله والله يشهد ان	یقینًا خدا کے رسول ہین اور خدا بھی جانتا ہے
المنفقين لكذبون ۝ اتخذوا ايمانهم	کہ آپ یقینی خدا کے رسول ہین مگر خدا ظاہر کئے
جنة فصدوا عن سبيل الله ط	دیتا ہے کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ہین ان لوگون
انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك	نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے لوگون کو خدا
بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على	کی راہ سے روکتے ہین یہ لوگ جو کام کرتے ہین
قلوبهم فهم لا يفقهون ۝ واذا	برے ہین یہ اس سبب سے کہ ایمان لائے پھر کافر
رايتهم تعجبك اجسامهم ط وان	ہوگئے ان کے دلون پر مہر لگا رکھی ہے تو اب
يقولوا تسمع لقولهم ط كانهم	یہ سمجھتے نہین اور جب ان کو دیکھو گے تو
خشب مسندة يحسبون كل صيحة	ان کا قد و قامت تمہین بھلا معلوم ہوگا اور
عليهم هم العدو فاحذرهم	اگر گفتگو کرینگے تو ایسے کہ تم توجہ سے سنو گویا
قاتلهم الله انى يوفكون	وہ دیوارون سے لگائی ہوئی لکڑیان ہین
	ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہین کہ انھین پر ہے
سورة المنافقون	یہی لوگ تمہارے دشمن ہین تم ان سے بچتے رہو خدا
پارہ ۲۸	انپر لعنت کرے یہ کہان بہکے پھرتے ہین

واہ کیا خوب عقیدہ ہمارے بھائیون کا ہے کہ جو لوگ اپنے کفر و نفاق مین شہرۂ آفاق ہین انھین کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین حالانکہ بتخانون کے رہنے والے تو شمع رسالت کی شعاعون سے

تاریکی شرک و کفر سے نکلکر اپنے دل نور ایمان سے روشن اور منور کر گئے مگر خاص ان پاک جگہون کے رہنے والے
جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کفر و شرک ہی پر جمے رہے ؎

حسن بصری۔ بلال از حبش صہیب از شام ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی

واعجباہ کہ بتخانون کے رہنے والے تو خدا کے گھر کی پاکی اور رسول اور آل رسول کی حرمت
و عزت کا پاس و ادب کرین مگر صد افسوس کہ خود اصحاب جو خاص انھین مقامات کے رہنے والے تھے۔ جو
حسب اعتقاد اہلسنت شمع رسالت کے پروانے تھے جنکے اسلام لانیسے اسلام کو عزت ہوئی۔ جو فلک اسلام
کے مہر و ماہ تھے۔ انھون نے ہادی اسلام اور اس جگہ کی پاکی اور بزرگی کا کچھ بھی لحاظ و پاس نہ کیا۔
کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کے گھر کو جس کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر درجہ دیا تھا جلا دینے پر مستعد ہوئے
اشرار رسول اور نفس رسول کو باغی و مفسد ٹھہرایا۔ وصی رسول کو کشان کشان دربار خلافت مین لیگئے
بیعت نہ کرنے مین قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ قریب سو برس تک آل رسول اور اولاد بتول پر مسجدون
مین بالائے منبر تبرا ہوتا رہا۔ نمازون مین آل رسول کی تباہی کے مشورے کرتے رہے۔ چنانچہ انھین
مقدس مقامات سے جنگ جمل کی بناء ہوئی۔ انھین پاک مقامات کے رہنے والون نے بجیلہ خون بہا
حضرت عثمان رضی غنی وصی رسول سے جدال و قتال کیا۔ اسی پاک جگہون مین فرزند رسول زمن جناب
امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کیا۔ اور خاص مسجد نبوی اور روضۂ اطہر کے سامنے جنازے پر
تیر دن کا مینھ برسایا اور حجرۂ رسول اللہ مین دفن نہ ہونے دیا۔ اُن پاک جگہون کے رہنے والے
مخالفین رسول و آل رسول کی بیعت کرتے رہے اور ایذا رسانی و ہلاکت آل رسول مین اُن کے ممد
و معاون اور اپنے خلفاء کے معین رہے۔ انھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور سبط رسول الثقلین
جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو انھین مقدس مقامات مین اُن جناب کے قتل کی تدبیر کی آخر
خود اُن جناب نے بیت اللہ کی بیحرمتی کے خیال سے وہان قیام نہ فرمایا اور کوفہ روانہ ہو گئے۔ حالانکہ

بعد سوال آل رسول کی بیحرمتی انھین پاک جگہون مین ہوئی

Presented by Ziaraat.Com

خدا نے فرمایا ہے:-

ومن دخلہ کان امنا جو اس گھر مین داخل ہوگا امن سے رہے گا

لیکن اُن جناب کو وہان پناہ نہ ملی بعد شہادت سید الشہدا علیہ السلام جب کچھ لوگ یزید کو خلافت سے معزول کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے جن کو بقول شبلی صاحب (ابتداے عمر مین گنجینہ مُراد مل چکا تھا) اپنے اقربا و اتباع کو جمع کرکے یہ کہا:-

کہ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ روز قیامت ہر غادر کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا مین نہین جانتا کہ کوئی غدر اس سے زیادہ تر ہو کہ جس سے ہم نے خدا و رسول پر بیعت کی ہو اسی سے قتال و جدال کرین پس جو کوئی بیعت یزید سے خلع کرے گا تو مابین اُسکے اور ہمارے جدائی ہو جائے گی۔

غرض ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" افسوس اکثر مسلمانون نے ایمان و اسلام کا جامہ پہنکر غدر۔ مکر۔ تزویر۔ دغا۔ فریب۔ نفاق۔ شقاق۔ اور حرص و ہوا کو دین خدا مین دخل دے کر اسلام کی عزت اور حرمت پر داغ لگایا ؎

بخمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائے

حاصل یہ کہ جنکے دلون مین ایمان نہو اُن کو پاک جگہون مین رہنے سے کچھ عزت نہین مل سکتی۔ کفار و منافقین اگر کعبہ ہی مین رہین اور وہین مرین اور بجاے حجر اسود اُن کو رکھین تب بھی کفر و نفاق کی نجاست سے پاک نہون گے ؎

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد

اب رہا یہ امر (جو کچھ اہل مکہ و مدینہ اصحاب کی نسبت اعتقاد رکھتے ہون اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے) تو یہی دلیل بطلان فضیلت صحابہ ثلثہ پر دال ہے۔ اگر اہل سنت تعصب چھوڑکر خود اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کے

قولہ
جو اعتقاد اہل مکہ و مدینہ کا اصحاب کی نسبت ہو اسکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل مکہ و مدینہ کے فائد خلفاء کے ارے مین

اُن عقائد پر جو اُن اصحاب ثلثہ رض کی نسبت رکھتے تھے غور کرین تو روشن ہوگا کہ وہ لوگ اُن حضرات کو نہ قابل فضیلت سمجھے اور نہ مستحق خلافت جیسا کہ کتب حدیث و سیر اہلسنت مین واضح طور پر مرقوم ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ

جس وقت جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم کی رحلت کی خبر مدینہ مین پھیلی تو اس کو سنتے ہی قبائل انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوگئے اور سعد بن عبادہ کی خلافت پر اجماع کیا اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر رض اپنے پیغمبر کو بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کی۔ اور اپنے آپ کو خلافت کا مستحق بتایا لیکن انصار نے قاطبۃً ان حضرات کی خلافت و فضیلت سے انکار کیا آخر یہ حجت و تکرار اس حد کو پہونچی کہ قریب تھا تلوارین میان سے نکل آئین آخر اس مجمع مین سے جب کسی ایک نے بھی ان حضرات کا انتخاب نہ کیا۔ تب حضرت عمر رض نے یہ رنگ دیکھ کر بقول شمس العلماء شبلی نعمانی جھٹ پٹ حضرت ابوبکر رض کو مسند خلافت پر بٹھا دیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر پہلے خود بیعت کی پھر دوسرون سے لی مگر اس پر بھی بقول صاحب روضۃ الاحباب بعض انصار یہ کہتے ہوے ؎

ز مشرق تا بہ مغرب گر امام است
علی و آل و اولادش تمام است

بغیر بیعت کیے سقیفہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور خود صحیح بخاری مین موجود ہے کہ حضرت عمر نے حالات یوم سقیفہ بیان کرتے ہوے فرمایا ہے

وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما — یعنی علی اور زبیر اور اُنکے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی حضرت عمر کا یہ قول اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ

"ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اُٹھا لیا تو انصار نے قاطبۃً ہماری

مخالفت کی اور سقیفہ مین جمع ہوے اور علی ؑ و زبیر اور اُن کے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵)

اور خالد بن سعید بن ابی العاص جو صحابہ کبار سے تھے اُن کا حال اسد الغابہ مین یہ لکھا ہے :-

"یہ قدیم الاسلام یعنی پانچوین مسلمان ہین ان کے باپنے اسلام کی وجہ سے ان کو بہقدر مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی اور گھر سے نکال دیا مسلمانون نے جب حبش کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی چلے گئے جب مہاجرین کے ساتھ یہ مدینہ واپس آئے تو جناب رسول خدا صلعم نے ان کو یمن پر صدقات وصول کرنیکے لئے مامور فرمایا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یہ مدینہ آئے تو جناب خلیفہ صاحب اول نے کہا کہ تم کیون چلے آئے۔ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے بھائی بند غیر کی بیعت نہ کرینگے

اسیطرح قبائل عرب نے بھی بیعت سے انکار کیا جن کو ارتداد کا جرم لگا کر قتل کیا۔ اور آگ مین جلادیا اور خالد بن سعید بن عاص سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ ابوالہشیم سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری وغیرہ وغیرہ جو اصحاب جلیل القدر تھے اُن کے کلمات مخالفت بیعت سقیفہ کے متعلق بکثرت منقول ہین جنمین بعض نے تو علانیہ کہا کہ یہ خلافت علی کا حق ہے۔ کیا تم بروز جنگ بنی قریظہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بھول گئے کہ :-

"اے گروہ مہاجرین و انصار ہم تمکو وصیت کرتے ہین اس کو یاد رکھو کہ ہمارے بعد علی تم سب کے امیر ہین اور ہمارے خلیفہ ہین"

آل رسول اور بنی ہاشم جن سے مکہ و مدینہ کو شرف تھا اور گروہ اصحاب مین ممتاز تھے ان بزرگوارون کی بیعت نہ کرنے کا حال تو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

"بنی ہاشم اپنے ادعا پر ڈٹے رہے اور حضرت فاطمہ کے گھر مین وقتاً فوقتاً جمع ہوکر مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے بزور بیعت لینی چاہی لیکن بنو ہاشم حضرت علی ؑ کے سوا اور کسی کے آگے

Presented by Ziaraat.Com

سر نہان جھکا سکتے تھے"

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو فضلو خلافت اور فدک و میراث کے بارے مین اُن حضرات سے کی تھی وہ من وعن کتب صحاح وغیرہ مین درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب قنفذ غلام خلیفہ صاحب اول نے نفس رسول کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکو امیر المومنین بلاتے ہین تو نفس رسول نے فرمایا یہ ایسا دعوے ہے جس کا کسی طرح ان کو حق نہین ہے اور جب وہ جناب بجبر دربار خلافت مین لائے گئے اور آپسے بیعت کیلئے کہا گیا تو آپنے حضرات ممدوحین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس دنیا کے پیچھے تم لوگ کس قدر جلد حق سے منحرف ہوگئے کہ خلافت کو رسول اللہ کے گھر سے نکالکر اپنے گھر لیگئے حالانکہ نہ تم رسول اللہ کے قرابت مند ہو نہ خلافت کے مستحق"

خود آپنے بھی آیات بینات کے حصہ دوم مین جناب امیر علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کی نقل درج کرکے ان جناب کے خیالات کا اظہار کردیا ہے جو حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کے بارے مین تھے جس کی نقل یہ ہے :-

اور سب سے بڑھکر جناب امیر المومنین کا خطبۂ شقشقیہ ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جس کو امامیہ قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہین اور اُس کی صحت مین شُبہہ کرنا گویا قرآن مین شبہہ کرنا خیال کرتے ہین اُسمین حضرت امیر فرماتے ہین۔

اما واللہ لقد تقمصھا فلان وانہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونھا ثوبا وطویت عنھا کشحا وطفقت ارتائی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یھرم فیھا الکبیر ویشیب فیھا الصغیر ویکدح فیھا مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی یعنی جب کہ ابوبکرؓ نے خلافت لے لی باوجودیکہ وہ خوب جانتے تھے

حاء
ابوبکرؓ کا گھر سے خلافت کا دعوہ
ن

ب ہم

ف ہ

کہ نظام خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور تمام علوم اور حکمتین اور تدبیرات اور تصرفات مجھ سے خلق پر
ایسے نازل ہوتے ہین جس طرح کسی بلند پہاڑ پر سے پانی گرتا ہو۔ میرے کمالات کو کوئی نہین
پہونچ سکتا۔ اور جب میرے اس درجے کو جان کر خلعت خلافت خود پہن لیا تو مین نے صبر کا جامہ
پہنا اور اُس کی طلب سے ہاتھ کھینچا اور اُس کی طرف التفات نہ کیا کیون کہ مین نے اِس معاملہ
مین خوب فکر کی اور اچھی طرح اس پر غور کیا کہ دو کامون مین سے مجھے ایک کام کرنا چاہئے یا تو
کٹے ہوے ہاتھ سے حملہ کرنا یعنی بے معاون و ناصر کے ان سے مقابلہ یا صبر و شکیبائی اختیار کر کے
چپ رہجانا اور بھی اُس تاریکی کی حالت پر جس مین اُمور خلافت مشتبہ ہو رہے ہون اور لوگ قعر
ضلالت مین مثل اندھون کے گر رہے ہون اور نیز ایسے زمانہ تک جس مین جوان بوڑھا اور بچہ جوان
ہوجاوے اور مومن رنج و مصیبت اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے خدا سے ملے۔ ان دونون راہون
پر جب مین نے غور کیا تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُس شدت و ظلمت مین صبر کرنا قرین قیاس ہے
اِس لئے مین نے صبر کیا اور منازعت اور محاربے کو چھوڑا حالانکہ میری آنکھون مین خار کھٹکتا تھا
اور یہ حالت دیکھکر میرا عیش منغص تھا۔

اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی بخلاف حضرت عمرؓ سے

کیا انھین پاک مقامات کے رہنے والون کا حضرت عمر کی نسبت یہ عقیدہ نہ تھا کہ
جب وقت رحلت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تو اصحاب اس
خبر کو سنکر حضرت صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے جو ایک تند مزاج اور
مغلوب الغضب کو ہم پر خلیفہ کرتے ہین۔ آپکے سامنے ان کے ستم کیا کم تھے جبکہ خود خلیفہ ہون گے تو
کیا کچھ نہ کرین گے۔

اگر ہمارے بیان مین شبہہ ہو تو الفاروق کے صفحہ ۵۶ مین یہ عبارت ملاحظہ کرلو۔

"سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف کو بلاکر پوچھا انھون نے کہا کہ عمرؓ کی قابلیت مین

کیا کلام ہے لیسکن مزاج مین سختی ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اسلئے تھی کہ مین نرم تھا پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر پوچھا تو اُنھون نے کہا ہم لوگون مین ان کا جواب نہین جب اس بات کے چرچے ہوے تو بعضون کو تردد ہوا چنانچہ طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جاکر کہا آپ کے موجود ہوتے عمرؓ کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہون گے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ اب خدا کے ہان جاتے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔

مجلس شوریٰ جو حضرت عمرؓ کی وصیت کے بموجب ان کے وفات کے بعد منعقد ہوئی تو حضرت عبدالرحمن میر مجلس نے اپنا ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کی طرف بڑھا کر فرمایا۔

"اقرار کرو کہ مین امور خلافت حسب کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت ہر دو خلفار انجام دون گا"

آپنے سیرت شیخین پر چلنے سے قطعاً انکار فرمایا اس لئے کہ سیرت شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے جدا تھی جب جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین منظور نہ کی تو عبدالرحمن بن عوف نے آپ کو چھوڑ کر حضرت عثمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہی شرائط ان سے کئے حضرت عثمانؓ نے فوراً سب شرطین قبول کرلین (دیکھو مسند امام احمد حنبل و دیگر کتب سیر وغیرہ) چنانچہ محرم نامہ صفحہ (۲۰) مین جناب خواجہ حسن نظامی تحریر فرماتے ہین کہ:-

"جب حضرت عثمان رضؓ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور وہ خلیفہ ہوگئے تو حضرت علی کھڑے کے کھڑے رہے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے "مکر، مکر! فریب، فریب!"

اسی طرح بنت رسول اللہؐ کے جو عقائد و خیالات ان حضرات کی نسبت تھے وہ بھی کتب صحاح وغیرہ مین بتفصیل درج ہین جو اہل سنت سے مخفی نہین ہین انتہا یہ کہ وہ معصومہ ان حضرات سے اس قدر ناراض تھین کہ وصیت فرما گئین تھین کہ یہ لوگ میرے جنازے پر بھی نہ آئین اور نہ بعد قضیۂ فدک ان حضرات سے

ہمکلام ہوئین جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی مین ہے کہ:۔

لم تکلمہ حتی توفیت (فاطمہ نے ابوبکر سے اپنی وفات تک بات نہین کی۔

اہل مکہ و مدینہ کے خیالات حضرت عثمان کی نسبت

حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت ان مقدس مقامات کے رہنے والون کے عقائد جیسے کچھ تھے وہ جلد دوم مین مفصل لکھے جائین گے انشاء اللہ تاہم مجملاً جابجا حضرت کے ایمان وافعال کے صفات اوپر لکھ آئے ہین کہ وہ بسبب اُن بدعنوانیون کے جو اُمور شریعت مین حضرت سے سرزد ہوئی تھین عام و خاص اصحاب کی نظر مین عزت و توقیر سے دیکھے نہ جاتے تھے۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ایک بڑے عالم جید اپنی مصنفہ کتاب تاریخ الاسلام مین صفحہ ۲۷۵ پر یون رقمطراز ہین کہ

حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ میرے دشمن کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی۔ عمرو عاصؓ بھی اُس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم از تائب ہو۔ حضرت عثمان نے گردن پھیری کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر۔ لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا۔

اور صفحہ ۲۵۷ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنہ و فساد کے تخم اُسی وقت بوے گئے۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش غلطیان سرزد ہوئین اگر حالات کی ایک رنگی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ راے قائم ہوگی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اُس تعریف کے لائق نہین ہین جو اُنکی طرف منسوب کیجاتی ہے

حضرت عثمان کے جنازہ پر اصحاب نے نماز نہین پڑھی

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ خلافت مین جب اُن حضرت کی بدعنوانین بڑھ گئین تو وہ قتل کر دئے گئے۔ چنانچہ بعض علما نے تو آپ کے قتل مین حضرت امیر علیہ السلام کی بھی شرکت بتائی ہے جیسا کہ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیرالمومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مین یہ روایت ہے:۔

Presented by Ziaraat.Com

قال عبد الله بن مسلم بن
قتيبة في كتاب الامامة والسياسة
ان رجلا من همدان يقال له برد
قدم على معاوية فسمع عمرو بن
العاص يقع في علي فقال له يا عمرو
ان اشياخنا سمعوا رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من كنت
مولاه فعلي مولاه احق ذلك ام باطل
قال عمرو حق وانا ازيدك انه ليس
احد من صحابة رسول الله صلعم له
مناقب مثل مناقب علي الا انه شارك
في قتل عثمان رضي الله تعالى عنه وهو

عبداللہ ابن مسلم بن قتیبہ کتاب الامامۃ
والسیاسۃ مین لکھتے ہین کہ قبیلہ ہمدان کا ایک
شخص جسکا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے
سنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا
بھلا کہہ رہا ہے۔ برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے
بزرگون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ جس کا مولا مین ہون اُس کا مولا علے
ہی۔ آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو نے کہا مین
تجھے اس سے بڑھ کر سناؤن کہ آنحضرتؐ کے کسی
صحابی کے مناقب اتنے نہین ہین جس قدر کہ
حضرت علی کے ہین مگر کیا کرین کہ وہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین شریک ہوے ہین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تو علانیہ لوگون کو جناب خلیفہ صاحب کے قتل پر اسکاتی رہتی تھین اور زبان معجز بیان سے بقول صاحب روضۃ الاحباب مندرجہ جلد سوم صفحہ ۱۵

عائشہ در شان عثمان می گفت لعن الله نعثلا وقتل الله نعثلا

فرمایا کرتی تھین۔ مورخین اہل سنت یہ بھی لکھتے ہین کہ قتل کیے جانے سے قبل بیس دن تک مسلمانون نے حضرت عثمان کو محصور رکھا۔ مگر اصحاب مین سے کسی نے بھی اعانت و حمایت نہ کی۔ البتہ جناب امیر علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پانی بھجوا دیا کرتے تھے۔ آپ کی لاش تین دن تک بے غسل و کفن پڑی رہی۔ اصحاب مین سے نہ تو کسی نے تجہیز و تکفین کی فکر کی اور نہ کسی نے نماز جنازہ پڑھی آخر گھر کے

Presented by Ziaraat.Com

چار آدمی لاش ایک تختے پر ڈال کر مسلمانون کے قبرستان مین لیچلے تو بہت سے لوگ دفن کرنے مین مزاحم ہوے ناچار یہودیون کے قبرستان مین بغیر غسل وکفن دفن کردئے گئے۔ ملاحظہ ہون کتب سیر مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کے ملاحظہ مین زحمت ہو تو کم سے کم رسالۂ محرم نامہ مین جو جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ کی تالیفات سے ہے اور خواجہ ممدوح اکابر مشائخ اہلسنت سے ہین یہ عبارت ملاحظہ فرمالین۔

"دل لرزنے کی بات ہے کہ امیر المومنین جانشین رسول اللہ کا جنازہ تین دن تک بے گور وکفن پڑا رہا۔ آخر مین حضرت علی کی کوشش سے چار آدمیون نے جنازہ حضرت عثمان کا اُٹھایا۔ اور قبرستان لے چلے حیرت وعبرت کا مقام ہے کہ جو خلیفہ دنیا کے بڑے حصہ کا مالک ہو اُس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور اُس پر بلوائیون کا یہ حال تھا کہ جنازہ پر پتھر مارتے تھے اور بیچارے جنازہ اٹھانے والے بھاگ بھاگ جارہے تھے جب جنت البقیع مین حضرت عثمان کو لے گئے تو بلوائیون نے سخت یورش کی اور کہا کہ ہم مسلمانون کے قبرستان مین ان کو دفن ہونے نہ دین گے۔ آخر مجبور ہوکر یہودیون کے قبرستان مین اس حامیِ اسلام مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا۔ صفحہ (۴۵)

جناب شاہ صاحب نے بھی اصحاب کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے جب انکار کا موقع نہ دیکھا تو یہ تاویل کی کہ

"ملائکہ بر جنازہ عثمان رضی عوض آدمیان حاضر شدند (تحفہ صفحہ ۲۲۴)

ملائکہ کے نماز پڑھنے کا تو علم حضرت شاہ صاحب ہی کو بذریعۂ الہام وکشف ہوا ہوگا مگر ہم کو تو اصحاب سے بحث ہے نہ کہ ملائکہ سے۔ پس اصحاب کے نماز نہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی بدعنوانیون اور بدعتون کی وجہ سے قتل کئے گئے تو وہ کب مستحق خلافت وفضیلت ہو سکتے ہین اور کیونکر خلفاے راشدین مین انکا شمار ہو سکتا ہے۔ اگر بے قصور تھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اُن کا شعار تھا

تو اُن پاک جگہون کے رہنے والے وہ اصحاب جنھون نے خلیفہ برحق کی مدد کی نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ کفن ودفن مین شریک ہوے بورد لعن وتشنیع ضرور ہوتے ہین اور وہ تمام صفات جو اُن کے مرتبہ فضیلت مین اہل سنت بیان کرتے ہین نامعتبر وباطل ثابت ہوئے۔

خلافت خلفاے ثلثہ عقاید اہل کی مدینہ باطل

الحاصل یہ عقائد اصحاب کبار نبی ہاشم اور آل رسول کے اصحاب ثلثہ کی نسبت تھے۔ اب اگر برادران اہلبیت چشم بنیاد گوش شنوا رکھتے ہین اور طالب حق ہین تو اپنے ہی عقائد کے موافق اِن پاک جگہون کے رہنے والون کے عقائد متذکرۂ بالا کو اصل ایمان سمجھ کر بفحواے مصرع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صحابہ ثلاثہ رضہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین۔ اگر ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے مخصوص انھین حضرات کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین جو بیت الشرف بنت رسول اللہ کے جلانے کو خلیفہ صاحب سے شریک تھے جنھون نے ولی خدا سے جنگ وپیکار کی جو برسون بالاے منبر نفس رسول پر تبرا کرتے اور سنتے رہے جنھون نے فرزند رسول کے جنازہ کو تیرون سے غربال کیا۔ جنکے دست ظلم سے چمن رسول کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ تاراج ہوا تو یہ ایمان ان کو ہی مبارک ہو اہل حق کو تو ایسے ایمان کے نام سے لرزہ آتا ہے اور دل الامان الامان پکارتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد وای گر از پس امروز بود فردای

الحمد للہ کہ زمانہ اہل ایمان سے خالی نہین ہے۔ آج بھی باوجود تیرہ سو برس گذر جانے کے خدا کے فضل سے ان پاک جگہون کے باشندے بلکہ تمام عرب کے مومنین کا جو اعتقاد ان اصحاب کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ غرض جو فسق وفجور اور بدعات ایمان واسلام کی آڑ مین ان پاک جگہون کے رہنے والون نے دین خدا مین کیے اُسکی نظیر کسی صنمخانہ مین بھی نہ ملیگی۔ اور جو ستم وجور اور تحقیر وتوہین آل رسول اولاد بتول پر اُن متعدس مقامات کے رہنے والونکے دست ظلم سے ہوئے وہ کفار ومشرکین سے بھی نہو سکے ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند"

مقال ۲

اگر ہم موافق اعتقاد شیعون کے یہ کہین کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو اس سے مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے۔ کیون کہ خداوند تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا۔ جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اور جن جگھون کو عرش کے برابر رتبہ دیا۔ اور جہان سے اسلام جاری کیا انھین جگہ کے رہنے والون کو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور ان لاکھون اور کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین پیدا ہوے اور وہان رہے اُن کو گمراہ رکھا اور گمراہی پر اُن کا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا بھی وہان گذر نہ ہونے دیا اور ابتک خدائے عزوجل کو وہی اصرار ہے کہ ان بداعتقادون سے مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت اب تک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اس قدر عرصہ دراز کے کوئی مومن پاک بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے اعتقاد کو بخوف اپنی عزت وجان کے ظاہر نہین کرسکتا۔

اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے

اقول

اہل مکہ و مدینہ سب کے سب گمراہ تھے

بعد رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگون نے قرآن اور آل رسول کو چھوڑکر اپنا دین و مذہب قائم کیا بلاشبہہ وہ گمراہ ہین۔ اور خدائے تعالیٰ نے جہان اپنے نبیؐ کو پیدا کیا جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ انھین جگہون کے رہنے والون کے ایمان و اسلام کے بارہ مین سورۂ منافقون اور صدہا آیتین مثل اسکے نازل فرمادین۔ اور انھین پاک جگہہ کے رہنے والون مین جو منافقانہ اسلام لائے تھے اُن کے ایمان و اسلام پر آیۂ کریمہ

وممن حولکم من الاعراب	اور ان لوگون سے کہ گرد تمہارے ہین گنوار
منافقون ومن اهل المدینة	سے منافق ہین اور بعض لوگ مدینہ کے سرکشی
مردوا علی النفاق لا تعلمهم	کرنے ہین اور نفاق کے تو نہین جانتا ان کو
نحن نعلمهم الخ	ہم جانتے ہین

نازل فرماکر شہادت دیدی کہ وہ ایسے پکے منافق ہین کہ اے رسول تم ان کو نہین جانتے۔ افسوس جن جگہون کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا۔ جہان سے ایمان و اسلام جاری کیا۔ انھین جگہون مین ان سچے اسلام لانے والون نے قرآن اور آل رسول کی بیحرمتی کی۔

شیعون کا یہ اعتقاد نہین ہے کہ ان پاک جگہون کے رہنے والے سب کے سب گمراہ تھے۔ اگر سب کے سب نعوذ باللہ گمراہ ہوتے تو اسلام و ایمان کون پھیلاتا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر	اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے روکنا

کون کرتا۔؟

الحمد للہ کہ ان پاک جگہون بلکہ کل عرب مین شیعیان علی بن ابی طالب موجود ہین اور اپنے پیغمبر کی

وصیت کے موجب قرآن اور آل سے تمسک ہین۔ اگر گمراہون اور بداعتقادون کے وجود سے مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے تو مطابق اعتقاد اہلسنت ہی آتا ہے کہ خداوند عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا جن جگہون کو عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہان سے ایمان و اسلام جا بجا کیا انھین جگہون کے رہنے والون مین سے سیکڑون اور ہزارون بندون کو مثل ابوجہل و امثالہ گمراہ رکھا اور گمراہی پر ان کا خاتمہ کیا اور جو اصحاب ایمان لائے۔ ان مین سے بھی جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کو ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیا اور نبی نے منبر کے وفات کے وقت بقول شبلی صاحب

تمام مدینہ منافقان سے بھرا تھا جو اس کے خوف سے کہ آنحضرت کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو یا ماکج دین

پر جبکہ خلفاے نامدار تیس برس تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہے اور رات دن حضرت سے وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی لانا دیکھتے تھے انھین پاک جگہون پر پیدا ہوئے اور وہین سے مگر اپر بھی ایمان و عقاد مین پاک نہ نکلے تو ان کے متقدین کا ایمان و اسلام کس تار و قطار مین ہے۔

بعض تاریخون و روایتون مین اصحاب کے معتقد ہون جو ہمیشہ اپنے پیغمبر کی مخالفت اور نافرمانی کرتے رہے جبکہ احکام خلافت کا دار و مدار

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم دیتے ہین بری بات کا اور روکتے ہین اچھی باتون سے

پر رہا ان سے تو ان پاک جگہون کی حرمت و منزلت پر حرف نہ آئے اور نہ اسلام پر کوئی الزام۔ اور اگر امامیہ حسب انحام خدا و رسول و مطابق اقوال علماے کرام اہلسنت خلفاے ثلثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین تو بساط یہ نہ صرف اسلام و رسالت و نبوت پر بھی داغ لگے۔ اور خدا کی بھی نرس نعشت نبوی سے فوت ہو۔ حالانکہ لوگون کے گمراہ رہنے سے نہ تو مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے اور نہ نبوت و رسالت پر اور نہ گمراہون و بداعتقادون کی سکونت سے ان پاک جگہون کی

پاکی اور حرمت مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ یہ رسالت اور نبوت ہے جس کی تصدیق ملک وفلک شجر وحجر جن وانس سب نے کی ہے اگر ناکسون نے اس کی قدر ومنزلت نہ کی اور ایمان نہ لائے یا ایمان لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تو یہ قصور خود اُن کا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی لوگون کے باب مین خدا نے فرمایا ہے:۔

ان الذین کفروا بعد ایمانھم　　جو لوگ کہ کافر ہوے ایمان لانے کے بعد

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم　　پھر کفر مین بڑھ گئے اُن کی توبہ قبول نہین ہے

واولئك ھم الضالّون۔　　اور وہی تو (بڑے) گمراہ ہین۔

قولہ تعالیٰ

وما ارسلناك الا مبشرًا　　اور ہم نے تم کو خوش خبری دینے والا اور

ونذیرا　　ڈرانے والا قرار دیکر بھیجا ہے۔

پس ایمان لانا یا ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنا عباد کا فعل ہے۔ خدا اور رسول کے ہرگز ذمہ دار نہین ہین۔ قولہ تعالیٰ۔

انا ھدیناہ السبیل اما شاکرًا　　ہم نے اُس کو رستہ دکھایا اب وہ خواہ

واما کفورًا　　شکر گذار ہو یا ناشکر

یہ امر بھی صحیح نہین ہے کہ:۔

"ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا اور کوئی مومن بغیر تقیہ کے

"ان جانے نہین پاتا اور اپنے ایمان واعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کر سکتا"

حالانکہ ایک مومن کیا گروہ کے گروہ مومنین سے ان پاک جگہون مین بلا تقیہ رہے اور اس وقت تک ہین

قولہ ان پاک جگہ نہیں ایک مومن بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا

ان پاک جگہوں میں مومن بستے ہین

اور بغیر تقیہ طواف وزیارت کعبہ کا شرف حاصل کرتے رہتے ہین بلکہ انھین مومنین کو مناسک حج و طواف بجالانے کیلئے ایک بزرگ مومن وہان متعین ہین جو انھین پاک جگہون کے رہنے والون مین سے ہین۔ یہ بزرگ وہ ہین جن کا اسم مبارک سید ابوالفضل عباس ہے جو بعہد شاہ دکن نواب میر محبوب علیخان بہادر غفران مکان اور نواب لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ مرحوم ومغفور کی وزارت کے زمانہ مین حیدرآباد تشریف لائے تھے اور سرکار عالی ہی کے مہمان رہے تھے جن کی تعظیم وتکریم اور مراعات شاہ ووزیر نے بہت کچھ کی تھی اور بارگاہ شاہی مین خود آپ ہی نے ان بزرگ کو باریاب کرایا تھا۔ پس ہم کو تو مکہ معظمہ مدینہ منورہ مین اپنی عزت اور جان کا مطلق خوف واندیشہ نہین ہے کیونکہ خود معبود اپنے عباد کو ہر بلا سے بچاتا ہے اور دولت برطانیہ کے اثر سے ہمکو ادائے رسوم مذہبی مین ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

البتہ ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے بعضون کے ہاتھون سے بلاشبہہ ہر طرح کی تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین چنانچہ یہ حکایت تو آپنے چھوٹے عموجان مرحوم ومغفور سے سُنی ہوگی کہ جس زمانہ مین ہمارے خاندان کے لوگ حج بیت اللہ کی غرض سے خاص مکہ معظمہ مین مقیم تھے ایک روز گھر مین پانی نہ رہا۔ عموی صاحب گھڑا لے کر مسجد الحرام کے حوض سے پانی لینے کیلئے گئے جب پانی بھر لیچلے تو ایک عرب صاحب سامنے آکر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کس کام کے واسطے لیجا رہے ہو مرحوم نے کہا کہ گھر مین پانی نہین رہا ہے اور بچے پیاسے ہین اُن کو پلانے کیلئے لیجا رہا ہون یہ سُنکر اُس پکے ایمان والے اور سچے اسلام لانے والے نے گھڑا آپکے ہاتھ سے چھین کر سب پانی زمین پر پھینکدیا اور کہا یہ پانی پینے کے لئے نہین ہے وضو کیلئے ہے۔

منافقین داخلین کو ان جگہون کی سکونت سے فضیلت نہین پہنچتی

غرض ان پاک جگہون مین محض سکونت سے کفار اور منافقین کو کچھ نفع نہین ہوسکتا ؎

گر طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست　　نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

پاک بگھون کی سکونت اور چیز ہے ا۔ رایمان شئے دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ	کیا تم نے حاجیون کا پانی پلانا اور مسجد حرام
المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ و	کا آباد رکھنا اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر
الیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ	اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے
لایستوون عند اللہ ؕ واللہ لایھدی	راہ خدا مین جہاد کیا اللہ کے نزدیک تو یہ برابر
القوم الظالمین ۵	نہین ہے اور اللہ ظالم لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

اسی طرح اِس آیہ شریفہ مین ارشاد فرماتا ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل	یہ کوئی نیکی ہے کہ تم اپنے منھ مشرق و
المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن	مغرب کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی تو اُس کی ہے جو
باللہ والیوم الاخر والملئکۃ	اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتون اور خدا کی
والکتب والنبیین واتی المال	کتابون اور انبیا پر ایمان لائے اور محبت خدا مین
علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین	اپنا مال رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون
وابن السبیل والسائلین وفی	اور مسافرون اور سوال کرنے والون اور بندے
الرقاب واقام الصلوۃ واتی	آزاد کرنے مین صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ
الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا	ادا کرے اور جب معاہدہ کر لین تو اپنے عہد کے پورے
عاھدوا والصابرین فی البأساء و	کرنے والے ہون اور تنگدستی اور بیماری اور
الضراء وحین البأس اولئک الذین	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہون یہی
صدقوا واولئک ھم المتقون ۝	وہ لوگ ہین جنھون نے سچ کہا اور یہی متقی ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ صفات ایمان والون کے ہین جن سے آپکے اصحاب کورے رہے پس آپکے آسمان پر
چڑھانے اور مہر و ماہ فلک سلام پنانے سے اُن کو کوئی شرف حاصل نہین ہو سکتا ہے

کچھ خار مغیلان گل تر ہو نہین جاتا ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا
جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل یدِ بیضا نہین کہتے

خود صحابہ ہی کو امنوا وعملوا الصلحت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مہر و ماہ فلک اسلام
بننا چاہیئے تھا۔ آپ کی لن ترانیون سے کیا ہوتا ہے:۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قال

خدا گمراہون سے اپنے دوستون اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا

قیامت تو قریب آگئی اِس دنیا کے ختم ہونے کے دن نزدیک کے گئے لیکن خدا ان ظالمون اور بدعتقادون سے اپنے گھر اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین سے ان شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہون سے نہین نکالتا۔

اگرچہ جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا اور مذہب شیعہ ترقی پاتا گیا اور اُن کے عقائد باطلہ کا رواج ہوتا گیا اور کئی شہرون مین اور ملکون مین ان کی حکومت ہوگئی اور بادشاہت و سلطنت بھی نصیب ہوگئی۔ باین ہمہ مکہ و مدینہ مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے۔

اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

اقول

خدا تعالیٰ علیہ کا فوراً سزا نہین دینا اگر جبکہ چاہے جیسا کہ انبیاء کی امت قاتلان امام حسینؑ کو فوری سزا دی

دنیا کے انتظامات خدائے پاک نے اپنی مصلحت وحکمت پر منحصر رکھے ہین اگر اللہ جل شانہ گنہ گارون اور ظالمون کو اُن کی بداعمالیون کی سزا فی الفور دیتا تو ایک شخص بھی دنیا مین باقی نہ رہتا۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم	اگر خدائے تعالیٰ آدمیون کے ظلم کے سبب سے
ما ترک علیہا من دابۃ ولکن	ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو
یوخرہم الی اجل مسمّٰی	باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک وقت مقررہ تک
پ ۱۴ سورۃ النحل ع ۵	اُنکو ڈھیل مین ڈالے ہوے ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

ولو یعجل اللہ للناس الشر	اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی
استعجالہم بالخیر لقضی الیہم	کر بیٹھتے ہین اسی طرح اگر خدا اُن کی برائی مین جلدی
اجلہم فنذر الذین لا یرجون	کر بیٹھے تو اُن کی مدت بہت ہی جلد پوری کر دی جائے
لقاءنا فی طغیانہم یعمہون	مگر ہم ان لوگون کو جو ہماری ملاقات کی امید نہین
پ ۱۱ سورۃ یونس	رکھتے اُن کو ان کی سرکشی مین چھوڑ دیتے ہین کہ
ع ۲	کہ وہ آپ ہی سرگردان رہین۔

اسپر بھی اگر سرکشون۔ ظالمون اور گنہگارون کو اُن کی خطاؤن اور نافرمانیون کی پاداش مین فوری سزا دینا قرین مصلحت جانا تو فوراً ہی عذاب ان پر نازل کر دیا۔ جیسا کہ خاص عذاب کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ۔

الم ترکیف فعل ربك بعاد — کیا تم نے نہین دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد
ارم ذات العماد التی لم یخلق — کے ساتھ جو ستونون والے ارم کے رہنے والے تھے کہ ویسا
مثلها فی البلاد وثمود الذین — شہر شہرون مین بنایا ہی نہین گیا کیا اور ثمود کے ساتھ جنھون نے
جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی — میدان مین چٹانون کو تراشا اور ان کو گھر بنایا تھا
الاوتاد الذین طغوا فی البلاد — اور فرعون کے ساتھ جو سزا کے لئے میخین رکھنے والا
فاکثروا فیها الفساد فصب علیهم — تھا کیسا معاملہ کیا ان سب نے ملکون مین سرکشی کی تھی
ربك سوط عذاب ان ربك — پھر ان مین خرابی کو بہت بڑھا دیا پس تمہارے پروردگار
لبالمرصاد پارہ ۳۰ سورۃ الفجر رکوع ۱) — نے ان پر عذاب کا کوڑا لگایا بیشک پروردگار گھات مین ہے

اور اسیطرح واقعۂ موسی مین نشانی ہے۔

اوفی موسیٰ اذ ارسلنٰه — جبکہ ہم نے موسی کو فرعون کی طرف کھلا ہوا
الی فرعون بسلطان مبین — معجزہ دے کر بھیجا پس اس نے اپنے لشکر کے برتے پر
فتولّٰی برکنه وقال سٰحرٌ او — روگردانی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔
مجنون فاخذنٰاه وجنوده — پھر ہم نے اُس کو اور اسکے لشکر کو دھر پکڑا اور اُن
فنبذنٰهم فی الیم وهو ملیم — سب کو دریا مین ڈالدیا جس حال مین فرعون ذلیل
وفی عاد اذ ارسلنا علیهم الریح — وخوار تھا اور اسی طرح واقعۂ قوم عاد مین نشانی
العقیم ماتذر من شیءٍ اتت — ہے جبکہ ہم نے ان پر ہر ایک سخت آندھی بھیجی کہ
علیه الا جعلته کالرمیم — جس چیز پر وہ پہونچتی تھی اُس کو چورا کئے بغیر
وفی ثمود اذ قیل لهم — نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعۂ ثمود مین بھی نشانی ہے
تمتعوا حتّٰی حین — جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

Presented by Ziaraat.Com

فعتوا عن امر ربهم فاخذتهم الصاعقة وهم ينظرون فما استطاعوا من قيام وما كانوا منتصرين وقوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فسقين۔ (پارہ ۲۷۔ سورۃ الذاریات ع ۱)

پھر انھون نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک نے آلیا پھر وہ نہ کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے ہم ہلاک کر چکے یقیناوہ لوگ نافرمان تھے۔

اسی طرح قاتلان جناب سید الشہدا علیہ السلام پر فوری عذاب نازل کیا گیا جس کا ذکر جناب شاہ صاحبؒ نے اپنے رسالہ سر الشہادتین مین باین الفاظ کیا ہے:۔

"زہری سے روایت ہے جو لوگ قتل امام مین شریک اور اس امر سے راضی تھے قطع نظر عذاب اخروی کے اسی طرح کے بلاؤن مین مبتلا ہوکر اپنی سزاے اعمال کو دنیا ہی مین پہونچے اور عبرت روزگار ہوے بعض قتل ہوے بعض اندھے بعض پیاس پیاس کہتے مر گئے۔

اور ترمذی سے روایت ہے کہ ایک جگہ ضیافت تھی وہان لوگون مین ذکر ہوا کہ جو کوئی قتل امام مین شریک تھا البتہ کسی نہ کسی بلا مین دنیا ہی مین اپنی بدکرداری کو پہونچا امیر مجلس کے منھ سے بیجا یہ کلام نکلا کہ وہ شخص معرکۂ کربلا مین موجود تھا اور اب تک سب آفتون سے بچا ہوا ہے۔ یہ بات اسکے منھ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے نکلا اور طرفۃ العین مین اس کو جلا کر کوئلہ کر دیا اور جس شقی کا تیر علی اصغرؑ کی گردن پر لگا تھا وہ اس عذاب مین گرفتار ہوا کہ اسکے اگلے دھڑ مین حد سے زیادہ جلن اور نیچے کے دھڑ مین حد سے زیادہ سردی اور پیٹ کے نیچے انگیٹھی رہتی تھی اور برابر واویلا کرتا رہتا تھا۔ اور مشکون پانی پیتا لیکن پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(صواعق محرقہ و سر الشہادتین صفحہ ۱)

اسکے بعد جناب شاہ صاحب اس عذاب کا جو مختار کے ہاتھ سے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر

Presented by Ziaraat.Com

نازل ہوا تھا ذکر کرتے ہین جس کو ہم نے بخیال طوالت چھوڑ دیا جس کو شوق ہو کتب تواریخ اور صحیفہ زین العابدین مطبوعہ پریس دہلی مین ملاحظہ کر لین۔ المختصر ؎

دو برس تک نہ رہا ایک بھی قاتل باقی　　خون سادات نے تاثیر دکھائی کیسی!

اور اب بھی فسق و فجور اور بداعمالیون و بداعمالیون کی وجہ سے طاعون۔ سیلاب زلزلے و تصادم جہازون و کشتیون کا دفعۃً غرق ہونا۔ آگ سے جلنا وغیرہ وغیرہ مختلف شکلون مین فوری عذاب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اسپر بھی خدا سے نہین ڈرتے اور اپنے ایمان و عقائد کی اصلاح نہین کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون۔

آیا نہین دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہین گذرتا کہ ایک دو بار وہ بلاؤن مین نہ ڈالے جاتے ہون۔ پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال کہ نہ توبہ کرتے ہین اور نہ مصیبتون سے نصیحت پکڑتے ہین۔

پ (۱۱) ع ۵

اب رہا یہ امر کہ:-

قولہ جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے،

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے" ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

بعد رسول اللہ دین و مذہب مین زوال آیا

اگر اس سے آپ کا مقصود بقاء دین حق ہے تو بقول حافظ ہم کو بھی اتفاق ہے ؎

از وجود ان قدم نام و نشان ہست بجست　　ورنہ از ضعف دمانجا اثرے نیست کجاست

اس باغ کی بہار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی ؎

چمن کے تخت پر جب دم شہ گل کا تجمل تھا　　ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا

Presented by Ziaraat.Com

خزان کے بعد جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین　　بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

جناب مولوی خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنی بے بہا تالیف مسدس حالی مین تنزل اسلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اُسکے کچھ بند اس جگہ نقل کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین :-

رہے جبتک ارکان اسلام برپا　　چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا　　رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا

نہ تھا کوئی اسلام مین مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

یہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا　　گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا　　تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا

کہ ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب　　وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے سب　　بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھاکر

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر　　کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر　　بجھین مشعلین نور حق کی سراسر

رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

Presented by Ziaraat.Com

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت — گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوے علم و فن سے ایک ایک رخصت — مئین خوب بیان ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

قطع نظر اسکے آپ خود بھی تو اِس بات کے قائل ہین کہ:-

"جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اسی قدر اسلام مین ضعف آتا گیا"

مقالات طلعت رقم ص ۱۵ تنزل الملک بتنزل اسلام

بلکہ اس تنزلِ اسلام پر ایک رسالہ بھی آپنے تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "اسباب ترقی و تنزلِ مسلمانان" ہے۔ اُس رسالہ کا اقتباس یہ ہے:-

"مسلمانون کے متفرق ہوجانے مین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے جس کا تخم ابتدا ہی زمانہ مین بویا گیا اور امامت کا جھگڑا اُسکا سبب ہوا اسی سے مسلمان جن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے مگر پھر ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور آپس مین لڑنے لگے حقیقت مین وہ بغض و عداوت کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلون مین بویا گیا وہ اتنے بُرے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ اُسنے مسلمانون کے خون کی ندیان بہادین اور اُس نے اسلام کی مستحکم بنیاد کو ایسا ہلایا کہ جس پر غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت ہونے لگی باہمی محبت و اختلاط ہمدردی کا صفحہ روزگار پر نام و نشان باقی نہ رکھا۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھیرا بلکہ ایک دوسری شکل اور نئے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت بھی کہین نظر نہین آتی چونکہ دین ہی نے اتفاق کا سبق سکھلایا تھا اور یہی بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی تھی اور یہی بڑا احسان تھا جو

Presented by Ziaraat.Com

ابتدا مین اُسنے ہمپر کیا تھا جس کو اتنا ناخوش فرماتا ہے الف بین قلوبھم لو انفقت مافی
الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یعنی اُن لوگون کے دل مین اُلفت
دی (اے رسول!) اگر تم ساری زمین کی چیزین صرف کرتے تب اُنکے دلون مین محبت پیدا نہ کر سکتے لیکن یہ اُلفت
خدا نے اُن کے قلبون مین پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت
ہم سے خدا نے لیلی اور ہم کو اختلاف و فساد اور جھگڑون مین ڈال کر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا صفحہ ۵۵ و ۵۶
اِس کلام سے آپکا یہ قول کہ:-

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول خدا صلعم
کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے"

ھباءً منبثًا ہو گیا کیونکہ آپ خود اِس بات کے قائل ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہوا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی — ایک اِسلام کا رہ گیا نام باقی

افسوس کہ جن اسباب سے اِسلام کی یہ نوبت پہونچی۔ مرثیہ

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے — اِسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد — دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

امامت چارہ ہزار سال قبل از خلقت و خلافت آدم و ذریہ پاکیزہ تھی

اُن کو تو آپ نے چھپایا اور امامت کو جو خلفا کی آنکھون مین مثل خار کھٹکتی تھی باعث تنزل اسلام
اور فتنہ و فساد ٹھہرایا۔ مگر جس چراغ کو اللہ تعالی روشن کرے اُس کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھم — وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا نور منھ سے
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — بجھائین اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا
(سورہ الصف پارہ ۲۸) — ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ امامت ایسی مہتم بالشان ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پا چکی ہے۔ جیسا کہ ارجح المطالب مین مذکور ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضؓ قال	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مین اور علی
وآلہ وسلم انا وعلی من نور واحد	حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل
قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف	ایک نور تھے جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ہمارے
عام فلما خلق اللہ تعالی الخلق	نور کو صلب آدم مین جگہ دی یہ نور ہمیشہ ایک ہی
رکب ذلک النور فی صلبہ فلم	شئے مین برقرار رہا۔ یہان تک کہ عبد المطلب کے
یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب	صلب کی طرف منتقل ہوا۔ پس مجھ مین نبوت اور
عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ	علی مین خلافت ہے۔

(اخرجہ الدیلمی) صفحہ ۳۴

اعلان رسالت کے ساتھ امامت کا بھی اعلان ہوا

یہی وہ امامت ہے جس کا اعلان رسول خدا نے اپنی نبوت و رسالت ہی کے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ کتب اہل سنت مین ہے کہ جب

"جب آیہ شریفہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ دارون کی ایک دن دعوت کی اس دعوت مین چالیس آدمی شریک ہوئے۔ جن مین آپ کے چچا ابو طالب و حضرت حمزہ و حضرت عباس بھی تھے۔ کھانے کے بعد آپ نے کچھ کہنا چاہا لیکن ابو لہب نے فضول باتین کر کے یہ جلسہ درہم و برہم کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد کیا کہ اے بنی عبد المطلب مین دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہون اور خدا کے حکم سے تم کو راستہ پر چلاتا ہون کوئی ہے جو میری مدد کرے۔ یہ سنکر سب نے منہ پھیر لیا اور کوئی کچھ نہ بولا صرف حضرت علیؑ نے کہا

Presented by Ziaraat.Com

گو مین سب سے چھوٹا ہون کمزور ہون اور لنگڑا لیکن حاضر ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علی کے گلے مین ہاتھ ڈال کر فرمایا اے لوگو! آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور خلیفہ
ہے اسکی اطاعت کرو (دیکھو رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۲۰ مصنفہ جناب حبیب الرحمن خان صاحب المخاطب بنواب
حیدیار جنگ بہادر شروانی)

رسول اللہ نا وقت رحلت اس امامت سے آگاہ فرماتے رہے

یہ تو ابتدائے بعثت نبوی کا زمانہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر کیا تھا اسکے بعد وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخلاف شاہِ ولایت کا اظہار فرماتے رہے اور خاص و عام کو آگاہ کرتے رہے کہ علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ مین اپنے بعد قرآن اور اہلبیت کو چھوڑتا ہون اگر تم ان دونون کو پکڑے رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ جس طرح نجوم اہل سما کیلئے باعث امان ہین اسی طرح میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہین۔ اگر میرے اہلبیت باقی نہ رہین تو اہل ارض ناپید ہو جائین۔ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس پر سوار ہوا پار ہوا۔ اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق ہوا۔

اپنی رحلت سے تین ماہ قبل بھی اس امامت کی تجدید کردی تھی جیسا کہ متکلمین اور محققین اور محدثین اور مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب بمقام غدیر خم آیہ وافی ہدایہ

یاایھا الرسول بلغ ما انزل	اے حبیب! جو تم پر حکم نازل ہوا ہے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	اُن لوگون تک پہونچا دو اگر تم نے نہ پہونچایا تو
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک	امر رسالت ہی ادا نہ کیا اور خدا تم کو ان لوگون سے
من الناس	بچائے گا۔

نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کے سامنے بالائے منبر

جناب امیر علیہ السلام کو اپنے ہاتھون پر اٹھا کر فرمایا۔

مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہ جسکا مین مولا ہون اُسکا یہ علی مولا ہے۔

ابھی یہ مجمع منتشر نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی :۔

الیوم اکملت لکم دینکم — آج کے دن مین نے تمھارے دین کو کامل

واتممت علیکم نعمتی ورضیت — کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمھارے دین

لکم الاسلام دینا — کو پسند کیا۔

ان جلسون مین وہ لوگ بھی حاضر و موجود تھے جو بقول آپکے فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے اور جو نفس رسول کا خلیفہ اور امام ہونا اپنی آنکھون سے دیکھ چکے تھے اور خود اپنی زبان سے ماہین الفاظ

"حوشا اے علی کہ آپ میرے اور مومنین اور مومنات کے آقا اور سردار ہوے"

تہنیت بھی دے چکے تھے وقت رحلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر خاص کیلئے دوات و قلم طلب فرمایا تھا مگر وہی فرضی مہر و ماہ فلک اسلام تحریر وصیت مین حائل و مزاحم ہوے یہی نہین بلکہ رسول اللہ کے ارشاد مبارک کو معاذ اللہ ہذیان سے تعبیر کیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل اعظم یعنی اہلبیت رسول کو قطعاً چھوڑ دیا۔

اصحاب جناب امیر کی امامت تسلیم کر لینے کے بعد پھر گئے

غرض جس امامت کی ابتدا طلوع مہر رسالت کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی تکمیل و تجدید وقت غروب آفتاب نبوت کی گئی جس کو سب اصحاب مان چکے تھے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک بند ہوتے ہی باستثنا خاص سب کے سب منحرف ہو گئے اپنے پیغمبر کے احکام اور وصیت کو ایسا ننیا کر گئے گویا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جس امامت کو حضرت عثمر تسلیم کر چکے تھے اس عہد سے انحراف کر گئے جسپر خود ہوا خواہان صحابہ

Presented by Ziaraat.Com

طعنہ زن ہین جیسا کہ امام غزالی صاحب کا یہ قول اوپر نقل کیا گیا ہے :-

"حب جاہ ریاست سے عہدہ سریر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی تمام باتون کو پس پشت ڈال کر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا۔ اور اس کے عوض بہت بری شے خریدی۔

اسی طرح قلم دوات کے بارہ مین علامہ عبد الکریم شہرستانی کی یہ عبارت

"پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی اور پہلی نزاع جو اسلام مین ہوئی وہ حضرت عمر سے ہوئی کہ رسول اللہ کی وصیت کو ہذیان ٹھہرایا۔

تفسیر امام فخر الدین رازی صحابہ کی حرمت ہوا کے آگے ہیچ ہین

فخر الدین رازی آیہ وافی ہدایہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یہ تفسیر کرتے ہین :-

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم	حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا نے فرمایا اگر تم دنیا
ولکن اللہ الف بینھم المسئلۃ الثالثۃ دلت ھذہ	کی کل چیزون کا صرف کرتے تو بھی ان کے دلون مین
الآیۃ علی ان القوم کانوا قبل ذلک متروعین فی الاسلام	الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا نے انمین محبت پیدا کر دی
ومتابعۃ الرسول فی الخصومۃ الدائمۃ والمحاربۃ	اس کی تفسیر مین مسئلہ ثالثہ مین فخر الدین رازی کہتے
الشدیدۃ یقتل بعضھم بعضا ویغیر بعضھم علی	ہین یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اقوام عرب قبل
البعض فلما آمنوا باللہ ورسولہ والیوم الآخر	اسلام خصومت دائمہ اور جنگ شدید مین بسر کرتی
زالت الخصومات وارتفعت الخشونات وحصلت	تھی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے بعض بعض کو لوٹ لیتے
المودۃ التامۃ والمحبۃ الشدیدۃ واعلم ان التحقیق	تھے بعد قبول ایمان وہ باتین زائل ہو گئین اور تحقیق
فی ھذا الباب ان المحبۃ لا تحصل الا عند تصور	اس مطلب مین یہ ہے کہ محبت کسی سے اسی وقت
حصول خیر وکمال فالمحبۃ حالۃ معللۃ بھذا التصور	ہوتی ہے کہ جب کسی خوبی کا تصور کرتے ہین اور جب

Presented by Ziaraat.Com

المخصوص فمتى كان هذا التصور حاصلا كانت تصور شر ہوتا ہے تو نفرت ہو جاتی ہے پس محبت
المحبة حاصلة ومتى حصل تصور الشر والبغضاء وعداوت تابع اسی خوبی و برائی کے ہے۔ اب
كانت النفرة حاصلة ثم ان الخيرات و الكمالات وہ خیر و خوبی دو طرح کی ہین۔ ایک تو وہ
على قسمين احدهما الخيرات و الكمالات جو دائمی اور باقی ہین ان کو زوال نہین کہ وہ
الباقية الدائمة المبرأ عن جهات التغيير کمالات نفسانی ہین دوسرے وہ جو ہر وقت
والتبديل وذلك هو الكمالات الروحانية معرض زوال و تغیر و تبدل مین ہین جن کو کمالات
والسعادات الالهية والثاني هو الكمالات جسمانی سے تعبیر کرتے ہین کہ وہ مثل پارے کے
المتبدلة المتغيرة وهي الكمالات الجسمانية ڈھلتے ہین کہین قرار نہین ہوتا مثلاً کسی آدمی
والسعادات البدنية فانها سريعة التغير نے یہ خیال کیا کہ ہم زید کی صحبت مین رہین گے
والتبدل كالزيق ينتقل من حال الى تو دولت ملے گی پس اس خیال سے محبت ہوتی
حال فالانسان يتصور ان له في صحبة زيد ہے اور جب یہ خیال ہوا کہ ہم کو کوئی نفع نہین تو
يحصل مالا عظيما فيحبه ثم يخطر ببالهان اس سے نفرت و عداوت ہو گئی اسی وجہ سے
ذلك المال لا يحصل فيبغضه ولذلك قيل کہا جاتا ہے کہ درمیان عاشق و معشوق کے ایک ہی
ان العاشق والمعشوق ربما حصلت الرغبة روز مین چند بار محبت و عداوت ہو جاتی ہے
والنفرة بينهما في اليوم الواحد مرارا لان کیونکہ محبت عاشق بغرض لذت جسمانی ہے اور
المعشوق انما يريد العاشق لماله والعاشق انما محبت معشوق بغرض مال۔ چونکہ یہ دونون چیزین
يريد المعشوق لاجل اللذة الجسمانية وهذه ہر وقت معرض تغیر و زوال مین ہین تو جو محبت
الامران مستعدان للتغير والانتقال اسکے تابع ہو گی وہ بھی زوال و تغیر کے پھیر مین
فلاجرم كانت المحبة الحاصلة بينهما رہے گی پس جو محبت و مودت تابع مال و

والعداوة الحاصلة بينهما غير باقيتين
بل كانتا سريعتي الزوال والانتقال
اذا عرفت هذا فنقول الموجب للمحبة والمودة
ان كان طلب الخيرات الدنيوية والسعادات
الجسمانية كانت تلك المحبة سريعة الزوال
والانتقال لان اجل المحبة تابعة لتصور
الكمال وتصور الكمال تابع لحصول ذلك
الكمال فاذا كان ذلك الكمال سريع الزوال
والانتقال كانت معلولاته سريعة التبدل
والزوال واما ان كان الموجب للمحبة
تصور الكمالات الباقية المقدسة عن
التغير والزوال كانت تلك المحبة ايضا
باقية امنة من التغير لان حال المعلول
في البقاء والتبدل تبع لحال العلة وهذا
هو المراد من قوله الاخلاء يومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقين اذا عرفت هذا فنقول
العرب كانوا قبل مقدم الرسول طالبين
للمال والجاه والمفاخرة وكانت محبتهم
معللة بهذه العلة فلا جرم كانت تلك المحبة

لذت جسمانی ہے وہ ہر وقت قابل زوال و
تغیر ہوگی کیونکہ جب خود علت کا یہ حال ہے
تو معلول کا بدرجہ اولی یہ حال ہوگا اور تو محبت و
مودت اُن کمالات باقیہ ومناقب غیر زوال پذیر
کے تابع ہو بس وہ محبت ومودت بھی باقی
رہے گی اور زوال پذیر نہ ہوگی اور یہی مضمون
اس آیہ کا ہے جو خدا فرماتا ہے کہ دوست روز
قیامت باہم دشمن ہونگے مگر نیکوکار پرہیزگار
لوگ۔ پس جب یہ سمجھ چکے تو اب ہم کہتے ہیں
کہ عرب کے لوگ قبل مقدم رسول طالب مال وجاہ
وخواہان مفاخرت وعزت تھے پس اُن کی
محبت بھی انھیں اغراض پر مبنی تھی اس لئے یہ محبت
جسلہ زوال پذیر ہوئی کہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی
بات پر آمادہ فتنہ وفساد اور قتل پر تیار رہ جاتے
تھے جب رسول نے ان کو دعوت اسلام دی
اور خدا کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور
ترک خواہشہائے دنیا اور میل طرف آخرت کے
ترغیب دلائی تو وہ بعض عناد آپس کا دور ہوا
اور مثل بھائی بند کے ہو گئے جب رسول اللہ نے

Presented by Ziaraat.Com

سریعۃ الزوال وکانوا بادنی سبب یقعون فی الحروب والفتن — وفات پائی اور ابواب دنیا اُن لوگون پر مفتوح

فلما جاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ودعاھم الی — ہوے اور اُسکے خواہان وجویان ہوے تو پھر

عبادۃ اللہ تعالیٰ والاعراض عن الدنیا والاقبال علی الاخرۃ — اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔ اور آپس مین جنگ و

زالت الخصومۃ والخشونۃ عنھم وعادوا اخوانا متوافقین — جدال شروع کردی۔ پس یہی سبب حقیقی ہے۔

ثم بعد وفاتہ علیہ السلام لما انفتحت علیھم ابواب الدنیا — ان لوگون کی جنگ وجدال وحرب و

وتوجھوا الی طلبھا عادوا الی المحاربۃ بعضھم بعضا — قتال کا۔

ومقاتلۃ بعضھم مع بعض فھذا ھو السبب الحقیقی فی ھذا الباب۔ انتھی۔

حضرت عمر کا قول کہ آنحضرتؐ کا علی کی خلافت کا حکم لکھنا مقصود تھا

۱۲ھم قطع نظر ان شہادتون کے خود حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ علیؑ کی جوش محبت مین خطا کر جاتے تھے۔ اور دوات وقلم اسی غرض سے طلب فرمائی تھی کہ علیؑ کی خلافت کا حکم لکھدین مگر مین نے لکھنے نہین دیا۔ (ان تمام اقوال کی بابت اصل عبارات اوپر نقل کی گئین ہین)

خلافت خلفاء ثلثہ باعث زوال اسلام وکشت وخون ہوئی

غرض یہ کہ اصحاب اُن آیات واحادیث سے جو جناب امیر علیہ السلام کی امامت واطاعت کے بارے مین تھین خوب واقف تھے۔ مگر بقول علماے اہل سنت دولت وسلطنت کی حرص وطمع ان پر غالب ہوئی۔ آخر اُسکے پیچھے احکام خدا ورسول کو پس پشت ڈال کر امام منصوص من اللہ کی امامت اور اطاعت سے منھ موڑ بیٹھے اور خداے پاک کے اس حکم:۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا — سب ملکر مضبوطی سے اللہ کی رسّی پکڑے رہو

ولا تفرقوا۔ — اور ایک دوسرے سے الگ نہو۔

پر توجہ نہ کی۔ آخر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ تخم بویا جس کے تلخ اور زہریلے پھل نے اسلامی جماعت مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ اعضاء یکدیگر سے اعداے یکدیگر ہوگئے۔ اسنے نہ صرف مسلمانون کی بلکہ آل رسول واولاد بتول کے خون کی ندیان

Presented by Ziaraat.Com

بہا۔ین حالانکہ خداوند تعالیٰ نے آیۂ شریفہ :۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان	کیا تم سے کچھ دور ہے کہ اگر تم حکم
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم	ہو جاؤ تو زمین مین فساد اور قطع رحمی کرو۔

(محمد ع ۳)

نے ان کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ حرص و ہوا سے بچنے کی ہدایت و نصیحت فرماتے رہے۔ یہان تک کہ وقت رحلت جو خطبہ مسجد مین ارشاد فرمایا تھا اُس مین حسب روایت مدارج النبوۃ خاص اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد کیا تھا کہ

نمی ترسم از شما کفر و شرک را لیکن	اصحاب کے حق مین ارشاد کیا کہ مجھے تمہاری طرف سے
می ترسم کہ در دنیا رغبت کنید و تقاتل	یہ خوف تو نہین کہ پھر کفر و شرک کرنے لگو گے لیکن اسکا اندیشہ
کنید بہ یکدیگر	ہے کہ دنیا کی رغبت کرو گے اور آپسمین جدال و قتال کرو گے

ماورا ان احکام کے جن مین حق سبحانہ تعالیٰ نے حرص دنیا سے منع فرمایا ہے۔ اپنی حجت پوری کرنے کی غرض سے پچھلی اُمتون کے واقعات اور حالات بھی سُنا دئے تھے۔ اپنے انبیا اور مرسلین سے سرکشی و نافرمانی کر کے انھون نے جو عذاب بھگتے تھے اُن سے بھی تہدیدًا و تخویفًا آگاہ و خبردار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الم یاتھم نباء الذین خلوا من	کیا اُن لوگون کے حالات کی خبر نہین ہے
قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم	جو اُن سے پہلے گذرے ہین یعنی نوحؑ کی قوم
ابراھیم واصحاب مدین والمؤتفکات	اور عاد و ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور مدائن والے
اتتھم رسلھم بالبینت فما کان	اور اُلٹی ہوئی بستیون والے کہ اُن کے پاس اُنکے
اللہ لیظلمھم ولکن کانوا	رسول واضح اور روشن معجزے لیکر آئے تھے (تو

Presented by Ziaraat.Com

انفسھم یظلمون — وہ مبتلاے عذاب ہوے اور) خدا نے اپر ظلم نہین کیا

(پارہ (۱۰) سورہ توبہ رکوع ۱۵) — بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۔

دوسری آیت

اولم یسیروا فی الارض فینظروا — کیا ان لوگون نے روے زمین پر چل پھر کر نہین

کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من — دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا

قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ — (حالانکہ) وہ لوگ (شان و عمر سب مین) اور زمین

واثارا فی الارض فاخذھم اللہ — پر اپنی نشانیان اور (یادگار عمارتین) وغیرہ چھوڑ جاتے

بذنوبھم وما کان لھم من — ہین ان سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کے

اللہ من واق ذلک بانھم کانت — گناہون کی وجہ سے انکے لے لی کی اور خدا کے

تاتیھم رسلھم بالبینات — غضب سے) اُن کا کوئی بچانے والا بھی نہ تھا۔ یہ اس سبب سے

فکفروا فاخذھم اللہ انہ — کہ انکے پیغمبر اُنکے پاس واضح اور روشن معجزے لیکر آئے

قوی شدید العقاب ط — اسپر بھی اُن لوگون نے نہ مانا تو خدا نے تعالیٰ نے انھین

(پارہ (۲۴) سورہ مومن رکوع ۸) — لے ڈالا۔ بلاشبہ وہ قوی اور سخت عذاب والا ہے ۔

بہرحال خدا و رسول نے تو بہت کچھ سمجھایا۔ غفلت کی نیند سونے والون کو بہتیرا جگایا۔ مگر اسپر بھی اُن کو عبرت نہ ہوئی۔ قولہ تعالیٰ

ماتاتیھم من اٰیۃ من — اللہ کی نشانیون مین سے کوئی نشانی

اٰیات ربھم الا کانوا عنھا — بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر اُنھون نے عبرت

معرضین — (پارہ (۷) سورۃ انعام ع ۱۶) — پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آئے ہون

Presented by Ziaraat.Com

پس جس طرح پچھلی امتون نے خدا و رسول کی نافرمانی کرکے سزا پائی وہی حالت مسلمانون کی ہوئی اور ہوگی ؎

نہین قوم مین گرچہ کچھ حال باقی　　ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

بیشک جن لوگون نے خدا کی رسی کو چھوڑ کر آپس مین پھوٹ ڈالی ان کا فیصلہ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ خود فرماتا ہے :-

ان الذین فرقوا دینھم　　بیشک وہ لوگ جنھون نے اپنے دین مین

وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ　　پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہوگئے تم کو ان سے

انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم　　کچھ سروکار نہین ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے

بما کانوا یفعلون　　پر وہ جو کچھ (نیک و بد) دنیا مین کیا کرتے۔ وہ

(پارہ (۸) سورۂ انعام رکوع ۲۰)　　انھین بتادے گا۔

اب انصاف فرمائیے کہ یہ مذہبی اختلاف جس کا بیج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی سقیفہ مین پڑا کیا حضرت علیؑ نے بویا تھا کیا حضرت علیؑ اس قول کے مصداق ہین ؟ ؎

چون صحابہ حبِ دنیا داشتند　　مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

کیا حضرت علیؑ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش چھوڑ کر سقیفہ گئے تھے ؟ اور انصار سے آمادۂ جنگ پیکار ہوے تھے ؟ کیا حضرت علی نے زکوٰۃ نہ دینے والون کو قتل کرایا اور جلایا تھا کیا حضرت علی نے اپنی خلافت کے استحکام کی غرض سے ابوسفیان کو ملک شام کی حکومت دے کر ملا لیا تھا۔ کیا حضرت علیؑ نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی جس کے نتائج جو ہوے وہ ظاہر ہین حالانکہ حسب روایات مندرجہ کتب اہل سنت وہ جناب تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے۔ جب اس سے فارغ ہوے تو دروازہ بند کرکے ترتیب قرآن مجید مین مصروف ہوے

لیکن اسپر بھی اُن جناب کو چین نہ لینے دیا اور دربار خلافت سے بیعت کرنے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جلانے کی تیاریان شروع کردین

یہ بھی کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ ابوسفیان نے جناب امیر المومنین ؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا۔

ہم "کہ ابوبکرؓ کو خلافت کا کیا حق تھا اِسکے مستحق تو آپ ہین اُٹھئے مین اپنے اور قبیلہ سے آپ کی مدد کرون گا۔

اگر آپ کو مسلمانون کے خون کی ندیان بہاکر خلافت پر قبضہ کرنا منظور ہوتا تو بزور شمشیر حاصل کر لیتے جیسا کہ آپکے خطبۂ شقشقیہ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آپنے اسلام تلف ہونے کے خیال سے دعوت کو رد فرمایا۔ جب جناب امیر علیہ السلام ظاہری مسند خلافت پر متمکن ہوے تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جنھون نے خود ہی تو حضرت علیؑ کو خلیفہ کیا اور بیعت کی مگر جب دیکھا کہ علیؑ تو سیرت رسول پر چل رہے ہین۔ اور قوی وضعیف ان کی نظر مین برابر ہین تو اُن جناب سے منحرف ہوگئے اور سازش کرکے مکہ پہونچے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو امیر الجیش بناکر بصرہ مین علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ جنگ جمل اس بغاوت و عداوت پر شاہد ہے حضرت علیؑ تو ان کی آنکھون مین شروع ہی سے کھٹکتے تھے پھر ان صدیقہ کو علیؑ کی خلافت کب گوارا ہوسکتی تھی آخر ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان ان معظمہ کی بدولت بہ گئین۔

بھائیو! یہ وہ تخم فساد ہے کہ غیر مذہب والے بھی اسپر معترض ہین۔ چنانچہ کسی نے نپولین بوناپارٹ سے پوچھا کہ:۔

ہم "اسلام کے تنزل و انحطاط کا باعث کیا تھا؟ اس نے کہا کہ بعض نفس پرست اور خود غرض اشخاص نے رخنہ اندازی کی اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانون کی متفقہ جماعت مین تفرقہ ڈالا

Presented by Ziaraat.Com

یہی تفرقہ باعث تنزل اسلام ہوا"۔

کیا یہ جدال وقتال اور حرص ہوا بغض وحسد اصحاب کا تمہارے چھپانے سے چھپ سکتا ہے بلکہ جتنا تم چھپاتے ہو اتنا اور کھلتا ہے ؎

نکوئی تا بمستوری ندارد　　چو در بندی زروزن سر برآرد

قولہ تعالےٰ

وما تفرقوا الا من بعد　　اور بعد اس کے ان کے پاس علم آچکا تھا

ما جاءھم العلم بغیا بینھم　　وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقے فرقے

ولولا کلمۃ سبقت من ربک　　بن گئے۔ اور اگر تمہارے پروردگار کا حکم ایک

الی اجل مسمّیً لقضی بینھم۔　　مدت معینہ کے لئے نہ ہوچکا ہوتا تو ان کے

پارہ ۲۵ سورۃ الشوری رکوع ۲　　مابین کبھی فیصلہ ہوچکا ہوتا۔

ہم المختصر ایک اسلام کے تہتر ٹکڑے ہونا کتاب اللہ کا جلانا۔ خدا کے گھر میں چار مصلے بنانا۔ بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا۔ ان معصومہ کو میراث پدری سے محروم کرنا، فدک اور اس ضبط کیا جانا۔ خلافت بنی امیہ وبنی عباس میں منتقل ہونا۔ وصی رسول اللہ کا شہید ہونا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کرنا۔ اور جنازہ پر تیروں کا مینھ برسانا۔ میدان کربلا میں مظلوم حسین علیہ السلام کا مع اولاد واقربا واعوان وانصار ظلم وستم سے شہید ہونا۔ خیام ذوی الاحترام کو جس میں رسول اللہ صلعم کی نوامیاں تھیں جلانا۔ رسول اللہ کی نواسیوں کو بندی بنا کر سربرہنہ بازاروں میں پھرانا اور دربار کوفہ وشام میں کھڑا کرنا۔ اور دیگر سادات بنی فاطمہ کے خون سے گارا بنا کر بغداد کی دیواریں تعمیر ہونا مسجد نبوی میں گھوڑوں کا باندھنا منبر اور قبر شریف کا لید اور پیشاب سے نجس ہونا اور لباس خانہ کعبہ کا تنور میں جلانا بشمار اطفال کا نسل حرام سے پیدا ہونا۔ اسی برس تک نفس رسول پر تبرا کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ سب کچھ خاص انھین اصحاب کی بدولت ہوا جنھون نے اللہ جل شانہ کے احکام اور رسول اللہ کی احادیث کو مثل حدیث الثقلین۔ حدیث مدینہ۔ حدیث منزلت۔ حدیث قرطاس۔ حدیث طیر وغیرہ وغیرہ سے صریح انحراف و اختلاف کیا۔ کہنے کو تو حسبنا کتاب اللہ کہا لیکن عمل کے وقت اس کو بھی بالائے طاق رکھا۔

قولہ تعالیٰ والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون (پارہ اول سورۃ البقر رکوع سوم)

جو خدا سے عہد و پیمان کر کے پھر اسے توڑ دیتے ہین اور جن چیزون کے وصل کا خدا نے حکم دیا تھا ان مین فصل کرتے ہین۔ اور زمین مین فساد کرتے ہین۔ یہی لوگ نقصان مین رہنے والے ہین۔

ع پس یہ آگ انھین حضرات کی لگائی ہوئی ہے جسکے بجھانے مین اہل سنت تیرہ سو برس سے سرگرم ہین مگر کسی طرح نہین بجھتی بلکہ جس قدر سعی کرتے ہین اور بھڑکتی ہے ع

"مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی"

الحاصل مکے مدینے مین مومنین بھی بستے ہین اور منافقین و ضالین بھی۔ مومنین قرآن و اہلبیت کے پیرو ہین اور ضالین دوسرون کے۔ اگرچہ یہ زمانہ آل رسول سے خالی ہے مگر اپنے پیشواؤن کی پیروی کر کے ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنے بغض و کینے کا اظہار کرتے ہین۔ جیسا کہ ان پاک جگہون مین رہ کر یوم عاشورہ محرم کو عید مناتے ہین اور بڑا مبارک دن سمجھتے ہین۔

ع پس جو کدورت خلفاء کو آل رسول سے تھی وہی انکے معتقدین کو اہلبیت رسول و شیعیان علی سے ہے جو فسق و فجور ان کے وقت مین تھا وہی آجتک جاری ہے اور جو بدعتین ان کے عہد مین تھین وہی تمام مکہ و مدینہ بلکہ کل عرب مین اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

قال صح

ہم حیران ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک بھی پاک اعتقاد نہ ہوا اور اس پاک جگہہ مین کسی مومن کا گذر نہ ہوا تو پھر وہ کونسا مقام ہوگا جہان کے رہنے والے مومن اور مسلمان ہون گے اور خدا کے اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر ایمان والے رہتے ہونگے۔ اے بھائیو! بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین مذہب وہی ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رہنے والون کا ہے کوئی دوسرا علاج نہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قول

بنی ہاشم و آل رسول دہن کے متعلق ہین

اصحاب مومنین اور بنی ہاشم انھین پاک جگھون کے رہنے والے تھے۔ آل رسول کو خدائے تبارک وتعالیٰ نے ان پاک جگھون سے بھی بڑھ کر شرف بخشا ہے وہ ایسے ہادی تھے جن کی ہدایت و نصیحت سے بت پرست خدا پرست بن گئے۔ انھون نے اپنے دین کی ترویج کے پیچھے اپنی جانون کی بھی قربانیان کردین۔ وہ نفوس قدسیہ محرم اسرار الٰہی اور معارف رموز قرآنی تھے۔ اور اپنے جد اعلےٰ کے قدم بقدم چلنے والے۔ خوے رسالت و بوے نبوت ان خاصان خدا کے رگ و ریشے مین تاثیر کرگئی تھی اگر خدا کے ان پیارے بندون کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو نبوت اور رسالت ہی ختم نہ ہوتی۔ اُن کو اللہ جل شانہ نے بجز نبوت و رسالت و جمیع کمالات و صفات عطا فرماے جو ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین مین تھے ؎

کہ بودند ہر یک بسانِ علی نبیؐ را وصی و خدا را ولی
در ایام خود ہر یکے شہریار بر اہلِ جہان حجت کردگار
بقدر و بعز و بجاہ و شرف ہمہ ہم ترازوے شاہِ نجف
ہمہ چون محمدؐ منزہ صفات ہمہ صاحب حکم بر کائنات
بقدر و شرف نور چشم رسول جگر گوشہ ہاے علی و بتول
جہان را قیام از صفاتِ ہمہ سپہر برین کم ز ذاتِ ہمہ
بعلم و بقدرت ہمہ منتہی ہمہ چون محمدؐ ہمہ چون علیؑ
ہمہ غنچہ باغ شاہِ نجف بود یازدہ گوہر از یک صدف
نداند یقین قدر شان ہیچکس خدا و پیمبر شناسند و بس

Presented by Ziaraat.Com

بترتیب امام زمان بودہ اند، نگہدار این خاکدان بودہ اند
نمی بود اگر ذات شان درمیان نمی بود بعد از پیمبر جہان
چنان عاجز از وصف ایشان عقول کہ از حمد یزدان و نعت رسول
چہ گویم کہ آن پیشوایان دین چہ دیدند از گمرہان لعین
چہ کردند اعدا از رشک و حسد وزایشان نیامد مکافات بد
ستم می کشیدند از ناکسان دعا بود از ایشان مکافات آن

ہزاران درود و ہزاران سلام
زمانہ بود در خدمت ہر امام

حذا نے آل رسول پر متاز فرما!

وہم اگرچہ خلفا نے آل رسول کی منزلت و مرتبت گھٹا کر اور ان کی میراث وغیرہ ضبط کر کے ان کو عامۃ الناس کی نظرون مین حقیر و ذلیل کر دیا تھا مگر بمصداق

دولت نہین انسان کی کچھ قدر بڑھاتی دنیاے دنی کام کسی کے نہین آتی .
گو فقر ہو عالی نسبی پر نہین جاتی بینا جو ہین وہ دیکھتے ہین جوہر ذاتی .

محتاجی سے کم رتبہ عالی نہین ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہین ہوتا

ان انوار الٰہی کی عظمت اور منزلت خاص و عام سب کی نگاہون مین بڑھتی ہی گئی چنانچہ ان خاصان خدا کی علو مرتبت و جلالت قدر کی نسبت حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین ایک روایت لکھتے ہین جسکی نقل ارجح المطالب مین اسطرح کی ہے :-

اخرج ابو نعیم انہ لما حج ہشام — حافظ ابو نعیم راوی ہین کہ جب ہشام بن
بن عبد الملک فی حیوۃ ابیہ فاجتھد — عبد الملک اپنے باپ کی زندگی مین حج کرنے

ان یستلم الحجر فلم یمکنہ من الازدحام — کیلئے گیا۔ اُسنے حجرالاسود کے بوسہ کے لئے نہایت

فنصب منبرا الی جانب زمزم وجلس — زور مارا لیکن لوگون کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو یہ شرف

ینظر الی الناس وحولہ جماعتہ — حاصل نہ ہوسکا۔ پس ایک منبر پر زمزم کے قریب جاکر بیٹھ گیا

من اعیان اھل الشام فبینما — اور لوگون کی آمد رفت دیکھنے لگا۔ اُسکے گرد اعیان اہل شام

ھو کذلک اذ اقبل زین العابدین — کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اِسی حال مین بیٹھا

علیہ السلام فلما انتھی الی الحجر — ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام

تنحی لہ الناس حتی استلم فقال — تشریف لائے جب حجرالاسود کے پاس پہونچے تو لوگ

رجل من اھل الشام لھشام من — منتشر ہوگئے۔ یہانتک کہ آپنے حجرالاسود کو چوما۔ اہل شام

ھذا قال لا اعرفہ فخاف — مین سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا کہ کون

ان یرغب اھل الشام فی زین — بزرگ ہین جنکی لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہین ہشام اس خوف سے کہ مبادا

العابدین فقال الفرزدق — یہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب گرویدہ ہوجائین

انا اعرفہ ثم انشأ — یہ کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون ہین ابوفراس فرزدق

ارجح المطالب ص — جو اُس زمانے مین مشہور شاعر تھا کہنے لگا مین انکو بخوبی جانتا ہون

صفحہ (۳۵۲) — اور اسنے فی البدیہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

یہ قصیدہ عربی مین ہے جسکے مفہوم کو جناب ملا جامی نے فارسی مین نظم کیا ہے اُسکے چند اشعار بغرض دلچسپی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین :-

آن کس ست این کہ مکہ و بطحا — زمزم و بوقبیس و خیف و منا

حرم و حل و بیت و رکن و حطیم — ناودان و مقام ابراہیم

مروہ سعی و صفا حجر عرفات — طیبہ و کوفہ کربلا و فرات

Presented by Ziaraat.Com

هر یک آمد بقدر او عارف — بر علو مقام او واقف

قرة العین سید شهداست — زهره شاخ دوحه زهراست

میوهٔ باغ احمد مختار — لالهٔ باغ حیدر کرّار

چون کند جای در میان قریش — رود از فخر بر زبان قریش

از چنین عزّ و دولت ظاهر — هم عرب هم عجم بود قاصر

جد او را بمسند تمکین — خاتم الانبیاست نقش نگین

لائح از روی او فروغ هدا — فائح از خوی او شمیم وفا

طلعتش آفتاب روز افروز — روشنائی فضای ظلمت سوز

جدّ او مصدر هدایت حق — از چنین مصدری شده مشتق

در عرب در عجم بود مشهور — گوناند مغفلی مغرور

همه عالم گرفت پرتو خور — گر حریری ندید از ان خبر

شد بلند آفتاب بر افلاک — بوم اگر زو نیافت بهره چه باک

بر نکو سیرتان و بد کاران — دست او ابر موهبت باران

فیض آن ابر در همه عالم — گر بریزد همی نه گردد کم

حب ایشان دلیل صدق وفاق — بغض ایشان دلیل کفر و نفاق

قرب شان پایهٔ علو و جلال — بعد شان مایهٔ عتو و ضلال

گر شمارند اهل تقوی را — طالبان رضای مولا را

اندران قوم مقتدا باشد — اندران خیل پیشوا باشد

ذکر شان سابق ست در افواه — بر همه خلق بعد ذکر الٰه

Presented by Ziaraat.Com

ہر سر نامہ را روا ج امر ا ے

نام ایشان ست بعد نام خدا ے

شام یہ مدح سنکر آتش حسد سے جل گیا اور فرزدق کو قید کر لیا ۔

آخر خلفائے وقت کے ظلم و جور سے وہ ہادیان دین اور وارثان خاتم النبیین خدا و رسول کا گھر چھوڑ کر متفرق ہو گئے اور جس سرزمین پر ان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا وہان دین و ایمان کی شعاعین پھیلتی گئین ۔ جسکے علماے اہلسنت بھی معترف ہین جیسا کہ تاریخ اسلام سے ذیل دوم مین منقول ہے کہ

یہ امام نہایت باوقعت ہین جن کو لوگ مذہبی امور مین اپنا مقتدا مانتے ہین جنکی بدولت مسلمانون کی صورت دیکھی جاتی ہے ۔ اور اس مین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین "۔

بجائیو بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین و مذہب وہی ہے جسکے معتقد وہ اہل مکہ و مدینہ ہین جو اپنے پیغمبر کے ارشاد :۔

انی تارك فیكم الثقلین كتاب	مین تم مین دو چیزین گران قدر چھوڑے
الله وعترتی اهلبیتی ما ان تمسكتم	جاتا ہون یعنی کتاب خدا اور اپنے اہلبیت اگر
بهما لن تضلوا بعدی	تم ان کو پکڑو گے تو میرے بعد گمراہ نہوگے ۔

پر عامل اور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک ہین اور کوئی علاج نہین ۔

قبل اسکے کہ مین اس جلد کو ختم کرون اس کا افسوس کرتا ہون کہ جناب اخی المعظم نواب محسن الملک انتقال فرما گئے ۔ ورنہ عرض کرتا کہ باوجودیکہ آپنے مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ قرار دیکر اصحاب ثلثہ رضؓ کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل ٹھیرانے مین سعی بلیغ فرمائی مگر

جو باتین غصب حقوق اہلبیت کی امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح ہین تو سنے کل اصحاب و مہاجرین و انصار کا اسلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے

بالآخر اُن کوششون کا یہ نتیجہ نکلا کہ بوجہ اُن بدسلوکیون کے جو ان حضرات سے آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آئی تھین۔ خود آپ ان کو دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہین چنانچہ انکی شان مین جو کچھ آپنے آیات بینات کے جزو دوم مین تحریر فرمایا ہے اسکی نقل اس موقع پر پیش کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :-

وہ باتین جو حقوق اہلبیت کے غصب کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر صحیح بھی جانین تو اُن سے مہاجرین اور انصار اور کل اصحاب نبوی کا اسلام اور ایمان و اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شیخین کو غصب حقوق سے باز رکھنے اور اہلبیت اطہار پر ظلم کرنے مین اُن کے شریک و معین نہوتے یا دیدہ دانستہ اعانت آل رسول سے چشم پوشی نہ کرتے تو دو شخص اور چند اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور انھین اپنے ظلم و ستم مین کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی تھی (صفحہ ۵ جزو ثانی)

ف ۲ کسی نے وصی برحق امام مطلق کا ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعہ رسول سیدۃ النساء تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین۔ اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی۔ عمامہ رسول بھی دکھلایا۔ جامۂ نبوی بھی پیش کیا۔ حسنینؑ سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی۔ اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین۔ اور ایک معصوم بچہ بھی شکم مبارک مین شہید ہوا۔ اور داماد رسول کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے ادھر وہ خدا و رسول کا واسطہ دلاتے رہے۔ اور ادھر سیدہ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر وا ابتاہ وا محمداہ چلاتی رہین اور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سُنا۔ اس ہنگامہ قیامت خیز دیکھنے کو سدرۃ المنتہیٰ سے فرشتے دوڑے اور ان منافقون نے کیا جو کچھ کیا۔ اور ان معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا۔ پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم آجاتا ہے۔ دشمنون کے دل موم ہو جاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ

ہوجاتا ہے مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین بھی نہ کسی نے وصی رسول کی امداد کی۔ اور نہ کسی نے بضعہ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے

(آیات بینات جزو ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵۰)

فصل کیا اسلام کی بنیاد صرف اس بات سے مضبوط اور مستحکم مانی جاسکتی ہے کہ تیئیس برس کی مدت مین جو کوشش رسول اللہ صلعم نے ایمان اور اخلاق کی تعلیم پر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپنے اپنی وفات کے بعد قریب سوا لاکھ آدمیون کے اسلام کے نام لینے والے چھوڑے۔ مگر اُن مین چند عزیزون اور چار آدمیون کے سوا کوئی سچا مسلمان اور پکا مومن اور دل سے خدا و رسول کا ماننے والا اور ان کے حکمون پر چلنے والا نہ تھا۔ باقی نہ صرف منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے۔ بلکہ ایسے ظالم سفاک سنگدل۔ بیرحم تھے کہ آپ کے وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کے گھر کو لوٹنا شروع کیا جسکے سایہ عاطفت مین پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھون نے بارہا اقرار اور دعوے کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔ اس قسم کے خیالات سے جو خود مسلمانون کا ایک فرقہ رکھتا ہے منکرین نبوت کو ان بات کے کہنے کا موقع ملے گا کہ رسالت کا مقصود صرف دنیاوی سلطنت کو قائم کرنا تھا اور لوٹ مار کی طمع اور ریاست کی حرص نے ایک گروہ خود غرض بدنفس طماع اور حریصون کا اسکے بانی کے اردگرد جمع کردیا تھا۔ (صفحہ ۲۲ جزو ثانی)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ باتین جو اتلاف حقوق و ایذا رسانی اہلبیت نبوی سے تعلق رکھتی ہین صحیح ہین تو آپ کے نزدیک بھی نہ صرف وہ حضرات بلکہ مہاجرین و انصار اور کل اصحاب نبوی ایمان و اسلام اور اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بھی بے بہرہ تھے۔ پس یہ کلام آپکا احقاق مذہب امامیہ اور ابطال مذہب اہلسنت والجماعت پر بخوبی دال ہے۔ اگر آپ ان باتون سے باتباع جناب شاہ صاحب

Presented by Ziaraat.Com

بفحوائے مصرع :-

"عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

امامیہ کا بہتان بتا کر بلطائف الحیل گریز کرنا چاہین تو محال ہے کیونکہ یہ سب باتین خدائے پاک نے جمیع علماء کرام و فضلاء عظام کی زبان قلم سے ثابت کرادی ہین۔

ویحق اللہ الحق بکلماتہ	اور خدا سچی بات کو اپنے کلمات کی برکت
ولو کرہ المجرمون	سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگارون کو
(پ ۱۱ سورۂ یونس ع ۳)	ناگوار ہو۔

کاش اگر آپ حسب کلام بلاغت نظام حضرت نواب میر غفران علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ ؎

ہر چہ بینی پرتوے از حسن عالمگیر اوست — جلوہ بسیار ست اما دیدۂ بینا کم ست

بنظر تحقیق ان کتب اہلسنت کو ملاحظہ فرماتے جو کہ بتفصیل و توضیح ان دردانگیز واقعات سے مملو ہین تو فقط امامیہ ہی کا نام نہ لیتے۔

ہر چند کہ یہ باتین ہم نے اسناد کے ساتھ بتوضیح و تصریح آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھی ہین مگر اس موقع پر کچھ احوال مندرجہ کتب اہلسنت مجملاً تحریر کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا وہ باتین صرف امامیہ ہی بیان کرتے ہین یا علماء کرام اہلسنت نے بھی اپنی کتابون کو سقیفہ بنی ساعدہ کے مستند واقعات سے زینت دی ہے اور وہ یہ ہین :-

خطاب میر بسبب کے لئے تشدد

اول واضح ہو کہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر مسند نشین خلافت ہو چکے اور جناب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو چند مسلح لوگون کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کو دربار خلافت مین لانے کے واسطے بھیجا

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ لکڑی اور آگ لے لی۔ جب یہ جماعت بیت الشرف سیدہ علیہا السلام پر پہونچے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چلکر بیعت کرو ورنہ مین گھر کو آگ لگا کر پھوک دون گا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم لوگون کی یہ بدعہدی ہے جو مجھ سے بیعت کے طالب ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے قریب در آکر حضرت عمرؓ سے فرمایا اے ابن خطاب یہ کیا ظلم ہے کہ ہم سوگوارون کو گھر مین بھی چین سے بیٹھنے نہین دیتے۔ کیا تم کو رسول اللہ نے یہی وصیت کی تھی کہ ہمارا گھر جلا دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ بیعت نہ کروگے تو مین تمہارا گھر جلادون گا۔ حضرت سیدہؑ یہ سنکر فرمانے لگین۔ اے پدر بزرگوار۔ اے رسول خدا دیکھیے کہ آپ کے بعد ہم پر کیا ستم ہو رہے ہین۔ آخرکار جناب امیر علیہ السلام کو پکڑ لیگئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے سامنے آپ کو کھڑا کر کے کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر نہ کرون تو کیا کروگے۔ کہا قتل کرینگے۔ آپ نے فرمایا ایک بندہ خدا اور برادر رسولؐ کا خون کروگے۔ انھون نے برادر رسولؐ ہونے سے انکار کیا۔ حضرت ابو بکرؓ خاموش بیٹھے یہ باتین سنا کیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیون آپ علیؑ کے قتل کا حکم نہین دیتے۔ انھون نے فرمایا کہ جب تک فاطمہؑ ان کے پاس ہین مین علیؑ کو مجبور نہین کر سکتا۔

پس جناب امیر علیہ السلام دربار خلافت سے نکلکر روضۂ رسولؐ پر آئے اور بادل بریان و چشم گریان فرمایا۔

یا ابن عمان القوم استضعفونی — یعنی اے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کر دیا

وکادوا یقتلوننی — اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔

جناب امیرؑ کا روضۂ رسولؐ پر آنا۔ حضرت ابو بکر و عمر کا جناب امیر علیہ السلام سے معافی مانگنا اور ان حضرات سے حضرت زہراؑ کا ناراض ہونا

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ثانی صاحب سے خلیفہ اول نے فرمایا کہ آؤ فاطمہؑ کے پاس چلین اور ان کو راضی کرین کیونکہ ہم نے ان کو ناراض و غضبناک کیا ہے۔ دونون صاحب

درخانۂ زہراؑ پر تشریف لیگئے ۔ دق الباب کیا اور اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ دونون حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے گفتگو کی ۔ حضرت اُن کو اندر لے گئے خلیفہ صاحب نے گفتگو شروع کی ۔ اور محبت آمیز کلمات فرمانے لگے کہ مین تو تمھین اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مین تمھارے حق اور تمھاری شرافت وفضیلت کو پہچانتا ہون ۔ اور یہ بھی جانتا ہون کہ میراث رسول کی تم وارث ہو ۔ مگر مین نے اِسلئے یہ لے لیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا ورثہ نہین چھوڑتے ۔ اور جو چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے ۔ آپنے فرمایا کہ مین بھی ایک حدیث رسول اللہؐ کی تم کو سُناؤن جس کو تم جانتے ہو ۔ پس تم اُس پر عمل کروگے اور تصدیق کروگے ۔ دونون صاحبون نے فرمایا ہان ہم تصدیق کرینگے آپنے فرمایا کہ مین تم کو قسم دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسول خداؐ سے یہ نہین سُنا کہ وہ فرماتے تھے

رضاء فاطمۃؑ من رضائی ۔ یعنے رضا فاطمہؑ میری رضا ہے ۔ اور غضب

وسخط فاطمۃؑ من سخطی فمن احب ۔ فاطمہؑ میرا غضب ہے ۔ جس نے میری بیٹی فاطمہؑ

فاطمۃؑ فقد احبنی ومن ارضی ۔ کو دوست رکھا ۔ اُسنے مجھکو دوست رکھا ۔

فاطمۃؑ فقد ارضانی ومن اسخط ۔ اور جس نے اُس کو خوش رکھا اُس نے مجھکو خوش

فاطمۃؑ فقد اسخطنی ۔ رکھا اور جس نے اُس کو ناراض وغضبناک کیا اُسنے

— (۱۱) — ۔ مجھکو ناراض وغضبناک کیا ۔

دونون صاحبون نے فرمایا "ہان" ہم نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے ۔ جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا کہ

فانی اشہد اللہ و ۔ مین خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ گردانتی ہون کہ

ملائکتہ انکما اسخطتمانی و ۔ تم دونون نے مجھے ناراض وغضبناک کیا ہے اور

ما ارضیتانی ولئن لقیت النبی — ہرگز مجھے خوش نہین کیا۔ اور اگر مین رسول خداؐ سے

لاشکونکما الیہ — ملونگی تو ضرور اُنسے تمھاری شکایت کرونگی۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا اے فاطمہؑ مین تمھارے اور رسول خدا کے عتاب و غضب سے پناہ مانگتا ہون۔

یہ کہکر اس طرح رونے لگے قریب تھا کہ دم گھٹ جائے۔ اور جناب فاطمہؑ یہی کہے جاتی تھین۔

واللہ لادعون اللہ علیک فی — خدا کی قسم ہر ایک نماز مین جو مین پڑھونگی

کل صلوٰۃ اصلیھا — اُس مین تمھارے لئے بددعا کرون گی۔

حضرت خلیفہ صاحب روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ لوگ گرد جمع ہوئے آپنے فرمایا۔

تم تو اپنے اپنے بسترون مین آرام سے سوتے ہو اور مجھکو اس مصیبت و آلام مین ڈال رکھا ہے

رکھو اپنی بیعت کو مجھے اسکی ضرورت نہین معاف رکھو۔

(دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ ۲۰ مطبوعہ استنبول)

اسی طرح کم و بیش تاریخ ابوالفدا۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری۔ تاریخ طبری۔ جمع الجوامع

امام سیوطی۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ معارج النبوۃ۔ اور

تاریخ الاسلام مین ہے۔

اقوال علماء اہلسنت دربارۂ ظلم و جور اہلبیت

فاضل شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین نظام سے جس ظلم کا حال تحریر فرمایا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

دوم — ان عمر ضرب بطن فاطمۃ — روز بیعت عمر نے شکم اقدس فاطمہ پر

یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن — ضرب پہونچائی جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔

من بطنھا وکان یصیح احرقوھا — اور چلا رہے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والون

بمن فیھا وما کان فیھا غیر علی و — کے جلادو۔ حالانکہ گھر مین سوائے علیؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

فاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ۔ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔

سوم ابن ابی الحدید نے کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز جوہری سے جس کی علماے اہلسنت توثیق و تمجید کرتے ہین یہ لکھا ہے کہ :۔

"معاویہ کی سختیان مشہور ہی ہین کہ انھون نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ کل کے روز کا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو اشتر پر سوار کر کے اور اپنے دونون فرزندون حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ تھام کر کسی نیک و بد کو نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ تم اپنی زوجہ اور فرزندون کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر گئے۔ جبکہ لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی اور تم نے اُن لوگون کو مصاحب رسول خداؐ سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنا چاہا۔ مگر چار یا پانچ آدمیون کے سوا اُن مین سے کسی نے تمھارا قول قبول نہین کیا۔ اور اگر تم حقدار ہوتے تو ضرور وہ لوگ تمھارا قول قبول کرتے اور اگر مین تمام پیغمبرون کو فراموش کردون مگر اس کو فراموش نہ کرون گا کہ تم نے میرے باپ سے کہا تھا کہ جب کہ وہ تم کو اُبھارنا اور بھڑکانا چاہتا تھا کہ اگر مین ایسے چالیس آدمیون کو پاتا جو کہ صاحب عزم ہوتے تو ضرور ابوبکر سے جنگ کرتا۔"

(از حق الیقین صفحہ ۲۱۹)

چہارم آل نبیؐ اولاد علیؑ پر جو ایذائین ان حضرات کے ہاتھ سے پہونچین ان کا تذکرہ اپنی کتابون مین نصارے نے بھی کیا ہے چنانچہ ایک پادری صاحب نے جو طاعن اسلام اور ہادی اسلام پر کئے ہین اُن کے جوابات مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث نے اپنی تفسیر حقانی مطبوعہ کوچہ چیلان دہلی مین دئے ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۶ پر پادری صاحب کی یہ طعن درج ہے :۔

جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا گاڑنا۔ دابنا بھی بھول گئے۔ اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوے کہ مار پٹائی ہونے لگی۔ محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو انھون نے اپنی بیٹی

فاطمہ کو بخشدیا تھا چھین لیا۔ محمد صاحب کی بیٹی کی توہین کی۔ صرف محمد صاحب کے داماد علیؑ نے گوارا کرلیا۔"

جناب مولوی صاحب موصوف نے باتباع اپنے پیرون کے اس طعن کا یہ جواب دے کر کہ "یہ ایام باڑہ کی گپ ہے" پادری صاحب سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔

سبحان اللہ اگرچہ جناب شاہ صاحب نے جنان جنین کے بعد ان واقعات کی بہت کچھ صورت بدل دی ہے تاہم اتنا تو حضرت بھی قبول کر گئے ہین کہ

"این تہدید و تحویف کسانے را بود کہ خانۂ حضرت فاطمہ زہرا ملجا و ماوا پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ در آنجا جمع می شدند۔ و برائے برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنکاشہا و مشورہا و سازانگیز قصد میکردند عمر خطاب چون بر این منوال دید۔ گفت کہ خانہ را بر شما خواہم سوخت"

ستم تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۵۶ مین ہے۔

فاقبل بمن معہ نادعلیا و ہو یصرم الدار	عمر آگ لے کے چلے۔ جناب
فلقیتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا و قالت	سیدہ نے کہا "کیا تم میرا گھر جلانے آئے ہو"
الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق	انھون نے کہا "ہان"
دارنا قال نعم	

ہفتم تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین لکھا ہے۔

فقال واللہ لاحرقن علیکم	عمر نے کہا خدا کی قسم ضرور جلا دون گا۔
او لتخرجن الی البیعۃ	یا آکر بیعت کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین:۔

وایم اللہ ما ذاک بمانعی	عمر فرماتے ہین قسم بخدا۔ اگر یہ لوگ

Presented by Ziaraat.Com

ان اجتمع هولاء النفر عندك من ان احرقهم ان — جمع ہوے تو ہم اس گھر کو ضرور جلا دینگے۔ بیشک

یحرق علیهم البیت قال فلما خرج عمر جاؤها — جناب سیدہؑ نے ان لوگون سے کہا کہ عمر نے

فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف — ایسی قسم کھائی ہے۔ اور وہ ضرور پورا کرکے

بالله لئن عدتم ليحرقن عليكم البيت وايم الله — رہین گے۔

ليمضين لما حلف

شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ

"حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا کہ خدا کی قسم اگر بیعت کے لئے نہ نکلے تو گھر مین آگ لگا دون گا۔

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت رحلت منجملہ دیگر وصیتون کے جناب امیر علیہ السلام کو ان مصائب کے بارے مین یہ وصیت فرما گئے تھے۔

رسول اللہؐ کی وصیت جناب امیرؑ سے

بعد ازو برادر من علی را بیاريد علی — اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا

آمد و برابالین آنحضرت نشست و سر بارکش — میرے بھائی علیؑ کو لاؤ۔ علیؑ حاضر ہوے

برزانوے خویش نہاد۔ آن سرور نیز چنان بود — اور حضرت کے سرہانے بیٹھے اور سر بارک

علیؑ فلان یہودی پیش من چند دین مبلغ — حضرت کا اپنے زانو پر رکھا۔ حضرت نے فرمایا

دارد کہ از وے برائے تجہیز لشکر اُسامہ — اے علیؑ فلان یہودی سے کچھ رقم لشکر اسامہ

گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را ذمہ من ادا کنی — کی تیاری کے لئے مین نے لی تھی۔ اس کو

و نیز مودا ے علیؑ تو اول کسے خواہی — ادا کر دینا۔ پھر ارشاد فرمایا اے علیؑ! جو

بود کہ در لب حوض کوثر من برسی۔ و — سب سے پہلے مجھ سے حوض کوثر پر ملے گا وہ

بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید۔ — تم ہوگے۔ اور میرے بعد تم پر مصائب گذرینگے

باید کہ دل تنگ نشوی وصبر کنی وچون بینی کہ	چاہیئے کہ تم ان سے مغموم نہو اور صبر کرو اور جب
مردم دنیا اختیار کردند باید کہ تو آخرت	تم دیکھو کہ لوگ دنیا کی طرف جھک گئے تو تم
اختیار کنی (مدارج النبوۃ)	آخرت اختیار کرنا۔

یازدہم کنز العمال مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:۔

ستبتلون فی اھلبیتی من بعدی میرے بعد تم لوگ مبتلا ہوگے ہمارے اہلبیت مین

جیسا کہ جناب مولوی جامی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"حضرت امیر المومنین علی رضؓ گفتہ است کہ با رسول صلعم بحدیقہ گذشتم گفتم یا رسول اللہ چہ خوش ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ ہمچنین بر ہفت حدیقہ بگذشتم در ہمہ ہیچ خوب ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ بعد ازان رسول آواز برداشت و گریہ کرد گفتم یا رسول اللہ چہ میگریانذ ترا گفت کینہا، کہ در سینہ ہاے قومی ست از تو کہ آنرا ظاہر نخواہند کرد مگر بعد از من"

(شواہد النبوۃ رکن پنجم قسم ثانی صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ عمدۃ المطابع)

پس ان روایتون سے حسب اقوال علمار اہلسنت اصحاب کا اندھیر بخوبی روشن ہے کہ مہر رسالت اور ماہ نبوت کے غروب ہوتے ہی بجاے اس کے کہ ان مظلومہ و غم زدہ اور درد رسیدہ کو جو اپنے شفیق پدر کے غم مین سوگ نشین تھین تسلی و تشفی دیتے اور دلداری غمگساری کرتے۔ ان معصومہ کے زخم جگر پر بجاے تعزیت یہ نمک پاشی کی کہ اس بیت الشرف کے جو مہبط وحی و محل نزول ملائکہ تھا۔ جلا دینے کو گئے اور ان معصومہ و مظلومہ کو وہ شدید ضرر پہونچایا جو آخر کار باعث وفات معصومہ ہوا۔ وصی رسولؐ و برادر رسول صلعم کو جبراً گرفتار کر لیگئے بھرے دربار مین لیجا کر کھڑا کیا بیعت نہ کرنے کی صورت مین قتل کی دھمکی دی۔ ان جناب کی اخوت رسول سے انکار کیا۔ وہ جناب ان مصائب پر روضۂ مقدس رسول اللہ صلعم

پر تشریف لاکر بچشم غمناک عرض کرنے لگے۔ اے آقا۔ اے میرے مولا۔ آپکے بعد مجھے قوم نے ذلیل کیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ باوجودیکہ جگر گوشہ رسولؐ مقبول صلعم نے عام طور پر مہاجرین و انصار کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ایک مظلومہ و غمدیدہ کی فریاد تم سن رہے ہو مگر فریاد رسی نہین کرتے لیکن صد حیف کہ بقول آپکے۔

"ایسی حالت مین غیر لوگون کو بھی رحم آتا ہے۔ جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتے ہین اور مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین مہاجرین و انصار و اصحاب نبویؐ سے نہ کسی نے وصی رسولؐ کی مدد کی۔ اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھا کئے

علامہ مسعودی مروج الذہب مین تحریر فرماتے ہین:۔

وقام المقداد فقال ما رأيت	حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ جیسی
مثل ما اوذی به اهل هذا البيت	ایذا اہلبیت رسالت کو بعد رسول اللہ پہونچائی
بعد نبيّهم فقال عبد الرحمن	گئی کوئی ایسی ایذا مین مبتلا نہین ہوا عبدالرحمن
بن عوف وما انت وذاك يا مقداد	بن عوف نے کہا اے مقداد تم کو ان باتون مین کیا
فقال والله انی لاحبهم بحب	کیا دخل ہے۔ مقداد نے کہا واللہ ہم ان کو
رسول الله وان الحق معهم	بسبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہین۔
وفيهم يا عبد الرحمن اعجب	یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق انھین مین ہے
من قريش وانت تطولهم على	اے عبدالرحمن تعجب ہے قریش سے اور تم سے
الناس اهل هذا البيت	کہ تم خاندان رسول پر اورون کو غلبہ دے رہے ہو
قد اجتمعوا على نزع سلطان	اور تم لوگون نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم — رسول اللہ کو بعد آنحضرت اہلبیت سے نکال دو

اللہ یا عبد الرحمن لو اجد علی قریش — اے عبدالرحمن قسم خدا کی اگر مجھکو مددگار و

انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع — انصار ملتے تو مین قریش سے پھر ویسا ہی جہاد

رسول اللہ یوم بدر — کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ کیا تھا بروز بدر

(مفرج الذنوب ص ۱۶۶ بحوالہ تاریخ کامل جلد پنجم) (یہ کلام حضرت عثمانؓ کی بیعت کے وقت کا ہی)

پس ان واقعات وحالات سے وہی لوگ اٹکا کرینگے جنکے قلوب الفت صحابہ سے مملو اور آل محمدؐ سے مکدر ہین بھائیو! پہلے آل رسول سے محبت وعقیدت پیدا کرو۔ تب ان کے مصائب وآلام کا اندازہ کرو۔ مگر جب تم کو آل رسولؐ سے محبت ہی نہین ہے تو تم اس کی حقیقت کیا جانو۔ اس درد کی حال انکے غلامون کے دل سے پوچھو۔

بسمل کے لوٹنے کی کسی دل کو کیا خبر — غربت مین کون لٹ گیا منزل کو کیا خبر

کشتی کے ڈوب جانے کی ساحل کو کیا خبر — کس پر چھری یہ چل گئی قاتل کو کیا خبر

خاردن سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے

صدمہ جو پہنچتا ہے کسی دل سے پوچھئے

قولہ تعالیٰ

لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل — جو کچھ ظالم کرتے ہین۔ اس سے اللہ کو

الظالمون وسیعلم الذین ظلموا ای — غافل ہرگز نہ جانو۔ اور وہ ظالمون سے ظلم و

منقلب ینقلبون۔ — ستم کا عوض لینے والا ہے۔

دوران بقا چو بادِ صحرا بگذشت — تلخی و خوشی وزشت و زیبا بگذشت

پنداشت ستمگر کہ ستم برما کرد — بر گردنِ او بماند و برما بگذشت

Presented by Ziaraat.Com

امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر پھینکنا اور امام حسینؑ کی لاش پامال کرنا

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس ستم و جور کا خاتمہ فاطمہ زہراؑ و علی کے ساتھ ہو گیا۔ یہ تو مصائب و آلام کی ابتدا تھی جنکا خاتمہ آل نبیؐ اور اولاد علیؑ پر ہوا۔ جو مظالم ان خاصان خدا پر اصحاب اور خلفاء کے ہاتھ سے پہونچے کیا اُن کی نظیر از آدم تا ایندم کسی نبی و رسول کی آل و اولاد سے مل سکتی ہے و ادریغا کہ ان نفوس قدسیہ کو بعد مرگ بھی ایذائین و تکلیفین پہونچائین۔ جیسا کہ فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کی لاش گھوڑون کے سمون سے پامال کی۔ آہ! آہ!!

بعد مرنیکے بھی جلادون کا یہ کینہ تھا — گھوڑون کی ٹاپین تھین اور شاہ کا وہ سینہ تھا

چنانچہ کتب مقاتل مین منقول ہے۔

فجمع ابن سعدٍ قتلاه و صلى عليهم ودفنهم وترك الحسين واصحابه لما مضى يوم جاء القوم يضحكون الى عمر بن سعد وقالوا انا شتنا ان اوطينا الخيول جثث الحسين ع۔

عمر سعد نے اپنے کشتون کو جمع کیا اور نماز پڑہ کر دفن کیا اور لاشہاے حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو بے کفن و دفن چھوڑ دیا۔ یعنی بعد شہادت جناب امام حسینؑ جند لوگ ہنستے ہوے عمر سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو اجازت ہو کہ ہم لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائین تاکہ ہمارے آنکھین ٹھنڈی ہون اسلئے کہ انکے باپ نے لیلۃ الہریر اور جنگ صفین مین ہمارے باپ دادا قتل کیے ہین۔ پس آج دن ہمارے بدلا لینے کا ہی۔ یہ سنکر عمر سعد نے اجازت دی۔

اور شاہ صاحب سر الشہادتین مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امر عمر بن سعد شمر نفرًا فركبوا خيولهم و

حکم کیا ابن سعد اور شمر ذی الجوشن نے لوگون کو گھوڑون پر چڑہ کر حسینؑ کی لاش کو روندڈالو۔ انھون نے

Presented by Ziaraat.Com

اوطئوا الحسین۔ اس طرح لاش مبارک کو پامال کیا کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئے

حضرت عائشہ کا جنگ رسول سے

اس موقع پر کچھ مختصر حال جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ کی محبت و شفقت کا بھی جو ان معظمہ کو آل رسول کے ساتھ تھی قابل سماعت ہے کہ اگر وہ معظمہ اپنے پدر عالیقدر کو آل رسول کے مراتب و مدارج سے آگاہ فرماتین۔ اور ان کو اتلاف حقوق اہلبیت نبوی سے باز رکھتین۔ اور جو سختیان رسولؐ اور بضعہ رسول پر کی گئین۔ اُن مین اُن کی معین و مددگار نہ ہوتین۔ اور دیدہ و دانستہ اعانت آل رسولؐ سے چشم پوشی نہ فرماتین تو بقول جناب ممدوح

"وہ شخص اور اُن کے ساتھی کیون کر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور کس طرح اُن کو اپنے ارادہ مین کامیابی ہو سکتی تھی۔

لیکن جب کہ وہ معظمہ بعض امور مین اپنے پدر عالی قدر پر بھی گوے سبقت لے گئین تو پھر اورون کا کیا ذکر ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ام المومنین کے نظر مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ چنانچہ جب آپ خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے اُسوقت جناب عائشہ مکہ معظمہ مین تشریف فرما تھین ان معظمہ کے محبت و شفقت کا اندازہ اِس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مراجعت فرماے مدینہ منورہ ہوئین۔ اور قریب مدینہ پہونچین تو چند حضرات مہاجرین و انصار سے بغرض استقبال مدینہ سے باہر جمع ہوے۔ ام المومنین نے ان لوگون سے مدینہ کے اخبار پوچھے اُنھون نے حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور جناب امیر المومنینؑ کے خلیفہ ہونیکا حال بیان کیا۔ یہ سنتے ہی ام المومنین بقول صاحب روضۃ الاحباب

"عائشہ از حج بمدینہ معاودت می نمود۔ کہ در راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علی ابن ابیطالبؑ بر مسند خلافت در رسید۔ دران زمان بمکہ باز گشت و گفت مدینہ جائے تو طن من نمی تواند شد دل عائشہ از جانب علیؑ غبارے داشت (جلد سوم صفحہ ۱۰)

Presented by Ziaraat.Com

مکہ کو واپس ہوگئین - اور حضرات طلحہ وزبیر بھی جناب امیر علیہ السلام سے نکث بیعت کرکے مکہ معظمہ پہونچے اور سازش کرکے ام المومنین عائشہؓ کو جنگ پر آمادہ کیا - آپ فوراً نفس رسول سے جنگ پر مستعد ہوگئین - چنانچہ جنگ جمل جو مشہور لڑائی ہی اور جنگ صفین بھی اسی کا نتیجہ ہے جنمین ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہائی گئین - وہ لڑائیان اِن معظمہ کی یادگار ہین اور تاحشر رہین گی -

اِن دونون لڑائیون کے حالات ہم نے آیات محکمات کی چوتھی جلد مین مفصل لکھی ہین -

اقتباس از محرم نامہ بابت جنگ جمل

اِس موقع پر صرف جنگ جمل کے متعلق محرم نامہ مؤلفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے کچھ حالات اقتباس کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس سے ام المومنین کی ہمت مردانہ وشجاعت دلیرانہ اور وصی رسولؐ سے الفت اور محبت مادرانہ کا حال بخوبی منکشف ہوتا ہے - اور وہ یہ ہے -

"مکہ مین حضرت طلحہ وزبیر نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلئے اور وہان لوگون کو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے آمادہ فرما دیجئے - حضرت عائشہؓ نے اسکو قبول کیا اور بصرہ چلنے پر راضی ہوگئین - پھر یہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوے اور اُن سے یہی درخواست کی - اُنھون نے فرمایا مین حضرت عائشہ کے ساتھ ہون جو رائے اُن کی وہ میری - وہ بصرہ چلین گی تو مین بھی چلون گی - بصرہ پر اس لڑائی کا نقشہ جم گیا - جسکو آجتک جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - چونکہ اونٹ کو عربی مین جمل کہتے ہین اور حضرت عائشہ اس لڑائی مین اونٹ پر سوار تھین اسواسطے اس لڑائی کا نام جمل ہوگیا - مکہ کے حاکم عبداللہ ابن الحضرمی کو معلوم ہوگیا کہ آقاے نامدار محمد رسول اللہؐ کی محبوبہ ام المومنین عائشہ حضرت علی سے حضرت عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہین - تو وہ در دولت پر حاضر ہوا - اور عرض کی کہ یہ فدوی بھی اپنی مالکہ کے قدمون کے ساتھ تلوار اُٹھانے کو حاضر ہے - چنانچہ سب مکہ والون نے عبداللہ ابن الحضرمی کے ہاتھ پر عہد کیا کہ حضرت علیؑ سے لڑین گے - حضرت عائشہ بصرہ مین داخل ہوئین

اِس جنگ مین حضرت علی کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت عائشہ کے ہمراہ تین ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عائشہ نے حکم دیا میرا اونٹ تیار کرو مین خود چلون گی اور فوجون کو لڑواؤن گی آخر لڑائی کا زور بندھ گیا۔ تلوارین چلنے لگین خون کے نالے بہنے شروع ہوے۔ حضرت طلحہ و زبیر برابر جمے ہوے تھے۔ اور فوج کے دل بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے۔ طلحہ و زبیر اس لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت عائشہ کو ان کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا۔ مگر اُنھون نے مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا۔ اور فرمایا کچھ پروا نہین مین اکیلی لڑون گی۔

یہ کہکر اپنے اونٹ کو صفون کے وسط مین لیکر کھڑی ہو گئین۔ مسلمانون نے اپنی ملکہ کو جب ایسا ثابت قدم دیکھا تو پروانون کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہو گئے اور مر مر کر گرنے لگے مالک ابن اشتر نے حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کر دیا۔ مگر مسلمانون نے اسکی پروانہ کی قتل ہوتے جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے تھے مین ہون اے ام المومنین۔ حضرت عائشہ جواب دیتی تھین شاباش اے بہادر بچو۔ آخر ہی آدمی جس نے مہار پکڑی تھی۔ کہا اے ہم سب کی ماں تم دیکھ رہی ہو کہ تمھارے کتنے بچے خاک و خون مین مل گئے اور اب بھی تم کو رحم نہین آتا۔ مالک اشتر نے بڑھ کر تلوار ماری اونٹ گر پڑا۔ حضرت علی نے عورتون کے رسالے کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینہ بھیجدیا۔

اِس لڑائی مین تیس ہزار آدمی حضرت علی کی قوم کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہ کے لشکر کے کام آئے اور اس طرح افسوس ناک جنگ جمل کا خاتمہ ہوا جو خود تو ختم ہوئی۔ مگر آیندہ لڑائیون کا بیج بو گئی

(از صفحہ ۵۲ تا ۲، محرم نامہ)

Presented by Ziaraat.Com

(۲) جناب علامہ ابوالفضل محمد حسان اللہ عباسی۔ اپنی تالیف تاریخ اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ

"ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہ کی ذات سے قائم ہوئی۔ حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے کو گئی تھین واپسی مین حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کی خلافت کا حال معلوم ہوا۔ حضرت عثمان کو وہ بُرا سمجھتی تھین۔ اور حضرت علی کو اچھا۔ لیکن حضرت علی کی طرف سے ان کو خاص ایک کد تھی جس کی بنیاد حضرت رسولؐ خدا ہی کے وقت مین قائم ہو چکی تھی۔ آنحضرت عائشہ کو زیادہ پیار کرتے اور اسکے ساتھ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر بھی زیادہ فریفتہ تھے۔ حضرت عائشہ کو اس کا رشک تھا جو مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا۔

واحسرتا یہ عناد اور کدورت ام المومنین کو ان خاصان خدا سے تھی۔ جن کا گوشت پوست رسول اللہ صلعم کا گوشت پوست تھا۔ جن کا لہو رسول صلعم کا لہو تھا۔ جن کا رنج رسولؐ اللہ کا رنج تھا۔ جن کی خوشی رسولؐ اللہ کی خوشی تھی۔ جناب رسول خدا صلعم کو جو محبت والفت ان نفوس قدسیہ سے تھی اور ان کی جو تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اِس کو حضرت عائشہ دن رات اپنی آنکھ سے دیکھا کرتی تھین۔ نیز جو کچھ آنحضرت ان کے ایذا دینے والون کے حق مین فرمایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کانون سے سنا کرتی تھین۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ ہی سے اِس بارہ مین متعدد روایتین ہین از انجملہ صحیح ترمذی کی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عن جمیع بن عمر قال	جمیع بن عمر کہتے ہین کہ مین اپنی پھوپھی کے ساتھ
دخلت مع عمتی علی عائشہؓ	ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گیا۔ میری پھوپھی
فسألت ای الناس کان احب	نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کو سب لوگون سے
الی رسول اللہ صلعم قالت	کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا فاطمہؑ۔ پھر پوچھا
فاطمۃ فقیل من الرجال	کہ مردون مین کون زیادہ پیارا تھا!

Presented by Ziaraat.Com

قالت زوجها (اخرجہ الترمذی فی المناقب) — فرمایا کہ ان کے شوہر مرتضیٰ علی بن ابی طالب

(ازالہ الطالب صفحہ ۲۴۴)

(۲) عن ابن عباس قال۔ قال — ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ

رسول اللہ صلعم اللھم اشھد انی — صلعم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو مین نے

قد بلغت ھذا اخی وابن عمی — پہونچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی۔ میرا ابن عم

وصھری وابو ولدی اللھم کبّ — میرا داماد۔ اور میرے بچون کا باپ ہے۔ اے پروردگار

من عاداہ فی النار (اخرجہ البخاری) — جو شخص اس کو دشمن رکھے اس کو تو اوندھا دوزخ

(ایضاً صفحہ ۲۵۸) — کی آگ مین ڈال۔

یہ ذکر تو حضرت عائشہ کی شفقت کا تھا جو نفس رسول سے تھی اب اس محبت کا حال سنئے جو فرزند رسول امین امام حسنؑ سے تھی۔

جناب امام حسن کی بیعت اور شہادت اور روضۂ رسول مین دفن کی مزاحمت و جنازے پر تیروں کی بوچھار

واضح ہو کہ بعد شہادت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کل مہاجرین و انصار اور اصحاب صغار و کبار نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی۔ وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر بعزم جنگ عازم عراق ہوے۔ امام علیہ السلام ان کی بغاوت اور آمد کا حال سنکر کوفہ کو روانہ ہوے۔ مگر راستہ ہی مین بجز معدودے چند تمام لوگ نکث بیعت کر کے معاویہ سے مل گئے آپ نے ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کا یہ رنگ دیکھکر مراجعت فرمائی۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

اب امیر معاویہ بلا کھٹکے پورے طور پر نائب رسول بن بیٹھے۔ انھون نے یہ قصد کیا کہ اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کرین۔ مگر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین اپنے مقصد کا حاصل ہونا محال معلوم ہوا لہذا زہر دلا دیا جس کے اثر سے روح اقدس اس لبسند رسول مقبول و گل شاداب گلشن بتول کی روضۂ جنان

پرواز کرگئی۔ جیساکہ محرم نامہ کے صفحہ ۵۰ مین ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

حضرت حسنؑ مدینہ مین آئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر معاویہ کو کھٹکا رہا کہ ایک نہ ایک دن حسنؑ کی طرف سے فساد اُٹھے گا اسواسطے اُنھون نے حسن کی بیوی اسما بنت الاشعث بعض کہتے ہین جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی اور چاہا کہ وہ حضرت حسنؑ کو زہر دیدے۔ اُس کے عوض معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ اُس کی شادی کردی جائے گی۔ اور انعام واکرام الگ رہے۔ بے عقل اُن کے کہنے مین آگئی اور اُسکے زہر دینے سے حضرت حسنؑ نے شہادت پائی۔"

جناب امام علیہ السلام نے وقت احتضار اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کو اسرار امامت تفویض کئے۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم کے پہلو مین دفن کرنا۔ اور اگر اس مین فساد کا خوف ہو تو بقیع مین رکھنا یہ فرماکر آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی ہم ان مظالم کی تصریح کرآئے ہین۔ جو جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہی صحاب رسول ورام المومنین حضرت عائشہ کے ہاتھون سے جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کو پہونچے تھے۔ مگر صد حیف ان مظالم پر بھی اُن حضرات کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہم وہ قیامت خیز واقعات سناتے ہین کہ جسکے سُننے سے محبان آل رسول کے دل فرط غم والم سے سینون مین ہل جائین ؎

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری　　سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

واامحمداہ! واعلیاہ! اِدھر تو دلبند رسولؐ کو غسل میت دیا جارہا تھا کہ اُدھر سچے اسلام لانیوالون اور پکے ایمان والون کا جنکے عقائد کو ہمارے سنی بھائی اصل ایمان سمجھتے ہین۔ ایک مسلح رسالہ روضۂ اطہر رسولؐ داور صلعم کے اردگرد آکھڑا ہوا۔ یہ صف کشی کفار ومشرکین کی طرف سے نہ تھی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محبوبہ حضرت عائشہؓ کی جانب سے تھی جو نفس نفیس ایک خچر پر سوار ہوکر اس انتظار مین کھڑی تھین کہ اگر جنازۂ مبطر رسولؐ روضۂ رسولؐ پر لایا جائے تو تیر چلائے جائین آخر

Presented by Ziaraat.Com

ایسا ہی ہوا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام مع بنی ہاشم و دیگر اصحاب جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے تو آپ سدِ راہ ہوئین۔ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :-

سعید بن عاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس پہونچکر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہان دفن نہ ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ خچر پر سوار ہوکر اور عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لے کر جنازہ روکنے کو تیار ہوئین۔ شیعون سے بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر سوار ہوکر وصی داماد رسول سے لڑنے کو نکلی تھین۔ آج پھر خچر پر بیٹھکر پیغمبرؐ کے نواسہ کے جنازہ کو روکتی ہو اور اُسے اپنے نانا کے پہلو مین دفن ہونے نہین دیتین۔ اُسوقت آدمیون کے دو گروہ ہوگئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت اپنے بھائی کے لاش اپنی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردی۔" (صفحہ ۳۳۶ - ترجمہ اعثم کوفی)

خاتم المحدثین اہلسنت شاہ عبدالعزیز صاحب نے حسب عادت اِس واقعہ کی بھی تکذیب کی ہے اور حضرت عائشہ کا لشکر کے ہمراہ ہونے۔ راہ مین خچر پر سوار ہوکر کھڑے ہونے۔ جنازہ روکنے اور تیر چلانے سے قطعاً انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب تہمت اور بہتان حضرت عائشہ پر شیعون کے ہین چنانچہ یہ تحریر فرماتے ہین :-

شاہ صاحب کا ان واقعات کو غلط بتانا اور امام حسینؑ پر اتہام

درینجا جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا	ایک جماعت شیعون کی عائشہ پر تہمت
بر عائشہ ترا ترخاے و بہتان سراے آغاز نہند	و افترا اور بہتان کرتی ہے کہ عائشہ امام حسنؑ کو
و گویند کہ عائشہ بعد اذن دادن با امام حسنؑ	اجازت دینے کے بعد پشیمان ہوئین۔ اور خچر پر
نادم شد۔ و بر استرے سوار شدہ بر در مسجد برآمد	سوار ہوکر مسجد کے دروازے پر آئین اور دفن
مانع دفن شد و ادعاے میراث نمود ابن عباس	کرنے سے مانع ہوئین اور اپنی ملک بتلائی
در جواب او این شعر غیر مربوط المعنی و الوزن و القافیہ	اُس کے جواب مین ابن عباس نے غیر مربوط بلا لحاظ قافیہ

Presented by Ziaraat.Com

انشا نمودہ

تجملت تبغلت وان عشت تفیلت

لك التسع من الثمن وبالكل تطمعت

حالانکہ عائشہ خود روایت حدیث نحن معاشر

الانبیاء لا نرث ولا نورث نمودہ وسائر

ازواج را طلب میراث مانع آمدہ چہ قسم ادعاء

میراث نمی نمود و سوار شدن و برآمدن را چہ حاجت

بود و مسکن عائشہ بیان نہ خاص بود اگر ممانعت

منظور داشت و حجرہ بند میکرد و جواب ابن عباس

حیہ قسم صحیح شود حالانکہ کل میراث آنحضرت صلعم

بالقطع در است او نبود و نہ او خود روغرض کہ راز

بیش و پس و چپ راست برین افترا تودہ تودہ

نصیحت در روائی می بارد و ہمین است برہان آلہی

کہ کاذبان را بزبان خود رسوا می کند

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰۵)

یہ شعر پڑھا

اونٹ پر تو سوار ہو چکی تھین آج خچر پر سوار ہوا گر زندہ رہین تو ہاتھی پر سوار ہوگی

آٹھین حصہ مین تھا وان حصہ ہی مگر تم کل پر متصرف ہوئین

حالانکہ خود عائشہ نے "حدیث ہم انبیاء

کوئی وارث نہین چھوڑتے بیان کی ہے اور تمام

ازواج کو طلب میراث سے مانع ہوئین۔ اس

صورت مین عائشہ اپنے ملک کا دعوے کیون

کرتین اور عائشہ تو اسی حجرہ مین رہتی تھین۔

اگر ممانعت یطور بیان حجرہ کا دروازہ بند کرلیتین

پس ابن عباس کو یہ بیان کرنا کیونکر ہو سکتا

ہو۔ سو نکہ یہ حدیث آنحضرت کو عائشہ سے ہاتھ

مین نہ تھا اور نہ اس پر متصرف کیا۔ غرض کہ

چاروناچار سے اس افترا پر نصیحت و رسوائی

برس رہی ہے دلیل آلہی یہی ہے کہ جھوٹون

کو انھین کی زبان سے رسوا کرتا ہے۔

افسوس کہ جناب شاہ صاحب باوجود حفظ قرآن آیہ کریمہ

یااھل الکتاب لم تلبسون الحق

بالباطل وتکتمون الحق وانتم

تعلمون

اے کتاب والو! کیون صحیح مین

غلط ملاتے ہو۔ اور سچی بات جان بوجھ کر

چھپاتے ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

سے چشم پوشی کرکے اس مشہور واقعہ کی تکذیب کرتے ہین جس کی صحت کا یقین خود حضرت بھی اپنے دل مین رکھتے ہین مگر اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اس واقعہ سے انکار فرماتے ہین جو خود حضرت ہی کی مذہبی کتابون سے ثابت ہوتا ہے

واضح ہو کہ ام المومنین کے اشفاق کا حال جو وصی رسولؐ پر تھے اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سنتے ہی راستہ سے یہ فرما کر کہ :-

"اب مدینہ میری سکونت کے قابل نہ رہا مکہ کو لوٹ گئین۔ اور وصی و خلیفہ برحق سے مخالف ہو کر بنفس نفیس اونٹ پر سوار ہو کر سپاہ غدار کی سپہ سالار بنکر میدان جنگ مین اس ہمت و شجاعت سے لڑین کہ (بقول خواجہ صاحب ممدوح") مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا"

باین ہمہ جناب شاہ صاحب جناب امام حسین علیہ السلام کو متہم کرتے ہین کہ امام حسینؑ مسلح ہو کر اپنے اہالی و موالی کے ساتھ جنگ جدل پر آمادہ تھے۔ مگر ابو ہریرہ نے سمجھا بجھا کر روک دیا۔ وہ عبارت یہ ہے :-

حضرت حسین با اہالی و موالی خود سلاح پوشیدہ مستعد مقاتلہ و پیکار شد۔ مروان با فوج کثیر گرداگرد مسجد مقدس نبویؐ و حجرہ شریف مصطفویؐ انبوہ نمود۔ خوف قوی بود کہ چشم زخمی از دست آن اشقیا بحضرت امام و لواحق او برسد۔ ابو ہریرہؓ مصالحہ و تسکین شدت غضب و جلال حضرت امام علیہ السلام نمود و مصلحت وقت را در جناب آن پاک سرشت عرض نمود

حضرت امام حسینؑ اپنے اہالی و موالی کے ساتھ مسلح ہو کر جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ مروان نے فوج کثیر کے ساتھ حجرہ مصطفویؐ اور مسجد نبویؐ کے گرداگرد انبوہ کیا قوی خوف تھا کہ ان اشقیا کے ہاتھ امام حسینؑ اور اُن کے لواحقین کو ضرر پہونچتا مگر ابو ہریرہ نے درمیان آکر امام حسینؑ کے شدت و غضب و جلال سے روک دیا۔ اور جو مصلحت وقت تھا عرض کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کتب حدیث وغیرہ سے ان واقعات کا ثبوت

اگرچہ شاہ صاحب نے اصحاب اور ام المومنین کی خاطر اس واقعہ کو بہت کچھ چھپانا چاہا مگر بفحوائے

لا یصلح العطار ما افسد الدھر۔ جس چیز کو زمانے نے بگاڑ دیا ہو۔ اس کو عطار درست نہیں کر سکتا۔

ان کے کارنامے ایسے نہیں ہین کہ شاہ صاحب کے چھپانے سے چھپ سکین۔ لہذا ہم ان باتون کو ان کتابون سے ثابت کرتے ہین۔ جن کو شاہ صاحب نے تحفہ مین معتبر بتایا ہے۔ اور خود ان سے مستفید ہوے

پہلا ثبوت حبت امیر المومنین حسنؑ قبر نزد قبر حضرت سالتمابؐ — جناب رسالت مآب صلعم کی قبر کے پاس

کندیدند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل — جناب امام حسنؑ کی قبر کھودی گئی اور جنازہ قبر

از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استر سوار — پر لاکر رکھا گیا عائشہ جو دفن سے پیشتر اس حال سے

شدہ بآن موقع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ — واقف تھین خچر پر سوار ہو کر اس جگہ آئین اور دفن

امیر المومنین علیؑ بنیاد غوغا کردہ گفتند اے عائشہ — کرنے سے مانع ہوئین شیعیان علی نے شور وغل کیا

روزے بر شتر نشستہ محاربت میکنی روزے بر استر — اور کہا اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر

سوار شدہ بر جنازہ پیغمبر منازعت آغاز نہی — لڑین۔ آج خچر پر بیٹھ کر نواسہ رسولؐ کے جنازہ پر

و نمیگذاری کہ او را دفن کنند چند انکہ سعی نمودند — جھگڑا کرتی ہو اور گوارہ نہین کرتین کہ وہ اپنے نانا

مفید نیفتاد و ہمہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ — پاس دفن ہوون۔ اگرچہ بیحد کوشش کی مگر مفید

و بجانب یکدیگر تیر انداختند و چند تیر بجنازہ — نہوئی اور آدمیون کے دو گروہ ہو گئے۔ اور

رسید۔ آنگاہ امام حسینؑ بنا بر وصیتی کہ سابق — دونون طرف سے تیر چلے یہان تک کہ چند تیر جنازہ

مذکور گشت جنازہ را بہ بقیع بردند — پر لگے۔ آخرکار امام حسینؑ نے بموجب وصیت کے

(روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ) — اپنے بھائی کو بقیع مین دفن کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا ثبوت

چون طائر روح مقدس امام حسن رضی اللہ عنہ
بجانب ریاض دار السلام پرواز نمود امام حسین
بعد غسل و تکفین جنازہ را برداشتہ بجانب روضۂ
مقدس روان شد تا برادر بزرگوار خود را نزد جد اعلیٰ
خودش دفن نماید۔ عائشہ بہ منع مشغول شد یعنی
از شیعہ آغاز غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے
بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار
شدہ بر سر نیزہ پیغمبر منازعت نمائی و نمیگذاری
کہ او را نزد جدش دفن کنند مردم بدو فرقہ متفرق
شدند۔ جمعے جانب صدیقہ گرفتند و جمعے جانب
حسینؓ نزدیک بود قتال بوقوع آید۔ ناگاہ
امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر وصیت مذکور برادر
عالی گوہر خویش را نزد جدہ خود فاطمہؓ بنت اسد
بن ہاشم دفن فرمود

(حبیب السیر جزو اول جلد دوم صفحہ ۹۰)

جب روح مقدس نے امام حسن رضی اللہ عنہ
کے جسم سے مفارقت کی تو امام حسینؓ بعد غسل کفن
جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے۔ کہ اپنے
بھائی کو اپنے جد اقدس والی کے نزدیک دفن
کریں لیکن عائشہ صدیقہ ایک خچر پر سوار ہوکر
آئیں اور مزاحم ہوئیں۔ بعض شیعوں نے واویلا
کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر
بیٹھکر حضرت علیؓ سے لڑیں۔ آج کے دن تم خچر پر
سوار ہوکر نواسۂ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑتی ہو
اور ان کو اپنے نانا کے نزدیک دفن ہونے نہیں دیتیں
اُسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ
تو صدیقہ کیطرف ہوا۔ دوسرا امام حسینؓ کیجانب قریب تھا
کہ باہم جدال و قتال ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ
نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق امام حسنؓ کو
اپنی مقدس دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا

تیسرا ثبوت

اسماء زوجہ حسنؓ کے ذریعہ سے حسنؓ کو زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارے سے ایسا ہوا۔ یا اُس کے بیٹے
یزید کے ایما سے حسنؓ کو مزار رسول اللہؐ کے قریب لوگوں نے دفن ہونے نہ دیا۔ حضرت عائشہؓ کے
ایما سے ایسا ہوا۔ یا اس شخص کے حکم سے جو مدینہ میں معاویہ کے حکم سے تعینات تھا۔ قبر کھد چکی
تھی کہ فساد برپا ہوا۔ امام حسنؓ کے جنازہ پر تیروں کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسولؐ کے قریب

Presented by Ziaraat.Com

دفن نہین ہوے اِس واقعہ سے امام حسنؑ بدول ہوکر مع تمام اہلبیت مدینہ سے مکہ چلے آئے۔

(تاریخ الاسلام علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۷)

شاہ صاحب کا قول کہ امام حسنؑ نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی

اس جگہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے حجرۂ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ کی ملک بتایا ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت وفات ام المومنین سے حجرہ مین دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی۔ اُس عبارت کی نقل یہ ہے۔

دلیل برین دعوے آنکہ باجماع شیعہ وسنی ثابت ست کہ چون حضرت امام حسنؑ را وفات نزدیک شد از ام المومنین عائشہ استیذان طلبید کہ مرا ہم موضعے برائے دفن در جوار جد خود بدہد اگر نہ حجرہ آن ام المومنین در ملک او بود این استیذان معنی نداشت (تحفہ صفحہ ۲۸۷)

تردید اول شاہ صاحب

لیکن یہ دونون باتین صحیح نہین ہین۔ چنانچہ ملک کے متعلق تو مسئلہ میراث کے موقع پر بحث کی جائے گی۔ اجازت طلب کرنے کا حال یہ ہے کہ کتب شیعہ مین کہین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے ام المومنین سے اجازت چاہی تھی۔

بالفرض اگر اہلسنت کی کسی کتاب مین یہ روایت ہو تو اسکا بطلان بھی انھین کی کتابون سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب الاخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ مین ہے

ثم قال ادفنونی مع جدی فان منعتم فبالبقیع امام حسنؑ نے وصیت کی کہ ہم کو ہمارے جد کے پاس دفن کرنا اور اگر روکے جاؤ تو بقیع مین دفن کرنا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ان جناب نے حضرت ام المومنین سے اجازت چاہی ہوتی تو پھر یہ ارشاد "مبادا خوف مزاحمت ہو" کیون فرماتے۔

روض المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابن شحنہ حلبی۔ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۲ مین ہے۔

وکانت وفاتہ بسم مسقتہ زوجتہ امام حسنؑ کی وفات اس زہر سے ہوئی جو آپکی

جعدہ بنت الاشعث قیل فعلت ذٰلك بامر معاویۃ وقیل بامر یزید وکان اوصی ان یدفن عند جدہ فمنعت من ذٰلك عائشۃ

جعدہ بنت اشعث نے پلایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اس نے بحکم معاویہ وبقولے بحکم یزید کیا تھا۔ امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو ہمارے جد امجد کے پاس دفن کرنا۔ مگر عائشہ اس سے مزاحم ہوئین۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔

کان الحسن اوصی ان یدفن عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا ذٰلك وکان علی المدینۃ مروان بن الحکم من قبل معویہ فمنع ذٰلك و کاد ان یقع من بنی امیۃ وبین بنی ھاشم بسبب ذٰلك فتنۃ فقالت عائشۃ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ فدفن فی البقیع

یعنی امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو ہمارے جد رسول اللہ کے پاس دفن کرو بعد وفات لوگون نے دفن کرنا چاہا تو مروان حاکم مدینہ تھا۔ اور قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی ہاشم مین فتنہ ہو اسپر عائشہ نے کہا گھر ہمارا ہے ہم اس مین دفن کی اجازت نہین دیتے لہذا بقیع مین جاکر دفن کیا۔

معزز ناظرین غور فرماوین کہ جس واقعہ جانگداز کو جناب شاہ صاحب نے شیعون کا افترا بتایا ہے اسکی صحت خود انھین کے علما کس توضیح و تصریح سے تحریر کرتے ہین ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

حضرت ام المومنین کی عنایتون کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے۔ کہ سبط رسول اللہ کے دفن مین تو ان معظمہ نے یہ حشر مچایا۔ اور حضرت عمر رضؓ کو اس جگہ دفن کرنے کی اجازت بطیب خاطر دی جیسا کہ

حضرت عائشہ کا روضۂ رسول مین حضرت عمر کو دفن کی اجازت دینا

شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین :-

حضرت عمرؓ نے فرزند عبداللہ کو بلا کر کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو مین دفن کیا جائے۔ یہ پیغام سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ اِس جگہ کو مین اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج مین عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دون گی۔

(ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ ۱۶۹)

اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کرنے کی آرزومند تھین جیسا کہ جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ مین روایت ہے۔

چون وقت رحلت عبدالرحمٰن رسید — جب عبدالرحمن کی موت کا وقت آیا تو عائشہ
عائشہ نزدوے کسے فرستاد کہ اگر خواہی ترا در — نے پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہتے ہو تو رسول اللہ صلعم
پہلوے رسول اللہ و برادران تو ابو بکر و عمر — اور اپنے بھائیون ابو بکر و عمر کے پہلو مین دفن کیے جاؤ
دفن کنند او گفت نمی خواہم کہ در خانہ را بر تو تنگ — انھون نے کہا کہ مین تم کو تکلیف دینا نہین چاہتا
گردانم مرا با عثمان بن مظعون عہدے بود کہ کدام — مجھ مین اور عثمان بن مظعون مین معاہدہ ہو چکا ہے کہ
از ما میرد پہلوے دیگر دفن گردد — ہم مین جو مرے وہ ایک دوسرے کے پہلو مین دفن ہو

علمائے اہلبیت کے اقوال سے شیخ صاحب کا بیان معتبر ثابت ہوا

برادران من! اب آپ اپنے خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کے اِس قول :-

"جمعے از شیعہ بطریق تہمت دافترا بر عائشہ ثرا ثرخائی و بہتان سرائی آغاز نہند و گویند کہ عائشہ بر استرے سوار شد بر در مسجد بر آمد مانع دفن شد۔

کو حضرت پیر و مرشدہی کے مقولہ و مسلمہ تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کے اِس بیان

"قبل از دفن عائشہ ازین معنے وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بان موضع رفت و بمنع مشغول گشت"

Presented by Ziaraat.Com

سے ملاؤ و نیز حضرت کے اِس قول کی بھی۔

"سوار شدن و برآمدن را چہ حاجت بود کہ مسکن عائشہ ہمان حجرۂ خاص بود ممانعت

منظور میداشت در حجرہ بند میکرد"۔

روضۃ الصفا کی اِس عبارت :۔

شیعہ امیر المومنین گفتند کہ اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر

سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبرؐ منازعت آغاز نہی و نمی گذاری نزد جدش دفن کنند"۔

سے مطابقت کرو کہ وہ اقوال خود آپ ہی کے محدثین و مورخین کے ہین پس ان مین سے جسکا قول

غلط سمجھو اُسی پر اپنے پیر و مرشد کے اِس کلام کو

غرض کہ از پیش و پس و راست و چپ برین افتراتودہ فضیحت و رسوائی میبارد ہمین

است برہان آلہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا میکند"۔

منطبق کرو۔

الحمد للہ شیعہ ان فتور و قصور اور بہتان و طوفان سے پاک ہین۔

الغرض یہ وہ باتین خصوصاً حقوق و ایذاء اہلبیت رسالت کے متعلق ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین

درج ہین جو ایک زمانہ دراز تک پردہ مین رہین لیکن وہ زمانہ گذر گیا کہ اصحاب اور خلفاء کے مداحون کے

تو منہ موتیون سے بھرے جاتے تھے۔ اور زبان علی کی زبانین قطع کی جاتی تھین ع

"وہ اور زمانہ تھا، یہ ہے اور زمانہ"

اب یہ باتین ایک ایک بچے کی زبان پر ہین ؎

تمھارے چھپانے سے چھپ نہین سکتین

؎ مصر مین جنکو زلیخا نے کبھی دیکھا تھا اب وہ جلوے سر بازار نظر آتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

الحاصل اصحاب اور مہاجرین و انصار نے اپنے پیغمبر کی اِس وصیت پر

انگاہ با فاطمہؑ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسنؑ و حسینؑ را پیش آن حضرت

آورد چون اورا بآن حال دیدند گریہ آغاز نہادند چنان گریہ و زاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ

در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را بوسید و در باب تعظیم و تکریم و احترام و محبت ایشان صحابہ

و تمامہ امت را وصیت فرمود (مدارج النبوۃ ص۵)

یہ عمل کیا کہ آل رسولؐ و اولاد بتولؑ کو خاک مین ملا دیا۔ اور کربلا مین تو باغیون کے دست ظلم

سے گلشن زہرا ایسا تاراج ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا پامال ہوا ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے کی تھی ریاضت اسپہ علیؑ و بتولؑ نے

پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمنِ روزگار مین

پامال ظلم ہوگیا فصلِ بہار مین

اور اللہ جل شانہ کے حکم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا (اے رسولؐ (انسے) کہدو کہ مین تم سے اجرت بجز اسکے

المودۃ فی القربیٰ کہ میری آل سے محبت رکھو اور کچھ نہین چاہتا۔

کی وہ تعمیل کی جس کو جناب بھائی صاحب نے ان الفاظ مین تحریر فرمایا ہے :-

"ایسے ظالم۔ سنگدل۔ بیرحم بیطاع۔ منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے کہ آپ کی وفات

فرماتے ہی سب نے اسی سردار کا گھر لوٹنا شروع کیا جس کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی

تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھون نے بارہا

اقرار کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے"۔

وہی کارروائی اور بقیہ رسولؐ پر جو ابتدا اور وجہ کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہونچا

غرض حضرت عمرؓ نے بضعۂ رسولؐ کو ایسی تہدید کی جس کے اثرات کربلا تک پہونچے یعنی مدینہ مین تو خود بدولت نے بنت رسولؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا۔ اور کربلا مین اِن کے جانشین خلیفہ نے خیام سبط رسولؐ جسمین دختران بتولؑ اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جلوا دیئے۔

مدینہ مین تو بنت رسولؐ سے فدک چھینا گیا۔ اور کربلا مین ان مظلومہ کے بیٹیون کا اسباب و زیور اسقدر لوٹا گیا کہ کُہنہ چادر تک چھوڑی۔ چنانچہ بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام اشقیا درّانہ الحرم کے خیمون مین گھس آئے۔ اور دختران بیبیؑ کے سرون سے چادرین اور مقنعے اُتار لئے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اِس غدر مین ایک شقی نے امام زین العابدینؑ کیطرف نظر کی کہ وہ مریض حالت غشی مین ایک چمڑے پر پڑے ہوئے ہین۔ اِس شقی نے اُس بیمار پر کچھ رحم نہ کیا اِس کو بھی مظلوم کے نیچے کھینچ لیا۔ اور اُس بیمار کو زمین پر ڈال دیا۔ مدینہ مین حضرت عمر وصی رسولؐ نفس رسولؐ کو گرفتار کر کے لیگئے اور اُس جناب کے قرۃ العین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو قیدی بنا کر گلے مین طوق اور پاؤن مین زنجیر پہنا کر کشان کشان اِس صورت سے کہ

سوار اہل ستم ہین ترکی و تاری عراقی پر نبی زادہ علی زادہ جلو مین انکے پیدل ہے

کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لیگئے۔ اہلبیت نبویؐ کو جسمین بیٹیان فاطمہ زہراؑ کی اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جنکی منزلت اور مرتبت مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی مثل کنیزان ترک و دیلم۔ اونٹون پر سوار کر کے بے مقنعہ و چادر کربلا سے شام لیگئے۔ ان مخدرات عظمےٰ کو اس حیثیت سے کہ

"رسن ایک اور اسمین بارہ گلے ہین یہ تو قیصر آل رسول خدا ہے"

دربار عام مین یزید کے تخت کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اُس شقی نے ہر ایک بی بی کا حال پوچھکر حکم دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر میرے سامنے لاؤ۔ قاتل نے سر اطہر حاضر کیا۔ یزید نے اِس سر کو زیر تخت رکھ دیا

سر برہنہ کر اُن مظالم کا جو بعد شہادت سید الشہداؑ اہلحرم پر ہوئے

یزید تخت کے اوپر ہے اور تلے سر شاہ آنیں دیکھ زمانہ کا انقلاب یہ ہے

وہ شقی چھڑی سے لب و دندان انور کو کھولتا تھا اور ہنستا تھا۔ اللہ اللہ ؎

سر حسین کجا، مجلس شراب کجا، ہجوم عام کجا، آل بوتراب کجا،

اس حالت سرور مین ظالم اہل دربار سے فخریہ یہ کہنے لگا کہ آج کا دن عیش و نشاط کا ہے۔ کہ ہم نے ان سرکشون کا قلع و قمع کر دیا ہے جو اپنے کو ہم سے افضل جانتے تھے۔ پھر حکم دیا کہ اہلبیت رسولؐ کو ایسے تنگ و تار مکان مین مقید کرو جس مین دن کو دھوپ مین جلین اور رات کو اوس مین بھیگین ؎

افسوس اہلبیت کہان وہ مکان کہان اُجڑی ہوئی زمین کہان آسمان کہان

کانٹے کہان وہ فاطمہؑ کے بوستان کہان وہ نخس گھر کہان وہ سعادت نشان کہان

پھولون پہ دھوپ چھاؤن ہو خاتون کے واسطے

وہ جائے تار عرش کے تارون کے واسطے

کیون چرخ پیر ہوتا ہے ایسا بھی انقلاب ظلمت مین نور صبح سیاہی مین آفتاب

زندان اہلبیت رسولؐ فلک جناب رسی مین اُن کی گردنین جو مالک الرقاب

عابدؑ پہ بیڑیون کی مرض مین جفا ہوئی

حیرت ہے یہ کہ کیون نہ قیامت بپا ہوئی

آفاق مین کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا لاشہ کسی پسر کا کبھی بے کفن نہ تھا

قابل اُجاڑنے کے علی کا چمن نہ تھا کنبہ نبیؐ کا لائق طوق و رسن نہ تھا

اس طرح دُکھ مین ماؤن سے بچے چھٹے نہ تھے

آگے کبھی نبی کے حرم یون لُٹے نہ تھے

Presented by Ziaraat.Com

سُنتے بہت ہیں جنھین حکم خدا سے آئین　　وہ ظالمون کی فوج مین بالون سے منھ چھپائین
حاکم کے آگے کھینچکے سیدانیون کو لائین　　یہ ظلم اور زمین کے طبقے اُلٹ نہ جائین

ضبر اسلئے فقط تھا۔ کہ لُطفِ الٰہ ہو
تا ہم سے عاصیون کی نہ کشتی تباہ ہو

مرقوم ہے کہ حاتمِ فیاض کا پسر　　دربار مصطفےٰ مین ہوا جب کہ بھُکھ مر
یہ اسپہ مہربان ہوے سیّد البشر　　زیر قدم بچھا دی عبا اپنی کھول کر

غل تھا کہ جنکا نقش قدم تاجِ عرش ہے
اُس فرشِ انبیا کی عبا اُس کا فرش ہے

بولے یہ خلق دیکھکے اصحاب نیکنام　　نزدیک تر جا سے باہر ہوں اے غلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ اہتمام　　ملبوس پاک جنس لعین کا مقام

ہر تار اُس کا موج ہے دریاے نور کی
سجادہ قدسیون کا عبا ہے حضور کی

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اس قدر　　پاکی و نجس کی تم سے سوا ہے ہمین خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمین سر بسر　　پر حاتمِ سخی کا پسر ہے یہ خوش سیر

پابند گو نہین ہے نماز اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

یارو! تمھین بزرگیِ معبود کی قسم　　عابد سا تھا بزرگ کوئی صاحب کرم
پر جب گئے یزید کے آگے مع حرم　　دیکھا نہ آنکھ اُٹھا کے بھی ظالم نے ہے ستم

مشغول جشن فتح مین چھوٹے بڑے رہے

Presented by Ziaraat.Com

یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

ان کیلئے کسی نے عبا وان بچھا نہ دی　　رونے کی جا ہے ایک نے کرسی پہ جا نہ دی

حاکم نے بیٹھنے کی زمین پر رضا نہ دی　　زینب کو رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی

شاہِ رسل کو سب کی کنیزون کا پاس تھا

اُمت کو کچھ نہ اُن کے عزیزون کا پاس تھا

سبحانہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے :-

فاما الیتیم فلا تقھر　　"یتیم پر ستم نہ کرو"

اور رسول اللہ کا یہ حکم ہے کہ یتیم کو آواز درشت سے نہ پکارو اور اُن پر رحم کرو۔ مگر وائے ان مسلمانون پر کہ حضرت سکینہ بنت جناب سید الشہدا علیہ السلام جب اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر رونے لگین تو شمر نے اُس معظمہ کو باپ کی لاش سے طمانچہ مار کر چھڑایا۔ اور ایک تازیانہ ایسا مارا کہ وہ یتیمہ بلبلا گئی۔

وامحمدا۔ واعلیا۔ کہ قید خانہ مین بھی ایک کمسن یتیمہ پر جب وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی تھی تو سختی کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بچی ایک شب روتے روتے سو گئی۔ خواب مین جناب امام مظلومؑ کو دیکھکر چونکی اور بیساختہ ایک چیخ مار کے رونے لگی۔ اہلحرم نے تسلی دلاسا دے کر کہا اے بیٹی کیون روتی ہو وہ رو رو کہتی تھی ابھی بابا میرے پاس کھڑے تھے بتاؤ کہان چلے گئے۔ اُس یتیم کی ان باتون سے اہلبیت مین شور گریہ و بکا اسقدر بلند ہوا کہ آواز گریہ یزید نے سُنی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگون نے کہا کہ ایک بیٹی حسینؑ کی تین برس کی ہے اُس نے حسینؑ کو خواب مین دیکھا ہے۔ اُن کو ڈھونڈھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ اُس کے حال پر قیدی روتے ہین

وہ سنگدل بھی رونے لگا سُنکے یہ خبر　　آخر کسی خواص سے بولا وہ بدگہر

پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر　　زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر

Presented by Ziaraat.Com

ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

خازن سے بعد حکم یہ کہدیجیو مگر　　لے آئے سر یتیم کو دکھلا کے اک نظر
کھویا ہے جب تمام خزانون کا مال وزر　　پایا ہے مین نے تب پسر فاطمہ کا سر

منت پہ بیبیون کی نہ زاری پہ جائیو
گر کوئی مر بھی جائے تو سر لیکے آئیو

پہونچا خزانہ دار کو حکم یزید جب　　صندوق آہنی سے نکالا سر اُسنے تب
وہ سر رہا جو سینۂ زہرا پہ روز و شب　　رکھا گیا خزانۂ ظالم مین ہے غضب

صندوق مین کبھی - کبھی وہ سر لگن مین تھا
مدت سے آفتابِ امامت گہن مین تھا

پس سر اقدس حضرتؑ کا ایک طشت طلا مین رکھکے اور رومال دیباسے ڈھانک کے سامنے اُس یتیمہ کے رکھا گیا اس یتیمہ نے رومال اُٹھاکر سر اقدس اپنی گود مین رکھ لیا - اور رو رو کر کہنے لگی " یا ابتاہ من ذا الذی خضبک بدمائک ہاے اے بابا! میرے کس ستمگر نے ریش مبارک تمھاری خون سے خضاب کی یا ابتاہ من ذا الذی قطع راسک وریدیک ہاے مظلوم بابا میرے کس نے تمھارا سر اقدس بدن سے جدا کیا اور تمھاری گردن کی رگین کاٹین یا ابتاہ من ذا الذی ایتمنی علی صغر سنی ہاے بابا میرے کس بیرحم نے مجھے چھوٹے سے سن مین یتیم کیا - یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ھذا الیوم عمیاء کاش آج کے دن مین کور ہوتی اور تمھارا سر نہ دیکھتی - کاش مین پیوند زمین ہوتی اور تمھاری ریش مبارک خون سے خضاب نہ دیکھتی - یہ کہکر اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھ دیا و بکت بکاء شدیدا حتی غشی علیہا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بیہوش ہوگئی - لوگون نے چاہا کہ اس یتیمہ کو سر اقدس سے جدا کرین

Presented by Ziaraat.Com

فلما حرکوھا فاذا قد فارقت روحھا الدنیا جب اہلحرم نے اُسے حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس بے گناہ کا گلشن جنت کو پرواز کر گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

غرض بیانِ غم اہلبیت آسان نیست　　حکایتیست کہ آنرا شرح پایان نیست

آمدم برسر مطلب اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

ایتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم　　" دو مجھے دوات و کاغذ کہ مین لکھدون

کتابا لن تضلوا بعدی　　تمہارے لئے ایک نوشتہ تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو۔

کو ہذیان سے تعبیر نہ کیا جاتا تو نہ مصحف ایمان کے اوراق کا شیرازہ بکھرتا نہ جہاز آل نبیؐ واولاد علیؑ بحر خون مین غلطان ہوتا نہ بانی خلافت سقیفہ پر یہ قول "خون شہدا تمام برگردن اوست" صادق آتا چنانچہ ایک محرم راز کیا خوب یہ نکتہ فرما گئے ہین ؎

کرد شخصے سوال از دانا　　کہ بگو کشتہ شد حسین کجا"؟

گفت" اندر سقیفہ اش کشتند　　بہر دنیا وجیفہ اش کشتند"

اور تاریخ بلاذری مین ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا تھا جس مین اس کو قتل سید الشہداؑ پر ملامت کی تھی اُس کا جواب یزید نے یہ دیا کہ

"ہم تو پیرو حضرت عمر ہین"

ہم اس خط کی نقل مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۵۲۰ سے اس جگہ کرتے ہین

لما قتل الحسین بن علی۔ کتب　　جب امام حسین قتل ہوے تو عبداللہ بن عمر

عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویہ　　نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا۔

اما بعد فقد عظمت الرزیۃ　　کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل سے ایک مصیبت

Presented by Ziaraat.Com

وجلت المصيبة وحدث فى الاسلام — واقع ہوئی۔ اور اسلام پر سخت حادثہ گذرا۔ اسکا جواب

حدث عظيم ولايوم كيوم الحسين — یزید نے عبداللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم ان مکانات

فكتب اليه يزيد۔ اما بعد يا احمق — مسمار شدہ کی طرف آئے جنمین عمدہ عمدہ فرش بچھے

فانا جئنا الى بيوت مسنجدة وفرش — ہوے تھے۔ اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوے تھے اگر

ممهدة ووسائد منضدة فقاتلنا — اس فعل مین ہمارے مخالف حق پر تھے تو اسکا الزام

عنها فان يكن الحق لغيرنا فابوك — تمہارے والد ماجد پر ہے۔ کہ وہی اسکے بانی اول

اول من سن هذا وابتز واستاثر — تھے جنھون نے خلافت خاندان رسالت سے نکالکر

بالحق على اهله — ایسی ظلم کی سنت جاری کی۔

یزید کے اشعار — غرض بنی امیہ کو خلافت اوّل کی بدولت وہ قوت اور قدرت حاصل ہوئی کہ اپنے باپ دادا کے خوب بدلے لئے۔ چنانچہ بعد واقعہ کربلا جب اہل حرم دربار مین لائے گئے تو یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

ليت اشياخى ببدر شهدوا — کاش میرے بزرگ جو بدر کی لڑائی مین

جزع الخزرج من وقع الاسل — مارے گئے نیزون کی طعنون سے قبیلہ خزرج

قد قتلنا القرن من ساداتهم — کی بیقراری دیکھتے کہ ہم نے انکے سرداروں سے

وعدلنا ميل بدر فاعتدل — ایک جماعت کو قتل کیا اور بدر کی لڑائی سے جو

لعبت هاشم بالملك فلا — نقصان ہوا تھا اسکو پورا کر لیا۔ بنی ہاشم نے خلوق

خبر جاء ولا وحى نزل — خدا مین ایک کھیل نکالا تھا کیسی نہ وحی اترہ کہانکی

لست من خندف ان لم انتقم — نبوت مین قبیلہ خندف سے نہین اگر اولاد رسول سے

من بنى احمد ما كان فعل — انکے افعال کا انتقام نہ لون

تمت بذكره خواص الامة

Presented by Ziaraat.Com

بی اہتمام پر شبلی صاحب کے حملے

جناب خلیفہ صاحب کی گفتار و رفتار کا رنگ آج بھی ان کے معتقدین و مقلدین مین پایا جاتا ہی فرق اسقدر ہے کہ ان کے خلفا، صاحب اقتدار تھے۔ لہذا آل رسولؐ پر خاطر خواہ ظلم و ستم کر گئے۔ یہ مجبور ناچار ہین۔ اسلئے بفحوائے شعر ؎

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنی عقیدت کا اظہار کر لیتے ہین۔ اور ان کے فضائل اور مصائب چھپانے مین سرگرم رہا کرتے ہین۔ چنانچہ شمس العلما شبلی نعمانی باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ کا بنت رسول اللہؐ کے گھر جلانے کا قصد کرنا باسناد معتبر باین الفاظ تسلیم کرتے ہین کہ :-

ابن شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "یا بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہین۔ تاہم اگر آپ کے ہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین ان لوگون کی وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا"

اسپر بھی اپنے مہر و ماہ فلک اسلام کے ان افعال کو نظر استحسان سے دیکھتے ہین اور اسکو اسلام کی بقا بتاتے ہین۔ اور بفخر و مباہات "الفاروق" کو اس کلام سے زینت دیتے ہین۔

"حقیقت یہ ہے کہ اس نازک وقت مین حضرت عمرؓ نے نہایت تیزی اور گرمی سے جو کارروائیان کین انمین گو بعض بے اعتدالیان پائی جاتی ہون لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ انھین بے اعتدالیون نے اُٹھتے ہوے فتنون کو دبا دیا۔ بنو ہاشم کی سازشین اگر قائم رہتین تو اسوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔ (صفحہ ۵۰ حصہ اول)

سبحان اللہ وہ بنی ہاشم جو تمام عرب مین ماہر احکام شریعت اور ماہر اصول مدالت و ملت تھے جنھون نے غدر۔ مکر۔ کید۔ تزویر۔ اور حرص و ہوا کی بجاے فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی

تعلیم دی جنکا شعار ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا یعنی حکم کرتے تھے اچھی بات کا اور منع کرتے تھے بری بات سے جن کی منزلت و فضیلت مین متعدد احادیث وارد ہین۔ از انجملہ یہ ہے:۔

عن طلحۃ بن مصرف قال کان "طلحہ راوی ہین کہ عہد صحابہ مین کہا جاتا تھا

یقال بغض بنی ھاشم نفاق۔ کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے"

جن کی فیض صحبت سے اصحاب حیوان سے انسان اور کافر سے مسلمان بنے جنکی بدولت سلطنت اور دولت پائی۔ انپر جناب شمس العلماء سازش اور غدر کا بہتان رکھکر ان کو اسلام و ایمان کا دشمن بتاتے ہین۔ واہ! کیا خوب شمس العلماء نے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان احسان کا عوض احسان ہی ہے۔

پر عمل کیا ہے

ایہا المومنون! اس چرخ کجرفتار کی گردش پر غور کرو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ مبارک اٹھتے ہی زمانہ آل رسول اور بنی ہاشم سے کیسا منحرف اور مخالف ہو گیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آہ۔ آہ ؎

ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر جس گھر پہ گدا آن کے ہوتا تھا تونگر

وہ مجمع اصحاب وہ دربار پیمبر وہ فاطمہ کا جاہ و حشم شوکت حیدر

بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس مین
یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس مین

آل رسول پر جو مصائب و آلام گذرے ان کو ہمارے بھائی تسلیم کرتے ہین لیکن بسبب محبت صحابان باتون سے اغماض و انکار کرتے ہین۔ حتی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بھی

امام غزالی وغیرہ جنکو ہم سنی کہتے ہین

منکر ہین - اور یزید کو الزام قتل سبط رسول ؐ سے بری کرتے ہین - چنانچہ جناب امام غزالی اور دیگر علمائے کرام اہلسنت یزید بن معاویہ کے ایمان و اسلام کی نسبت فرماتے ہین کہ وہ خلیفہ برحق ہے -

کل مسلمانون نے اسکی بیعت کی - نیز کہا ہے معاویہ خلیفہ برحق تھا حسینؑ ابن علیؑ یزید کی بیعت اجب تھی مگر حسینؑ نے اس سے بغاوت کی لہذا حسینؑ اپنی جد کے تلواری سے مارے گئے

ثبوت کیلئے دو پا عبارتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

ابن العربی المالکی اپنی کتاب العواصم میں فرماتے ہین -

حرقت یزید الحسین - یعنی حسینؑ کو یزید نے انکے ناحق کی تلوار سے قتل کیا

(تحفہ یزیدیہ ص ۲۰)

ترجمہ | امام غزالی فرماتے ہین - یزید رحمۃ اللہ علیہ - اور اسکے حق مین دعاے مغفرت کرنا مستحب ہے اسلیے کہ وہ مومن تھا آپ کا قول ذیل کا ہے -

اما انا جعلنا یزید - یزید کے لئے طلب رحمت کرنا جائز

مستحب لانہ داخل فی قولنا فی کل صلوۃ اللھم اغفر المومنین والمومنات لانہ کان مومنا - کہ وہ مومن ہونے کی وجہ سے ہماری دعا (اللھم اغفر الی آخرہ) مین داخل ہے

(تحفہ تاتارخانی باہتمام صفدر جلد اول طبع مصر ص ۲۱۳)

تیسری عبارت | ملا علی قاری نے ضوء المعالی کے صفحہ ۵۴ مین یزید کے باب مین لکھا ہے -

علی ان الامر بقتل الحسین - یعنی حکم دینا قتل حسینؑ کا بلکہ قتل کرنا

تلہ لیس موجبا اللعنۃ علی مصیبہ - ان کا جہالت نہین کے بناء پر ہونا

مذموم - یسب لعنت کے

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی جناب نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی اپنی کتاب حجج الکرامہ مین رقمطراز ہین۔

ابن العربی گفت نہ کشت یزید حسینؑ را مگر بسیف جدوے یعنی بیعت برائے یزید گردیدہ بود پس حسینؑ بروے باغی شدے را کسان بسیار اقدام بر بیعت وے نمودند باوجود استخلاف این چنین بغاوت کہ حسین کرد شرط نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ برحق بود باجماع مردم بروے بعد امام حسنؑ واقع شد

ابن عربی کا قول ہے کہ یزید نے حسینؑ کو قتل نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوے اور یزید پر بیعت ہوچکی تھی پس حسینؑ باغی ٹھہرے اور اسمین شک نہین ہے کہ اُس کا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا جسکی خلافت پر بعد امام حسنؑ اجماع اُمت ہوچکا تھا۔

پانچوین عبارت تکمیل الایمان مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۸۵ مین درباب یزید لکھا ہے :-

بعض گویند کہ خاتمہ وی معلوم نیست شاید او بعد از ارتکاب معصیت توبہ کردہ باشد و نفس آخر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت ست

بعض کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ خاتمہ اُسکا کیسا ہوا۔ شاید کفر اور گناہ سے اُس نے توبہ کرلی ہو۔ اور توبہ پر دم نکلا ہو۔ چنانچہ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم مین اپنا یہی خیال ظاہر کیا ہے

چھٹی عبارت ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ۔

بعض دیگر از علما گفتہ اند یزید کافر نیست زیرا کہ اسباب موجب کفر او نزد ما ثابت نشدہ کہ حکم بکفر او کنیم و اصل آن است کہ بر اسلام باقی باشد تا وقتیکہ از وے چیزے بر ما ظاہر شود کہ موجب

بعض علما کا بیان ہے کہ یزید کافر نہین ہے۔ اسلئے اسکے کفر کے وجوہ ہم پر نہین کھلے تاہم اُسپر کفر کا حکم دین اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی رہے تاوقتیکہ کوئی چیز اُس سے ایسی ظاہر ہو جو موجب

خروج از اسلام ست۔ — خروج عن الاسلام ہے

ساتوین عبارت صواعق محرقہ مین ہے :۔

وقالت طائفۃ لیس بکافر — ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یزید کافر نہین ہے

لان الاسباب الموجبۃ للکفر لم یثبت — اسواسطے کہ اسباب کفر ہمپر بالکل ثابت

عندنا منہا شئ والاصل بقاءہ علی الاسلام — نہین ہوے۔ اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی تھا

حتی یعلم ما یخرجہ عنہ — تا اینکہ اسکا خروج ثابت ہو۔

آٹھوین عبارت شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ

پیغمبر صاحب نے خود فقر و فاقہ مین زندگی بسر کی۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے تھے اور اپنے حق مین ایسی ہی زندگی کی دعا کرتے تھے۔ اور اپنی نسل کے حق مین فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اجعل رزق ال محمد کفافا۔ نسل سے قناعت نہ ہوسکی۔ لگے سلطنت کا خواب دیکھنے اپنا ادب بھی کھو بیٹھے ۔

مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہین کہ حسینؑ نے ملک کی ہوس کے سبب سے یزید کی بیعت نہین کی

این ہم رفت و آن ہم رفت — در پئے جانان جان ہم رفت

حضرت علیؑ ہی کو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر کیا فتوحات حاصل ہوگئے۔ بیچارے چار برس تک خلافت کے ساتھ نامزد رہے۔ اور شروع ہی مین اندرونی خانہ جنگیون کا سلسلہ جاری ہوگیا اس سے فارغ ہوے تو معاویہ نے خلافت پر قبضہ کرلیا اور اب وہ برائے نام خلیفہ رہ گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند حسنؑ نے خلافت پر بہت زور دیا۔ مگر چھ مہینے کے اندر ہی خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اب سلطنت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین رہی۔ اور اُسکے مرنیکے بعد اسکی نسل مین یہ سلسلہ جاری رہا اسوقت نسل فاطمہؑ کو اپنے محترم نانا کی طرح چاہیئے تھا صبر و قناعت مگر علیؑ کے دوسرے فرزند حسینؑ نے معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کو تسلیم نہین کیا۔ اور کوفہ

Presented by Ziaraat.Com

مین آکر اپنی خلافت پر لوگون سے بیعت لی جسکا نتیجہ وہ ہوا جو سب کو معلوم ہے۔ فاطمہؑ کی آیندہ نسل کو اس نتیجہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔ مگر ملک داری کی ہوس نے ان کو چین سے بیٹھنے ہی نہین دیا"۔

معزز ناظرین! شمس العلماء کے بیان پر غور فرمائین کہ آل رسولؐ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کی کیسی توہین کی ہے۔ قولہ تعالے

لقد جئتم شیئا ادًّا ۝ تکاد — تم نے اتنی بڑی سخت بات کہی ہے کہ آسمان

السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق — اُس سے پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے

الارض وتخر الجبال ھدًّا ۝ — اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑین۔

پ ۱۶ س مریم ع ۹

خیر علماے اہلسنت کو اختیار ہے جیسی چاہین آل رسولؐ کی توہین و تہجین کرین۔ مگر یہ خوب سمجھ لین کہ جو ظلم و جور جناب فاطمہ زہراؑ علے مرتضیٰؑ حسن مجتبیٰؑ۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام و دیگر اہلبیتؑ اطہار پر کئے گئے وہ فی نفسہ جناب رسول اللہ صلعم پر کئے اور جو کچھ ان خاصان خدا کی توہین کرتے ہین وہ خود رسول اللہ کی توہین کرتے ہین۔

شاہ صاحب کے قول سے مترشح ہے کہ حسینؑ کی شہادت رسول اللہؐ کی شہادت ہو

کیونکہ اس امر پر تو اجماع علما ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہین جنکے حق مین رسول اللہؐ نے لحمك لحمی ودمك دمی فرمایا ہے اور فاطمہؑ بضعہ رسول اور حسنؑ و حسینؑ رسول اللہؐ کے فرزند ہین جن کی شان مین ارشاد ہوا ہے کہ جس نے اِن کو ایذا دی۔ اُسنے مجھ کو ایذا دی۔ جسنے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے خدا کو ایذا دی اور وہ کافر ہے۔

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو حسنین علیہما السلام کو دو وجون سے فرزندان رسول بتایا ہے اور جو وجوہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بیان فرمائے ہین اُن سے متبرشح ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام

شہید نہین کیئے گئے بلکہ خود رسول اللہ شہید کئے گئے۔ جیسا کہ رسالہ ستر الشہادتین مین تحریر فرماتے ہین
جو کہ جناب ممدوح کی تصنیفات سے ہی۔ ہم اُسکا خلاصہ اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

واضح ہو کہ جو کمالات اور خوبیان جُدا جُدا اور پیغمبرون مین تھین۔ وہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام
مین بالکل یکجا جمع ہوگئین۔ سوا اسکے اور کمالات لیکن آپ مین ایک کمال باقی رہ گیا تھا۔
جو حضرت کی ذات مین حاصل نہ تھا یعنی شہادت۔ اور آپ کی ذات مین اس کے حاصل نہونے کا
بھید یہ تھا کہ اگر حضرت صلعم جنگ مین شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین مین
عوام کے نزدیک خلل پڑجاتا۔ اور اگر ناگہان چُپکے چپکے شہید ہوجاتے تو آپ کی شہادت
مشہور نہ ہوتی بلکہ پوری شہادت ہی نہ ہوتی اور جانے کہ پوری شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی
مسافرت اور شقت مین مارا جاے اسکے ٹکڑے کوٹے کوٹے کر ڈالین۔ اور اسکی لاش میدان مین
پڑی رہے۔ اور اُسکے گرداگرد بہت لوگ باعزت اُسکے احباب و اقربا سے مارے جائین
مال اُسکا لوٹا جائے۔ اُس کی بیبیان اور بچے بڑے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف
اللہ کے واسطے ہون۔ پس حکمت الٰہی اور اُسکی کارسازی نے چاہا کہ یہ بڑا کمال حضرت کے کمال
مین ملجائے۔ بعد آپ کی وفات کے یہ باتین بواسطے بعض مردان اہلبیت کے بلکہ بواسطے اس
شخص کے جو بہت ہی قریب حضرت کے اولاد مین ہو۔ اور جو کہ بمنزلہ آپ کے بیٹون کے ہو
تاکہ ملجاے ان کا حال حضرت کے حال مین اور داخل ہو کمال حضرت کے کمال مین پس متوجہ
ہوئی عنایت الٰہی اس کمال کے ملانے پر تو نائب بنایا نانا کے مقام پر حسنین علیہم السلام کو۔ انپر
برتر درود اور رحمت ہو اور دونون کو پرتو کمال محمدی کے دو آئینہ بنائے اور جمال مصطفوی
کے دو رخسارے ٹھہرائے۔ چونکہ شہادت دو قسم پر تھی۔ ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر۔ لہذا
دونون پر منقسم ہوگئی اور پہلی قسم کے واسطے مخصوص ہوے بڑے صاحبزادے۔ اور چونکہ وہ امر

Presented by Ziaraat.Com

مخفی تھا اسلئے جبرئیلؑ نے کبھی اسکو مذکور نہین کیا۔ اور اسواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے بھی اسکی خبر نہ دی۔ اور چھوٹے صاحبزادے حسینؑ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوے اور چونکہ بنا اس کی شہرت اور اعلان پر تھی تو اول زبان جبرئیل وغیرہ فرشتون پر اُس کا مذکور ہوا۔ پھر بیہ مقام شہادت کا اور بیہ شہادت کے وقت کا یعنی سنہ ۶۰ ہجری معلوم ہوا پھر اسکا بہت شہرہ ہوا اور امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین اِس واقعہ عظمیٰ کا برملا ذکر کیا"

احادیث دالہ بر پیشینگوئی واقعہ کربلا

اِس واقعہ عظمیٰ وسانحہ کبریٰ کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت جبرئیلؑ و دیگر فرشتگان مقربین نے دی تھی۔ اور مقتل حسینؑ کی بھی جگہ بتا دی تھی۔ شاہ صاحب نے ستر الشہادتین مین اِس امر کو متواتر فرمایا ہے لہذا اِسی کتاب سے دو چار احادیث نقل کی جاتی ہین :-

پہلی

واما اخبار النبی صلی اللہ علیہ	جبرئیل وغیرہ فرشتون نے ذریعہ وحی پیغمبر خدا
وآلہ وسلم بھذہ الواقعۃ الھائلۃ من	صلعم کو اس واقعہ ہولناک سے خبر دی جو مشہور
جھۃ الوحی بواسطۃ جبرئیل وغیرہ	متواتر سے ہے۔ از انجملہ وہ حدیث ہے کہ
من الملائکۃ فمشھور متواتر من	طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ذلک ما اخرجہ الطبرانی عن	روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ
عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی	جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال	حسینؑ میرے بعد زمین طف مین مارا جائے گا
اخبرنی جبرئیلؑ ان ابنی الحسین	اور جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ
یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی	یہ ان کی خوابگاہ ہوگی۔
بھذہ التربۃ فاخبرنی انھا مضجعہ۔	

Presented by Ziaraat.Com

دوسری واخرج احمد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابن بنتک ھذا یعنی حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل بھا فاخرج تربۃ حمراء

امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر مین ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی نہین آیا تھا۔ اور اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا یعنی حسینؑ مارا جائے گا اور اگر آپ چاہین تو آپ کو اُس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائے گا دکھا دون۔ پھر اُس نے تھوڑی سی مٹی سرخ نکالی

تیسری واخرج البغوی فی معجمہ من حدیث انس رضی اللہ عنہ۔ قال استاذن ملک المطر ربہ ان یزور النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذن لہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلمۃ فقال یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینما ھی علی الباب اذ دخل الحسین علیہ السلام فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت

حضرت انس کی حدیث سے بغوی نے اپنی معجم مین روایت کی ہے کہ بارش کے فرشتہ نے اپنے پروردگار سے رسول اللہ صلعم کی زیارت کا اذن چاہا پس اسکو اجازت ملی۔ اسوقت رسول اللہ صلعم حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ سے خبردار رہو کہ کوئی آنے نہ پاوے اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین یکایک امام حسینؑ آئے اور اندر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلعم کے اوپر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگے تب حضرت صلعم سے اس فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا ہان اُس فرشتہ نے کہا آپکی اُمت عنقریب انکو مار ڈالیگی اگر آپ چاہین

Presented by Ziaraat.Com

اریك المكان الذی یقتل به — تو آپ کو وہ جگہ بھی دکھادون جہان یہ مارے جائینگے

فاراه فجاء ببطحة او تراب احمر — پھر حضرت صلعم کو دردی بالو یا مٹی سرخ

فاخذته ام سلمة فجعلته — دکھائی حضرت ام سلمہ نے اسکو اپنے کپڑے مین

فی ثوبها فلما ثارت کزا فتوا نها — رکھ لیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ ہم لوگون کو

کربلاء۔ — کربلا کہا کرتے تھے۔

چوتھی اخرج الحاکم والبیهقی عن — حاکم و بیہقی نے کہا ہین کہ ام الفضل بنت

ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت — حارث نے کہا کہ ایک دن مین حسینؓ کو

علی رسول الله صلی الله علیه و — لیکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

اله وسلم یوما بالحسین فوضعته — گئی اور مین نے حسینؓ کو حضرت کے گود مین دیا

فی حجره ثم حانت منی التفاتة — اور آنحضرت کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی

فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه — آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت صلعم نے

وسلم تهریقان من الدموع — مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ

فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان — میری اُمت اِس میرے فرزند کو شہید کرے گی

امتی تقتل ابنی هذا واتانی — اور مجھ کو جبرئیل نے اس کے مقتل کی مٹی

بتربة من تربة حمراء — بھی دی ہے

پانچوین واخرج ابو نعیم عن ام سلمة — روایت کی ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ

رضی الله عنها قالت کان الحسن والحسین — نے فرمایا کہ حسنؓ و حسینؓ میرے گھر مین کھیلتے تھے

بعمان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال — کہ جبرئیلؑ نازل ہوے اور کہنے کہ آپکے بعد

یا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا — آپکی اُمت آپکے اِس بیٹے کو شہید کرے گی

من بعدك واومی الی الحسنین د — اور اشارہ کیا طرف حسینؑ کے اور آپ کو تھوڑی
اتاہ بتربۃ فشمها ثم قال ریح کرب و — مٹی دی حضرت نے اس کو سونگھا۔ اور فرمایا اس
بلاء وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت هذه — مین سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور فرمایا
التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل — اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جان لو کہ
فجعلتها فی قارورۃ — میرا بیٹا شہید ہوا۔ پھر مین نے اسکو ایک شیشی مین رکھا

اسکے بعد جناب شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

شاہ صاحب کا قول کہ حسنینؑ فرزند رسول ہین

جب تمہید اس واقعہ کی ہو چکی تو ہم کو اس کا ذکر لازم ہوا جو اسی سے علاقہ رکھتا ہے۔
پس ہم دونون صاحبزادون (حسنین) کو فرزندان پیغمبر کہتے ہین اور اس دعوے کی دو دلیلین
بھی ہین:-

پہلی یہ کہ نواسہ خود بجاے بیٹے کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بنی اسرائیل سے کہلاے گئے۔

دوسری یہ کہ دونون صاحبزادون کو آنحضرت صلعم نے متبنّٰی کیا تھا جب کہ متعدد روایتون سے
ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔ اور احمد نے
اپنی کتاب مسند مین ابو اسحٰق سبیعی سے۔ اور اسنے امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم تشریف لائے
اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے مین نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت
نے فرمایا کہ اس کا نام حسنؑ ہے۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا
دکھلاؤ مجھے میرے بیٹے کو اور نام کیا رکھا ہے اسکا۔ مین نے عرض کیا کہ حرب۔ آنحضرتؐ نے
فرمایا اسکا نام حسینؑ ہے۔ پھر حسنینؑ کا آئینہ ہونا پرتو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

دو دلیلون سے ثابت ہے۔

اوّل بوجہ سیادت مطلقہ۔ چنانچہ روایت کی نسائی نے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر سے اور روایت کی ابونعیم نے علی مرتضےٰ سے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عمار وقاص اور اُسامہ بن زید سے۔ اور دیلمی نے انس سے اور روایت کی ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ سردار ہین جوانان بہشتی کے۔ اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ باپ ان کا بہتر ہے ان دونون سے۔ اور اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؑ کی بعینہ محبت رسول خدا صلعم کی ہے اور عداوت ان کی گویا آنحضرت کی عداوت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے اُن سے عداوت رکھی اُس نے مجھ سے عداوت رکھی

اور دوسری وجہ مشابہت ظاہری ہے گویا حسینؑ ظاہر مین آنحضرت صلعم کی تصویر ہین

(منقول از صفحہ ۱ تا ۸)

قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا

جن علماء اہلسنت کے اقوال ہم نے اوپر نقل کئے ہین ان کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ حضرات یزید کو شد و مد خلیفۂ رسولؐ بتاتے ہین۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام پر اُس کی بیعت اور اطاعت واجب ٹھہراتے ہین لیکن جناب شاہ صاحب "سرّ الشہادتین" مین تحریر فرماتے ہین:۔

"یزید فاسق و فاجر تھا اور وہ قابل لعن اور اہل دوزخ سے ہے"

چنانچہ اِس کا خلاصہ رسالہ مذکورہ سے اِس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لما تملک یزید وتسلطن وذالک ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری مین جب یزید

Presented by Ziaraat.Com

فی رجب سنۃ ستین بدمشق کتب
الی الاقالیم لاخذ البیعۃ لہ و
کتب الی عاملہ بالمدینۃ الولید
بن عتبہ ان یاخذ البیعۃ من الحسین
رضی اللہ عنہ فامتنع الحسین من
بیعتہ لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر
ظالما ۱۲

لیدشہر دمشق مین مالک اور بادشاہ بنا تو
اُس نے سب ملکون مین بیعت لینے کے واسطے
نامے لکھے اور ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو حسین
علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے لکھا۔ پس
حسین علیہ السلام نے اسکی بیعت کرنے سے انکار
کیا۔ کیونکہ یزید مرد فاسق و شرابی اور ظالم
تھا۔

چنانچہ اسکے فسق و فجور کی یہ تشریح کرتے ہین :-

جس مسلمان کو رضاے انبیاے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اُسے لازم ہے
کہ امتثال امر الٰہی۔ اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار اپنا کرے اور انھین کے طریقہ پر
چلے ورنہ انبیا اور ائمہ فاسقون اور فاجرون سے ایسا ہی بیزار ہون گے جیسے یزید پلید سے

(دیکھو صفحہ ۱۲ کا حاشیہ)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین یزید کی بدعتون کو اس تفصیل سے رقم فرماتے ہین کہ

"جب یزید پلید قتل امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اسکی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطہ
اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد مین علانیہ رواج
دیا۔ مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ
کے بھیجا۔ تین دن تک اس مقدس جگہ کے رہنے والے قتل اور لوٹ کی بلا مین گرفتار رہے
اور سات سو صحابی قریش صاحب وجاہت اور عوام الناس اور اطراف کے ملا کے دس ہزار آدمی

زیادہ شہید کئے۔ اور لڑکون کو بندی کر لیا۔ اور عورتون کو شہر والون پر مباح کر دیا۔ ام سلمہؓ کا گھر لوٹ لیا مسجد نبوی کے ستونون مین گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑون نے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے بھر کیا۔ تین دن تک مسجد شریف مین لوگ نماز سے مشرف نہوے۔ فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہان حاضر رہے۔ اور کیا کیا کچھ اعمال قبیح اس مسجد مقدس اور شہر مین یزیدیون نے نہین کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے عاجز ہے منجنیق سے مکہ معظمہ کو سنگسار کیا صحن حرم محترم کا پتھرون سے بھر گیا۔ اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ اور دروازہ کعبہ کے پردے آگ کے تنور مین جلا دیئے کتنے دن بیت اللہ بے لباس اور وہان کے رہنے والے نہایت ایذا و ہراس مین رہے بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ ہجری مین جسدن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اسیدن شہر حمص مین اُنتالیس ۳۹ برس کی عمر مین واصل جہنم ہوا۔"

جناب شاہ صاحب نے کچھ وہ حالات اور وہ واقعات بھی تحریر فرمائے ہین جو بعد واقعۂ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام واقع ہوے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

بعد شہادت امام حسینؑ آسمان سے خون برسا

پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئی اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیہ سنے گئے۔ اور نوحہ و رونا چنات کا۔ اور گھومنا درندون کا آپ کی لاش کی نگہبانی کے واسطے اور قافلون کے ٹھہرنون مین سانپون کا گھسنا۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعۂ جان گداز سے آگاہ ہو جائین بلکہ بقاے دنیا اس رنج و الم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلعم کی اُمت مین ثمرہ اسی شہادت کا ہے سو بہ تحقیق اس شہادت کا عالم بالا اور عالم خاک اور

Presented by Ziaraat.Com

عالم غیب۔ اور عالم شہادت اور جن وانس۔ اور اہل نطق وخموشی ہین (اہل خموشی سے) جانور اور درخت اور پتھر مراد ہین) ؎

جن انس ارض وسما حور سے لے تا بہ فلک　　کون وہ دل ہے کہ اس درد سے آگاہ نہین

جناب شاہ صاحب نے ان واقعات کی بابت بہت سی حدیثین لکھی ہین انمین سے جو دو چار حدیثین نقل کیجاتی ہین ملاحظہ فرمائین:۔

پہلی　اخرج البیھقی وابونعیم عن نصرۃ الازدیۃ　　نصرہ ازدیہ سے بیہقی اور ابونعیم نے

قالت لما قتل الحسینؑ امطرت السماء　　روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے تو آسمان سے

دما فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل　　خون برسا صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور گھڑے

شئ لنا ملان دما ص۳۲　　اور برتن خون سے لبالب ہو گئے تھے۔

دوسری　واخرج البیھقی وابونعیم عن　　اور بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت

الزھری قال بلغنی انہ یوم قتل　　کی کہ کہا زہری نے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جس دن

الحسین لم یقلب حجر من احجار　　حسینؑ شہید ہوے جو پتھر کہ بیت المقدس سے

بیت المقدس الا وجد تحتہ　　اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون

دم عبیط　　نکلتا تھا

تیسری　اخرج البیھقی عن امرجان　　بیہقی نے ام جبان سے روایت کی کہ جس دن

قالت یوم قتل الحسین اظلمت　　حسینؑ شہید ہوے ہم پر تین دن اندھیرا رہا

علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من　　اور جس نے زعفران اپنے چہرے پر

زعفرانھم شیئا یجعلہ علی وجھہ　　ملی اس کا منہ جل گیا۔ اور جو پتھر

الا احترق ولم یقلب حجر فی بیت المقدس　　بیت المقدس کا اٹھایا گیا اوس کے

Presented by Ziaraat.Com

الا وجد نحتہ دمعہ یطبط — نیچے سے تازہ خون نکلا۔

چوتھی — اخرج ابونعیم عن حبیب بن — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت
ثابت قال سمعت الجنیۃ تنوح تبکی — کی ہے کہ جنات یہ کہکر حسینؑ کو روتے تھے
الحسین وھی تقول شعر مسح النبی — کہ اسکی جبین کو نبیؐ نے چوما تھا۔ اسکے رخسار
مسیح النبیؐ جبینہ فلہ بریق فی الخدود — کیا ہی روشن ہین۔ اس کے ماں باپ قریش
ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود — کے بلند لوگون سے ہین اور ان کا نانا سب سے بہتر ہے

پانچوین — اخرج ابونعیم من طریق حبیب — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے اور انھون
بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت — نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
نوح الجن منذ قبض النبی تبکی — فرماتی ہین جب سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ و — نے انتقال فرمایا مین نے جنات کا رونا نہین
ما اری ابنی الا قد قتل تعنی — سنا بجز آج کی رات کے۔ اسلئے مین نے جانا
الحسین فقالت لجاریتھا اخرجی — کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پس مین نے اپنی کنیز سے کہا کہ
فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل و — تو گھر سے نکلکر پوچھ تو۔ معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوے
اذا الجنیۃ تنوح شعر — اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ (ترجمہ اشعار)
الا یا عین فابکی لی بجھد ومن یبکی علی الشھداء بعدی — اے چشم تجھ سے جتنا ہو سکے گریہ وزاری کر ان شہیدون پر
علی رھط تقودھم للنایا الی متجبر فی الملک وغد — جنکو موت ظالم جبار ناکس کمینہ کنان کشان لے گئی

۲۴

چھٹی — واخرج ابن عساکر عن المنھال — ابن عساکر نے منہال ابن عمرو سے روایت
بن عمرو قال انا واللہ رایت راس — کی ہے کہ مین شہر دمشق مین تھا۔ کہ واللہ
الحسین حین حمل وانا بدمشق و — مین نے دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک حسینؑ کو لیجا رہے تھے

Presented by Ziaraat.Com

بین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکھف حتی بلغ قولہ تعالیٰ "امر حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا" فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من ذلک قتلی وحملی ۳۵

اور آگے سر مبارک کے ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا جاتا تھا جب اس آیت پر پہونچا کیا تو نے جانا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیون سے عجوبہ تھے) تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویا کر دیا اور اسنے بزبان فصیح کہا کہ میرا قتل اور میرے سر کا نیزے پر چڑہایا جانا اصحاب کہف کے قصہ سے زیادہ تر تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔

ساتوین اخرج احمد والبیھقی عن ابن عباسؓ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنوم ذات یوم نصف النھار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیھا دم فقلت ماھذہ قال دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فوجدت قد قتل ذلک الیوم ۳۶

احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا کہ مین نے ایک دن دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلودہ ہین اور دست مبارک مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ مین نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا یہ حسینؑ اور اُسکے اصحاب کا خون ہے اسکو مین آج صبح سے جمع کر رہا تھا ابن عباس کہتے ہین کہ اُسوقت کو یاد رکھا گیا آخر مجھے خبر ملی کہ اسیدن حسینؑ شہید ہوئے۔

آٹھوین اخرج ابو نعیم من طریق ابن لھیعہ عن ابی قبیل قال لما قتل الحسینؑ اجتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ فخرج علیھم قلم من حدید فکتب سطرا بدم

ابو نعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اور اس نے ابی قبیل سے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے اور اشقیا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوئے پہلی منزل پر نبیذ پینے بیٹھے تھے ناگہان غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اُسنے خون سے یہ لکھا

Presented by Ziaraat.Com

شعر	ترجمۂ شعر
اترجوا امۃ قتلت حسینا	"کیا وہ لوگ جو حسینؑ کو قتل کرین،
شفاعۃ جدہ یوم الحساب	اُنکے نانا سے روز محشر شفاعت کی امید بھی رکھتے ہین"

بھائیو! جناب شاہ صاحب کے کلام اور ان احادیث کے ساتھ اُن علما کے اقوال پر بھی نظر کرو جو یزید بن معاویہ کو خلیفہ برحق بتاتے ہین اور خود ہی انصاف کرو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کی تعمیل یہی ہے کہ یزید سے فاسق و فاجر کو تو تمھارے علما امام مفترض الطاعت بتائین۔ اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت واجب ٹھہرائین۔ اور بیعت نہ کرنے سے باغی بتائین یہ اقوال ان علمائے اہلسنت کے ہین جو علما و اعلام اور فضلا عظام مین شمار کئے جاتے ہین۔ جنکے احکام اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دار و مدار ہے

المختصر ان خاصان خدا کی مظلومی اور بیکسی۔ اور جور و تعدی کی روایتون اور حکایتون سے کتب سیر و اخبار و احادیث مذہب اہلسنت مملو ہین اور ان باتون کو کل علمائے اہلسنت چھوٹے اور بڑے تسلیم بھی کرتے ہین۔ مگر بقول شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کیے نیست

صرف اپنے مذہب کی بقا کے لئے مصائب آل رسولؐ سے چشم پوشی اور انکار کرتے ہین اور ہمہ تن ان کے چھپانے مین ساعی اور کوشان رہتے ہین۔ اور یہ سب اہتمام محض اصحاب کی خاطر کئے جاتے ہین تاکہ انکا پردہ فاش نہو۔ کیونکہ ان حالات اور تذکرات کے ذکر و اذکار سے سقیفہ بنی ساعدہ کے کارنامون پر روشنی پڑتی ہے اور ان کا اثر فضیلت صحابہ اور خلافت اولے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ہم نہین کہتے بلکہ یہ قول بھی خود تمھارے ہی علما و فضلا عظام کا ہے۔ جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی

قول علامہ تفتازانی کہ یزید کا برا کہنے سے اسلئے منع کرتے ہین کہ اُسکے اوپر والون تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے

شرح مقاصد مین صاف صاف تحریر فرماتے ہین کہ:-

"آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوئے ہین وہ طشت از بام ہین جو کسیکے چھپانے سے چھپ سکتے اور جن علمار نے اہلبیت رسولؐ کے حالات اور واقعات کربلا بیان کرنے اور یزید کو بُرا کہنے کی ممانعت کی ہے۔ اس کا قوی سبب یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنے مین قوی اندیشہ اور خوف اس امر کا ہے کہ اسکے اوپر والون پر لعن کرنیکا سلسلہ قائم موجائے گا۔ جیسا کہ رافضیون مین رائج ہے"

علامۂ موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:-

ان ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات	جو نزاعات اور مشاجرات مابین صحابہ
والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب	واقع ہوے اور جو زبان زد خلائق ہین نیز
التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقات یدل	کتب تواریخ مین مندرج ہین اُن کا سبب بجز
بظاھرہ علی ان بعضھم قد حاد عن طریق الحق	عناد و حسد و بغض اور طلب ریاست و خواہشات
وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث لہ الحقد	لذات نفسانی کے اور کچھ نہین ہے۔ کیونکہ نہ کل
والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ	اصحاب معصوم تھے نہ یہ ضرور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلعم
والمیل الی اللذات والشھوات اذ لیس کل صحابی	کی صحبت مین رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو۔ علمار نے
معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر	بہ سبب اس حسن ظن کے جو اُن کو صحابہ کے ساتھ
موسوما الا ان العلماء لحسن ظنھم باصحاب رسول اللہ	ہے۔ اُن مشاجرات اور نزاعات کی تاویل کی ہے
قد ذکروا لھا محامل وتاویلات بھا تلیق وذھبوا	اور دوسری باتون پر اُن کو محمول کر دیا ہے اور
الی انھم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق وصونا	یہ اُنھون نے اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگون کے
لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار	عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار و عشرہ
الصحابۃ سیما المھاجرین منھم والانصار والعشرۃ	بالثواب کے بارہ مین فاسد نہ ہوجائین۔ رہا یہ امر

Presented by Ziaraat.Com

بالثواب فی دار القرار وما جری بعدھم من الظلم علی اھلبیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمن الظھور بحیث لا مجال للاخفاء ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الاراء اذ تکاد تشھد بہ الجماد والعجماء ویبکی لہ من فی الارض والسماء وتنھد منہ الجبال وتنشق الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشھور ومر الدھور فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی فان قیل فمن علماء المذھب من لم یجوز اللعن علی یزید مع علمھم بانہ یستحق ما یربو علی ذلک ویزید قلنا تخامیا علی ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی کما ھو شعار الروافض علی ما یروی فی ادعیتھم ویجری فی اندیتھم فرای المعتنون بامر الدین الجام العوام بالکلیۃ طریقا الی الاقتصام فی الاعتقاد بحیث لا تزل الاقدام عن السواء ولا تضل الافھام بالاھواء والا فمن یخفی علیہ الجواز والاستحقاق وکیف لا یقع علیھا الاتفاق۔

حالانکہ ظلم وستم کی ابتدا تو انھین سے ہوئی) ایسا طشت از بام ہے کہ اسکا اخفا ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہو اُس شخص پر جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ یا جس نے اُسکا ارتکاب کیا یا جو اُس پر راضی ہوا یا جس نے اسمین سعی کی۔ اور یہ امر کہ بعض علماء مذہب نے یزید بن معاویہ پر لعنت کرنا جائز قرار نہین دیا۔ حالانکہ وہ جانتے ہین کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور اُسپر لعنت کرنے سے یہ اندیشہ وخوف ہے کہ اُسکے اوپر والون پر لعنت کا سلسلہ قائم ہوجائیگا۔ جیسا کہ رافضیون کی محفلون مین رائج ہے پس بلحاظ دور اندیشی وپیش بندی علماء نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے تاکہ یہ سلسلہ اوپر والون کی طرف رہبری نہ کرے۔ ورنہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ باتفاق یزید پر لعنت کرنا درست اور وہ اسکا مستحق ہے۔ پھر کس لئے اسپر اتفاق نہ کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

قول امام غزالی

ابن حجر مکی صواعق مین لکھتے ہین :-

قال الغزالی وغیرہ یحرم	امام غزالی وغیرہ کا بیان ہے کہ واعظ پر فرزندان
علی الواعظ روایۃ مقتل الحسن ع	رسولؐ یعنے حسنؑ کے قتل کا حال اور اصحاب کی
والحسین ع وحکایاتہ وما جری بین	باہمی عداوت و دشمنی کے حالات بیان کرنا۔
الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ	حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اصحاب کے حقیقی حالات
یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن	معلوم ہوتے ہین اور اس سے لوگون کو اصحاب پر طعنہ زنی
فیھم	اور انسے بغض رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بھائیو ! یہ باتین غصب حقوق و ایذا رسانی اہلبیت رسول مختار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہین جو خود محدثین و محققین و متکلمین و مفسرین و ائمہ اہل سنت صغار و کبار کی زبان و قلم سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہین ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اپنے ہی ہادیان مذہب و ملت بلکہ خدا و رسولؐ کی تکذیب کرنی ہے و نعوذ باللہ قولہ عز و جل

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ	پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے
وکذب بالصدق اذ جاءہ	برخلاف جھوٹ بولے۔ اور سچ کو جب اسکے پاس
(پ ۲۴-ع ۳)	آئے جھٹلائے۔

شاہ صاحب نواب محسن الملک اور جناب شبلی صاحب ہی کے اقوال سے بطلان مذہب اہل سنت ثابت ہے

غرض جبکہ اہلسنت کے مذہب کی حقیت اور بطلان کا دارومدار اصحاب ممدوحین کی بھلائی اور برائی پر ہے تو جو کچھ ان کے حالات و واقعات اسناد کے ساتھ اس جلد مین لکھے گئے ہین۔ ان کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرین کہ خود انھین کے علما و اصحاب کبار کے حالات جو منافی ایمان و اسلام ہین کس شد و مد اور توضیح و تصریح سے قلمبند کر گئے ہین اور ان کی حرمت و فضیلت اور ایمان و اعتقاد پر کیسے کیسے گل کھلا گئے ہین۔ اگر قطع نظر اقوال دیگر علما صرف اپنے ہی پیر و مرشد زبدۃ العارفین

Presented by Ziaraat.Com

خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے اِس ارشاد

" مذہبی کہ مخالف این دو عظیم القدر قرآن و اہلبیت، باشد عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبرست

و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست"

پر غور کرین تو حضرت پیر و مرشد ہی کے قول سے ان کے مذہب کا بطلان ثابت ہے اِس لئے کہ اسکا دارو مدار صرف اصحاب کی پیروی پر ہے جنکی اتباع کا حکم نہ خدا نے دیا نہ رسولؐ نے اور جب کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرکے آل رسول سے منحرف ہوگئے تو بدلیل

قولہٗ تعالیٰ

ومن یعص اللہ ورسولہ — جس شخص نے خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی

فقد ضل ضلالاً مبینًا — کی یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہو چکا۔

انکی پیروی عین خطا ہے ؎

خلافِ پیمبرؐ کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علی ہذا نواب محسن الملک بھی صاف صاف ان الفاظ مین کہ

"جو باتین غصب حقوق اہلبیت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح سمجھی جائین تو

اُنسے کل مہاجرینؓ انصار اور اصحاب نبوی کا اِسلام و ایمان سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے"

اصحاب عام و خاص کو اِسلام سے خارج کر گئے ہین۔ اور جن اصحاب کی جانب سے وہ باتین جو باعث ایذا و رنج و ملال اہلبیت رسالت ہوئین وقوع مین آئین وہ خود کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہین جن کو ہم بیان کر آئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے آل رسول کو ایذا دی۔ اُسنے رسول اللہؐ کو ایذا دی۔ جس نے رسول اللہؐ کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی جس پر متعدد حدیثین شاہد ہین۔ ازانجملہ یہ ہین:۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی روی عن مجاهد قال خرج رسول — مجاہد کہتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذا — علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوے
بید فاطمۃ فقال من عرف هذه — گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو
فقد عرفها ومن لم یعرفها فهی فاطمة — پہچانتا ہو وہ تو پہچانتا ہو اور جو کوئی نہین پہچانتا وہ پہچان لے
بنت محمد وهی بضعة منی وهی قلبی — کہ یہ فاطمہ میری بیٹی اور میرے جگر کا ٹکڑا میرا
وهی روحی من اذاها فقد اذانی و — دل اور میری روح ہے جس نے اس کو ایذا دی
من اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ ابن عساکر — اُس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی
(رابح المطالب ص۲۴۵) — اُسنے خدا کو ایذا دی۔

دوسری عن علیؑ قال رسول اللہ صلی اللہ — جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ بہ تحقیق
علیہ وآلہ وسلم قال لفاطمۃ یا فاطمۃ — جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمہ
ان اللہ یغضب بغضبك ویرضی برضاك — علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
اخرجہ ابو یعلی والطبرانی والحاکم — تیرے غضب کی وجہ سے غضب مین آتا ہے۔ اور
ابونعیم (ایضا) — تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلعم کے ایذا دینے والون کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یوذون اللہ ورسولہ — یعنی جسنے خدا اور اسکے رسول کو ایذا دی
لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لهم — اُس پر دنیا اور آخرت مین پھٹکار ہے۔ اور
عذابا مهینا۔ — اُس کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۲) والذین یوذون اللہ ورسولہ لهم — اور جو لوگ اللہ کو اور اسکے رسول کو ایذا دیتے
عذابٌ الیمٌ — ہین۔ اُنکے لئے عذاب دردناک ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جو کچھ اصحاب کی نسبت جناب بھائی صاحب نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی فیصلہ شمس العلماء شبلی نعمانی کا بھی ہے۔ یعنی

"اگر حضرت عمر ان باتون مین جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین دخل دیتے تو بزرگ

ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے"

اور حضرت عمر کا امور رسالت مین دخل دینا بھی ہم حسب اقوال علماے کرام اہلسنت ثابت کرائے ہین۔ اور آیندہ بھی بہت کچھ ثبوت پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف اور مخالفت و مزاحمت کرنیوالون کی نسبت اللہ کا ارشاد فرماتا ہے۔

ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله	یہ اسلئے کہ انھون نے اللہ اور رسول کی
ومن يشاقق الله ان الله شديد	مخالفت کی اور جس نے اللہ کی مخالفت کی تو
العقاب ...	اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے
(۲) الم يعلموا انه من يحادد الله ...	کیا انھین معلوم نہین کہ جو لوگ اللہ
رسوله فان له نار جهنم خالدا	اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہین ان کیلئے
فيها ذلك الخزى العظيم	جہنم کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور یہ
پ ۱۲ - س توبہ	بہت ہی بڑی رسوائی ہے۔

پس جبکہ اصحاب ممدوحین کا کچا چٹھا آپ پر کھل گیا اور جن علماء پر آپ کو ناز ہے۔ جن کی تصنیفات تالیفات کو آپ اپنے دین و مذہب کا ستون سمجھتے ہین وہی اصحاب کے متعلق یہ قول فیصل کر گئے ہین۔ اور ایسے ایسے فتوے دے گئے کہ جن سے کوئی مسلمان انکار ہی نہین کر سکتا۔ تو ان کے اقوال پر عمل کرو اور ایسی جلی شہادتون کے بعد اپنے ان علماء کی ہدایت کو ضلالت سمجھو

جو خدا اور رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈال کر تم کو یہ نصیحت کرتے ہین کہ :-

" روش المبنت واجماعت آنست کہ صحابہ را جز بخیر یاد نہ کنند وانچہ از ایشان در مشاجرات و محاربات

وتقصیر در حقوق اہلبیت نبویؐ در رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار را زان اغماض کنند

وتغافل ورزند وگفتہ ناگفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انکارند

ہدایت و نصیحت

اگر خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہو تو حق و باطل کھل جانے کے بعد ایسی نصیحتون پر عمل کر کے اپنے آپ کو آیۂ کریمہ -

(۱) اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ — انھون نے اپنے پیرون اور درویشون کو اپنا رب بنالیا۔

کا مصداق نہ ٹھہراؤ۔ آخر کار ایک دن خدا کے سامنے جانا اور حساب دینا ضرور ہے قولہ تعالےٰ

(۲) واتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ تحشرون — اور ڈرو اللہ سے اور یقین جانو کہ تم اسکی طرف اٹھائے جاؤگے "

وہان پیری و مریدی کے یہ راز و نیاز کچھ کام نہ آئینگے بلکہ اُسدن مرید اپنے پیرون سے اور پیر اپنے مریدون سے بیزاری کرینگے۔ قولہ تعالےٰ

اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب (پ ۲ سورۂ بقر ع ۱۲) — کیا وہ شدید وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے پیرون سے پیچھا چھڑائین گے۔ اور اپنی آنکھون سے عذاب دیکھین گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات منقطع ہوجائین گے

اور مرید اپنے پیرون کی نسبت یہ کہینگے :-

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا — اور کہینگے اے پروردگار ہمارے یقینا ہم نے

وکبراءنا فاضلونا السّبیلا ہ — اپنے سرداروں اور اپنے بڑے بڑوں کی اطاعت

(پ ۲۲ س احزاب ع ۸) — کی پر اُنھوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکایا

اگر چاہتے ہو کہ آپکا بیڑا پار ہو تو اِس حدیث پر

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی — میرے اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوحؑ کے ہے جو اُسپر سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جس نے اس سے کنارہ کیا غرق اور ہلاک ہوا۔

عمل کر کے اِس جماعت سے جسکی بدولت جہاز آل رسولؐ واولاد بتولؑ غرق ہوا جس سے آئینہ ایمان و اِسلام کو زنگ لگا۔ الگ ہو جاؤ اور زمرۂ مومنین مین جسکو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے اولئک ھم المھتدون فرمایا ہے ملجاؤ ؎

بیا بہ میکدہ وچہرۂ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

آخر ؎

نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک — رہوگے یونہین فارغ البال کب تک
رہے گی نئی پود پامال کب تک — نہ چھوڑوگے یہ بھیڑ یا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

آل رسولؐ کو اپنا ہادی و امام نہ سمجھنے اور اُن سے متمسک ہونے کا تاسف اور غم آپکو اُس وقت ہوگا جس وقت آپ پر یہ حالت طاری ہوگی

کلا اذا بلغت التراقی — "جب کہ جان ہنسلی تک پہونچے گی"۔

وقیل من راق — "اور کہا جائے گا کہ کون افسون کرنے والا ہے"

Presented by Ziaraat.Com

وظن انہ الفراق — "آدمی سمجھے گا کہ اب جدائی ہوتی ہے"

والتفت الساق بالساق — "اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹی ہوگی"

الی ربك یومئذ المساق — "تیرے پروردگار کی طرف کھنچکر جانا ہوگا"

فلا صدق ولا صلّٰی — "نہ تو نماز پڑھی نہ تصدیق کی"

ولکن کذب وتولّٰی — "بلکہ جھٹلایا اور مُنھ موڑا"

ثم ذھب الی اھلہ یتمطی — "پھر اپنے لوگون کی طرف اینٹھتا ہوا گیا"

اولٰی لك فاولٰی ثم اولٰی لك فاولٰی — "ویل ہے تیرے لئے، پھر ویل ہے تیرے لئے"

اُسوقت اِس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہوگے۔ اور حسرت سے کہوگے کاش خدا پھر ہم کو دنیا مین لوٹادے تاکہ ہم حسب حدیث رسولؐ قرآن اور آل رسولؐ سے متمسک ہوکر زمرۂ مومنین مین شریک ہوجائین۔ جیسا کہ خداوند متعال تم کو آگاہ فرماتا ہے:۔

وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ — اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوجاؤ

من قبل ان یاتیکم العذاب ثُمَّ — اور اسکی فرمانبرداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تمپر

لا تنصرون ۰ واتبعوا احسن ما انزل — غضب نازل ہو۔ پھر تم کو کسی طرف سے مدد نہ پہونچ سکے

الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم — تمہارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی باتین نصیحت کی

العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ۰ — تمپر نازل ہوئی ہون اُنپر چلو قبل اسکے کہ یکایک تم پر

ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت — عذاب نازل ہو۔ جبکہ تم کو اسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو

فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین — کہین ایسا نہو کہ آخرکار تم مین سے کوئی کہنے لگے کہ افسوس

او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت — میری اس کوتاہی پر جو مین نے بھی پاس خدا رکھنے مین کی

من المتقین ۰ او تقول حین تری — اور مین تو ان باتو پر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی عذاب کو آتا دیکھکر کہنے لگے

العذاب لوان لی کرۃ فاکون من المحسنین ۰ کہ اگر کاش مجھ کو دنیا مین پھر لوٹ کر جانا نصیب ہو

بلی قد جاءتک اٰیاتی وکذبت بھا تو مین بھی نیک بنکر نیکون کے زمرے مین رہتا

واستکبرت وکنت من الکافرین ۰ اُسوقت خدا اُس سے فرمائے گا۔ ہان ہمارے احکام

(پ ۲۴۔ سر الزمر ع ۶) مجھکو پہونچے اور تو نے جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا، اور

کافرونمین سے ایک تو بھی ہوگیا"

پس لازم ہے کہ اس سفر سے پہلے حسب ارشاد باری تعالیٰ۔

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی اور اُس کے حضور مین وسیلہ بہم پہونچاؤ اور اسکی

سبیلہ لعلکم تفلحون (پ ۶ مائدہ ع ۱۵) راہ مین جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ"

ایسا وسیلہ پکڑو جسکے ساتھ حق ہو۔ اور وہ حق کے ساتھ ہو۔ جو نہ قرآن سے جدا ہو۔ اور نہ جس سے قرآن جدا ہو۔ وہ وسیلہ حبل المتین نفس رسول رب العالمین خاتم الوصیین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین سید العارفین امام البررہ۔ قاتل الکفرہ مظہر العجائب الغرائب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

؎ کہا رسول نے بازو پکڑ کے حیدر کا مدینہ علم کا تو مین ہون اور باب یہ ہے

جسے پہونچنا ہو مجھ تک وہ راہ اِس سے رکھے خطا کے اور ہین رستے رہِ صواب یہ ہے

اسی وسیلہ سے تمھاری ڈوبتی ہوئی کشتی پار لگے گی۔ اور تم کو بروز حساب حسب آیہ شریفہ

ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون "نہ کسی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ کچھ غم وملال"

کچھ غم نہ ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

نیست پرسش نیست خوف روزِ حشر　　چون تو ہستی از برائے عاصیان فریاد رس

اگر یہ وسیلہ چھوڑ دیا تو بروز حشر دست تاسف ملوگے اور بحسرت و ندامت یہ کہوگے

یالیتنی اتخذت مع الرسول　　کاش رسول اللہ کے ساتھ مین بھی دین کا

سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا　　"سیدھا راستہ پکڑتا۔ ہاے افسوس کاش فلان شخص کو

خلیلا ۵ پ ۱۹ س الفرقان ع ۱۲　　اپنا دوست نہ بناتا"

آگاہ ہو کہ وہان یہ سوال وجواب بھی ہون گے

کلما القی فیھا فوج سألھم　　جب ایک فوج جہنم مین ڈالی جائے گی نگہبان

خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا　　اُن سے پوچھین گے کہ آیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے

قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا　　والا نہین آیا تھا۔ وہ کہین گے کہ ہان ہمارے پاس

ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی　　آیا تو تھا ضرور مگر ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہدیا تھا کہ

ضلال کبیر　　اللہ نے کوئی چیز نہین اُتاری ہے تم خود ہی بڑی

(پارہ ۲۹۔ سورۃ الملک)　　گمراہی مین ہو۔

من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم　　تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قولہ تعالے

قد جاءکم بصائر　　بتحقیق تمھارے پروردگار کی طرف سے دلیلین

من ربکم فمن ابصر فلنفسہ　　آچکی ہین پس جس نے (انھین) دیکھا اُسکا فائدہ

ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم　　اُسی کے لئے ہے اور جو (اُن سے) اندھا ہوا اسکا

بحفیظ ۰　　ضرر اُسی پر ہے اور مین تم پر نگہبان نہین

(پ ۷۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۵)

Presented by Ziaraat.Com

الحمد للہ علی احسانہ کہ اسکی توفیق و تائید سے آیات محکمات کی پہلی جلد ختم ہوئی
اگرچہ یہ جلد آیات بینات کے صرف نو صفحون کے جواب مین ہے۔ مگر مضامین مندرجہ کے ملاحظہ سے
معزز ناظرین پر روشن ہوگا کہ مین نے صرف آیات بینات ہی کے جواب پر قناعت نہین کی ہے
بلکہ ضمناً ان تاریخی واقعات اور حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے ناواقف لوگون کو آگاہ کرنا
ضرور تھا۔ یعنے اللہ جل شانہ کی جو غرض بعثت سب الانبیا خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے
تھی کہ لوگ شرک کفر کی تاریکی سے نکالے جاکر ایمان و اسلام کی روشنی مین لائے جائین۔ اور جو
کتاب خدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیگئی ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے
اسپر اور روز آخرت پر صدق دل سے ایمان لائین کما قال اللہ عز وجل

(۱) الرٓ کتاب انزلناہ	اے رسول یہ کتاب ہم نے تمھارے پاس
الیک لتخرج الناس من الظلمات	اس غرض سے اتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب
الی النور باذن ربھم الی صراط	لوگون کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی
العزیز الحمید	کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف
(پ ۱۳ - س ابراھیم)	خدا کے راستے کیطرف لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیجائے
(۲) ھو الذی بعث فی الامیین	وہی تو ہے جسنے جاہلون مین ان ہی مین کا
رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ و	ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتین
یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	پڑھتا ہو اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور
وان کانوا من قبل لفی ضلال	عقل کی باتین سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ
مبین ۰	لوگ صریحی گمراہی مین پڑے ہوے تھے۔

یہ غرض اسکی باحسن الوجوہ آپ کی ہدایت و نصیحت سے حاصل ہوگئی کہ دنیا ایمان و اسلام

Presented by Ziaraat.Com

کے نور سے روشن و منور ہوگئی۔ مگر افسوس ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنکھ بند ہوتے ہی اصحاب نے احکام خدا و رسول کے خلاف ورزی کرکے اپنی حرص و ہوا کو ایسا دخل دیا کہ جس سے ایک دین اسلام کے تہتر ۷۳ ٹکڑے ہوگئے۔ جن مین صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی ناری۔

لہذا اِس امر کے تحقیق کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہین اور کون لوگ اس تفرقہ اندازی اور خرابی کے باعث ہوے۔ نیز یہ اہم مسئلہ بھی قابل غور تھا کہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی جانشین کی جو حافظ شریعت ہو ضرورت تھی۔ اگر تھی تو وہ جانشین منصوص من اللہ ہونا چاہیئے تھا یا اجماع امت سے کیا خود جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حین حیات مین کسی کو اپنا جانشین کر گئے تھے۔ اگر کر گئے تھے تو کیا کل اُمت نے اِس کی اطاعت و متابعت کی۔ ہر چند کہ بعد رسول مقبول صلعم تا وقت زوال سلطنت مغلیہ عنان خلافت و حکومت خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین رہی۔ مگر تمام خلفاء و سلاطین بالخصوص آل رسولؐ و اولاد بتولؑ ہی کے دشمن کیون رہے جسکا اثر اب تک باقی ہے ؎

ستایا سب کو بنا ڈالی غدر کی افسوس ستمگرون نے نہ کچھ ان کی قدر کی افسوس

اور دشمنی و عداوت بھی وہ کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی ؎

رسولؐ و فاطمہؑ زہرا کا گھر تباہ کیا نہ پاس حرمت پیغمبر آلہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا شہید گیارہ اماموں کو بیگناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا ایک ایک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

علاوہ برین دیگر واقعات و حالات مثل خلافت سقیفہ و آتلاف حقوق اہلبیت نبوی ص مثل

ضبطی فدک وخمس ومیراث وجنگ جمل ونہروان اور واقعات کربلا وغیرہ معرکۃ الآرا مسائل ایسے ہین جنپر روشنی ڈالنے کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ان امور مین سے کچھ تو اِس جلد مین مذکور ہوئے ہین باقی دیگر مجلدات مین لکھے جائین گے انشاء اللہ تعالیٰ

اگرچہ اِس جلد مین جو حالات اور واقعات از روئے کتب اہل سنت درج کئے گئے ہین وہ اجمالاً لکھے گئے ہین تاہم ان سے بھی مذہب اہلسنت وجماعت کا بجاے قرآن وحدیث اصحاب کے اقوال پر قائم ہونا۔ اصحاب کا امور شریعت مین اپنے قیاس پر عمل کرنا۔ احکام رسالت سے عدول کرنا۔ امور رسالت ونبوت مین حجت وتکرار کرنا۔ وصی رسولؐ وبضعۂ رسولؐ کو ایذا دینا حقوق اہلبیت نبویؐ ساقط کرنا۔ ان خاصان خدا کی توہین کرنا۔ اُن کو تباہ وتاراج کرنیکے اسباب فراہم کرنا۔

یہ سب باتین خود انھین کی کتابون سے اور انھین کے علماء کرام وفضلاے عظام کے اقوال سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ بخوبی ثابت ہوچکی ہین پس جو چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے اور جس کے دل مین ایمان کا درد ہے اُس سے تو یہ توقع ہوسکتی ہے کہ حالات اور واقعات مندرجہ پر غور کرکے اپنے ایمان اور اعتقاد کی اصلاح کرے گا۔ کما قال اللہ عزّ وجل

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر — "جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو ڈرتا ہی وہ جلد

من یخشیٰ — سمجھ جائے گا"

البتہ جو آیۂ کریمہ :-

کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون — نہین بلکہ اُن کے کرتوتون نے اُنکے دلون مین زنگ لگا دیا ہی

کے مصداق ہین۔ اور اپنی حرص وہوا کے پیچھے نہ خداے پاک کی شہادتون کو مانتے ہین۔ نہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون کو سنتے ہین۔ نہ اپنے ہی ائمہ کرام وعلماء عظام کے اقوال کو دیکھتے ہین۔ اور نہ اُن پچھلی اُمتون ہی کے حالات سے جنکے جو خدا اور انبیاء مرسلین سے سرکشی

Presented by Ziaraat.Com

اور نافرمانی کرکے عذاب شدید مین مبتلا ہوے کچھ عبرت حاصل کرتے ہین اور اصحاب کی مودت و محبت مین آکر یہ

وما یاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا	اُنکے پاس خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت ایسی نہین
کانوا عنہ معرضین فقد کذبوا فسیاتیھم	آئی کہ اُس سے روگردان نہوتے ہون اُنھون نے یقینا
انبؤا ما کانوا بہ یستھزؤن ۝	جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے
(پ ۱۹ س الشعراء ع ۱۴)	اسکی خبرین اُنکے پاس آجائین گی۔

کو پس پشت ڈالتے ہین ان کی توجہ خدا و رسولؐ کے احکام کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس	در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اگرچہ جو حالات اور واقعات اِس جلد مین لکھے ہین اور جو دلائل اُسکے متعلق پیش کئے ہین وہ ایک طالب حق کیلئے بہت کافی ہین تاہم ابھی ہم کو بہت کچھ لکھنا اور پیش کرنا ہے چونکہ حضرت شاہ صاحب نے بعض آیات پاک سے مثل "محمد رسول اللہ والذین معہ الخ" "کنتم خیر امۃ" "فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم" "والسابقون الاولون" "لقد رضی اللہ عن المومنین" و دیگر آیات سے اصحاب ممدوحین کے فضائل کا استدلال کیا ہے۔ اور اُن آیتون کو انھین کی شان مین بتایا ہے۔

اور جناب بھائی صاحب نے بھی برادران اہل سنت کو خوش کرنے کے لئے بلا تحقیق اس امر کے کہ اُن آیات پاک کا منطوق اِن حضرات کے حالات کے لحاظ سے اُنپر صادق آتا ہے یا نہین اور جناب شاہ صاحب کے رنگ مین مل گئے ہین۔ لہذا اُن کی رد بہ تائید ایزدی حسب اقوال محدثین کرام و مفسرین عظام اہل سنت آیات محکمات کی جلد ثانی مین کی گئی ہے۔ نیز علماے اہلسنت نے اِن آیتون کو اصحاب ممدوحین کے حق مین منطبق کرنے مین جو کچھ تحریفات معنوی اور توجیہات تلبیسات کئے ہین اُن کا بھی انکشاف اِس طور سے ہوا ہے کہ ناظرین حق پسند بیساختہ

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا "کہو حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہوگیا بیشک باطل مٹنے والا ہی ہے"

کہنے لگین۔ یہ دوسری جلد جس مین یہ معرکۃ الآرا مباحث مذکور ہین قابل ملاحظہ ہوگی انشاء اللہ المستعان

ہرچند کہ اس جلد اور دیگر مجلدات کی تالیف مین سالہا سال کی بفحوائے ؎

سختی سہی کہ دم یہ بنی اسکے عشق مین　　کرتا رہا ہون کوہکنی اسکے عشق مین

جانفشانی اور جانکاہی کر رہا ہون مگر الحمد للہ ع

"شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"

اور یہ محض تائید غیبی ہے کہ مجھ ہیچمدان کی زبان و قلم سے یہ سترگ اور اہم کام انجام کو پہونچا ورنہ :-

"من آنم کہ من دانم"

متوقع ہون کہ بفحوائے

انظر الیٰ ماقال ولا تنظر الیٰ من قال　　یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔ اسکو نہ دیکھو کہ کسنے کہا ہے۔

بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ معزز ناظرین و سامعین کو عمل کی اور مجھے باقی مجلدات کے طبع اور اشاعت کی جنکے مسودہ تیار ہین توفیق عطا فرمائے۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

"خدا ہمارے لئے کافی اور اچھا کارساز اور اچھا مالک اور اچھا مددگار ہے"

تمت بالخیر

خاتمہ طبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین وہ دربے بہا جسکے ضو کی طرف مدت سے آنکھین مشتاق تھین، صدف خمول و بحر کمون سے باہر آکر کحل البصر اولی الابصار ہوا اور وہ آفتاب جہان تاب جسکے غروب سے قلوب اہل دل مضطر و بے تاب تھے اُفق ظہور پر جلوہ گر ہوا اور وہ ماہ شب چہاردہ جسکے نظارہ کا ولولہ ناظرین کو ہمہ تن تصویر کئے ہوے تھا رونق بخش اہل انظار ہوا اور وہ آب حیات جو متعطشان حیات جاودانی کو جان بلب کئے ہوے تھا دستیاب ہوا یعنی کتاب مستطاب **ایات محکمات** بجواب آیات بینات چھپکر شایع ہوئی ہرچند آیات بینات کا جواب ہو چکا تھا اور چھپ بھی چکا تھا، لیکن اس جواب کا اشتیاق اسوجہ سے زیادہ تھا کہ جس گھر سے آیات بینات شایع ہوئی تھی اُسی گھر سے جواب بلکہ جس شجر کی ایک شاخ سے آیات بینات نکلی اسی شجر کے دوسری شاخ سے آیات محکمات پیدا ہوئی یعنی جناب جامع الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل ذو المجد الراسخ والفضل العلی الشامخ جناب مولوی سید امیر حسن صاحب زاد مجدہم المتراحب نے نہایت جانفشانی اور کوشش بلیغ سے جواب اپنے بڑے بھائی کی کتاب کا تحریر فرمایا اور ایک عرصہ دراز سے چھاپنے کا قصد تھا لیکن عوائق زمانہ سے اور کل امر مرھون بوقتہ کے اثر قوی سے آجتک ملتوی رہا لیکن اس زمانے مین بحمد اللہ جناب مصنف نے بصرف زر کثیر کمال اہتمام سے خوشخط و تصحیح کامل کراکے شایع کیا ہرچند فی الحال صرف ایک جلد تیار ہوسکی ہے جو ناظرین کی خدمات مین پیش ہے باقی مجلدات آیندہ انشاء اللہ ہدیۂ ناظرین ہونگے. اس کتاب کی خوبی قسمت یہ ہے کہ اسکے بعض مقامات کو بحسب فرمائش مصنف جناب **ناصر الملۃ** دام ظلہم العالی نے ملاحظہ فرمایا اور پسند کیا. مومنین کو چاہیئے کہ اس جلد کو براہ قدردانی بعجلت تمام خرید فرمائین تاکہ مصنف دام ظلہم کی ہمت بڑھے اور جو قیمت مومنین سے وصول ہو وہی وسیلہ باقی مجلدات کی اشاعت کا قرار پائے اور کتاب پوری تمام ہو جائے ٭

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

الراقم الاثم الاحقر شیخ جعفر حسین عفی عنہ

Presented by Ziaraat.Com

قطعه تاریخ نخبة البلغاء العظام و اسوة الادباء الفخام شایق غایات الادب

و مالک ازمة لسان العرب جناب سید حامد حسین صاحب ادیب دام فضلهم العالی

مصحح کتاب هذا

اے مولوی امیر حسن صاحب یقین — وے دودہ خزانۂ عزت بسے ثمین

ذو المجد والمفاخر والزهد والتقی — داری نشان سجدۂ خلاق بر جبین

بنوشتہ کتاب بعلم کلام نغز — ہر حرف حرف وے بحلاوت چو انگبین

تاریخ طبع کرد بہجری رقم براو — شید کہ بصحت و طبعش ترا معین

اے آسمانِ عزت و جلالت بکن نگاہ

آیات محکمات نماید چو مہر دین

سنہ ۱۳۴۴